مجموعۂ تالیفاتِ اشرفیہ

(اضافہ شدہ ایڈیشن)

اصلاحی نصاب

حکیم الامت، مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

○ حیات المسلمین

○ جزاء الاعمال ○ حقوق الاسلام
○ تعلیم الدین ○ حقوق الوالدین
○ فروع الایمان ○ آداب المعاشرت
○ قصد السبیل ○ اغلاط العوام
○ زاد السعید (فضائل درود شریف)

اِدارہ تالیفاتِ اشرفیہ
ریلوے روڈ۔ چوک فوارہ، ملتان

نام کتاب ـــــ "اصلاحی نصاب"

ناشر ـــــ محمد اسحاق عفی عنہ

بار اول ـــــ ایک ہزار

تاریخ اشاعت ـــــ ذیقعدہ ۱۴۰۵ھ

سرورق ـــــ

کتابت ـــــ محمد یوسف جاوید (از تمر د قلم) ملتان

طباعت ـــــ نیو اسلامی آرٹ پریس ملتان

بائینڈنگ ـــــ سجاد بک بائینڈنگ ہاؤس ملتان

قیمت ـــــ ۵۲ روپے

ملنے کے پتے

- ادارہ تالیفات اشرفیہ، پوسٹ بکس نمبر ۳۰۴ ۔ ملتان
- کتب خانہ مظہری ۔ گلشن اقبال ، بلاک نمبر ۲ ۔ کراچی
- ادارہ اسلامیات ۔ انار کلی ۔ لاہور
- مکتبہ امدادیہ ۔ بیت الاشرف ، باغ حیات سکھر
- مکتبہ رشیدیہ ۔ ساہیوال
- مکتبہ مدنیہ ۔ اردو بازار ۔ لاہور

اضافہ شدہ "اصلاحی نصاب"

کے متعلق رائے گرامی!

حضرت اقدس سیدنا و مرشدنا ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ صاحب عارفی دامت برکاتہم
خلیفۂ ارشد :
حضرت حکیم الامۃ مجدد الملت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

"میرے خیال میں کتابوں کا بہت ضروری اور
مفید انتخاب ہوگیا ہے۔
ان شاء اللہ بہت نافع ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ
شرفِ قبولیت عطا فرمادیں ـــــ آمین"

محمد عبدالحیٔ عارفی۔

عرضِ ناشر

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ——— امابعد :

الحمدللہ ——— اضافہ شدہ "اصلاحی نصاب" کا نیا ایڈیشن آپ کے ہاتھوں میں ہے ———

"اصلاحی نصاب" کے کئی ایڈیشن لاہور اور کراچی اور ملتان سے نکل چکے ہیں اور مقبول عام ہو چکے ہیں ——— لیکن ——— ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان کا حضرت سیدنا مرشدنا ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ صاحب مدظلہم کے مشورہ سے "زاد السعید" کے اضافہ کے ساتھ یہ بالکل نیا ایڈیشن ہے —— ——— اب الحمدللہ پوری دس کتابوں کا مجموعہ ہوگیا ———

حق تعالیٰ شرفِ قبولیت نصیب فرمادیں ——— آمین !

احقر اُن تمام احباب کا تہہ دل سے ممنون ہے جنہوں نے اس میں تعاون کیا۔ بالخصوص حضرت مخدومی الحاج محمد فاروق صاحب مدظلہٗ کا جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں بھرپور تعاون کیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء :

احقر محمد اسحاق عفی عنہ

۲۲ شوال ۱۴۰۵ھ

فہرست مضامین

(حیوٰۃ المسلمین)

(۱)

تعلیم الدین
(۳)

فروع الایمان
(۴)

حقوق الاسلام
(۵)

حقوق الوالدین
(۶)

آداب المعاشرت
(۷)

اغلاط العوام
(۸)

فہرست مضامین

(قصد السبیل)

(۹)

فہرست مضامین

(زاد السعید)

(۱۰)

الحمد للہ الذی قال فی کتابہ: کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون ۝ والصلوۃ والسلام علی رسولہ الذی یزکی المومنین ویعلمھم ما لم یکونوا یعلمون ـــــ اما بعد:

انسان مرکب ہے جسم اور روح سے۔ پھر نظر غائر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ روح تو بغیر جسم کے باقی رہ سکتی ہے مگر جسم بغیر روح کے باقی نہیں رہ سکتا۔ جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ دونوں کا رشتہ منقطع ہو جانے کے بعد روح تو عالم برزخ میں موجود اور باقی رہتی ہے مگر جسم اس دنیا میں گل سڑ کر تباہ ہو جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان دونوں (یعنی جسم اور روح) میں، روح زیادہ قیمتی اور اعلیٰ ہے، اور قاعدہ ہے کہ اعلیٰ چیز کی زیادہ حفاظت، نگرانی، اور دیکھ بھال کی جاتی ہے، اور ادنیٰ چیز کی کم ـــــ لہٰذا ہونا یہ چاہیئے کہ ہم اپنے جسم کی جتنی دیکھ بھال اور حفاظت کرتے ہیں، روح کی اس سے زیادہ کریں، مگر معاملہ برعکس ہے یعنی یہ کہ اگر ہمارے جسم میں معمولی سی تکلیف بھی ہو تو ہم بے چین ہو جاتے اور فوراً اس کو دور کرنے کی فکر میں لگ جاتے ہیں، اگر کہیں کانٹا چبھ گیا تو فوراً اس کو نکالنے کی فکر کریں گے۔ خود نہ نکال سکیں گے تو دوسروں سے نکلوانے کی کوشش کریں گے۔ غرض جب تک اس کو نکال نہ لیں گے، چین سے نہ بیٹھیں گے۔ اسی طرح دیگر امراض وغیرہ کا حال ہے، مگر روح کے بارے میں ہم بالکل غافل ہیں اور کبھی خیال بھی نہیں گزرتا کہ روح کی دیکھ بھال کریں کہ اسمیں بیماریاں تو پیدا نہیں ہوگئیں جن کے علاج کی ضرورت ہو۔ ممکن ہے کہ کسی کو یہ شبہ ہو کہ چونکہ جسمانی امراض سے تکلیف پہنچتی ہے اس لئے اس کا احساس ہو

جاتا ہے، اور رُوحانی بیماریوں سے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی اس لئے اس کی طرف نہ دھیان دیا جاتا ہے اور نہ اُس کو دفع کرنے کی فکر ہوتی ہے۔ سو جان لینا چاہیئے کہ بعض جسمانی بیماریاں بھی ایسی ہیں کہ جن سے بظاہر کوئی تکلیف نہیں ہوتی، مگر واقف حضرات انسان کی صُورت دیکھ کر بتا دیتے ہیں کہ تم کو فلاں بیماری لگی ہوئی ہے، جلد علاج کرو، مثلاً کسی کو تپ دق ہو جائے جو ایک مزمن اور مہلک مرض ہے لیکن مریض کو اُس سے کوئی ظاہری تکلیف محسوس نہیں ہوتی، یا کسی کا جگر خراب ہے۔ اس سے بھی مریض کو بظاہر کوئی درد، دُکھن اور تکلیف محسوس نہیں ہوتی، مگر جیسے ہی کوئی ماہر طبیب اس کو مطلع کرتا ہے تو وہ فوراً اپنا چیک اپ کراتا ہے اور اُس کے علاج کی فکر دامن گیر ہو جاتی ہے۔ لہذا غور کرنے کا مقام ہے کہ امراضِ جسمانی میں جب ایک معالج کے کہنے سے یقین آ جاتا ہے اور علاج کی فکر دامن گیر ہو جاتی ہے جس کا حال یہ ہے کہ وہ کبھی صحیح تشخیص کرتا ہے تو کبھی غلطی بھی کرتا ہے۔ تو پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ایسے سچے اور صادق ہیں کہ ان کے صدق میں شُبہ بھی کفر ہے، جن کی شان یہ ہے کہ :

مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ط

نہیں بولتے اپنی خواہش سے مگر وحی کی جاتی ہے۔

اُن کے فرمانے پر کیوں یقین نہیں؟ سُن لیجئے کہ وہ فرماتے ہیں کہ :

اَلَا اِنَّ فِی الْجَسَدِ لَمُضْغَۃً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ۔

(بخاری ومسلم)

آگاہ رہو! کہ بلاشبہ جسم میں ایک لوتھڑا ایسا ہے کہ جب وہ دُرست رہتا ہے تو سارا بدن دُرست رہتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے ـــــ جان لو کہ وہ قلب ہے۔

اور فرمایا کہ :

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی اَجْسَامِکُمْ وَلَا اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ (مسلم)

بلاشبہ خدا تعالیٰ نہیں دیکھتے تمہارے جسموں کی طرف اور نہ تمہاری صُورتوں کی طرف ولیکن دیکھتے ہیں تمہارے دلوں

کی طرف۔

ایسی ہی اور بے شمار حدیثوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قلب کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی اور اس کا تاکیدی حکم فرمایا ہے۔ کیونکہ اخلاص اور توجہِ قلبی کے بغیر تمام اعمال بے جان ہیں اور قبولیت کے درجے کو نہیں پہنچتے۔ جیسے کوئی شخص ظاہر میں تو عبادت (مثلاً نماز) میں مشغول ہے مگر دل میں غفلت چھا رہی ہے کہ یہ تمیز نہیں ہوتی کہ خدا کے سامنے کھڑا ہے یا کوئی اور کام کر رہا ہے، تو ایسے اعمال مقبول نہیں ہوتے۔ چونکہ قلبِ انسانی اللہ تعالیٰ کی توجہ کا خاص محل ہے اور جس طرح طب میں اسکو "سلطان البدن" ہونے کا درجہ حاصل ہے، اسی طرح روحانی اور باطنی علوم و تشریح میں بھی اس کو "ملک الجوارح" ہونے کا شرف حاصل ہے۔ لہٰذا جب تک اس کی حالت درست نہ ہوگی، کوئی صورت فلاح اور نجات کی حاصل نہیں ہوسکتی۔ دیکھئے! کوئی شخص ظاہر میں مسلمان ہو، دل سے نہ ہو تو وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک مسلمان نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی ریا و نمود کے لئے صدقہ نماز روزہ وغیرہ کرتا ہو تو وہ کسی درجے میں بھی شمار نہیں ۔۔۔۔۔۔۔

ہم لوگوں نے آج کل اسمیں بڑی کوتاہی اور غفلت کر رکھی ہے کہ قلب اور روح کی اصلاح سے غافل ہیں۔ گویا یوں سمجھتے ہیں کہ نہ باطنی برائیوں مثلاً حسد، کینہ، تکبر، بغض، غصہ وغیرہ کی اصلاح کی ضرورت ہے اور نہ باطنی خوبیوں مثلاً تواضع، بردباری، قناعت، زہد، تقویٰ وغیرہ کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ حالانکہ جیسے ظاہری عبادات اور اُن کا علم حاصل کرنا ضروری اور واجب ہے اسی طرح باطنی برائیوں اور خوبیوں کا علم حاصل کرنا اور ان پر عمل پیرا ہونا بھی واجب ہے ۔۔۔۔۔۔۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قلب و باطن کی اصلاح، اسکی خوبیوں اور برائیوں کا علم کیسے حاصل ہو اور یہ کہ ان امراض کا علاج کیسے کیا جائے جو روح کو لاحق ہیں۔ نیز یہ کہ باطنی خوبیوں کو کیسے حاصل کیا جائے؟ ۔۔۔۔۔۔ اس کا جواب یہی ہے کہ جیسے جسمانی اور ظاہری بیماری کی تدابیر اور صحتِ جسمانی کے رموز سے اطبا اور ڈاکٹر حضرات واقف ہوتے ہیں اور بیماری کی حالت میں انہی کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح باطنی بیماریوں کے علاج اور صحت

کی پہچان کے لئے بھی خدا تعالیٰ نے معالجین کا ایک طبقہ پیدا کیا ہے جن کو باطنی امراض اور ان کے علاج کا بھی علم ہے اور تجربہ بھی۔ لہذا اس مقصد کے لئے انہی لوگوں کی طرف رجوع کیا جائے گا اور انہی کی بتائی ہوئی تجاویز و تدابیر پر عمل کیا جائے گا۔

مگر اس سلسلے میں ہر مدعی کی طرف رجوع کرنا درست نہ ہوگا، بلکہ صرف انہی حضرات کی طرف کہ جو خود اس دولت سے مالا مال ہیں اور باقاعدہ مستند علم رکھتے اور عمل کا نمونہ ہیں۔ کیونکہ حکمائے یونان، فلاسفہ اور جوگیوں نے بھی صفائے باطن اور روح کی اصلاح کرنے کے بڑے بڑے دعوے کئے اور اس مقصد کے لئے بڑے بڑے مجاہدات اور ریاضات تجویز کئے، مگر چونکہ ان کے پاس وحیِ خداوندی کی روشنی نہ تھی۔ اس لئے انہوں نے قدم قدم پر ٹھوکریں کھائیں۔ انکی نظر صرف مجاہدات و ریاضات پر رہی، ان کو یہ علم نہ تھا کہ یہ جسم و جان، عقل فکر اور قوائے انسانی ہماری ملک نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی امانت ہے۔ اس لئے اصلاحِ باطن کے لئے ایسے مجاہدات و ریاضات تجویز کرنا، اور ایسے طریقے اختیار کرنا جن سے قویٰ یا عقل و فہم معطل ہو جائیں، درست نہیں۔ وہ لوگ نادانی بلکہ تکبر کی وجہ سے اپنے کو انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کی تعلیمات سے مستغنی سمجھتے تھے۔ چنانچہ ایک بار غالباً بقراط (جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں تھا) نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اگر آپ میرے ایک سوال کا جواب دے دیں تو میں آپ کو نبی تسلیم کر لوں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ پوچھو! اس نے کہا کہ یہ بتایئے کہ "اگر حوادث و آفات تیر اور آسمان کمان بن جائے اور تیر چلانے والا خدا تعالیٰ ہو تو بچنے کی کیا صورت ہے؟" بچنے کی صورت یہ ہے کہ تیر انداز کے پہلو میں کھڑے ہو جاؤ۔" وہ یہ جواب سُن کر دنگ رہ گیا اور کہا کہ "بے شک آپ نبی ہیں مگر ہمیں نبی کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم بذاتِ خود خدا کو پہچانتے ہیں۔" یہی وجہ ہے کہ اس سلسلے میں ان لوگوں نے بیشمار غلطیاں کیں۔ بعد کے فلاسفہ نے اصلاحِ اخلاق کے باب کو چھیڑا ہی نہیں بلکہ یہ کہا کہ:

فَاِنَّ الشَّرِیْعَۃَ الْمُصْطَفَوِیَّۃَ قَدْ قَضَتِ الْوَطَرَ عَنْھَا	کیونکہ شریعت مصطفویہ نے اس کا حق ادا کر دیا ہے۔

گویا اخلاق و اصلاح باطن کی جو تعلیم شریعت نے دی ہے، اس کا اعتراف اُن لوگوں کو بھی کرنا پڑا جو اپنے علم و فن کے موضوعات میں سے ایک موضوع اصلاح اخلاق کا بھی کہتے ہیں بنا بریں اس سلسلے میں اُن حضرات ہی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے طریقے پر متمکن ہیں اور اُن کے علوم و طریق تعلیم کے وارث ہیں۔

غرض تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قلب انسانی ہی کی اصلاح پر توجہ دی۔ کیونکہ وہی مرکز ہے یہ درست ہوگا تو سارے کام درست ہو جائیں گے ـــــــ مگر ہماری حالت یہ ہے کہ ایسے حضرات کی تلاش اور اُن کی خدمت میں حاضری بھی طبع نازک پر گراں ہے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ کوئی ایسی تدبیر کی جائے کہ گھر بیٹھے یہ گوہر بے بہا مل جائے۔ سو اس کا بدل تجویز کرنا پڑا۔ یعنی ایسے مصلح حضرات کی تعلیمات کو کتابی شکل میں آپ کے ہاتھوں تک پہنچانے کا بندوبست کیا گیا تاکہ آپ بھی اپنے باطن کا مطالعہ کر سکیں اور اسکی اصلاح کی فکر میں لگ جائیں۔

گزشتہ صدی کے مجدد اور حکیم الامت حضرت اقدس مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کے نام سے کون واقف نہیں جن کی زندگی کا مقصد ہی اصلاح و تربیت قلوب تھا اور جن کی تعلیم و تربیت سے بفضلہ تعالیٰ ہزاروں افراد کی اصلاح ہوئی اور جن کی توجہ و برکات سے ہزارہا مریض شفایاب ہوئے۔ اُن کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی اُن کی تصانیف اُمّت کے لئے مشعل راہ ہیں۔ لاکھوں انسان انکی تصانیف کے مطالعہ ہی سے بفضلہ راہ یاب ہو گئے اور ان کے باطن کی دنیا بدل گئی۔ عرصہ دراز سے دین کے جو گوشے نظروں سے اوجھل تھے یا اُن پر رسم و رواج کی گرد چڑھ گئی تھی، یا جو چیزیں غیر مسلموں کے اختلاط سے مسلمانوں میں دین کے نام سے جڑ پکڑ گئی تھیں، یا مغربی تعلیم کی وجہ سے جو الحاد و بے دینی مسلمانوں میں رواج پا رہی تھی اور اس کو عین اسلام بتانے کی سازش کی جا رہی تھی۔ ان سب کا پردہ چاک کیا اور بفضلہ تعالیٰ دین کے ہر شعبے کو حشو و زوائد سے پاک کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر کے امت کے سامنے رکھ دیا۔ یہ تعلیمات آج ان کی ایک ہزار سے زائد تصانیف میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ہر شخص ان تمام کتب کا مطالعہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے ان میں سے ایسی تصانیف

کا انتخاب کرنا جن کے مطالعے سے مندرجہ بالا مقصد (یعنی اصلاح باطن) حاصل ہو اور ساتھ ساتھ اُن سے استفادہ بھی ہر مسلمان کے لئے آسان ہو، بہت ہی ناگزیر تھا، تاکہ ہر مسلمان کو یہ معلوم ہو سکے کہ زندگی کا وہ طریقہ کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا، اور اس پر عمل کرنے کا کیا طریقہ ہے وغیرہ۔

آج مسلمان قوم جن ناقابلِ برداشت مصائب سے دوچار ہے، ان کی کیا وجوہ ہیں اور یہ کہ ان مصائب سے نجات کی کوئی صورت ہے یا نہیں ——— ؟

غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ان مصائب کی جڑ تین چیزیں ہیں۔ جہل۔ افلاس اور بے اطمینانی و تشویش ——— شریعت مطہرہ میں ان سب کا علاج موجود ہے۔ چنانچہ شریعت نے جن اعمال کی تعلیم دی ہے ان میں سے بعض ایسے ہیں جن سے جہالت دُور ہوتی ہے اور بعض سے افلاس اور بعض سے پریشانی اور جب یہ معلوم ہو گیا تو ان تینوں کا علاج بھی ہو جائے گا۔ چنانچہ حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی مولوی محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کی تصانیف میں سے ایسی ہی چند تصانیف کو جمع کر کے ان کا لقب "اصلاحی نصاب" رکھا گیا ہے۔ اس طرح یہ مجموعہ اگرچہ کوئی نئی چیز نہیں مگر اسے موجودہ انداز میں مرتب کر کے پیش کرنے کی سعادت "مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان" کو حاصل ہوئی۔ اس نصاب کو بڑے بڑے علماء اور بزرگوں نے خوب خوب سراہا اور بہت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور مجلس کی اس سعی کو مسلمانوں کے لئے نہایت مفید قرار دیا۔ اس نصاب میں وہ کتُب جمع کر دی گئیں جن کو مجلس صیانۃ المسلمین کے بانی، یعنی حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب قدس سرہ خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون میں اپنے زیرِ تربیت ذاکرین و شاغلین کو پڑھنے یا سُننے کا حکم فرماتے تھے جو بلاشبہ تربیت و اصلاح باطن کے لئے ایک مکمل نسخہ اور کیمیا ہے۔ حکیم الاسلام علامہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا ہے۔

"عموماً تعلیمی نصاب آئے دن مرتب ہوتے رہتے ہیں۔ یہ پہلا نصاب ہے جو اخلاقی تربیتِ قلوب کے سلسلے میں مرتب کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب نصابوں میں ایک بُنیادی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ انسانی کائنات میں قلب مرکزِ کائنات ہے۔ اسکی اصلاح پر

پوری انسانی کائنات کی صلاح وفلاح کا مدار رہے۔ اسی لئے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے قلبِ انسانی ہی کو اپنی اصلاح وتربیت کا موضوع ٹھہرایا ہے اس لئے جو نصاب اس مرکز انسانیت سے متعلق ہوگا، اُسے بھی مرکزی اور بُنیادی حیثیت حاصل ہوگی۔

گویا یہ پہلا نصاب ہے جو اخلاقی تربیتِ قلوب کے بارے میں مرتب کیا گیا ہے جو ایک طرف بیش بہا معلومات کا خزانہ ہے تو دوسری طرف اصلاحِ اعمال کی تکمیل کے لئے گویا حرفِ آخر ہے۔

اہلِ مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان، یہ نصاب امت کی خدمت میں پیش کر کے بارگاہِ رب العزّت سے دست بدعا ہیں کہ حق تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ اسکو ہاتھوں ہاتھ لیں اور زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کریں۔

اِدارہ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان جو حضرت حکیم الامت قدس سرہ کی تصانیف کو نہایت اعلیٰ معیار پر شائع کرنے کا عزم کئے ہوتے ہے اور بفضلہ تعالیٰ بہت سی کتابیں چھاپ کر منظرِ عام پر لاچکا ہے، دلی مبارکباد اور پوری اُمت کی طرف سے شکریئے کا مستحق ہے کہ یہ گوہرِ بے بہا بھی اسکی نظرِ انتخاب میں آیا اور اس نے اس کو ظاہری وباطنی خوبیوں سے آراستہ کر کے اُمت کے سامنے پیش کیا۔ حق تعالیٰ اسکو جزائے خیر عطا فرما کر ان کی اس سعی کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کے حق میں نافع بنائے —— آمین یارب العٰلمین بحرمتہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وبرحمتک یا ارحم الراحمین۔

احقر الزمن سید محمد نجم الحسن عفی عنہ
(صدر مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان)
سلخ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

مقدمہ حیات المسلمین

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین ——— اما بعد : واضح رہے کہ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ اور ملفوظات اور تصانیف سے عوام المسلمین کو بے حد نفع پہنچتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت تھانوی قدس سرہٗ العزیز کے اخلاص کی بنا پر آپ کی تصانیف بہشتی زیور وغیرہ کو بے حد مقبولیت عطا فرمائی ہے۔ ان تصانیف کثیرۃ النفع میں سے ایک کتاب حیوٰۃ المسلمین ہے۔ اس کا مقدمہ چونکہ مشکل تھا اس لئے اس کا خلاصہ آسان کر کے شامل کتاب کیا جاتا ہے تاکہ عوام المسلمین کو فائدہ ہو۔ آمین

کامیابی اور فلاح اللہ کے فرماں بردار بندوں کے ساتھ مخصوص ہے

قرآن مجید کی آیات اور احادیثِ نبویہ سے یہ مضمون نہایت وضاحت سے ثابت ہو رہا ہے کہ دین و دنیا کی کامیابی اور فلاح ان لوگوں کے ساتھ مخصوص ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع اور فرمانبردار ہیں لیکن ہمارے اسلامی بھائی اس حقیقت سے بے حد غافل ہیں یا نادانی اور جہالت میں مبتلا ہیں چنانچہ اس وقت مسلمانان عالم پر عموماً اور ملکِ ہند و پاکستان میں جو کچھ آفات و بلایا اہل اسلام پر نازل ہو رہی ہیں اس کا اصل سبب یہی ہے کہ ہمارے اندر احکام الٰہی سے سرتابی اور عملی بغاوت عام ہو چکی ہے اس کے ساتھ ساتھ بڑے دکھ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ اس اصلی سبب کی طرف ہماری توجہ بالکل نہیں۔ اس لئے جب بھی کوئی خود ساختہ تدبیر کی جاتی ہے تو وہ الٹی پڑتی ہے۔ ہمارے علاج اور طریق علاج پر مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر صادق آتا ہے ؎

گفت ہر دارو کہ ایشاں کردہ اند ——— آں عمارت نیست ویراں کردہ اند

عمل کی اصلاح صحیح علم پر موقوف ہے

نیز واضح رہے کہ عملی جہالت اور کوتاہی صحیح علم نہ ہونے کی

بنا پر ہوا کرتی ہے۔ عمل تب صحیح ہوگا کہ نیت کی تصحیح کے ساتھ ساتھ علم میں بھی کسی قسم کی کجی اور ٹیڑھا پن نہ ہو۔ اس لئے ذہنی اصلاح عمل کی درستی سے مقدم ہے بنائً علیہ سخت ضرورت محسوس ہوئی کہ اس تجاہل یا تغافل پر از سر نو تنبیہ کی جائے تاکہ مرض کے سبب کا تعین ہوجائے پھر علاج صحیح کا علم ویقین حاصل کرکے ان اسباب کے ازالہ کا اہتمام کریں جو مسلمانوں کی ذلت وادبار کا موجب بنے ہوئے ہیں۔

(مسلمانوں کے تمام مصائب کا علاج اور مشکلات کا حل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے اتباع میں ہے) ہر قسم کے دلائل عقلیہ ونقلیہ اور تجربات سے یہ امر یقین کو پہنچ چکا ہے کہ قیامت تک تمام انسانیت کی صلاح وفلاح حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع پر موقوف ہے کما قال العارف الرومی ؎

ذاتِ پاکِ کاملے پر مایۂ[1] آفتابے درمیان سایۂ

حاذقش گو کو حکیم حاذق است[2] صادقش داں کو امین وصادق است

جو شخص بھی آپ کی تجویز پر عمل کرے گا وہ بے ساختہ کہنے لگے گا ؎

مطلع نورِ حق و دفع حرج[3] معنی الصبر مفتاح الفرج

اے لقائے تو جواب ہر سوال[4] مشکل از تو حل شود بے قیل وقال

ترجمان ہر چہ مارا در دل است[5] دست گیر ہر کہ پایش در گل است

مرحبا یا مجتبےٰ یا مرتضےٰ[6] ان تغب جاء القضاء ضاق الفضاء

---

[1] آپ کی ذاتِ پاک کامل ہے اور آپ درمیان سایہ آفتاب ہیں ۱۲ [2] آپ کو ماہر سمجھ کیونکہ آپ طبیب ماہر ہیں سچا آپ کو یقین کر دکیونکہ آپ صادق اور امین ہیں ۱۲ [3] نور حق آپ میں جلوہ گر ہے اور تنگیوں کے دفع کرنے والے آپ ہی ہیں۔ اسی طرح الصبر مفتاح الفرج کا مصداق بھی آپ ہی ہیں ۱۲ [4] آپ کے دیار ہی سے ہر سوال ہوتا ہے اور ہر مشکل دفع ہوتی ہے ۱۲
[5] آپ دلوں کے ترجمان اور مصائب میں مبتلا انسانوں کے دستگیر ہیں ۱۲
[6] آپ کو مرحبا ہے اے رسول مجتبیٰ ونبی مرتضیٰ آپ کا غائب ہونا دنیا کے لئے تنگی اور موت ہے ۱۲۔

انت مولی القوم من لا یشتہی ؎۳۵ قد ردی کلّا لئن لم ینتہ ؎

ایسا شخص جو آپ کی تجویز پر عمل کرے باوجودیکہ اس کی حکمت اور مصلحت سے واقف نہ ہو تب بھی بزبان حال یا بزبانِ قال یہی کہے گا ؎

آنکہ از حق یابد او وحی و خطاب ؎۳۶ ہر چہ فرماید بود عین صواب

آنکہ جاں بخشد اگر بکشد رواست ؎۳۷ نائب است و دست او دست خداست

ہمچو اسمعیل پیشش سر بنہ ؎ شاد و خنداں پیشِ تیغش جاں بدہ

تا بماند جانت خنداں تا ابد ؎۳۸ ہمچو جانِ پاک احمد با احد

عاشقاں جامِ فرح آں گہ کشند ؎۳۹ کہ بدستِ خویش خوباں شاں کشند

آں کسے را کش چنیں شاہے کشد ؎ سوئے تخت و بہتریں جاہے دہد

لوگوں کی تین قسمیں

حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت شفقت اور پوری رحمت سے دنیا و آخرت کی فلاح و بہبود کے تمام مسائل اور پریشانیوں کا حل بنی نوع انسان کے سامنے بلا دریغ رکھ دیا۔ آگے لوگوں کی سعادت و شقاوت کے تحت یہ معاملہ ہوتا ہے جو لوگ ؎۴۰ باوجود ایمان کے ان تجاویز پر عمل کرتے ہیں کامیابی ان کے ساتھ ساتھ رہتی ہے اور جو ان تجاویز پر عمل

؎ آپ ایسے لوگوں کے بھی خیر خواہ ہیں جو آپ کو نہیں چاہتے ایسے لوگوں کے بھی جن کے حق میں نازل ہوا کلّا لئن لم ینتہ اگر یہ مخالفت سے باز نہ آئے تو ان کو بالوں سے پکڑ کر جہنم میں ڈال جانے کا ۱۲ ؎۳۶ جس ذات کو حق تعالیٰ سے وحی اور خطاب حاصل ہوتا ہے وہ جو کچھ فرمائے عین ثواب اور ٹھیک ہوتا ہے ۱۲۔ ؎۳۷ جو جان بخشے اگر واپس لے لے تو جائز ہے پیغمبر اس کا نائب ہے اس کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے ۱۲۔ اسمٰعیل علیہ السلام کی طرح اس کے آگے سر رکھ دے اور ہنستے ہوئے خوشی کے ساتھ اس کی تلوار پر جان قربان کر دے ۱۲، ؎۳۸ اس قربانی سے تیری جان ہمیشہ ہمیشہ خوش رہے گی جیسا کہ احمد مجتبیٰ کی جان پاک اللہ سے خوش ہے ۱۲ ؎۳۹ عاشقان خدا کو خوشی کا پیالہ اس وقت نصیب ہوتا ہے جس وقت کہ محبوب حقیقی خود اپنے ہاتھوں سے انہیں وصال (یعنی موت) نصیب کرے ۱۲ ؎۴۰ ایسا شخص جس کو محبوب و شاہ حقیقی کے ہاتھوں موت حاصل ہو وہ موت نہیں بلکہ حقیقت میں تاج و تخت اور بہترین عزت ہے ۱۲

کرنے میں سستی دکھاتے ہیں اگر انہیں کچھ حصہ عقیدت ومحبت کا حاصل ہے تو من جانب اللہ انہیں کے فائدہ کے لئے دنیا میں کچھ عرصہ کے لئے انہیں صلاح وفلاح سے اس لئے محروم کر دیا جاتا ہے کہ متنبہ ہو کر اپنی اصلاح کر سکیں۔

تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو عقیدت ومحبت سے خالی ہیں۔ ایسے لوگوں کو دنیا میں صورۃً بطور استدراج کے تھوڑی بہت کامیابی کی شکل پیش کر دی جاتی ہے۔ حقیقت کے لحاظ سے اس میں محرومی پنہاں ہوتی ہے جس کا پورا منظر نقشہ آخرت میں پیش آجائے گا اور اگر آپ ان لوگوں کے حالات میں غور کریں گے تو دنیا ہی میں ان کے قلوب اطمینان اور راحت سے خالی نظر آئیں گے۔ اصلی خوشی اور غنیٰ تو یہی ہے کہ دل کو سکون اور چین نصیب ہو مگر یہ خوشی انہیں کہاں نصیب۔ یہی مضمون قرآن پاک میں متعدد جگہ بیان فرمایا گیا ہے۔

برادرانِ اسلام! جب ہر قسم کے دلائل اور عقل ونقل سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ کامیابی کا مدار مطلب نبوی پر ہے، صلاح وفلاح اسے حاصل ہو گی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے نسخوں پر عمل کرے گا، ایسے حالات میں ہمارے دینی بھائیوں پر واجب ہے کہ وہ عملی سستی اور عملی غفلت کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہیں اور ان ضروری یقینی نسخوں کا استعمال فرما دیں جن سے دنیا وآخرت میں ظاہری ومعنوی ہر قسم کی کامیابی اور فلاح بڑھتی چلی جاتی ہے۔

تاثیرِ اعمال: یاد رکھو جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے دواؤں کے اندر تاثیرات رکھ دی ہیں جس سے انسان کی جسمانی بیماریاں دور ہوتی ہیں، اسی طرح رب العزت سبحانہ نے اعمال کو بھی مؤثر بنایا ہے، جو آدمی کے روحانی امراض کو رفع کرنے کا موجب ہو جاتے ہیں اور جن سے روحانی شفا حاصل ہو جاتی ہے۔ حضرت حکیم الامۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس وقت میں نے مسلمانوں کی تکالیف اور پریشانیوں کو جلد از جلد رفع کرنے کی خاطر یہ طے کیا ہے کہ احکامِ الٰہیہ میں سے وہ اعمال جو علماً اور عملاً ہر طرح سے سہل ہیں اپنے بھائیوں کے سامنے پیش کردوں اور اس سے مزید تسہیل یہ

ہے کہ ایک ایک ڈو ڈو کر کے ان کو شائع کیا جائے تھوڑے سے دنوں میں وہ ایک کتاب بن جاوے گی۔ اور وہ اجزاء اس قسم کے ہوں گے۔

اسلام، علم دین، نماز، زکوٰۃ، قرآن، خوش معاملگی، کسب حلال، ترک اسراف، حکایات اولیاء، وغیرہ چونکہ یہ اجزاء اہل اسلام کے لئے اگر وہ ان پر عمل کریں، پاکیزہ زندگی کا سبب ہیں، اس لئے اس مجموعہ کا "نام حیات المسلمین" رکھا جاتا ہے اور ان اجزاء کا نام ارواح تجویز کیا جاتا ہے کیونکہ انسان کے اندر بھی ارواح مختلفہ موجود ہیں۔ روح طبعی، روح حیوانی، روح انسانی۔ اسی طرح اعمال کو بھی مختلف تاثیرات کی بنا پر ارواح کا لقب دیا جاسکتا ہے۔

ابتداء میں یہ مضامین ایک ایک کر کے رسالہ النور میں شائع ہوتے رہے اس کے بعد یہ کتابی شکل میں ایک مجموعہ تیار ہو گیا۔

اب اس مجموعے کو حیوٰۃ المسلمین کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے اہل اسلام کو نفع بخشے اور ان کی روحانی و جسمانی ہر قسم کی بیماریوں کو رفع کرے۔ آمین

یہ مضمون حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جسے اس عاجز نے مشکل الفاظ اور اشعار کا ترجمہ کر کے سہل کر دیا ہے واللہ الموفق۔

احقر العباد عبداللہ غفر اللہ لہ
مفتی خیر المدارس۔ ملتان
مورخہ ۹ محرم ۸۸ھ

اِظہارِ مُسرّت وتحسین

از حضرت اقدس مرشدی ومربی مولانا الحاج محمد شریف صاحب نوراللہ مرقدہٗ
خلیفۂ ارشد،
حکیم الامت مجدّد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

مجھے دلی خوشی ہے کہ عزیز القدر حافظ محمد اسحاق صاحب مجدّد الملت حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات شائع کرنے کے حریص ہیں۔ انہیں حضرتؒ سے صرف محبّت ہی نہیں محبّت کا نشہ ہے۔ حضرت کے مسلک اور مذاق کی تبلیغ کے بہت خواہشمند ہیں اور زرِ کثیر خرچ کر کے حضرت کی کتابیں جو نایاب ہیں چھپواتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ ان کی سعی کو قبول فرما کر ناظرین کے لئے نافعیت اور ہدایت اور اُن کے لئے سرمایۂ آخرت بنائیں :

دعاگو،

احقر محمد شریف عفی عنہ

افسوس کہ بزمِ اشرف کا یہ چراغ ۱۴ رجب المرجب ۱۴۰۵ھ کو تقریباً شام پونے چار بجے غروب ہو گیا :

اِنا للہ وَاِنا اِلیہِ رَاجعون !

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

روح اوّل

اسلام و ایمان

۱۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بلاشبہ سچا دین اللہ کے نزدیک یہی اسلام ہے۔

۲۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو تلاش اور اختیار کریگا تو وہ دین خدا تعالیٰ کے نزدیک مقبول و منظور نہ ہوگا اور وہ شخص آخرت میں خراب ہوگا۔

۳۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص تم میں سے اپنے دین اسلام سے پھر جاوے پھر کافر ہی ہونے کی حالت میں مرجاوے تو ایسے لوگوں کے نیک اعمال دنیا و آخرت میں سب غارت ہوجاتے ہیں اور ایسے لوگ دوزخی ہوتے ہیں اور یہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

یعنی دنیا میں اعمال کا غارت ہونا یہ ہے کہ اس کی بی بی نکاح سے نکل جاتی ہے۔ اگر اس کا کوئی مورث مسلمان مرے اس شخص کو میراث کا حصہ نہیں ملتا۔ مرنے کے بعد جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جاتی اور آخرت میں ضائع ہونا یہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہتا ہے۔

مسئلہ: اگر یہ شخص پھر مسلمان ہو جاوے تو بی بی سے پھر نکاح کرنا پڑیگا بشرطیکہ بی بی بھی راضی ہو اور اگر وہ راضی نہ ہو تو زبردستی نکاح نہیں ہوسکتا۔

۴۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو! تم ضروری عقیدوں کی تفصیل سن لو، وہ یہ ہیں کہ اعتقاد رکھو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی یعنی قرآن اور ان کتابوں پر جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور نبیوں پر نازل ہوچکی ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرے اور اس کے فرشتوں کے ساتھ اور اس کی کتابوں کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ اور روزِ قیامت کے ساتھ کفر کرے تو وہ گمراہی میں بڑی

دُور جا پڑا ۔ بلاشبہ جو لوگ پہلے مُسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے اور افسوس اس بار بھی اسلام پر قائم نہ رہے اور پھر کافر ہو گئے اور اب کی دفعہ مسلمان ہی نہ ہوئے ورنہ پھر بھی ایمان قبول ہو جاتا بلکہ کفر ہی میں دھنستے چلے گئے یعنی مرتے دم تک کفر پر قائم رہے اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ انکو بہشت کا راستہ دکھائیں گے ۔

۵۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو لوگ ہماری آیتوں کے مُنکر ہُوئے یعنی ایمان اختیار نہ کیا تو ہم ان کو عنقریب ایک سخت آگ میں داخل کریں گے اور وہاں انکی برابر یہ حالت رہے گی کہ جب ایک دفعہ ان کی کھال آگ سے جل جائے گی تو ہم اُس جلی ہوئی کھال کی جگہ دوسری نئی کھال پیدا کر دیں گے تاکہ ہمیشہ عذاب بھگتتے رہیں ۔ بلاشک اللہ تعالیٰ زبردست اور حکمت والے ہیں اور جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے اچھے کام کئے بہت جلد ہم انکو ایسی بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی وہ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کے لئے ان بہشتوں میں بیبیاں ہوں گی صاف سُتھری اور ہم ان کو نہایت گنجان سایہ میں داخل کریں گے ۔

یعنی ان آیتوں میں اسلام والوں کے لئے جنّت کی نعمتیں اور اسلام سے پھرنے والوں کے لئے دوزخ کی مُصیبتیں تھوڑی سی بیان کی گئی ہیں ۔ دُوسری آیتوں میں اور حدیثوں میں جنّت کی طرح طرح کی نعمتیں اور دوزخ کی طرح طرح کی مصیبتیں بہت سی بیان ہوئی ہیں ۔

اے مسلمانو! دُنیا کی زندگی بہت تھوڑی سی ہے ۔ اگر اسلام پر قائم رہ کر تھوڑی سی تکلیف بھی بھُگت لی تب بھی مرنے کیساتھ ہی ایسے عیش اور چین دیکھو گے کہ یہاں کی سب تکلیفیں بھُول جاؤ گے اور اگر کسی لالچ یا تکلیف سے بچنے کے لئے کوئی شخص خدانخواستہ اسلام سے پھر گیا تو مرنے کیساتھ ہی ایسی مصیبت کا سامنا ہوگا کہ دنیا کے سب عیش بھُول جائے گا پھر اس مصیبت سے کبھی بھی نجات نہ ہوگی ۔ تو جس کو تھوڑی سی بھی عقل ہوگی وہ ساری دنیا کی بادشاہی کے لالچ میں اسلام جیسی نعمت نہ چھوڑے گا ۔ اے اللہ! ہمارے بھائیوں کو ہدایت کر اور انکی عقلیں دُرست رکھ ۔

۱۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علمِ دین کا طلب کرنا یعنی اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (ابن ماجہ)

یعنی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو یا عورت، شہری ہو یا دیہاتی، امیر ہو یا غریب دین کا علم حاصل کرنا فرض ہے اور علم کا یہ مطلب نہیں کہ عربی ہی پڑھے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دین کی باتیں سیکھے خواہ عربی کتابیں پڑھ کر خواہ اُردو کتابیں پڑھ کر خواہ معتبر عالموں سے زبانی پوچھ کر یا معتبر واعظوں سے وعظ کہلوا کر اور جو عورتیں خود نہ پڑھ سکیں اور نہ کسی عالم تک پہنچ سکیں وہ اپنے مردوں کے ذریعے سے دین کی باتیں عالموں سے پوچھتی رہیں۔

۲۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے ابوذر اگر تم کہیں جا کر ایک آیت قرآن سیکھ لو تو یہ تمہارے لئے سو رکعت نماز نفل پڑھنے سے بہتر ہے اور اگر تم کہیں جا کر ایک مضمون علمِ دین کا سیکھ لو خواہ اس پر عمل ہو یا نہ ہو۔ یہ تمہارے لئے ہزار رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے۔ (ابن ماجہ)

اس حدیث سے علمِ دین حاصل کرنے کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ بعضے لوگ جو کہا کرتے ہیں کہ جب عمل نہ ہو سکا تو پوچھنے اور سیکھنے سے کیا فائدہ؟ یہ غلطی ہے۔

دیکھو اس حدیث میں صاف فرمایا ہے کہ خواہ عمل ہو یا نہ ہو دونوں حالتوں میں یہ فضیلت حاصل ہوگی اس کی تین وجہ ہیں: ایک تو یہ ہے کہ جب دین کی بات معلوم ہوگئی تو گمراہی سے تو بچ گیا یہ بڑی دولت ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ جب دین کی بات معلوم ہوگئی —— تو انشاء اللہ تعالیٰ کبھی تو عمل کی

توفیق ہو جائے گی۔ تیسری وجہ یہ کہ کسی اور کو بھی بتلا دے گا، یہ بھی ضرورت اور ثواب کی بات ہے۔

۳۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان علم دین کی بات سیکھے، پھر اپنے بھائی مسلمان کو سکھائے (ابن ماجہ)

یعنی حدیث سے ثابت ہوا کہ دین کی جو بات معلوم ہوا کرے وہ دوسرے مسلمان بھائی کو بھی بتلایا کرے، اس کا ثواب تمام خیر خیرات سے زیادہ ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ، اس کی تفسیر میں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کو بھلائی یعنی دین کی باتیں سکھاؤ۔ (حاکم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی بیوی بچوں کو دین کی باتیں سکھانا فرض ہے، نہیں تو انجام دوزخ ہے۔

۵۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایمان والے کے عمل اور نیکیوں میں سے جو چیز اُس کے مرنے کے بعد بھی اس کو پہنچتی رہتی ہے اُن میں سے یہ چیزیں بھی ہیں، ایک علم دین کہ جو سکھلایا ہو یعنی کسی کو پڑھایا ہو یا مسئلہ بتلایا ہو اور اس علم کو پھیلایا ہو مثلاً دین کی کتابیں تصنیف کی ہوں یا ایسی کتابیں خرید کر وقف کی ہوں یا طالب علموں کو دی ہوں یا طالب علموں کو کھانے کپڑے کی مدد دی ہو جس سے علم دین پھیلے گا اور یہ بھی مدد دے کر اس پھیلانے میں ساجھی ہو گیا ہو۔ دوسرے نیک اولاد جس کو چھوڑ کر مرا ہو۔ (ابن ماجہ و بیہقی)

۶۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص تین بیٹیوں کی یا اسی طرح تین بہنوں کی عیالداری اور انکی پرورش کرے پھر انکو ادب یعنی علم سکھائے اور اُن پر مہربانی کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انکو بے فکر کر دے یعنی انکی شادی ہو جائے جس سے وہ پرورش سے بے فکر ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے جنت واجب کر دے گا۔ ایک شخص نے دو کی نسبت پوچھا آپؐ نے فرمایا دو میں بھی فضیلت ہے، ایک شخص نے ایک کی نسبت پوچھا آپؐ نے فرمایا ایک میں بھی یہی فضیلت ہے۔ (شرح السنۃ)[۲]

یعنی ان حدیثوں میں اور اسی طرح اور بہت سی حدیثوں میں علم دین اور تعلیم دین کے سیکھنے اور سکھلانے کا ثواب اور اس کا فرض ہونا مذکور ہے۔ اصل سیکھنا اور سکھلانا تو وہی ہے جس سے آدمی عالم یعنی مولوی بن جائے مگر ہر شخص کو نہ اتنی ہمت نہ اتنی فرصت، اس لئے میں دین سیکھنے اور سکھلانے کے ایسے طریقے بتلاتا ہوں جس سے عام لوگ بھی اس فرض کو ادا کر کے ثواب حاصل کر سکیں۔

---

[۱] یہ سب حدیثیں کتاب ترغیب و ترہیب سے لی گئی ہیں [۲] یہ حدیثیں مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں

رُوح سوم

علم حاصل کرنے کا طریقہ

اور ــــــ قرآن مجید پڑھنے و پڑھانے کا ثواب

۱۔ جو لوگ اُردو حروف پہچان سکتے ہیں اور پڑھ سکتے ہیں یا آسانی سے اُردو پڑھنا سیکھ سکتے ہیں وہ تو ایسا کریں کہ اردو زبان میں جو معتبر کتابیں دین کی ہیں جیسے بہشتی زیور، بہشتی گوہر، تعلیم الدین، قصد السبیل، تبلیغ دین اور تسہیل المواعظ کے سلسلے کے وعظ جتنے مل جاویں ان کتابوں کو کسی اچھے جاننے والے سے سبق کے طور پر پڑھ لے اور جب تک کوئی ایسا پڑھانے والا نہ ملے ان کتابوں کو خود دیکھتا ہے اور جہاں سمجھ میں نہ آوے یا کچھ شبہ رہے وہاں پنسل وغیرہ سے کچھ نشان کرے پھر جب کوئی ایسا مل جاوے اس سے پوچھ لے اور سمجھ لے اور اسطرح جو حاصل ہو وہ مسجد میں یا بیٹھک میں دوسروں کو بھی پڑھ کر سُنا دیا کرے۔ اور گھر میں آکر اپنی عورتوں اور بچوں کو سُنا دیا کرے۔ اسی طرح جنھوں نے مسجد یا بیٹھک میں سُنا ہے وہ بھی اس کو اپنے اپنے گھروں میں آکر گھر والوں کو سُنا دیا کریں۔

۲۔ جو لوگ اُردو نہیں پڑھ سکتے وہ کسی اچھے پڑھے لکھے سمجھ دار آدمی کو اپنے یہاں بُلا کر اس سے اسی طرح وہی کتابیں سن لیا کرے اور دین کی باتیں پوچھ لیا کریں۔ اگر ایسا آدمی ہمیشہ رہنے کے لئے تجویز ہو جاوے تو بہت ہی اچھا ہے۔ اگر اس کو کچھ تنخواہ بھی دینا پڑے تو سب آدمی تھوڑا تھوڑا چندہ کے طور پر جمع کرکے ایسے شخص کو تنخواہ دے دیا کریں۔ دنیا کے بے ضرورت کاموں میں سینکڑوں ہزاروں روپے خرچ کر دیتے ہو۔ اگر دین کی ضروری بات میں تھوڑا سا خرچ کر دو تو کوئی بڑی بات نہیں۔ مگر ایسا آدمی جو تم کو دین کی باتیں بتلاوے اور ایسی کتابیں[۲] اپنی عقل سے تجویز مت کرنا بلکہ کسی اچھے اللہ والے عالم سے صلاح لے کر تجویز کرنا۔

۳۔ ایک کام یہ پابندی سے کریں کہ جب کوئی کام دنیا کا یا دین کا کرنا ہو جس کا اچھا یا بُرا ہونا

---

[۱] ذہن میں محفوظ رکھیں [۲] دین کی کتابیں اور علم بتانے والے کا انتخاب کسی جید عالم سے کرنا۔

شروع سے نہ معلوم ہو اس کو دھیان کر کے کسی اللہ والے عالم سے ضرور پوچھ لیا کرو اور وہ جو بتلا دے اس کو خوب یاد رکھیں اور دوسرے مردوں اور عورتوں کو بھی بتلا دیا کریں اور اگر ایسے عالم کے پاس جانے کی فرصت نہ ہو تو اس کے پاس خط بھیج کر پوچھ لیا کریں اور جواب کے واسطے ایک لفافہ پر یا ایک کارڈ پر اپنا پتہ لکھ کر یا لکھوا کر اپنے خط کے اندر رکھ دیا کریں۔ اس طرح سے جواب دینا اس عالم کا آسان ہو گا۔

۴۔ ایک اس بات کی پابندی رکھیں کہ کبھی کبھی اللہ والے عالموں سے ملتے رہیں اگر ارادہ کر کے جاویں تو بہت ہی اچھی بات ہے اور اگر فرصت نہ ہو اور ایسا عالم بھی پاس نہ ہو جیسے گاؤں والے ایک طرف پڑے رہتے ہیں تو جب کبھی شہروں میں کسی کام کو جانا ہو اور وہاں ایسا عالم موجود ہو تو تھوڑی دیر کے لیے اس کے پاس جا کر بیٹھ جایا کریں اور کوئی بات یاد آ جائے تو پوچھ لیا کریں۔

۵۔ ایک کام ضروری سمجھ کر یہ کیا کریں کہ کبھی کبھی مہینہ دو مہینہ میں کسی عالم کی صلاح سے کسی وعظ کہنے والے کو اپنے گاؤں یا اپنے محلہ میں بلا کر اس کا وعظ سنا کریں جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوف دل میں پیدا ہو کہ اس سے دین پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ یہ مختصر بیان ہے دین سیکھنے کے طریقوں کا اور طریقے بھی کیسے آسان۔ اگر پابندی سے ان طریقوں کو جاری رکھیں گے تو دین کی ضروری باتیں بلا محنت حاصل ہو جائیں گی اور اس کے ساتھ ہی دو باتوں کا اور خیال رکھیں کہ وہ بطور پرہیز کے ہیں۔ ایک یہ کہ کافروں اور گمراہوں کے جلسوں میں ہرگز نہ جاویں۔ اوّل تو کفر اور گمراہی کی باتیں کان میں پڑنے سے دل میں اندھیرا پیدا ہو جاتا ہے۔ دوسرے بعض دفعہ ایمان کے جوش میں ایسی باتوں پر غصّہ آ جاتا ہے پھر اگر غصّہ ظاہر کیا تو بعض دفعہ فساد ہو جاتا ہے بعض دفعہ اس فساد سے دنیا کا بھی نقصان ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ مقدمہ کا جھگڑا کھڑا ہو جاتا ہے جس میں وقت بھی خرچ ہوتا ہے اور روپیہ بھی۔ یہ سب باتیں پریشانی کی ہیں اور اگر غصّہ ظاہر نہ کرے تو دل ہی دل میں گھٹن اور رنج پیدا ہوتا ہے۔ خواہ مخواہ بیٹھے بٹھائے غم خریدنے سے کیا فائدہ؟ دوسری بات یہ ہے کہ کسی سے بحث مباحثہ نہ کریں کہ اس میں بھی اکثر ویسی ہی خرابیاں ہو جاتی ہیں جن کا ابھی بیان ہوا اور ایک بڑی خرابی دونوں باتوں میں اور ہے جو سب خرابیوں سے بڑھ کر ہے وہ یہ کہ ایسے جلسوں میں جانے سے یا بحث مباحثہ کرنے سے

کوئی بات کفر کی اور گمراہی کی ایسی کان میں پڑجاتی ہے جس سے خود کو بھی شبہ پیدا ہوجاتا ہے اور اپنے پاس اتنا علم نہیں جو اس شبہ کو دل سے دُور کرسکے تو ایسا کام کیوں کرے جس سے اتنا بڑا نقصان ہونے کا ڈر ہو اور اگر کوئی خواہ مخواہ بحث چھیڑنے لگے تو سختی سے کہہ دو کہ ہم سے ایسی باتیں مت کرو۔ اگر تم کو پوچھنا ہی ضروری ہو تو عالموں کے پاس جاؤ۔ اگر ان سب باتوں کا خیال رکھو گے تو دوا اور پرہیز کو جمع کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ دین کے تندرست رہو گے کبھی دین کی بیماری نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ آمین

قرآن مجید کی تلاوت کرنا اور دُوسروں کو اسکی تعلیم یا ترغیب دینا

۱۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سب میں اچھا وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھاوے (بخاری)

۲۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم میں سے کوئی شخص جا کر کلام اللہ شریف کی دُو آیتیں کیوں نہ سیکھ لے یہ اس کے لئے دُو اونٹنیوں کے ملنے سے زیادہ بہتر ہے اور تین آیتیں تین اونٹنیوں سے اور چار آیتیں چار اونٹنیوں سے زیادہ بہتر ہیں اور انکی گنتی کے جتنے اونٹ ہوں سب سے وہ آیتیں بہتر ہیں (مسلم)

یعنی اونٹ تو دنیا میں کام آتے ہیں اور آیتیں دونوں جہان میں کام آتی ہیں اور اونٹ کا نام مثال کے طور پر لیا گیا کیونکہ عرب اونٹوں کو بہت چاہتے تھے ورنہ ایک آیت کے مقابلہ میں ساری دنیا کی کوئی بھی حقیقت نہیں (مرقاۃ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے پُورا قرآن بھی نہ پڑھا ہو، تھوڑا ہی پڑھا ہو اس کو بھی بڑی نعمت حاصل ہوگئی۔

۳۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کا قرآن خُوب صاف ہو وہ درجہ میں ان فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو بندوں کے اعمال نامے لکھنے والے اور عزت والے اور پاکی والے ہیں اور جو شخص قرآن پڑھتا ہو اور اس میں اٹکتا ہو اور وہ اس کو مشکل لگتا ہو اسکو دو ثواب ملیں گے (بخاری و مسلم)

یعنی دُو ثواب اس طرح سے کہ ایک ثواب پڑھنے کا اور ایک ثواب اس محنت کا کہ اچھی طرح

چلتا نہیں مگر تکلیف اُٹھا کر پڑھتا ہے اس حدیث میں کتنی بڑی تسلّی ہے اس شخص کے لئے جس کو قرآن اچھی طرح یاد نہیں ہوتا وہ تنگ ہو کر اور نا اُمید ہو کر یہ سمجھ کر چھوڑ نہ دے کہ جب یاد ہی نہیں ہوتا تو پڑھنے ہی سے کیا فائدہ؟ آپ نے خوشخبری دے دی ہے کہ ایسے شخص کو دُو ثواب ملیں گے۔

۴۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کے سینہ میں کچھ بھی قرآن نہ ہو وہ ایسا ہے جیسے اُجاڑ گھر (ترمذی، دارمی)

یعنی کوئی مسلمان قرآن سے خالی نہ ہونا چاہیئے۔

۵۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کلام اللہ میں سے ایک حرف پڑھا، اسکو ایک نیکی ملتی ہے اور ہر نیکی دس نیکی کے برابر ہوتی ہے تو اس حساب سے ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں اور میں یوں نہیں کہتا کہ الٓمّ ایک حرف ہے بلکہ اس میں الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے (ترمذی و دارمی)

یعنی یہ ایک مثال ہے، اسی طرح جب پڑھنے والے نے اَلْحَمْدُ کہا تو اس میں پانچ حرف ہیں تو اس پر پچاس نیکیاں ہیں۔

۶۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے قرآن پڑھا اور اس کے حکموں پر عمل کیا اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی زیادہ خوبصورت ہوگی۔ (احمد و ابو داؤد)

یعنی اس حدیث میں اولاد کے قرآن پڑھنے کی کتنی بڑی فضیلت ہے سب مسلمانوں کو چاہیئے کہ اولاد کو ضرور قرآن پڑھائیں اور لڑکوں کو بھی اگر کاروبار میں پورا پڑھانے کی فرصت نہ ہو تو جیسا پڑھا سکو، جیسا حدیث ۲ میں معلوم ہوا اور اگر حفظ نہ کرا سکو تو اس کو ناظرہ ہی پڑھا دو اور اگر حفظ کرانے کی توفیق ہو تو اور بھی اچھا ہے۔

۷۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قرآن پڑھے اور اس کو حفظ کرے اور اس کے حلال کو حلال جانے اور اس کے حرام کو حرام جانے یعنی عقیدہ اس کے خلاف نہ رکھے جیسے اوپر والی حدیث میں عمل کرنے کو فرمایا تھا اس میں اس پر عقیدہ رکھنے کو فرمایا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا اور اس کی سفارش اس کے گھر والوں میں ایسے دس شخصوں کے

حق میں قبول فرمادے گا کہ ان کے لئے دوزخ لازم ہو چکی تھی۔ (احمد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی)
یعنی اس حدیث میں حفظ کرنے کی فضیلت پہلے سے بھی زیادہ ہے، ظاہر ہے کہ گھر والوں میں سب سے زیادہ قریب کے علاقہ والے ماں باپ ہیں تو یہ سفارش بخشش کی ماں باپ کے لئے یقینی ہے۔

۸۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دلوں کو بھی کبھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے جب اس کو پانی پہنچ جاتا ہے، عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون سی چیز ہے جس سے دلوں کی صفائی ہو جاوے؟ آپ نے فرمایا موت کا زیادہ یاد رکھنا اور قرآن مجید کا پڑھنا۔ (شعب الایمان)

۹۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم قرآن پڑھ رہے تھے اور ہم میں دیہاتی لوگ بھی تھے اور ایسے بھی تھے جو عرب نہ تھے مطلب یہ کہ ایسے لوگ بھی تھے جو بہت اچھا قرآن نہ پڑھ سکتے تھے کیونکہ دیہاتیوں کی تعلیم کم ہوتی ہے، اور جو عرب نہیں، ان کی زبان عربی پڑھنے میں زیادہ صاف نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا پڑھتے رہو، سب اچھے ہیں (ابو داؤد و بیہقی)
یعنی اگر بہت صحیح نہ پڑھ سکو تو دل رنجیدہ نہ کرو اور اچھا پڑھنے والے انکو حقیر نہ سمجھیں اللہ تعالیٰ دل کو دیکھتا ہے۔
اس سے معلوم ہوا کہ خیال نہ کرے کہ ہماری زبان صاف نہیں یا ہماری عمر زیادہ ہو گئی اب اچھا نہ پڑھا جاوے گا تو ہم کو ثواب کیا ملے گا یا شاید گناہ ہو، دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی تسلی فرمادی اور سب کو پڑھنے کا حکم دیا۔ یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں۔

۱۰۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قرآن پاک کی ایک آیت سننے کے لئے بھی کان لگائے اس کے لئے ایسی نیکی لکھی جاتی ہے جو بڑھتی چلی جاتی ہے اس بڑھنے کی کوئی حد نہیں بتلائی۔ خدا تعالیٰ سے اُمید ہے کہ بڑھنے کی کوئی حد نہ ہوگی بے انتہا بڑھتی چلی جاوے گی اور جو شخص ایک آیت کو پڑھے وہ آیت اس شخص کے لئے قیامت کے دن ایک نور ہوگا۔ جو اس نیکی کے بڑھنے سے بھی زیادہ ہے (احمد)

یعنی جب تک قرآن پڑھنا نہ آوے کسی پڑھنے والے کیطرف کان لگا کر سن ہی لیا کرے وہ بھی ثواب سے مالا مال ہوجائے گا۔

۱۱۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے روز اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آوے گا اور ان کو بخشوائے گا۔ (مسلم)

۱۲۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کا پڑھنے والا قیامت کے روز آوے گا تو قرآن یوں کہے گا کہ اے پروردگار! اس کو جوڑا پہنا دیجئے۔ پس اس کو عزت کا تاج پہنا دیا جائے گا۔ پھر کہے گا، اے پروردگار! اس سے خوش ہوجایئے۔ پس اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوجائے گا۔ پھر اس سے کہا جاوے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور (درجوں پر) چڑھتا جا اور ہر آیت کے بدلے ایک ایک نیکی بڑھتی جائے گی۔ (ترمذی وابن ماجہ وخزیمہ وحاکم)

یعنی اس پڑھنے اور چڑھنے کی تفصیل ایک اور حدیث میں آئی ہے کہ جس طرح سنبھال سنبھال کر دنیا میں پڑھتا تھا، اسی طرح پڑھتا ہوا اور چڑھتا ہوا چلا جا جو آیت پڑھنے میں اخیر ہوگی وہاں ہی تیرے رہنے کا گھر ہے۔ یہ حدیثیں ترغیب والترہیب سے لی گئی ہیں۔

(ترمذی وابوداؤد وابن ماجہ وابن حبان)

یعنی اگر کسی کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے کا بھی شوق ہو تو بطور خود نہ دیکھے کہ اس میں غلط سمجھنے کا قوی اندیشہ ہے کسی عالم سے سبق کے طور پر پڑھ لے اور دوسرا یہ کہ قرآن مجید کا بہت ادب کرنا چاہیئے۔ اس کی طرف پاؤں نہ کرو، ادھر پیٹھ نہ کرو۔ اس سے اونچی جگہ پر نہ بیٹھو۔ اس کو زمین یا فرش پر مت رکھو۔ تیسرے یہ کہ اگر وہ پھٹ جائے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر پاک جگہ جہاں پاؤں نہ پڑے دفن کر دو۔ چوتھے یہ کہ جب قرآن پڑھا کرو۔ یہ دھیان رکھا کرو کہ ہم اللہ تعالیٰ سے باتیں کر رہے ہیں۔ پھر دیکھنا دل پر کیسی روشنی ہوتی ہے۔

روح چہارم

خُدا اور اُس کے رسُول ؐ سے محبّت کرنا

۱۔ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں ہوں گی اُس کو اُنکی وجہ سے ایمان کی حلاوت نصیب ہوگی، ایک وہ شخص جس کے نزدیک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ محبوب ہوں یعنی جتنی محبت اس کو اللہ اور رسول ؐ سے ہو اتنی کسی سے نہ ہو اور ایک وہ شخص جس کو کسی بندہ سے محبّت ہو اور محض اللہ ہی کے لئے محبت ہو یعنی کسی دنیوی غرض سے نہ ہو محض اس وجہ سے محبّت ہو کہ وہ شخص اللہ والا ہے اور ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے کفر سے بچا لیا ہو خواہ پہلے ہی بچائے رکھا ہو خواہ کفر سے توبہ کر لی اور بچ گیا اور اس بچا لینے کے بعد وہ کفر کی طرف آنے کو اسقدر ناپسند کرتا ہے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔ روایت کیا ہے اس کو بخاری و مسلم نے۔

۲۔ نیز حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں کوئی شخص پُورا ایمان دار نہیں ہو سکتا جب تک کہ میرے ساتھ اتنی محبّت نہ رکھے کہ اپنے والدین سے بھی زیادہ اور اپنی اولاد سے بھی زیادہ اور سب آدمیوں سے بھی زیادہ۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے

(یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں)

۳۔ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ ایمان دار نہیں ہوتا جب تک کہ میرے ساتھ اتنی محبت نہ رکھے کہ تمام اھل و عیال سے زیادہ اور تمام آدمیوں سے زیادہ۔ روایت کیا اس کو مسلم اور بخاری نے۔ عبد اللہ بن ہشام کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمر رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ؐ بیشک مجھ کو آپ کے ساتھ سب چیزوں سے زیادہ محبت ہے بجز اپنی جان کے یعنی جان کے تو برابر آپ کی محبت نہیں معلوم ہوتی۔ آپ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ایماندار نہ ہوگے جب تک میرے ساتھ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت نہ رکھو گے۔ حضرت عمر رضؓ نے عرض کیا اب تو آپ کے ساتھ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت معلوم

ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا اب پورے ایمان دار ہوئے عمرؓ۔

یعنی حضرت عمرؓ نے اوّل غور نہیں کیا، یہ خیال کیا کہ اپنی تکلیف سے جتنا اثر ہوتا ہے دوسرے کی تکلیف سے اتنا اثر نہیں ہوتا اس لئے اپنی جان زیادہ پیاری معلوم ہوئی پھر سوچنے سے معلوم ہوا کہ اگر جان دینے کا موقع آ جائے تو یقینی بات ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان بچانے کے لئے ہر مسلمان اپنی جان دینے کو تیار ہو جائے گا اسی طرح آپ کے دین پر بھی جان دینے سے کبھی منہ نہ موڑے تو اس طرح سے آپ جان سے بھی زیادہ پیارے ہوئے۔

۴۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو اس وجہ سے کہ وہ تم کو غذائیں اپنی نعمتیں دیتا ہے اور مجھ سے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) محبت رکھو اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ کو مجھ سے محبت ہے۔ (ترمذی)

یعنی اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف غذا دینے ہی سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھو بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کمالات و احسانات جو بےشمار ہیں اگر کسی کی سمجھ میں نہ آویں تو یہ احسان تو بہت ظاہر ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔

۵۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی، آپ نے فرمایا تُو نے اس کے لئے کیا سامان کر رکھا ہے جو اس کے آنے کا شوق ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میں نے اس کے لئے کچھ بہت نماز روزہ کا سامان تو کیا نہیں مگر اتنی بات ہے کہ میں اللہ اور رسولؐ سے محبت رکھتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ قیامت میں ہر شخص اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نصیب ہوگا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگا تو اللہ کے ساتھ بھی ہوگا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کو اسلام لانے کی خوشی کے بعد کسی بات پر اتنا خوش ہوتا نہیں دیکھا جتنا اس پر خوش ہوئے (بخاری و مسلم)

یعنی اس حدیث میں کتنی بڑی بشارت ہے اگر زیادہ عبادت کا بھی ذخیرہ نہ ہو تو اللہ و رسول کی محبت سے اتنی بڑی دولت مل جائے گی[1]

---

[1] یہ حدیثیں تخریج احادیث الاحیاء للعراقی میں ہیں۔

۶۔ حضرت ابوذر غفاری رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تہجد میں ایک آیت میں تمام رات گزار کر صبح کر دی وہ آیت یہ ہے ان تُعَذِّبْھُمْ الخ [1] (بڑے سے بڑا کام کر سکتے ہیں اور حکمت والے ہیں گنہگاروں کو بخش دینا بھی حکمت سے ہوگا) (نسائی و ابن ماجہ)

یعنی شیخ دہلوی رحؒ نے مشکوٰۃ کے حاشیہ میں کہا ہے کہ اس آیت کا مضمون حضرت عیسیٰؑ کا قول ہے اپنی قوم کے معاملہ میں اور غالباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اپنی اُمت کی حالت حضورِ حق میں پیش کر کے ان کے لئے مغفرت کی دعا و درخواست کی فقط شیخ نے یہ لفظ غالباً احتیاط کے لئے فرما دیا ورنہ دوسرا احتمال ہو ہی نہیں سکتا تو دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اُمت کے ساتھ کتنی بڑی شفقت ہے کہ تمام رات کا آرام اپنی اُمت پر قربان کر دیا اور ان کے لئے دعا مانگتے رہے اور سفارش فرماتے رہے کون ایسا ہے جس ہو گا کہ اتنی بڑی شفقت سُن کر بھی آپ پر عاشق نہ ہو جائے۔

۷۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور تمہاری حالت اس شخص کی سی ہے کہ جیسے کسی نے آگ روشن کی اور اس پر پروانے آکر گرنے لگے، وہ انکو ہٹاتا ہے مگر وہ اسکی نہیں مانتے اور آگ میں جھلسے جاتے ہیں۔ اسی طرح میں تمہاری کمر پکڑ پکڑ کر آگ سے ہٹاتا ہوں اور دوزخ میں لے جانے والی چیزوں سے روکتا ہوں اور تم اسی میں گھسے جاتے ہو ——— (بخاری)

دیکھئے اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوزخ سے اپنی اُمت کو بچانے کا کتنا اہتمام معلوم ہوتا ہے یہ محبت نہیں تو کیا ہے اگر ہم کو ایسی محبت والے سے محبت نہ ہو تو افسوس ہے۔

۸۔ حضرت عباس بن مرداس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے لئے عرفہ کی شام کو مغفرت کی دعا فرمائی۔ آپ کو جواب دیا گیا کہ میں نے انکی مغفرت کر دی بجز حقوق العباد کے کہ اس میں ظالم سے مظلوم کا بدلہ ضرور لوں گا اور بدون عذاب مغفرت نہ ہوگی آپ نے عرض کیا اے پروردگار، اگر آپ چاہیں تو مظلوم کو اس کے حق کا عوض جنت سے دے کر

[1] آیت مذکورہ کا ترجمہ یہ ہے اے پروردگار اگر آپ انکو عذاب دیں تو وہ آپکے بندے ہیں آپ کو ان پر ہر طرح کا اختیار ہے اور اگر آپ انکی مغفرت فرمائیں تو آپکے نزدیک کچھ مشکل کام نہیں کیونکہ آپ زبردست ہیں۔ ۱۲

ظالم کی مغفرت فرما سکتے ہیں مگر اس شام کو یہ دُعا قبول نہیں ہوئی، پھر جب مزدلفہ میں آپ کو صبح ہوئی تو آپ نے پھر وہی دعا کی اور آپ کی درخواست قبول ہوگئی پس آپ ہنسے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا جب ابلیس کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کرلی اور میری اُمت کی مغفرت فرمادی تو خاک لے کر اپنے سر پہ ڈالتا تھا اور ہائے وائے کرتا تھا۔ مجھ کو اس کا اضطراب دیکھ کر ہنسی آگئی۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اور اس کے قریب قریب بیہقی نے۔

مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ حقوق العباد علی الاطلاق بدون سزا معاف ہوجائیں گے اور نہ یہ مطلب ہے کہ خاص حج کرنے سے بدون سزا معاف ہوجائیں گے بلکہ قبل اس دعا کے قبول ہونے کے دو احتمال تھے ایک یہ حقوق العباد کی سزا میں جہنم میں ہمیشہ رہنا پڑے، دوسرا یہ کہ گو جہنم میں ہمیشہ رہنا نہ ہو لیکن سزا ضرور ہو۔ اب اس دُعا کے قبول ہونے کے بعد دو وعدے ہوگئے۔ ایک یہ کہ بعد سزا کبھی نہ کبھی ضرور نجات ہوجائے گی۔ دوسرا یہ کہ بعض دفعہ بدون سزا بھی اس طور پر نجات ہوجائے گی کہ مظلوم کو نعمتیں دے کر اس سے راضی نامہ دلوا دیا جائے گا یعنی آپ کو اس قانون کی منظوری لینے میں کس قدر فکر اور تکلیف ہوئی۔ کیا اب بھی قلب میں آپکی محبت کا جوش نہیں اٹھتا۔

۹۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ آیتیں پڑھیں جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعائیں اپنی اپنی اُمت کے لئے مذکور ہیں اور دعا کے لئے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور عرض کیا اے اللہ! میری اُمت، میری اُمت۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیلؑ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور یوں تو تمہارا پروردگار جانتا ہی ہے۔ ان سے پوچھو آپ کے رونے کا سبب کیا ہے؟ انھوں نے آپ سے پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کہا تھا انکو بتلایا حق تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا محمدؐ کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم آپ کو آپ کی اُمت کے معاملہ میں خوش کر دیں گے اور رنج نہ دیں گے۔ (مسلم)

ابن عباسؓ کا قول ہے کہ آپ تو کبھی بھی خوش نہ ہوں گے اگر آپکی اُمت میں سے ایک

آدمی بھی دوزخ میں رہے ۔ (درمنثور عن الخطیب)

اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے آپ کے خوش کرنے کا تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا ایک اُمتی بھی دوزخ میں نہ رہے گا۔[1]

۱۰۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص تھا جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو شراب نوشی میں سزا بھی دی تھی، ایک دفعہ پھر لایا گیا اور سزا کا حکم ہو کر سزا دی گئی، ایک شخص نے کہا اے اللہ اس پر لعنت کر، کس کثرت سے یہ شراب پیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس پر لعنت نہ کرو۔ واللہ میرا یہ علم ہے کہ یہ خدا اور رسولؐ سے محبت رکھتا ہے۔ (ابوداؤد)

یعنی خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے کی کتنی قدر فرمائی گئی کہ اتنا بڑا گناہ کرنے پر بھی اس پر لعنت کی اجازت نہیں دی گئی۔ یہ ہے آپ کی شفقت۔

---

[1] یعنی ہر مسلمان دوزخ سے ضرور آزاد ہوگا۔ چاہے جلدی اور چاہے دیر میں۔

روح پنجم

تقدیر و توکّل

اس اعتقاد اور عمل میں یہ فائدے ہیں :

۱۔ کیسی ہی مصیبت یا پریشانی کا واقعہ پیش آئے اس سے دل مضبوط رہے گا اور یہ سمجھے گا کہ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا اس کے خلاف ہو نہیں سکتا تھا اور وہ جب چاہے گا اس کو دفع کر دے گا۔

۲۔ جب یہ سمجھ گیا تو اگر اس مصیبت کے دُور ہونے میں دیر بھی لگے گی تو پریشان اور مایوس اور دل کمزور نہ ہوگا۔

۳۔ جب یہ سمجھ گیا تو کوئی تدبیر اس مصیبت کے دفع کرنے کی ایسی نہ کرے گا جس سے خدا تعالیٰ ناراض ہو۔ یوں سمجھے گا کہ مصیبت تو بدون خدا تعالیٰ کے چاہے ہوئے دفع ہوگی نہیں پھر خدا کو کیوں ناراض کیا جائے۔

۴۔ ایسا سمجھنے کے بعد سب تدبیروں کے ساتھ یہ شخص دعا میں مشغول ہوگا کیونکہ یہ سمجھے گا کہ جب اسی کے چاہنے سے یہ مصیبت ٹل سکتی ہے تو اسی سے عرض کرنے میں نفع کی زیادہ اُمید ہے پھر دعا میں لگ جانے سے اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھ جائے گا جو تمام راحتوں کی جڑ ہے۔

۵۔ جب ہر کام میں یہ یقین ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہی کے کرنے سے ہوتا ہے تو کسی کامیابی میں اپنی کسی تدبیر یا سمجھ پر اس کو ناز اور فخر اور دعویٰ نہ ہوگا۔ حاصل ان سب فائدوں کا یہ ہوا کہ یہ شخص کامیابی میں شکر کرے گا اور ناکامی میں صبر کریگا اور یہی فائدے اس مسئلہ کے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بطور خلاصہ تبلائے ہیں لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما اٰتاکم الآیۃ (سورہ حدید)

اور اس مسئلہ کا یہ مطلب نہیں کہ تقدیر کا بہانہ کر کے شریعت کے موافق ضروری تدبیر کو بھی چھوڑ دے بلکہ یہ شخص تو کمزور تدبیر کو بھی نہ چھوڑے گا اور اس میں بھی اُمید رکھے گا کہ خدا تعالیٰ اس میں بھی اثر دے سکتا ہے اس لئے کبھی ہمت نہ ہارے گا۔ جیسے بعض لوگوں کو یہ غلطی ہو جاتی

ہے اور دین تو بڑی چیز ہے۔ دنیا کے ضروری کاموں میں بھی ایسی کم ہمتی کی برائی حدیث میں آئی ہے چنانچہ عوف بن مالکؓ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقدمہ کا فیصلہ فرمایا تو ہارنے والا کہنے لگا حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کم ہمتی کو ناپسند فرماتا ہے لیکن ہوشیاری سے کام لو یعنی کوشش و تدبیر میں کم ہمتی مت کرو پھر جب کوئی کام تمہارے قابو سے باہر ہو جائے تب کہو حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ، یعنی خدا کی مرضی میری قسمت۔ (ابوداؤد)

یہ مضمون تو بیچ میں اس مسئلے کے فائدے بتلانے اور غلطیوں سے بچانے کے لئے آ گیا تھا۔ اب وہ حدیثیں لکھی جاتی ہیں جن میں اس مسئلہ کا ذکر ہے۔

۱۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی شخص مومن نہ ہوگا جب تک تقدیر پر ایمان نہ لائے اس کی بھلائی پر بھی اور اس کی برائی پر بھی یہاں تک ...... کہ یہ یقین کرلے کہ جو بات واقع ہونے والی تھی وہ اس سے ہٹنے والی نہ تھی اور جو بات اس سے ہٹنے والی تھی وہ اس پر واقع ہونے والی نہ تھی۔ (ترمذی)

۲۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا۔ اے لڑکے! میں تجھے چند باتیں بتلاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ وہ تیری حفاظت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ، تو اس کو اپنے سامنے یعنی قریب پائے گا۔ جب تجھ کو کچھ مانگنا ہو اللہ تعالیٰ سے مانگ اور جب تجھ کو مدد چاہنی ہو اللہ تعالیٰ سے مدد چاہ اور یہ یقین کرلے کہ تمام گروہ اگر اس بات پر متفق ہو جائیں کہ تجھ کو کسی بات سے نفع پہنچا دیں تو تجھ کو ہرگز نفع نہیں پہنچا سکتے بجز ایسی چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دی تھی اور اگر وہ سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ تجھ کو کسی بات سے ضرر پہنچا دیں تو تجھ کو ہرگز ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ بجز اس چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دی تھی۔ (ترمذی)

۳۔ حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کی پانچ چیزوں سے فراغت فرما دی ہے۔ اس کی عمر سے اور اس کے رزق سے اور اس کے عمل سے اور اس کے دفن ہونے کی جگہ اور اس سے کہ انجام میں سعید ہے یا شقی ہے۔ (احمد و بزار و کبیر و اوسط)

۴۔ حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی ایسی چیز پر آگے مت بڑھ جس کی نسبت تیرا یہ خیال ہو کہ میں آگے بڑھ کر اس کو حاصل کر لوں گا اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مقدر نہ کیا ہو اور کسی ایسی چیز سے پیچھے مت ہٹ جس کی نسبت تیرا یہ خیال ہو کہ وہ میرے پیچھے ہٹنے سے ٹل جاوے گی اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مقدر کر دیا ہو (کبیر و اوسط)

یعنی یہ دونوں گمان غلط ہیں بلکہ جو چیز مقدر نہیں وہ آگے بڑھنے سے بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اس گمان سے آگے بڑھنا بیکار اور اسی طرح جو چیز مقدر ہے وہ ہٹنے اور بچنے سے ٹل نہیں سکتی۔ اس لیے اس گمان سے بچنا بے کار۔

۵۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے نفع کی چیز کو کوشش سے حاصل کر اور اللہ تعالیٰ سے مدد چاہ اور ہمت مت ہار اور اگر تجھ پر کوئی دقت پڑ جائے تو یوں مت کہہ کہ اگر میں یوں کرتا تو ایسا ایسا ہو جاتا لیکن ایسے وقت میں یوں کہہ کہ اللہ تعالیٰ نے یہی مقدر فرمایا تھا اور جو اس کو منظور ہوا اس نے وہی کیا۔ (مسلم)

یہاں تک کی حدیثیں جمع الفوائد سے نقل کی گئی ہیں۔ ان حدیثوں میں زیادہ تقدیر کا بیان تھا۔ آگے وہ آیتیں اور حدیثیں ہیں جن میں زیادہ توکل کا اور کچھ کچھ تقدیر کا بیان ہے۔

۶۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے مشورہ لینے کے بعد جب آپ ایک جانب رائے قائم کر لیں تو خدا تعالیٰ پر اعتماد کر کے اس کام کو کر ڈالا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے جو اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھیں، محبت فرماتے ہیں۔ (آل عمران)

یعنی اس سے بڑھ کر اور کیا دولت ہوگی کہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے والوں سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہے جس شخص سے خدا تعالیٰ کو محبت ہو اس کی فلاح میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے اور اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ توکل کے ساتھ تدبیر کا بھی حکم ہے کیوں کہ مشورہ تو تدبیر ہی کے لئے ہوتا ہے۔ البتہ تدبیر پر بھروسہ نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ تدبیر کر کے بھی بھروسہ خدا ہی پر ہونا چاہیئے۔

۷۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ یہ ایسے مخلص لوگ ہیں کہ بعض لوگوں نے جو اُن سے آکر کہا کہ ان لوگوں نے یعنی کفارِ مکہ نے تمہارے مقابلے کے لیے بڑا سامان جمع کیا ہے تو تم کو ان سے اندیشہ کرنا چاہیئے تو اس خبر نے ان کے جوشِ ایمان کو اور زیادہ کر دیا اور نہایت استقلال سے یہ کہہ

کر بات کو ختم کر دیا کہ ہم کو حق تعالیٰ تمام مہمات میں کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کے لئے اچھا ہے یہی سپرد کرنا توکل ہے پس یہ لوگ خدا تعالیٰ کی نعمت اور فضل سے یعنی ثواب اور نفع تجارت سے بھرے ہوئے واپس آئے کہ انکو کوئی ناگواری ذرا پیش نہیں آئی اور وہ لوگ اس واقعہ میں رضائے حق کے تابع رہے، اسی کی بدولت ہر طرح کی نعمتوں سے سرفراز ہوئے اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔ (قرآن: سورۂ آلِ عمران)

یعنی ان آیتوں میں ایک قصہ کی طرف اشارہ ہے جس میں صحابہؓ کو دنیا اور دین دونوں کا فائدہ ہوا اللہ تعالیٰ یہ بتلاتا ہے کہ یہ دونوں دولتیں توکل کی بدولت ملیں۔

۸۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے، آپ فرما دیجئے کہ ہم پر کوئی حادثہ نہیں پڑ سکتا مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر فرمایا ہے وہ ہمارا مالک ہے پس مالکِ حقیقی جو تجویز کرے بندہ کو اس پر راضی رہنا واجب ہے اور ہمارے ہی لیئے کیا تخصیص ہے بلکہ ہر مسلمان کو اپنا ہر کام اللہ ہی کے سپرد رکھنا چاہیئے۔ دوسری بات یہ فرما دیجئے کہ ہمارے لئے جیسی اچھی حالت بہتر ہے ایسے ہی سختی کی حالت بھی بہ اعتبار انجام کے بہتر ہے کہ اس میں درجات بڑھتے ہیں اور گناہ معاف ہوتے ہیں تم تو ہمارے حق میں دو بہتریوں میں سے ایک بہتری ہی کے منتظر[1] رہتے ہو۔ (سورۂ توبہ)

۹۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے خوفزدہ ہوتے دیکھا تو اُن سے فرما دیا کہ "اے میری قوم! اگر تم سچے دل سے اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو سوچ بچار مت کرو بلکہ اس پر توکل کرو اگر اس کی اطاعت کرنے والے ہو"

انھوں نے جواب میں عرض کیا کہ ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو ان ظالم لوگوں کا تختۂ مشق نہ بنا اور ہم کو اپنی رحمت کے صدقہ ان کافر لوگوں سے نجات دے یعنی جب تک ہم پر ان کی حکومت مقدر رہے، ظلم نہ کرنے پائیں اور پھر انکی حکومت ہی کے دائرہ سے نکال دیجئے۔ (سورۂ یونس)

یعنی اس سے معلوم ہوا کہ توکل کے ساتھ دُعا زیادہ مفید ہوتی ہے۔

۱۰۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے کام بنانے کے لئے کافی ہے اور یہ کام بنانا عام ہے، ظاہراً ہو یا صرف باطناً۔ (الطلاق: آیت ۳)

---

[1] یعنی دنیا اور آخرت میں یا دونوں میں ضرور ہمارے لئے اللہ نے بہتری رکھی ہے۔

یعنی دیکھئے توکل پر کیسا عجیب وعدہ فرمایا ہے اور اصلاح باطناً اس وقت تو معلوم نہیں ہوتی مگر بہت جلد سمجھ میں آجاتی ہے۔

۱۱۔ حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کی سعادت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اس کے لئے مقدر فرمایا اس پر راضی رہے اور آدمی کی محرومی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے خیر مانگنا چھوڑ دے اور یہ بھی آدمی کی محرومی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو اس کے لئے مقدر فرمایا اس سے ناراض ہو۔ (احمد و ترمذی)

۱۲۔ حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا دل تعلقات کے ہر میدان میں شاخ شاخ رہتا ہے سو جس نے اپنے دل کو ہر شاخ کے پیچھے ڈال دیا، اللہ تعالیٰ اس کی پرواہ بھی نہیں کرتا خواہ وہ کسی میدان میں ہلاک ہو جائے اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ سب شاخوں میں اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

یعنی اس کو پریشانی اور مشکلیں نہیں ہوتیں۔ یہ دو حدیثیں مشکوٰۃ شریف میں ہیں۔

۱۳۔ حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے دل سے اللہ تعالیٰ ہی کا ہو رہے، اللہ تعالیٰ اس کی سب ذمہ داریوں کی کفایت فرماتا ہے۔ اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ اس کا گمان بھی نہیں ہوتا اور وہ شخص دنیا کا ہو رہے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا ہی کے حوالے کر دیتا ہے۔ (ابو الشیخ)

۱۴۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے فرمایا کہ "اونٹ کو باندھ کر توکل کر" [۱]

یعنی توکل میں تدبیر کی ممانعت نہیں، ہاتھ سے تدبیر کرے، دل سے اللہ پر توکل کرے اور اس تدبیر پر بھروسہ نہ کرے۔

۱۵۔ ابو خزامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ دوا اور جھاڑ پھونک کیا تقدیر کو ٹال دیتی ہے؟ آپ نے فرمایا یہ بھی تقدیر ہی میں داخل ہے۔ [۲] (ترمذی و ابن ماجہ)

---

[۱] یہ حدیث الترغیب والترہیب سے لی گئی ہے۔

[۲] یہ حدیث تخریج عراقی میں ہے۔

یعنی یہ بھی تقدیر میں ہے کہ فلاں دوا یا جھاڑ پھونک سے نفع ہو جائے گا۔

مسلمانو! ان آیتوں اور حدیثوں سے سبق لو۔ کیسی ہی دشواری پیش آئے، دل رنجیدہ مت کرو اور دین کے معاملے میں کچے مت بنو۔ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔

روح ششم

دُعا کی اہمیت

یعنی جس چیز کی ضرورت ہو خواہ وہ دنیا کا کام ہو یا دین کا اور خواہ اس میں اپنی بھی کوشش کرنا پڑے اور خواہ اپنی کوشش اور قابو سے باہر ہو، سب خدا تعالیٰ سے مانگا کرے لیکن اتنا خیال ضرور ہے کہ وہ گناہ کی بات نہ ہو۔ اس میں سب باتیں آگئیں جیسے کوئی کھیتی یا سوداگری کرتا ہے تو محنت اور سامان بھی کرنا چاہیئے۔ مگر خدا تعالیٰ سے دعا بھی مانگنا چاہیئے کہ اے اللہ! اس میں برکت عطا فرما اور نقصان سے بچا۔ یا کوئی دشمن ستائے خواہ دنیا کا دشمن خواہ دین کا دشمن۔ تو اس سے بچنے کی تدبیر بھی کرنی چاہیئے خواہ وہ تدبیر اپنے قابو کی ہو خواہ حاکم سے مدد لینی پڑے، مگر اس تدبیر کے ساتھ خدا تعالیٰ سے دُعا کرنی چاہیئے کہ دشمن کو زیر کر دے اور اگر کوئی بیمار ہو تو دوا بھی کرنا چاہیئے مگر خدا تعالیٰ سے دُعا بھی مانگنی چاہیئے کہ اے اللہ! اس بیماری کو کھول دے۔ یا اپنے پاس کچھ مال ہے تو اس کی حفاظت کا سامان بھی کرنا چاہیئے۔ جیسے مضبوط مکان میں مضبوط قفل لگا کر رکھنا یا گھر والوں کے یا نوکروں کے ذریعہ سے اس کا پہرہ دینا، دیکھ بھال رکھنا مگر اس کے ساتھ خدا تعالیٰ سے دعا بھی مانگنی چاہیئے کہ اے اللہ اسکو چوروں سے محفوظ رکھ یا مثلاً کوئی مقدمہ کر رکھا ہے یا اپر کسی نے کر رکھا ہے تو اسکی پیروی بھی کرنا چاہیئے۔ وکیل اور گواہوں کا انتظام بھی کرنا چاہیئے۔ مگر اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دُعا بھی کرنی چاہیئے کہ اے اللہ! اس مقدمہ میں مجھ کو فتح دے اور ظالم کے شر سے مجھ کو بچا یا قرآن اور علم دین حاصل کر رہا ہے تو اس میں جی لگا کر پابندی سے محنت بھی کرنی چاہیئے مگر اس کے ساتھ دعا بھی کرنی چاہیئے کہ اے اللہ! اس کو آسان کر دے اور میرے ذہن میں اس کو جما دے یا نماز روزہ وغیرہ شروع کیا ہے یا بزرگوں کے بتلانے سے اور عبادتوں میں لگ گیا ہے تو سستی اور نفس کے حیلہ بہانہ کا مقابلہ کر کے ہمت کے ساتھ اس کو نباہنا چاہیئے مگر دعا بھی کرنا ہے کہ اے اللہ! میری مدد کر اور مجھ کو ہمیشہ اسکی توفیق دے اور اس کو قبول فرما۔ یہ نمونہ کے طور پر چند مثالیں لکھ دی ہیں۔ ہر کام اور ہر مصیبت

میں اسی طرح جو اپنے کرنے کی تدبیر ہے وہ بھی کرے اور سب تدبیروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے عاجزی اور توجہ کے ساتھ عرض بھی کرتا رہے اور جس کام میں تدبیر کا کچھ دخل نہیں اس میں تو تمام کوشش دعا ہی میں خرچ کرنا ضروری ہے جیسے بارش کا ہونا یا اولاد کا زندہ رہنا یا کسی بیماری کا علاج بیماری سے اچھا ہوجانا۔ یا نفس و شیطان کا نہ بہکانا۔ یا وبا اور طاعون سے محفوظ رہنا یا قابو یافتہ ظالموں کے شر سے بچنا۔ ان کاموں کا بنانے والا تو بجز خدا تعالیٰ کے کوئی ہے ہی نہیں، اس لئے تدبیر کے کاموں میں جتنا حصہ تدبیر کا ہے، ان بے تدبیر کے کاموں میں وہ حصہ تدبیر کا بھی دعا ہی میں خرچ کرنا چاہیئے۔ غرض تدبیر کے کاموں میں تو کچھ تدبیر اور کچھ دعا ہوا اور بے تدبیر کے کاموں میں تدبیر کی جگہ بھی دعا ہی ہے۔

تو اس میں زیادہ دعا ہوئی اور دعا فقط اس کا نام نہیں کہ دو چار باتیں یاد کر لیں اور نماز کے بعد اس کو صرف زبان سے آموختہ کی طرح پڑھ دیا سو یہ دعا نہیں محض دعا کی نقل ہے۔ دعا کی حقیقت اللہ کے دربار میں درخواست پیش کرنا ہے جس طرح حاکم کے یہاں درخواست دیتے ہیں، کم سے کم دعا اس طرح تو کرنا چاہیئے کہ درخواست دینے کے وقت آنکھیں بھی اسی طرف لگی ہوتی ہیں، دل بھی ہمہ تن اُدھر ہی ہوتا ہے۔ صورت بھی عاجزوں کی سی بناتے ہیں اگر زبانی کچھ عرض کرنا ہوتا ہے تو کیسے ادب سے گفتگو کرتے ہیں اور اپنی عرضی منظور ہونے کے لئے پورا زور لگاتے ہیں اور اس یقین دلانے کی پوری کوشش کرتے ہیں کہ ہم کو آپ سے پوری امید ہے کہ ہماری درخواست پر پوری توجہ فرمائی جائے گی۔ پھر بھی عرضی کے موافق حکم نہ ہوا اور حاکم عرضی دینے والے کے سامنے افسوس ظاہر کرے کہ تمہاری مرضی کے موافق تمہارا کام نہ ہوا تو یہ شخص فوراً یہ جواب دیتا ہے کہ حضور مجھ کو کوئی رنج یا شکایت نہیں اس معاملہ میں قانون[1] ہی میں جان نہ تھی یا میری پیروی میں کمی رہ گئی تھی حضور نے کچھ کوتاہی نہیں فرمائی اور اگر اس حاجت کی آئندہ بھی ضرورت ہو تو کہتا ہے کہ مجھ کو نا امیدی نہیں پھر عرض کرتا رہوں گا اور اصل بات تو یہ ہے کہ مجھ کو حضور کی مہربانی کام[2] ہونے سے زیادہ پیاری چیز ہے، کام تو خاص وقت یا محدود درجہ کی چیز ہے حضور کی

---

[1] یعنی میں کوئی قانونی فیصلہ کسی عدالت کا اپنے حق میں نہیں پیش کر سکا۔

[2] یعنی کام کے مقابلہ میں مجھے آپ کی مہربانی زیادہ عزیز ہے۔

مہربانی تو عمر بھر کی اور غیر محدود درجہ کی دولت اور نعمت ہے۔ اب آپ خود ہی سوچیئے کہ دعا مانگنے وقت اور دعا مانگنے کے بعد جب اس کا کوئی ظہور نہ ہو، خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرتے ہو؟ سوچو اور شرماؤ، جب یہ برتاؤ نہیں کرتے تو اپنی دعا کو درخواست کس منہ سے کہتے ہو کہ واقع میں کمی تمہاری ہی طرف سے ہے جس سے وہ دعا درخواست نہ رہی اور اس طرف سے تو اتنی رعایت ہے کہ درخواست دینے کا وقت بھی معیّن نہیں فرمایا۔ وقت بے وقت جب چاہو عرض معروض کر لو۔ نمازوں کے بعد کا وقت بھی تم ہی نے ٹھہرا رکھا ہے البتہ وہ وقت دوسرے وقتوں سے زیادہ برکت کا ہے اس وقت زیادہ دعا کرو باقی اور وقتوں میں اس کا سلسلہ جاری رکھو جس وقت جو حاجت یاد آگئی فوراً ہی دل سے یا زبان سے مانگنا شروع کرو۔ جب دعا کی حقیقت معلوم ہو گئی تو اس حقیقت کے موافق دعا مانگو پھر دیکھو کیسی برکت ہوتی ہے اور برکت کا یہ مطلب نہیں کہ جو مانگو گے وہی مل جائے گا کبھی تو وہی چیز مل جاتی ہے جیسے کوئی آخرت کی چیز مانگے کیونکہ وہ بندہ کے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے البتہ اس میں ایمان اور اطاعت شرط ہے کیونکہ وہاں کی چیزیں قانوناً اسی شخص کو مل سکتی ہیں اور کبھی وہ چیز مانگی ہوئی نہیں ملتی جیسے دنیا کی چیز مانگے کیونکہ وہ بندہ کے لئے کبھی بھلائی ہے کبھی برائی، جب اللہ کے نزدیک بھلائی ہوتی ہے اس کو مل جاتی ہے اور جب برائی ہوتی ہے تو نہیں ملتی جیسے باپ بچّہ کو پیسہ مانگنے پر کبھی دیتا اور کبھی نہیں دیتا جب وہ دیکھتا ہے کہ یہ اس سے ایسی چیز خرید کر کھائے گا جس کو حکیم نے منع کر رکھا ہے تو برکت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ مانگی ہوئی چیز مل جائے بلکہ برکت کا مطلب یہ ہے کہ دعا کرنے سے حق تعالیٰ کی توجہ بندہ کی طرف ہو جاتی ہے اگر وہ چیز بھی کسی مصلحت سے نہ ملے تو دعا کی برکت سے بندہ کے دل میں تسلّی اور قوّت پیدا ہو جاتی ہے اور پریشانی اور کمزوری جاتی رہتی ہے اور یہ اثر اللہ تعالیٰ کی اس خاص توجّہ کا ہوتا ہے جو دعا کرنے سے بندہ کی طرف حق تعالیٰ کو ہو جاتی ہے اور یہی توجّہ خاص اجابت کا وہ یقینی درجہ ہے جس کا وعدہ حق تعالیٰ کی طرف سے دعا کرنے والے کے لئے ہوا ہے اور اس حاجت کا عطا فرما دینا یہ اجابت کا دوسرا درجہ ہے جس کا وعدہ بلا شرط نہیں بلکہ اس شرط سے ہے کہ بندہ کی مصلحت کیخلاف نہ ہو اور یہی توجّہ خاص ہے جس کے سامنے بڑی سے بڑی حاجت اور دولت کوئی چیز نہیں

اور یہی توجہ خاص بندہ کی اصل پونجی ہے جس سے دنیا میں بھی اس کو حقیقی اور دائمی راحت نصیب ہوتی ہے اور آخرت میں بھی غیر محدود اور ابدی نعمت اور حلاوت نصیب ہوگی تو دُعا میں اس برکت کے ہوتے ہوئے دعا کرنے والے کو خسارہ اور محرومی کا اندیشہ کرنیکی کیسے تک گنجائش ہے۔

اب دو چار حدیثیں دعا کی فضیلت اور آداب میں لکھتا ہوں:

۱۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندوں کی دُعا قبول ہوتی ہے تا وقتیکہ کسی گناہ یا رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی کی دعا نہ کرے جب تک جلدی نہ مچادے، عرض کیا گیا کہ یارسول اللہؐ جلدی مچانے کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا جلدی مچانا یہ ہے کہ یوں کہنے لگے کہ میں نے بار بار دعا کی مگر قبول ہوتی ہوئی نہیں دیکھتا یا دعا کرنے سے تھک جاوے اور دعا کرنا چھوڑ دے۔ (مسلم)

یعنی اس میں تاکید ہے اس بات کی گو قبول نہ ہو مگر برابر کئے جائے اس کے متعلق اوپر بیان آچکا ہے۔

۲۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خدا تعالیٰ کے نزدیک دُعا سے بڑھ کر کوئی چیز قدر کی نہیں۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

۳۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا ہر چیز سے کام دیتی ہے، ایسی بلا سے بھی جو کہ نازل ہوچکی اور ایسی بلا سے بھی جو کہ ابھی نازل نہیں ہوئی۔ اے بندگانِ خدا دعا کو پلّہ باندھو۔ (ترمذی و احمد)

۴۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر غصہ کرتا ہے۔ (ترمذی و احمد)

البتہ جس کو اسکی دھن اور دھیان سے فرصت نہ ہو وہ اس میں داخل نہیں۔

۵۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں دعا کیا کرو کہ تم قبولیت کا یقین رکھا کرو اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ غفلت سے بھرے دل سے قبول نہیں کرتا۔ (ترمذی)

یعنی دُعا خوب توجہ سے کرنی چاہیئے اور اجابت کے دو درجے اُوپر بیان کئے ہیں وہی

قبولیت کے بھی ہیں کیونکہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک درجہ اس کا عام ہے جو آگے حدیث میں آتا ہے۔

۶۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہیں جو کوئی دعا کرے جس میں گناہ اور قطع رحم نہ ہو مگر اللہ تعالیٰ اس دعا کے سبب اس کو تین چیزوں سے ایک ضرور دیتا ہے یا تو فی الحال وہی مانگی ہوئی چیز دے دیتا ہے یا اس کو آخرت کے لئے ذخیرہ کر دیتا ہے اور یا کوئی ایسی ہی برائی اس سے ہٹا دیتا ہے، صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس حالت میں تو ہم خوب کثرت سے دعا کیا کریں گے، آپؐ نے فرمایا خدا کے یہاں اس سے بھی زیادہ عطا کی کثرت ہے۔ (احمد)

خلاصہ یہ ہے کہ کوئی دعا خالی نہیں جاتی۔

۷۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص کو اپنے رب سے سب حاجتیں مانگنی چاہئیں اور ثابت کی روایت میں ہے یہاں تک کہ نمک بھی اسی سے مانگے اور جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے وہ بھی اسی سے مانگے۔ (ترمذی)

یعنی یہ خیال نہ کرے کہ ایسی حقیر چیز اتنے بڑے خدا سے کیا مانگے، خدا کے نزدیک تو بڑی چیز بھی چھوٹی ہے۔

روح ہفتم

اللہ والوں کی صحبت

اُن سے اچھی باتیں سُنیں اور ان سے اچھی خصلتیں سیکھیں اور جو نیک لوگ گزر گئے ہیں اُن کے اچھے حالات کی کتابیں پڑھ کر یا پڑھوا کر ان کے حالات معلوم کرنا کہ یہ بھی ایسا ہی ہے جیسے گویا ان کے پاس ہی بیٹھ کر ان سے باتیں سُنیں اور اچھی اچھی خصلتیں سیکھ لیں۔

چونکہ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ دوسرے انسان کے خیالات اور حالات کا بہت جلد اور بہت قوّت کے ساتھ اور بدون کسی خاص کوشش کے اثر قبول کر لیتا ہے اچھا اثر بھی اور بُرا اثر بھی اس لئے اچھی صحبت بہت ہی بڑے فائدے کی چیز ہے اور اسی طرح بُری صحبت بڑے نقصان کی چیز ہے اور اچھی صحبت ایسے شخص کی صحبت ہے جس کو ضرورت کے موافق دین کی باتوں کی واقفیت بھی ہو اور جس کے عقیدے بھی اچھے ہوں، شرک بدعت اور دنیا کی رسموں سے بچتا ہو، اعمال بھی اچھے ہوں، نماز روزہ اور ضروری عبادتوں کا پابند ہو۔ معاملات بھی اچھے ہوں، لین دین صاف ہو، حلال و حرام کی احتیاط ہو۔ اخلاق ظاہری بھی اچھے ہوں، مزاج میں عاجزی ہو۔ کسی کو بے وجہ تکلیف نہ دیتا ہو، غریبوں اور حاجتمندوں کو ذلیل نہ سمجھتا ہو، اخلاقِ باطنی بھی اچھے ہوں۔ خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کا خوف دل میں رکھتا ہو دنیا کا لالچ بھی دل میں زیادہ نہ رکھتا ہو، دین کے مقابلہ میں مال اور راحت اور آبرو کی پروا نہ رکھتا ہو۔ آخرت کی زندگی کے سامنے دنیا کی زندگی کو عزیز نہ رکھتا ہو، ہر حال میں صبر و شکر کرتا ہو۔ جس شخص میں یہ باتیں پائی جائیں، اس کی صحبت اکسیر ہے اور جس شخص کو ان باتوں کی پوری پہچان نہ ہو سکے اس کے لئے یہ پہچان ہے کہ اپنے زمانہ کے نیک لوگ جن کو اکثر مسلمان عام طور پر نیک سمجھتے ہوں۔ ایسے نیک لوگ جس شخص کو اچھا کہتے ہوں اور دس پانچ بار اس کے پاس بیٹھنے سے بُری باتوں سے دل ہٹنے لگے اور نیک باتوں کی طرف دل جھکنے لگے۔ پس تم اس کو اچھا سمجھو اور اس کی صحبت اختیار کرو اور جس شخص میں بُری باتیں دیکھو، بدون

کسی سخت مجبوری کے اس سے میل جول مت کرو کہ اس سے دین تو بالکل تباہ ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ دنیا کا بھی نقصان ہو جاتا ہے کبھی تو جان کا کہ کسی تکلیف یا پریشانی کا سامنا ہو جاتا ہے اور کبھی مال کا کہ بُری جگہ خرچ ہو گیا یا دھوکہ میں آ کر کسی کو دے دیا، خواہ محبت کے جوش میں آ کر مفت دے دیا، خواہ قرض کے طور پر دیا تھا پھر وصول نہ ہُوا اور کبھی آبرو کا کہ بُروں کے ساتھ یہ بھی رُسوا و بدنام ہوا اور جس شخص میں نہ اچھی علامتیں معلوم ہوں اور نہ بُری علامتیں اُس پر گمان تو نیک رکھو مگر اس کی صحبت مت اختیار کرو۔ غرض تجربہ سے نیک صحبت کو دین کے سنورنے میں اور دل کے مضبوط ہونے میں بڑا دخل ہے اور اسی طرح صحبتِ بَد کو دین کے بگڑنے میں اور دل کے کمزور ہونے میں۔

اب چند آیتیں اور حدیثیں صحبتِ نیک کی ترغیب میں اور صحبتِ بد کی مذمت میں لکھی جاتی ہیں۔

۱۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو لوگ دین کے پکے اور سچے ہیں ان کے ساتھ رہو۔

یعنی ساتھ رہنے میں ظاہری صحبت بھی آ گئی اور انکی راہ پر چلنا بھی آ گیا۔

۲۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے مخاطب جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات اور احکام میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں کے پاس بیٹھنے سے کنارہ کش ہو جا یہاں تک کہ وہ کوئی اور بات میں لگ جائیں اور اگر تجھ کو شیطان بہلائے یعنی ایسی مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت یاد نہ رہے تو جب یاد آ جاوے، یاد آ جانے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھ بلکہ فوراً اٹھ کھڑا ہو اور اس سے ایک آیت کے بعد ارشاد ہے اور کچھ مجلسِ تکذیب کی تخصیص نہیں بلکہ ایسے لوگوں سے کنارہ کش رہ جنہوں نے اپنے اس دین کو جس کا ماننا ان کے ذمہ فرض تھا یعنی اسلام کو لہو و لعب بنا رکھا ہے۔ الخ (سورۃ انعام)

۳۔ حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ہم جن لوگوں کے پاس بیٹھتے ہیں ان میں سب سے اچھا کون شخص ہے؟ کہ اسی کے پاس بیٹھا کریں آپؐ نے ارشاد فرمایا ایسا شخص پاس بیٹھنے کے لئے سب سے اچھا ہے کہ جس کا دیکھنا تم کو اللہ تعالیٰ کی یاد دلاوے[1] اور

---

[1] یعنی ایسے شخص کی صحبت اختیار کرو جو اپنی گفتار، کردار اور ہیئت یعنی جملہ اوصاف میں اسلام کی علامت اور صبغۃ اللہ میں رنگا ہوا ہو۔

جس کا بولنا تمہارے علم دین میں ترقی دے اور جس کا علم تم کو آخرت کی یاد دلائے۔ (ابویعلی)

میں نے جو اُوپر نیک شخص کی علامتیں بیان کی ہیں، اس حدیث میں ان میں سے بعضی بڑی علامتیں مذکور ہیں۔

۴۔ حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اور یہ بھی احتمال ہے کہ شاید حضرت ابوامامہؓ کا قول ہو تب بھی حدیث ہی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے بیٹا! تو علماء کے پاس بیٹھنے کو اپنے ذمہ لازم پکڑنا اور اہلِ حکمت[لے] کی باتوں کو سنتے رہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ مردہ دل کو نورِ حکمت سے اس طرح زندہ کر دیتے ہیں جیسے مُردہ زمین کو موسلا دھار پانی سے زندہ کر دیتے ہیں۔ (طبرانی فی الکبیر)

۵۔ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میری محبت ایسے لوگوں کے لئے واجب ہوگئی جو میرے ہی علاقہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور جو میرے ہی علاقہ سے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں۔ الخ

یہ جو فرمایا "میرے علاقہ سے" مطلب ہے کہ محض دین کے واسطے۔

۶۔ حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نیک ہمنشیں اور بد ہمنشیں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص مُشک لئے ہوئے ہو، یہ مثال ہے نیک صحبت کی اور ایک شخص بھٹی کو دھونک رہا ہو، یہ مثال ہے بدصحبت کی سو وہ مُشک والا تو تجھ کو دے دے گا یا اگر نہ بھی دیا تو اس سے تجھ کو خوشبو ہی پہنچ جائے گی اور بھٹی کا دھونکنے والا یا تو تیرے کپڑوں کو جلا دے گا اگر کوئی چنگاری آپڑی اور یا اگر اس سے بچ بھی گیا تو اس کی گندی بُو ہی تجھ کو پہنچ جائے گی۔

یعنی نیک صحبت سے اگر کامل نفع نہ ہو تب بھی کچھ تو ضرور ہو جائے گا اور بدصحبت سے اگر کامل ضرر نہ ہوا تب بھی کچھ تو ضرور ہو جائے گا۔[ٹے]

۷۔ حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ

لے حکمت: دین کی باریک باتوں کو کہتے ہیں جیسی سچے درویش کیا کرتے ہیں۔

ٹے یہ سب حدیثیں ترغیب سے لی گئی ہیں۔

فرماتے تھے کہ کسی کی صحبت اختیار نہ کرو بجز ایمان والے کے۔

یعنی اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ کافر کی صحبت میں مت بیٹھو۔ دوسرا یہ کہ جس کا ایمان کامل نہ ہو اس کے پاس مت بیٹھو۔ پس پورا قابلِ صحبت وہ ہے جو مومن ہو خصوصاً جو مومن کامل ہو۔ یعنی دین کا پورا پابند ہو۔

۸۔ حضرت ابو رزین رضؓ سے روایت ہے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو ایسی بات نہ بتلاؤں جو اس دین کا (بڑا) مدار ہے جس سے تم دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر سکتے ہو۔ ایک تو اہلِ ذکر کی مجالس[1] کو مضبوط پکڑلو اور دوسرے جب تنہا ہوا کرو تو جہاں تک ممکن ہو ذکر اللہ کے ساتھ زبان کو متحرک رکھو اور تیسرے اللہ ہی کے لئے محبت رکھو اور اللہ ہی کے لیے بغض رکھو۔ الخ

یہ بات تجربہ سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ صحبت نیک جڑ ہے تمام دین کی، دین کی حقیقت، دین کی حلاوت، دین کی قوت کے جتنے ذریعے ہیں سب سے بڑھ کر ذریعہ ان چیزوں کا صحبتِ نیک ہے۔

۹۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو آپؐ نے فرمایا کہ جنت میں یاقوت کے ستون ہیں ان پر زبرجد کے بالاخانے قائم ہیں ان میں کھلے دروازے ہیں جو تیز چمکدار ستارہ کی طرح چمکتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ان بالاخانوں میں کون رہے گا؟ آپؐ نے فرمایا جو لوگ اللہ کے لئے یعنی دین کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور جو لوگ اللہ کے لئے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں اور جو اللہ کے لئے آپس میں ملاقات کرتے ہیں۔

۱۰۔ حضرت سمرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین کے ساتھ نہ سکونت کرو اور نہ ان کے ساتھ یکجائی کرو یعنی انکی مجلس میں مت بیٹھو جو شخص ان کے ساتھ سکونت کرے گا وہ ان ہی میں سے ہے۔ (جمع الفوائد)

ان سب آیتوں اور حدیثوں سے مدعا کے ایک جزو کا ثابت ہونا تو ظاہر ہے یعنی نیک لوگوں کے پاس بیٹھنا تاکہ ان سے اچھی باتیں سُنیں اور اچھی خصلتیں سیکھیں اب مدعا کا دُوسرا

---

[1] یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں۔

جز درہ گیا یعنی جو نیک لوگ گزر گئے ہیں کتابوں سے ان کے اچھے حالات معلوم کرنا کہ اس سے بھی ویسے فائدے حاصل ہوتے ہیں جیسے ان کے پاس بیٹھنے سے آگے اس دوسرے جز کا بیان کرتے ہیں۔

۱۱۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور پیغمبروں کے قصوں میں ہم یہ سارے مذکورہ قصے یعنی حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ اور حضرت ہود علیہ السّلام کا قصہ اور حضرت صالح علیہ السلام کا اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا اور حضرت لوط علیہ السلام کا اور حضرت شعیب علیہ السّلام کا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا، یہ سب قصہ آپ سے بیان کرتے ہیں جن کے ذریعے سے ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں۔

یہ ایک فائدہ ہے نیکوں کے قصے بیان کرنے کا کہ ان سے دل کو مضبوطی اور تسلی ہوتی ہے کہ جیسے وہ حق پر مضبوط رہے ہم کو بھی مضبوط رہنا چاہیئے اور جس طرح اس مضبوطی کی برکت سے خدا تعالیٰ نے انکی مدد فرمائی اسی طرح اس مضبوطی پر ہماری بھی مدد ہوگی جس کو اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا ہے کہ ہم اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی یہاں دنیاوی زندگانی میں بھی مدد کرتے ہیں اور وہاں اس روز بھی مدد کریں گے جس میں گواہی دینے والے فرشتے کھڑے ہوں گے (مراد اس سے قیامت کا دن ہے اور وہاں کی مدد تو ظاہر ہے کہ حکم ماننے والے ظاہر میں بھی کامیاب ہوں گے اور نافرمانی کرنے والے ناکام ہوں گے اور یہاں کی مدد کبھی تو اسی طرح کی ہوتی ہے اور کبھی دوسری طرح کی ہوتی ہے وہ اس طرح کہ اوّل بے حکموں کو حکم ماننے والوں پر غلبہ ہوگا مگر من جانب اللہ ان سے بدلہ ضرور لیا گیا چنانچہ تاریخ بھی اسکی گواہ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اور ان قصوں سے یوں بھی تسلی ہوتی ہے کہ جیسے دین پر مضبوط رہنے پر آخرت میں وہ بڑھے رہیں گے جس کی خبر کئی قصوں کے بعد اس ارشاد میں دی گئی ہے یقیناً نیک انجامی متقیوں ہی کے لئے ہے اسی طرح ہم سے بھی اس بڑھے رہنے کا وعدہ ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ جو لوگ متقی ہیں وہ کافروں سے اعلیٰ درجہ کی حالت میں ہوں گے۔ (سورۂ بقرہ)

۱۲۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص ہمیشہ کے لئے کوئی طریقہ اختیار کرنے والا

ہو اس کو چاہیئے کہ ان لوگوں کا اختیار کرے جو گزر چکے کیونکہ زندہ آدمی پر تو بچل جانے کا بھی شُبہ ہے اس لئے زندہ آدمی کا طریقہ اسی وقت تک اختیار کیا جا سکتا ہے جب تک وہ راہ پر رہے۔ یہ لوگ جن کا ہمیشہ کے لئے طریقہ لیا جا سکتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ ہیں اور اس حدیث کے آخر میں ہے کہ جہاں تک ہو سکے ان کے اخلاق و عادات کو سند بناؤ۔

اور یہ ظاہر ہے کہ صحابہؓ کے اخلاق و عادات کا اختیار کرنا تب ہی ممکن ہے جب اُن کے واقعات معلوم ہوں تو ایسی کتابوں کا پڑھنا سننا ضروری ٹھہرا۔

۱۳۔ جس طرح قرآن مجید میں حضرات انبیاءؑ و علماءؒ و اولیاءؒ کے قصّے بہ مصلحت ان کی پیروی کرنے کے مذکور ہیں جو ارشاد میں مذکور ہے۔

اسی طرح حدیثوں میں بھی ان مقبولین کے قصّے بہ کثرت مذکور ہیں چنانچہ حدیث کی اکثر کتابوں میں ،،کتاب القصص،، کو ایک مستقل حصّہ قرار دیا گیا ہے اس سے بھی ایسے قصّوں کا مفید اشتغال ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے بزرگوں نے ہمیشہ ایسے قصّوں کی کتابیں لکھنے کا اہتمام رکھا ہے۔ اب میں چند ایسی کتابوں کے نام بتلاتا ہوں کہ انکو پڑھا کریں یا سُنا کریں۔ اگر سنانے والا عالم مل جائے تو سبحان اللہ، ورنہ جو بھی مل جائے۔

(۱) حبیب الٰہ (۲) نشر الطیب (۳) مغازی الرسول (۴) قصص الانبیاء (۵) مجموعہ فتوح الشام والمصر والعجم (۶) فتوح العراق (۷) فتوحات بھنسہ (۸) فردوس آسیہ (۹) حکایات الصالحین۔ (۱۰) تذکرۃ الاولیاء (۱۱) انوار الحسین (۱۲) نزہتہ البساتین (۱۳) امداد المشتاق (۱۴) نیک بیبیاں۔

روح ہشتم

اُسوۂ حَسَنہ

(یعنی اخلاقِ نبویؐ کا مختصر ذکر!)

جس سے آپؐ کی محبت بھی بڑھے اور جس سے ان عادات کو اختیار کرنے کا بھی شوق ہو۔ اب چند آیتیں اور چند حدیثیں اس باب کی لکھتا ہوں:

(۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے "بیشک آپؐ اخلاقِ حسنہ کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں۔ (سورۂ نون)

(۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے (اے لوگو) تمہارے پاس ایک ایسے شخص تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس (البشر) سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں بالخصوص ایمانداروں کے ساتھ تو بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔ (سورۂ توبہ)

(۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے "اس بات سے نبیؐ کو ناگواری ہوتی ہے سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور زبان سے نہیں فرماتے کہ اُٹھ کر چلے جاؤ اور اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے سے کسی کا لحاظ نہیں کرتے۔ (احزاب)

آپؐ کی مروت کا کیا ٹھکانا ہے کہ اپنے غلاموں کو بھی یہ فرماتے ہوئے شرماتے تھے کہ اب اپنے کاموں میں لگو اور یہ لحاظ اپنے ذاتی معاملات میں تھا اور احکام کی تبلیغ میں نہ تھا۔ یہ آیتیں تھیں آگے حدیثیں ہیں۔

(۱) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس برس خدمت کی۔ آپ نے کبھی مجھ کو اُف بھی نہ کیا اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہیں کیا۔ (بخاری مسلم)

یعنی ہر وقت کے خادم کو دس برس تک ہوں سے ہاں نہ فرمانا یہ معمولی بات نہیں، کیا اتنے عرصہ تک کوئی بات بھی خلافِ مزاجِ لطیف نہ ہوئی ہوگی۔

۲۔ ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر خوش خلق تھے۔ آپؐ نے مجھ کو ایک دن کسی کام کے لئے بھیجا۔ میں نے کہا میں تو نہیں جاتا اور دل میں یہ تھا کہ جہاں حکم دیا ہے وہاں جاؤں گا۔ یہ بچپن کا اثر تھا۔ میں وہاں سے نکلا تو بازار میں چند کھیلنے والے لڑکوں پر گزرا، اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے آکر گردن پکڑلی۔ میں نے آپؐ کو دیکھا تو آپؐ ہنس رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا تم تو جہاں میں نے کہا تھا جارہے ہو؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں یارسول اللہؐ میں جارہا ہوں۔ (مسلم)

۳۔ اُن ہی سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جارہا تھا اور آپؐ کے بدن مبارک پر ایک نجران کا بنا ہوا موٹی کنی کا چادرہ تھا۔ آپؐ کو ایک بدوی ملا اور اس نے آپ کو چادرہ سے پکڑ کر بڑے زور سے کھینچا اور آپؐ اس کے سینہ کے قریب جا پہنچے پھر کہا "اے محمدؐ! میرے لئے بھی اللہ کے اس مال میں سے دینے کا حکم دو جو تمہارے پاس ہے" آپؐ نے اس کی طرف التفات فرمایا پھر ہنسے پھر اس کے لئے عطا فرمانے کا حکم دیا۔ (بخاری و مسلم)

۴۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کوئی چیز نہیں مانگی گئی جس پر آپؐ نے یہ فرمایا ہو کہ نہیں دیتا، اگر ہوا دے دیا ورنہ اُس وقت معذرت اور دوسرے وقت کے لئے وعدہ فرمالیا۔ (بخاری و مسلم)

۵۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بکریاں مانگیں جو آپؐ ہی کی تھی اور دو پہاڑوں کے درمیان پھر رہی تھیں آپؐ نے اس کو سب دے دیں، وہ اپنی قوم میں آیا اور کہنے لگا "اے قوم کے لوگو مسلمان ہوجاؤ، واللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خوب دیتے ہیں کہ خالی ہاتھ رہ جانے سے بھی اندیشہ نہیں کرتے (مسلم)

۶۔ جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے جب کہ آپ مقام حنین سے واپس ہو رہے تھے آپؐ کو بدوی لوگ لپٹ گئے اور آپؐ سے مانگ رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپؐ کو ببول کے ایک درخت سے اڑا دیا اور آپؐ کا چادرہ چھین لیا۔ آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ میرا چادرہ تو دے دو۔ اگر میرے پاس ان درختوں کی گنتی کے برابر بھی اونٹ ہوتے تو میں سب تم میں تقسیم کردیتا پھر تم مجھ کو نہ بخیل پاؤ گے نہ

چھوٹنا نہ تھوڑے دل کا۔ (بخاری)

۷۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ چکتے تو مدینہ والوں کے غلام اپنے برتن لاتے جن میں پانی ہوتا تھا جو برتن بھی آپ کے سامنے پیش کرتے، آپ برکت کے لئے اس میں اپنا دستِ مبارک ڈال دیتے بعض اوقات سردی کی صبح ہوتی تب بھی اپنا دستِ مبارک اس میں ڈال دیتے۔ (مسلم)

۸۔ ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت مزاج نہ تھے اور نہ کوسنا دینے والے تھے۔ کوئی بات عتاب کی ہوتی تو یوں فرماتے: فلاں شخص کو کیا ہو گیا۔ اس کی پیشانی کو خاک لگ جائے، جس سے کوئی تکلیف ہی نہیں خصوص اگر سجدہ میں لگ جائے تب تو یہ دعا ہے نمازی ہونے کی اور نماز میں خاصیت ہے بری باتوں سے رکنے کی تو یہ اصلاح کی دعا ہوئی۔ (بخاری)

۹۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر شرمگیں تھے کہ کنواری لڑکی جیسے اپنے پردہ میں ہوتی ہے اس سے بھی زیادہ۔ جب کوئی بات ناگوار دیکھتے تھے تو شرم کے سبب زبان سے نہ فرماتے تھے مگر ہم لوگ اس کا اثر آپ کے چہرۂ مبارک[۱] میں دیکھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

۱۰۔ حضرت اسودؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر کیا کام کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ اپنے گھر والوں کے کام میں لگے رہتے تھے جس کی کچھ مثالیں اگلی حدیث میں آتی ہیں۔ (بخاری)

۱۱۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جوتا گانٹھ لیتے تھے اور اپنا کپڑا سی لیتے تھے اور اپنے گھر میں ایسے ہی کام کر لیتے تھے جس طرح تم میں معمولی آدمی اپنے گھر میں کام کر لیتا ہے اور حضرت عائشہؓ نے یہ بھی کہا کہ آپ منجملہ البشار کے ایک بشر تھے۔ گھر کے اندر مخدوم اور ممتاز ہو کر نہ رہتے تھے اپنے کپڑے میں جوئیں دیکھ لیتے تھے کہ شاید کسی کی چڑھ گئی ہو کیونکہ آپ اس سے پاک تھے اور اپنی بکری کا دودھ نکال لیتے تھے۔ یہ مثالیں ہیں گھر کے

---

[۱] یعنی چہرۂ مبارک متغیر ہو جاتا تھا۔

کام کی، کیونکہ رواج کے مطابق یہ کام گھر والوں کے کرنے کے ہوتے ہیں اور اپنا ذاتی کام بھی کر لیتے تھے۔ (ترمذی)

۱۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے کبھی نہیں مارا اور نہ کسی عورت کو نہ کسی خادم کو، راہِ خدا میں جہاد اس سے مستثنیٰ ہے۔ مراد وہ مارنا ہے جیسے غصہ کے جوش میں کسی کو مارے اور آپ کو کبھی کوئی ایسی تکلیف نہیں پہنچائی گئی جس میں آپ نے اس تکلیف پہنچانے والے سے انتقام لیا ہو البتہ اگر کوئی شخص اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں میں سے کسی چیز کا ارتکاب کرتا تو اس وقت آپ اللہ کے لئے اس سے انتقام لیتے تھے (مسلم)

۱۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں آٹھ برس کا تھا اس وقت آپ کی خدمت میں آ گیا تھا، دس برس تک میں نے آپ کی خدمت کی، میرے ہاتھوں کوئی نقصان بھی ہو گیا تو بھی آپ نے کبھی ملامت نہیں کی۔ اگر آپ کے گھر والوں میں سے کسی نے ملامت بھی کی تو آپ فرماتے جانے دو اگر کوئی دوسری بات مقدر ہوتی تو وہی ہوتی[1]۔

۱۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بیان کرتے تھے کہ آپ بیمار کی بیمار پرسی فرماتے تھے اور جنازہ کے ساتھ جاتے تھے۔ الخ (ابن ماجہ و بیہقی)

۱۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص سے مصافحہ کرتے تو آپ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھوں میں سے خود نہ نکالتے تھے یہاں تک کہ وہی اپنا ہاتھ نکال لیتا تھا اور نہ اپنا منہ اس کے منہ کی طرف سے پھیرتے تھے یہاں تک کہ وہی اپنا منہ آپ کی طرف سے پھیر لیتا تھا اور آپ کبھی اپنے پاس بیٹھنے والے کے سامنے اپنے زانو کو بڑھائے ہوئے نہیں دیکھے گئے بلکہ صف میں سب کے برابر بیٹھتے تھے۔ ایک مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ زانو سے مراد پاؤں ہو یعنی آپ کسی کی طرف پاؤں نہ پھیلاتے تھے۔ (ترمذی)

۱۶-۱۷۔ شمائلِ ترمذی باب تواضع اور باب خلق میں دو لمبی حدیثیں ہیں ان میں سے بعض جملے نقل کرتا ہوں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] یعنی یہ بات مقدر ہو چکی تھی۔

جب اپنے مکان میں تشریف لے جاتے تو مکان میں رہنے کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔ ایک حصہ عزّ وجل کی عبادت کے لئے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے ایک حصہ اپنی ذاتِ خاص کے لئے پھر اپنے خاص حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان اس طرح تقسیم فرمائے کہ اس حصہ کے برکات کو اپنے خاص اصحابؓ کے ذریعہ سے عام لوگوں تک پہنچاتے یعنی اس حصہ میں خاص حضرات کو استفادہ کے لئے اجازت تھی پھر وہ عام لوگوں تک ان علوم کو پہنچاتے اس حصہ میں خاص حضرات کو استفادہ کے لئے اجازت تھی پھر وہ عام لوگوں تک ان علوم کو پہنچانے اور مذکورہ حصہ امت میں آپؐ کی عادت یہ تھی کہ اہلِ فضل یعنی اہلِ علم و عمل کو حاضری کی اجازت دینے میں دوسروں پر ترجیح دیتے تھے اور اس وقت کو ان پر بقدر ان کی دینی فضیلت کے تقسیم کرتے تھے کیونکہ کسی کو ایک ضرورت ہوئی کسی کو دو ضرورتیں ہوئیں کسی کو کئی ضرورتیں ہوئیں۔ آپ اسی نسبت سے ان کے ساتھ مشغول ہوتے اور ان کو بھی ایسے کام میں مشغول رکھتے جس میں ان کی اور امت کی مصلحت ہو جیسے مسئلہ پوچھنا اور مناسب حالات کی اطلاع دینا اور آپؐ کے سب طالب ہو کر آتے اور علاوہ علمی فوائد کے کچھ کھا پی کر واپس جاتے اور دین کے ہادی بن کر نکلتے۔ یہ رنگ تھا مجلسِ خاص کا۔ پھر میں نے اپنے باپ سے آپ کے باہر تشریف لانے کی بابت پوچھا۔ انہوں نے اس کی تفصیل بیان کی جس کو میں انہی کی دوسری حدیث سے نقل کرتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت کشادہ رو نرم مزاج تھے۔ آپ کے سامنے لوگ آپس میں جھگڑتے نہ تھے اور جب آپؐ کے روبرو کوئی بات کرتا اس کے فارغ ہونے تک آپ خاموش رہتے اور آپؐ پردیسی آدمی کی گفتگو اور سوال میں بے تمیزی کرنے پر تحمل فرماتے تھے اور کسی کی بات نہیں کاٹتے تھے یہاں تک کہ وہ حد سے بڑھنے لگتا تب اس کی بات کاٹ دیتے خواہ منع فرما کر یا اٹھ کر چلے جانے سے، یہ رنگ تھا مجلسِ عام کا، یہ برتاؤ تو اپنے تعلق والوں سے تھا اور مخالفین کے ساتھ جو برتاؤ تھا اس کا بھی کچھ بیان کرتا ہوں۔

۱۸۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ کسی موقع پر آپؐ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! مشرکین پر بددعا کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں کوسنے والا کر کے نہیں بھیجا گیا، میں تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (مسلم)

اس لئے آپؐ کی عادت دشمنوں کے لئے بھی دعائے خیر کرنے ہی کی تھی اور کبھی کبھار اپنے مالکِ حقیقی سے فریاد کے طور پر کچھ کہہ دینا کہ ان کی شرارت سے آپؐ کی حفاظت فرما دے یہ اور بات ہے۔

۱۹۔ حضرت عائشہ رضؓ سے ایک لمبا قصہ طائف کا منقول ہے جس میں آپؐ کو کفار کے ہاتھ سے اس قدر اذیت پہنچی جس کو آپ نے جنگِ احد کی تکلیف سے بھی زیادہ سخت فرمایا ہے اس وقت جبرئیل علیہ السلام نے آپؐ کو پہاڑوں کے فرشتہ سے ملایا اور اُس نے آپؐ کو سلام کیا اور عرض کیا اے محمدؐ! میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آپؐ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپؐ مجھ کو حکم دیں۔ اگر آپ چاہیں تو میں دونوں پہاڑوں کو ان لوگوں پر لا ملاؤں جس میں یہ سب پس جائیں۔ بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ میں اُمید کرتا ہوں کہ شاید اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کر دے جو صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔

دیکھیے اگر اس وقت ہاتھ سے بدلہ لینے کا موقع نہ تھا تو زبان سے کہنا تو آسان تھا خصوصاً جب آپؐ کو یہ یقین دلایا گیا کہ زبان ہلاتے ہی سب تہس نہس کر دیئے جائیں گے مگر آپؐ نے پھر بھی شفقت ہی سے کام لیا۔ یہ برتاؤ ان مخالفین سے تھا جو آپ کے مدِّمقابل تھے۔ بعض مخالفین آپ کی رعایا تھے جن پر باضابطہ بھی قُدرت تھی۔ ان کے ساتھ برتاؤ کا حال بھی سنیئے۔

۲۰۔ حضرت علیؓ سے ایک لمبا قصہ منقول ہے جس میں کسی یہودی کا جو کہ مسلمان کی رعیت ہو کر مدینہ میں آباد تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمّہ کچھ قرض تھا اور اس نے ایک بار آپؐ کو اس قدر تنگ کیا کہ اگلے دن ظہر سے صبح تک آپؐ کو مسجد سے گھر بھی نہیں جانے دیا۔ لوگوں کے دھمکانے پر آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو معاہد اور غیر معاہد پر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اسی واقعہ میں ہے کہ جب دن چڑھا تو یہودی نے کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ اور یہ بھی کہا کہ میں نے تو یہ سب اس لئے کیا کہ آپؐ کی صفت جو توراۃ میں ہے کہ "محمدؐ عبداللہ کے بیٹے ہیں، آپؐ کی پیدائش مکہ میں ہے اور ہجرت کا مقام مدینہ ہے اور سلطنت شام میں ہوگی (چنانچہ بعد میں

ہوئی) اور آپ نہ سخت خو ہیں نہ ترش مزاج ہیں نہ بازاروں میں شور و غل کرنے والے ہیں اور نہ بے حیائی کا کام نہ بے حیائی کی بات آپ نے وضع کی ہے۔ " مجھ کو اس کا دیکھنا تھا کہ دیکھوں آپ وہی ہیں یا نہیں؛ چنانچہ میں نے آپ کو دیکھ لیا، آپ وہی ہیں۔
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْـھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ الخ

(بیہقی)

مشورہ : اگر ان ہی تھوڑی سی حدیثوں کو روزانہ ایک ہی بار پڑھ لیا کریں یا سُن لیا کریں تو پھر دیکھ لو گے تم کیسے جلدی کس قدر اچھے ہو جاؤ گے۔

روح نہم

اکرام مسلمین اور اُن کے حقوق کی ادائیگی

فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ ایمان والے سب آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ (آگے فرماتے ہیں) کہ اے ایمان والو! نہ مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیئے۔ (آگے ارشاد ہے) اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیئے (یعنی جس سے دوسروں کی تحقیر ہو) آگے فرماتے ہیں اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے لقب سے پکارو (آگے فرماتے ہیں کہ) اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں اور کسی کے عیب کا سراغ مت لگایا کرو اور کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرو۔

احادیث :۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان کو بلاوجہ بُرا بھلا کہنا بڑا گناہ ہے اور اس سے بلاوجہ لڑنا کفر ہے۔ (بخاری ومسلم)

۲۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص لوگوں کے عیوب پر نظر کرے اور اپنے کو عیوب سے بری سمجھ کر بطور شکایت کے یوں کہے کہ لوگ برباد ہوگئے تو یہ شخص سب سے زیادہ برباد ہونے والا ہے کہ مسلمان کو حقیر سمجھتا ہے (مسلم)

۳۔ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ چغلخور قانوناً بدون[1] سزا جنت میں نہ جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

۴۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز سب سے بدتر حالت میں اس شخص کو پاؤ گے جو دو رُویہ[2] ہو۔ اُن کے منہ پر اُن جیسا، ان کے منہ پر اُن جیسا۔ (بخاری ومسلم)

---

[1] یعنی خدا تعالیٰ چغلخور کو مزدر دوزخ میں ڈالے گا چاہے تھوڑی دیر کے لئے ہی ہو۔

[2] یعنی ایسا ہو کہ منہ پر تعریف کرے اور پیچھے بُرائی کرے ایسے شخص کو حضور نے دو رُویہ فرمایا۔

۵۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ غیبت کیا چیز ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا غیبت یہ ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کا ایسے طور پر ذکر کرنا کہ اگر اس کو خبر ہو تو اس کو ناگوار ہو۔ عرض کیا گیا کہ تبلایئے اگر میرے اس بھائی میں وہ بات ہو جو میں کہتا ہوں۔ یعنی اگر میں سچی برائی کرتا ہوں؟ آپؐ نے فرمایا اگر اس میں وہ بات ہے جو تو کہتا ہے تب تو تو نے اسکی غیبت کی اور اگر وہ بات نہیں ہے جو تو کہتا ہے تو تو نے اس پر بہتان[1] باندھا (مسلم)

۶۔ سفیان بن اسد حضرمیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے کہ بہت بڑی خیانت کی بات ہے کہ تو اپنے بھائی مسلمان کو کوئی ایسی بات کہے کہ وہ اس میں تجھ کو سچا سمجھ رہا ہے اور تو اس میں جھوٹ کہہ رہا ہے۔ (ابوداؤد)

۷۔ حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی مسلمان کو کسی گناہ سے عار دلاوے اس کو موت نہ آوے گی جب تک خود اس گناہ کو نہ کرے گا یعنی عار دلانے کا یہ وبال ہے اگر کسی خاص وجہ سے ظہور نہ ہو تو یہ اور بات ہے اور خیر خواہی سے نصیحت کرنے میں کچھ ڈر نہیں۔ (ترمذی)

۸۔ حضرت واثلہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی مسلمان کی دنیوی یا دینی بُری حالت پر خوشی مت ظاہر کر کبھی اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمادے اور تجھ کو مبتلا کردے۔ (ترمذی)

۹۔ عبدالرحمٰن بن غنم اور اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندگانِ خدا میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو چغلیاں پہنچاتے ہیں اور دوستوں میں جدائی ڈلواتے ہیں۔ (احمد و بیہقی)

۱۰۔ حضرت ابن عباسؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اپنے بھائی مسلمان سے نہ خواہ مخواہ بحث کیا کر اور نہ اس سے ایسی دل لگی کر جو اس کو ناگوار ہو اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کر جس کو تو پورا نہ کر سکے۔ (ترمذی)

---

[1] یعنی دونوں باتوں کی اجازت نہیں نہ کسی پر جھوٹا الزام لگایا جاسکتا ہے اور نہ کسی کے عیوب یا خامیاں جو درحقیقت اس کی خصلت میں پائی جاتی ہوں اس کے پیچھے بیان کئے جاسکتے ہیں۔

یعنی اگر کسی عذر کے سبب پورا نہ کر سکے تو یہ معذوری ہے چنانچہ زید بن ارقم رضی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس وقت پورا کرنے کی نیت بھی مگر پورا نہیں کر سکا اور اگر آنے کا وعدہ تھا تو وقت پر نہ آ سکا۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ کسی عذر کے سبب ایسا ہو گیا تو اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ (ابو داؤد و ترمذی)

۱۱۔ عیاض مجاشعی رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل فرمائی ہے کہ سب آدمی تواضع اختیار کرو یہاں تک کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے کیونکہ فخر اور ظلم تکبر ہی سے ہوتا ہے۔ (مسلم)

۱۲۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (بخاری و مسلم)

۱۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیوہ اور غریبوں کے کاموں میں سعی کرے وہ ثواب میں اس شخص کے مثل ہے جو جہاد میں سعی کرے۔ (بخاری و مسلم)

۱۴۔ حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور وہ شخص جو کسی یتیم کو اپنے ذمہ رکھے[1] خواہ وہ یتیم اس کا کچھ لگتا ہو اور خواہ غیر ہو، ہم دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے، یہ فرما کر آپ نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ فرمایا اور دونوں میں تھوڑا سا فرق بھی کر دیا کیونکہ نبی اور غیر نبی میں فرق تو ضروری ہے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں رہنا کیا تھوڑی بات ہے۔ (بخاری)

۱۵۔ نعمان بن بشیر رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو باہمی ہمدردی اور باہمی محبت اور باہمی شفقت میں ایسا دیکھو گے جیسے جاندار بدن بدخوابی اور بیماری میں اس کا ساتھ دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۱۶۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ کے پاس کوئی سائل یا کوئی صاحبِ حاجت آتا تو آپ صحابہ رضی سے فرماتے کہ تم سفارش کر دیا کرو تم کو ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان پر جو چاہے حکم دے یعنی میری زبان سے وہی نکلے گا جو اللہ تعالیٰ کو دلوانا ہوگا مگر تم کو مفت کا ثواب مل جاوے گا اور یہ اس وقت ہے جب

[1] یعنی یتیم رشتہ دار ہو یا غیر دونوں کا اجر برابر ہے۔

جس سے سفارش کی جاوے اس کو گرانی نہ ہو جیسا یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا۔
(بخاری و مسلم)

۱۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا خواہ مظلوم ہو۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مظلوم ہونے کی حالت میں تو مدد کر دوں گا مگر ظالم ہونے کی حالت میں کیسے مدد کر دوں؟ آپ نے فرمایا اس کو ظلم سے روک دے یہی تمہاری مدد کرنا ہے اُس ظالم کی۔[لہ] (بخاری و مسلم)

۱۸۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے اور نہ کسی مصیبت میں اس کا ساتھ چھوڑ دے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت میں رہتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی کوئی سختی دُور کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کی سختیوں میں سے اس کی سختی دُور کرے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکی پردہ پوشی کریگا۔ (بخاری و مسلم)

۱۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں یہ فرمایا۔ آدمی کے لئے یہ شر کافی ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر سمجھے یعنی اگر کسی میں یہ بات ہو اور شر کی بات نہ ہو تب بھی اس میں شر کی کمی نہیں۔ مسلمان کی ساری چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں، اس کی جان اور اس کا مال اور اس کی آبرو یعنی نہ اس کی جان کو تکلیف دینا جائز نہ اس کے دل کا نقصان اور نہ اس کی آبرو کو صدمہ پہنچانا۔ مثلاً اس کا عیب کھولنا۔ اس کی غیبت کرنا وغیرہ۔ (مسلم)

۲۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کوئی بندہ پُورا ایمان دار نہیں بنتا۔ یہاں تک کہ اپنے بھائی مسلمان کے لئے وہی بات پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے (بخاری و مسلم)

۲۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص جنّت میں نہ جائے گا جس کا پڑوسی اس کے خطرات سے مطمئن نہ ہو یعنی اس سے اندیشہ ضرر کا لگا رہے۔ (مسلم)

لہ یعنی ظالم کو ظلم سے روکنا یہ بھی ایک طرح کی مدد ہے۔

۲۲۔ حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ہماری جماعت سے خارج ہے جو ہمارے کم عمر پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑی عمر والے کی عزت نہ کرے اور نیک کام کی نصیحت نہ کرے اور بُرے کام سے منع نہ کرے کیونکہ یہ بھی مسلمان کا حق ہے کہ موقع پر اس کو دین کی باتیں بتلایا کرے مگر نرمی اور تہذیب سے (ترمذی)

۲۳۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت ہوتی ہے اور وہ اسکی حمایت پر قادر ہو اور اسکی حمایت کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اسکی حمایت فرمائے گا اور اگر اُس کی حمایت نہ کی حالانکہ اس حمایت پر قادر تھا تو دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اس پر گرفت فرمائے گا۔ (شرح السنّۃ)

۲۴۔ عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کا کوئی عیب دیکھے پھر اس کو چھپالے یعنی دوسروں سے ظاہر نہ کرے تو وہ ثواب میں ایسا ہوگا جیسے کسی نے زندہ درگور کی جان بچالی اور قبر سے اس کو زندہ نکال لیا۔ (احمد و ترمذی)

۲۵۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں ہر ایک شخص اپنے بھائی کا آئینہ ہے پس اگر اس بھائی میں کوئی گندی بات دیکھے تو اس سے اس طرح دور کردے جیسے آئینہ داغ دھبّہ چہرہ کا اس طرح صاف کر دیتا ہے کہ صرف عیب والے پر تو ظاہر کر دیتا ہے اور کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ اسی طرح اس شخص کو چاہیئے کہ اس کے عیب کی خُفیہ طور پر اصلاح کردے رُسوا نہ کرے۔ (ترمذی)

۲۶۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو ان کے مرتبہ پر رکھو۔ یعنی ہر شخص سے اس کے مرتبہ کے موافق برتاؤ کرو، سب کو ایک لکڑی سے مت ہانکو۔ (ابوداؤد)

۲۷۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے وہ شخص پورا ایمان دار نہیں جو خود اپنا پیٹ بھرلے اور اس کا پڑوسی اس کے برابر میں بھوکا رہے (بیہقی)

۲۸۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مومن الفت

اور لگاؤ کا محل اور خزانہ ہے اور اس شخص میں خیر نہیں جو کسی سے نہ خود الفت رکھے اور نہ اس سے کوئی الفت رکھے یعنی سب سے روکھا اور الگ رہے کسی سے میل ہی نہ ہو باقی دین کی حفاظت کے لئے کسی سے تعلق نہ رکھنا یا کم رکھنا وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ (احمد و بیہقی)

۲۹۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری اُمت میں سے کسی کی حاجت پوری کرے صرف اس نیت سے کہ اس کو مسرور اور خوش کرے سو اس شخص نے مجھ کو مسرور کیا اور جس نے مجھ کو مسرور کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو مسرور کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو مسرور کیا، اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمادے گا۔ (بیہقی)

۳۰۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی پریشان حال آدمی کی امداد کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے تہتر مغفرت لکھے گا جن میں سے ایک مغفرت ہی اس کے تمام کاموں کی اصلاح کے لئے کافی ہے اور بہتر مغفرت قیامت کے دن اس کے لئے درجات ہو جائیں گے۔ (بیہقی)

۳۱۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کوئی مسلمان اپنے بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے یا ویسے ہی ملاقات کے لئے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو بھی پاکیزہ ہے تیرا چلنا بھی پاکیزہ ہے تو نے جنت میں اپنا مقام بنالیا ہے۔ (ترمذی)

۳۲۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کے لئے یہ بات جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کردے اس طرح کہ دونوں ملیں اور یہ ادھر کو منہ پھیر لے اور وہ ادھر کو منہ پھیر لے اور ان دونوں میں اچھا وہ شخص ہے جو پہلے سلام کرلے۔ (بخاری و مسلم)

۳۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے کو بدگمانی سے بچاؤ کہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے اور کسی کی مخفی حالت کی کرید مت کرو، نہ اچھی حالت کی نہ بری حالت کی اور نہ دھوکا دینے کو کسی چیز کے دام بڑھاؤ اور نہ آپس میں حسد کرو نہ بغض رکھو، نہ پیٹھ پیچھے غیبت کرو اور اے اللہ کے بندو! سب بھائی بھائی ہو کر رہو اور ایک روایت میں ہے نہ ایک دوسرے پر رشک کرو۔ (بخاری و مسلم)

۲۴۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے حقوق مسلمان پر چھ ہیں ، (اس وقت ان ہی چھ کے ذکر کا موقع تھا) عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ کیا ہیں ؟ آپؐ نے فرمایا ، جب اُس سے ملنا ہو اس کو سلام کرو اور جب وہ تجھ کو بُلاوے تو قبول کر اور جب تجھ سے خیر خواہی چاہے اُس کی خیر خواہی کر اور جب چھینک لے اور الحمدللہ کہے تو یرحمک اللہ کہہ اور جب کوئی بیمار ہو جائے اُس کی عیادت کر اور جب مر جائے اُس کے جنازے کے ساتھ جا ۔ (مسلم)

۲۵۔ حضرت صدیق اکبرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ملعون ہے جو کسی مسلمان کو ضرر پہنچائے یا اس کے ساتھ فریب کرے[۱] ۔ (ترمذی)

یہ تو عام مسلمانوں کے کثیر الوقوع حقوق ہیں اور خاص اسباب اور خاص حالات سے خاص حقوق بھی ہیں ، جن کو میں نے بقدرِ ضرورت "رسالہ حقوق الاسلام" میں لکھ دیا ہے ۔

---

[۱] یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں ۔

روح دہم

اپنی جان کے حقوق اور اُن کی ادائیگی

ہماری جان بھی اللہ تعالیٰ کی ملک ہے جو ہم کو بطور امانت کے دے رکھی ہے، اس لئے اس کے حکم کے موافق اس کی حفاظت ہمارے ذمہ ہے اور اس کی حفاظت ایک یہ ہے کہ اس کی صحت کی حفاظت کریں۔ دوسرے اس کی قوت کی حفاظت کریں، تیسرے اس کی جمعیت کی حفاظت کریں یعنی اپنے اختیار سے ایسا کوئی کام نہ کریں جس سے پریشانی پیدا ہو جائے کیونکہ ان چیزوں میں خلل آجانے سے دین کے کاموں کی ہمت نہیں رہتی۔ دوسرے حاجت مندوں کی خدمت اور امداد نہیں کر سکتا، کبھی کبھی ناشکری اور بے صبری سے ایمان کھو بیٹھتا ہے۔

اس بارے میں چند آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول نعمتوں کے شمار میں ارشاد فرمایا کہ "جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھ کو شفا دیتا ہے" (شعراء)

اس سے صحت کا مطلوب ہونا صاف معلوم ہوتا ہے۔

۲۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ان دشمنوں کے لئے جس قدر تم سے ہو سکے قوت تیار رکھو۔ (انفال)

اس میں قوت کی حفاظت کا صاف حکم ہے، مسلم بن عقبہ بن عامرؓ کی روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تفسیر تیر اندازی کے ساتھ منقول ہے اور اس کو قوت اس لئے فرمایا کہ اس سے دین اور دل میں بھی مضبوطی ہوتی ہے اور اس میں دوڑنا بھاگنا جو پڑتا ہے تو بدن بھی مضبوط ہوتا ہے اور یہ اس زمانہ کا ہتھیار تھا، اس زمانہ میں جو ہتھیار ہیں وہ تیر کے حکم میں ہیں اور مضمون کا بقیہ حدیث نمبر تیرہ[۱۳] کے ذیل میں آئے گا۔

۳۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور مال کو بے موقع مت اُڑانا۔

یعنی مال کی تنگی سے جان میں پریشانی ہوتی ہے اس پر پریشانی سے بچنے کا حکم دیا گیا اور

جن امور کی بنا پر اس سے بھی زیادہ پریشانی ہو جائے۔ ان سے بچنے کا تو اور زیادہ حکم ہو گا۔ اس سے جمعیت کا مطلوب ہونا معلوم ہُوا۔

اب حدیثیں مطالعہ فرمائیں :

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب بیداری اور نفل روزوں میں زیادتی کی ممانعت میں فرمایا کہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے۔ (بخاری و مسلم)

مطلب یہ کہ زیادہ محنت کرنے سے اور زیادہ جاگنے سے صحت خراب ہو جائے گی اور آنکھیں آشوب کر آئیں گی لہ۔

۲۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ ان کے بارے میں کثرت سے لوگ ٹوٹے میں رہتے ہیں یعنی ان سے کام نہیں لیتے جس سے دینی نفع ہو۔ ایک صحت دوسری بے فکری۔ (بخاری)

اس سے صحت اور بے فکری کا ایسی نعمت ہونا معلوم ہوا کہ ان سے دین میں مدد ملتی ہے اور بے فکری اس وقت ہوتی ہے کہ کافی مال پاس ہو اور کوئی پریشانی بھی نہ ہو تو اس سے افلاس اور پریشانی سے بچے رہنے کی کوشش کرنے کا مطلوب ہونا بھی معلوم ہوا۔

۳۔ حضرت عمرو بن میمونؓ اودی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں کے آنے سے پہلے غنیمت سمجھو اور ان کو دین کے کاموں کا ذریعہ بنالو۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے غنیمت سمجھو۔ اور صحت کو بیماری سے پہلے اور مالداری کو افلاس سے پہلے اور بے فکری کو پریشانی سے پہلے اور زندگی کو مرنے سے پہلے۔ (ترمذی)

معلوم ہوا کہ جوانی میں جو صحت و قوت ہوتی ہے۔ اور بے فکری کی زندگی اور مالی گنجائش بڑی نعمتیں ہیں۔

۴۔ حضرت عبیداللہ بن محصن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لہ یعنی دُکھنے وغیرہ آجائیں گی۔

جو شخص تم میں اس حالت میں صبح کرے کہ اپنی جان میں پریشانی سے امن میں ہو اور اپنے بدن میں بیماری سے عافیت میں ہو اور اس کے پاس اس دن کے کھانے کو ہو جس سے بھوکا رہنے کا اندیشہ نہ ہو تو یوں سمجھو کہ اس کے لئے ساری دنیا سمیٹ کر دے دی گئی۔ (ترمذی)

۵۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حلال دنیا کو اس لیے طلب کرے کہ مانگنے سے بچا رہے اور اپنے اہل و عیال کے ادائے حقوق کے لئے کمایا کرے اور اپنے پڑوسی پر توجہ رکھے تو اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن ایسی حالت میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند جیسا ہو گا۔

(بیہقی و ابونعیم)

معلوم ہوا کہ کسبِ مال بقدرِ ضرورت دین بچانے کے لئے اور ادائے حقوق کے لئے بڑی فضیلت ہے اس سے جمعیت کا مطلوب ہونا معلوم ہوا۔

۶۔ حضرت ابو ذرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ دنیا کی بے رغبتی جس کا کہ حکم ہے نہ حلال کو حرام کرنے سے ہے اور نہ مال کے ضائع کرنے سے۔

(ترمذی و ابن ماجہ)

۷۔ حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں چیزیں اتاری ہیں اور ہر بیماری کے لئے دوا بھی بنائی سو تم دوا کرو اور حرام چیز سے دوا مت کرو۔ (ابوداؤد)

اس میں صاف حکم ہے تحصیل صحت کا۔

۸۔ حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معدہ بدن کا حوض ہے اور رگیں اس کے پاس غذا حاصل کرنے آتی ہیں سو اگر معدہ درست ہوا تو وہ رگیں صحت لے کر جاتی ہیں اور اگر معدہ خراب ہوا تو رگیں بیماری لے کر جاتی ہیں

(شعب الایمان للبیہقی)

اِس میں معدہ کی خاص رعایت کا ارشاد ہے۔

۹۔ ام منذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر حضرت علیؓ

سے فرمایا یہ کھجور مت کھاؤ تم کو نقاہت ہے پھر میں نے چقندر اور جو تیار کیا۔ آپؐ نے فرمایا، اے علیؓ اس میں سے لو وہ تمہارے موافق ہے۔ (احمد و ترمذی و ابن ماجہ)

اس حدیث سے بدپرہیزی کی ممانعت معلوم ہوتی ہے۔

۱۰۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے تھے: اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں بھوک سے کہ وہ بھوک بُرا ہمخواب ہے۔ (ابوداؤد و ابن ماجہ)

"مرقاۃ" میں طیبی نے گرسنگی سے پناہ مانگنے کا سبب نقل کیا ہے کہ اس سے قویٰ ضعیف ہو جاتے ہیں اور دماغ پریشان ہو جاتا ہے۔ اس سے صحت اور قوت و جمعیت کا مطلوب ہونا ثابت ہوا کیونکہ زیادہ بھوک سے یہ سب فوت ہو جاتے ہیں اور بھوک کی جو فضیلت آئی ہے وہ ایسی ہے جیسے بیماری کی فضیلت آئی ہے۔ اس سے بھوک اور بیماری کا مطلوب التحصیل ہونا لازم نہیں آتا۔

۱۱۔ عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ تیراندازی بھی کیا کرو اور سواری بھی کیا کرو۔ (ترمذی و ابن ماجہ و ابوداؤد و دارمی)

سواری سیکھنا بھی ایک ورزش ہے جس سے قوت بڑھتی ہے۔

۱۲۔ ان ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ جس نے تیراندازی سیکھی پھر چھوڑ دی وہ ہم میں سے نہیں یا یوں فرمایا کہ اس نے نافرمانی کی۔ (مسلم)

اس سے کس قدر تاکید معلوم ہوتی ہے قوّت کی حفاظت کی اور اس کے قوّت ہونے کا بیان آیت نمبر ۲ کے ذیل میں گزر چکا ہے اور ان دو حدیثوں کے اس مضمون کا بقیہ اگلی حدیث کے ذیل میں آتا ہے۔

۱۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوّت والا مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کم قوت والے مومن سے بہتر اور زیادہ پیارا ہے اور یوں تو سب میں خوبی ہے۔ (مسلم)

یعنی جب قوّت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسی پیاری چیز ہے تو اس کو باقی رکھنا اور بڑھانا اور جو چیزیں قوّت کم کرنے والی ہیں ان سے احتیاط رکھنا یہ سب مطلوب ہوگا۔ اس میں غذا کا

بہت کم کر دینا، نیند کا بہت کم کر دینا، ہم بستری میں حدِ قوت سے آگے زیادتی کرنا، ایسی چیز کھانا جس سے بیماری ہو جائے یا بد پرہیزی کرنا جس سے بیماری بڑھ جائے یا جلدی نہ جائے یہ سب داخل ہو گیا ان سے بچنا چاہئیے۔ اسی طرح قوت بڑھانے میں ورزش کرنا، دوڑنا، پیادہ چلنے کی عادت کرنا، جن اسلحہ کی قانون سے اجازت ہے یا اجازت حاصل ہو سکتی ہے ان کی مشق کرنا یہ سب داخل ہے مگر حدِ شرع وحدِ قانون سے باہر نہ ہونا چاہئیے کیونکہ اس سے جمعیت و راحت جو کہ شرعاً مطلوب ہے برباد ہوتی ہے۔

۱۴۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سوار ایک شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار قافلہ ہے۔

(مالک و ترمذی و ابو داؤد و نسائی)

یہ اس وقت تھا جب کہ اکے دکے کو دشمن کا خطرہ تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اپنی حفاظت کا سامان ضروری ہے۔

۱۵۔ ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ جب کسی منزل پر اترتے تو گھاٹیوں میں اور نشیبی میدانوں میں متفرق ہو جاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ تمہارا گھاٹیوں اور نشیب میدانوں میں متفرق ہو جانا، یہ شیطان کی طرف سے ہے اس لئے کہ اگر کسی پر آفت آوے تو دوسروں کو خبر بھی نہ ہو، سو اس کے بعد جس منزل پر اترتے ایک دوسرے سے اس طرح مل جاتے کہ بات کہی جاتی تھی کہ اگر ان سب پر ایک کپڑا بچھا دیا جائے تو سب پر آ جائے۔ (ابو داؤد)

اس سے بھی اپنی احتیاط اور حفاظت کی تاکید ثابت ہے۔

۱۶۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ بدر کے دن تین تین آدمی ایک ایک اونٹ پر تھے اور ابو لبابہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک سواری تھے، جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے کی باری آتی تو وہ دونوں عرض کرتے کہ ہم آپ کی طرف سے پیادہ چلیں گے آپ فرماتے تم مجھ سے زیادہ قوی نہیں ہو اور میں تم سے زیادہ ثواب سے بے نیاز نہیں ہوں۔ (شرح السنہ)

یعنی پیادہ چلنے میں جو ثواب ہے اس کی مجھ کو بھی حاجت ہے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ

پیادہ چلنے کی بھی عادت رکھے، زیادہ آرام طلب نہ ہو۔

۱۷۔ حضرت فضالہؓ بن عبید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو زیادہ آرام طلبی سے منع فرماتے تھے اور ہم کو حکم دیتے تھے کہ کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی چلا کریں۔ (ابوداؤد)

اس میں بھی وہی بات ہے جو اس سے پہلی حدیث میں تھی اور ننگے پاؤں چلنا اس میں زیادہ ہے۔

۱۸۔ ابن ابی درداء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تنگی سے گذر کرو اور موٹا چلن رکھو اور ننگے پاؤں چلا کرو۔ (از مجمع الفوائد وکبیر واوسط)

اس میں کئی مصلحتیں ہیں، مضبوطی وجفاکشی وآزادی۔

۱۹۔ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کو لائق نہیں کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ اس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا نفس کو ذلیل کرنا یہ ہے کہ جس بلا کو سہار نہ سکے اس کا سامنا کرے۔ (تیسیر از ترمذی)

وجہ ظاہر ہے کہ ایسا کرنے سے پریشانی بڑھ جاتی ہے۔ اس میں تمام وہ کام آگئے جو اپنے قابو کے نہ ہوں بلکہ اگر کسی مخالف کی طرف سے کوئی شورش ظاہر ہو تو حکام کے ذریعہ سے اس کی مدافعت کرو خواہ وہ خود انتظام کر دیں خواہ تم کو انتظام کی اجازت دے دیں اور اگر خود حکام ہی کی طرف سے کوئی ناگوار واقعہ پیش آوے تو تہذیب سے اپنی تکلیف کی اطلاع کردو۔ اگر پھر بھی حسب مرضی انتظام نہ ہو تو صبر کرو اور عمل سے یا زبان سے یا قلم سے مقابلہ مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ تمہاری مصیبت دُور ہو۔

یہ تین آیتیں ہیں اور اُنیس حدیثیں، جن میں بجز دو اخیر کی حدیثوں کے کہ ان کے ساتھ کتاب کا نام لکھا ہے باقی سب مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں۔

چند ضروری توضیحات:

۱۔ ان آیات واحادیث سے صحت وقوت وجمعیت یعنی امن وعافیت وراحت کا مطلوب ہونا صاف صاف ظاہر ہے جس کی تصریح جابجا کر دی گئی ہے۔

۲۔ جو افعال ان مقاصد مذکورہ میں خلل انداز ہوں اگر وہ مقاصد واجب ہوں اور خلل یقینی

اور شدید ہے تو وہ افعال حرام ہیں ورنہ مکروہ ۔

۳۔ اگر بدون بندہ کے اختیار کے محض منجانب اللہ ایسے واقعات پیش آجائیں جن سے یہ مقاصد صحت وقوت اور طمانیت وغیرہ برباد ہوجائیں تو پھر ان مصائب پر ثواب ملتا ہے اور غیبی مدد بھی ہوتی ہے ۔ پریشانی نہیں ہوتی ۔ اس لئے اُن پر صبر کرے اور خوش رہے ۔ انبیاء علیہم السلام واولیاء کرامؒ سب کے ساتھ ایسا معاملہ ہوا ہے جس سے قرآن وحدیث بھرے ہوئے ہیں ۔

روح یازدہم

نماز کی پابندی

کچھ آیتیں اور زیادہ حدیثیں اس بارے میں نقل کرتا ہوں۔

۱۔ (خدا تعالیٰ سے ڈرنے والوں کی صفات میں فرمایا) اور وہ لوگ نماز کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہیں۔ (شروع سورۂ بقرہ)

اس میں اچھی طرح نماز پڑھنا اور وقت پر پڑھنا ہمیشہ پڑھنا سب آ گیا۔

۲۔ اور نماز کو ٹھیک ٹھیک ادا کرو۔ (رُبع پارہ الٓم آیت ۴۳)

ایسے الفاظ سے نماز کا حکم قرآن مجید میں بہت ہی کثرت سے جابجا آیا ہے۔

۳۔ اے ایمان والو (طبیعتوں میں غم ہلکا کرنے کے بارے میں) صبر اور نماز سے سہارا اور مدد لو (شروع سیقول)

اس میں نماز کی ایک خاص خاصیت مذکور ہے جس کی ہر شخص کو ضرورت ہوتی ہے۔

۴۔ محافظت کرو سب نمازوں کی اور اسی کے اخیر میں فرمایا پھر اگر تم کو باقاعدہ نماز پڑھنے میں کسی دشمن وغیرہ کا اندیشہ ہو تو تم کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے جس طرح بن سکے خواہ قبلہ کی طرف بھی منہ نہ ہو اور اگر رکوع اور سجدہ صرف اشارے ہی سے ممکن ہو پڑھ لیا کرو، اس حالت میں بھی اس پر محافظت رکھو اس کو ترک مت کرو۔ (قریب ختم سیقول)

غور کرو کس قدر تاکید ہے نماز کی کہ ایسی سخت حالت میں بھی نماز چھوڑنے کی اجازت نہیں۔

۵۔ اگر دشمن کے مقابلے میں موقع پر اندیشہ ہو کہ اگر سب نماز میں لگ جاویں گے تو دشمن موقع پا کر حملہ کر بیٹھے گا تو ایسی حالت میں یوں چاہیئے کہ جماعت کے دو گروہ ہو جائیں پھر ان میں سے ایک گروہ تو آپ کے ساتھ (جب آپ تشریف رکھتے تھے اور آپ کے بعد جو امام ہو) اس کے ساتھ نماز میں کھڑے ہو جائیں اور دوسرا گروہ نگہبانی کے لئے دشمن کے مقابل کھڑا ہو جاوے تاکہ دشمن کو دیکھتے رہیں۔

آگے ارشاد ہے کہ پھر جب یہ لوگ آپؐ کے ساتھ سجدہ کر چکیں یعنی ایک رکعت پوری کرلیں تو یہ لوگ نگہبانی کے لئے تمہارے پیچھے ہو جائیں اور دوسرا گروہ جنہوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی یعنی شروع بھی نہیں کی وہ بجائے اس پہلے گروہ کے امام کے قریب آجائے اور آپؐ کے ساتھ کی ایک رکعت جو باقی رہی ہے اس کو پڑھ لیں، یہ تو ایک ایک رکعت ہوئی اور دوسری رکعت اس طرح پڑھیں گے کہ جب امام دُو رکعت پر سلام پھیر دے، دونوں گروہ اپنی اپنی ایک ایک رکعت بطور خود پڑھ لیں اور مغرب میں ایک گروہ کو دُو رکعت پڑھادے اور ایک گروہ کو ایک رکعت۔

غور کرو نماز کس درجہ ضروری چیز ہے کہ ایسی کشاکش میں بھی نماز چھوڑنے کی اجازت نہیں دی گئی مگر ہماری مصلحت کے لئے اس کی صُورت بدل دی۔

۶۔ اے ایمان والو! جب تم نماز کو اُٹھنے لگو، آگے وضو اور غسل کا حکم ہے پھر ارشاد ہے کہ اگر تم بیمار ہو اور پانی کا استعمال مضر ہو۔ آگے اور عذروں کا بیان ہے جن میں پانی نہ ملنے کی بھی ایک صورت ہے تو ان سب میں تم پاک مٹی سے تیمم کرلیا کرو۔ (شروع سورۂ مائدہ)

دیکھو بیماری میں اگر پانی سے نقصان ہو یا پانی نہ ملتا ہو تب تو وضو اور غسل کی جگہ تیمم ہو گیا، ایسے ہی نماز میں آسانی ہوگئی کہ اگر کھڑا ہونا مشکل ہو تو بیٹھنا جائز ہو گیا۔ اگر بیٹھنے سے بھی تکلیف ہو تو لیٹنا جائز ہو گیا لیکن نماز معاف نہیں ہوئی۔

۷۔ شراب اور جُوئے کے حرام ہونے کی وجہ میں یہ بھی فرمایا اور شیطان یوں چاہتا ہے کہ اس شراب اور جُوئے کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے جو کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کا سب سے افضل طریقہ ہے تم کو باز رکھے۔ (شروع واذاسمعوا)

دیکھو نماز کی کس قدر شان ظاہر ہوتی ہے کہ جو چیز اس سے روکنے والی تھی اس کو حرام کر دیا تاکہ نماز میں خلل نہ ہو۔

۸۔ ایک ایسی جماعت کے بارے میں جنہوں نے ہر طرح سے اسلام کو ضرر اور اہلِ اسلام کو اذیت پہنچائی تھی، ارشاد ہے کہ اگر یہ لوگ کفر سے توبہ کرلیں یعنی مسلمان ہو جائیں اور اس اسلام کو ظاہر بھی کر دیں مثلاً نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہو جائیں

گے اور پچھلا کیا ہوا سب معاف ہو جائے گا۔ (شروع سورۂ برأت)

اس آیت میں نماز کو اسلام کی علامت فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی کافر کو کسی نے کلمہ پڑھتے نہ سنا ہو مگر نماز پڑھتے دیکھے تو سب علماء کے نزدیک واجب ہے کہ اس کو مسلمان سمجھیں اور زکوٰۃ کی کوئی خاص صورت نہیں اس لئے وہ اس درجہ کی علامت نہیں۔

۹۔ ایک جماعت انبیاء کا ذکر فرما کر ان کے بعد ناخلف لوگوں کا ذکر فرماتے ہیں کہ ان کے بعد بعضے ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو برباد کیا اس سے تھوڑا آگے فرماتے ہیں کہ یہ لوگ عنقریب آخرت میں خرابی دیکھیں گے، مراد عذاب ہے۔ (قریب ختم سورۂ مریم)

دیکھو نماز کے ضائع کرنیوالوں کے لئے عذاب کی کیسی سخت وعید ہے۔

۱۰۔ اور اپنے متعلقین کو نماز کا حکم کیجئے اور خود بھی اس کے پابند رہیئے۔ (آخر سورۂ طٰہٰ)

یہ حکم ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکہ دوسرے سننے والے سمجھیں کہ جب آپ کو نماز معاف نہیں تو اوروں کو کیسے معاف ہو سکتی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسا خود پابند رہنا ضروری ہے اسی طرح اپنے گھر والوں کو بھی نماز کی تاکید رکھنا ضروری ہے اور بہت آیتیں ہیں، اس وقت ان ہی پر اکتفا کی گئی۔

۱۱۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بتلاؤ تو اگر کسی کے دروازہ پر ایک نہر ہو اور اس میں وہ ہر روز پانچ بار غسل کیا کرے تو کیا اس کا کچھ میل کچیل باقی رہ سکتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ کچھ بھی میل نہ رہے گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہی حالت ہے پانچوں نمازوں کی کہ اللہ تعالیٰ ان کے سبب گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اس سے کتنی بڑی فضیلت نماز کی ثابت ہوتی ہے اور مسلم کی ایک حدیث میں اجتناب کبائر کو شرط فرمایا ہے مگر یہ کیا تھوڑی دولت ہے۔

۱۲۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کے اور کفر کے درمیان بس ترک نماز کی کسر ہے۔ جب ترک کیا وہ کسر مٹ گئی اور کفر آ گیا چاہے بندہ کے اندر نہ آوے پاس ہی آ جاوے مگر دوری تو نہ رہی۔ (مسلم)

دیکھو نماز چھوڑنے پر کتنی بڑی وعید ہے کہ وہ بندہ کو کفر کے قریب کر دیتا ہے۔

۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز نماز کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس پر محافظت رکھے وہ قیامت کے روز اس کے لئے روشنی اور دستاویز اور نجات ہوگی اور جو شخص اس کی محافظت نہ کرے تو وہ اس کے لئے نہ روشنی ہوگی اور نہ دستاویز اور نجات اور وہ شخص قیامت کے دن قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا یعنی دوزخ میں۔ اگرچہ ان کے ساتھ ہمیشہ کے لئے نہ رہے مگر ساتھ ہونا بڑی ہی سخت بات ہے۔ (احمد و دارمی و بیہقی شعب الایمان)

۱۴۔ حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے اور لوگوں کے درمیان جو ایک عہد کی چیز یعنی عہد کا سبب ہے وہ نماز ہے۔ پس جس شخص نے اس کو ترک کر دیا وہ برتاؤ کے حق میں کافر ہوگیا یعنی ہم اس کے ساتھ کافروں کا برتاؤ کریں گے کیونکہ اور کوئی علامت اسلام کی ان میں نہیں پائی جاتی کیونکہ وضع لباس و گفتگو سب مشترک تھے تو ہم کافر ہی سمجھیں گے۔ (احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ)

اس سے تو ثابت ہوا کہ ترکِ نماز بھی ایک علامت ہے کفر کی، گو کوئی دوسری اسلامی علامت ہونے سے ترکِ نماز سے کافر نہ سمجھیں مگر کفر کی کسی علامت کو اختیار کرنا کیا تھوڑی بات ہے۔

۱۵۔ عمرو بن شعیبؒ اپنے باپ سے اور ان کے باپ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنی اولاد کو نماز کی تاکید کرو جب سات برس کے ہوں اور اس پر ان کو مارو جب وہ دس برس کے ہوں[۱]۔ (ابوداؤد)

۱۶۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ دو شخص قبیلہ خزاعہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر مسلمان ہوئے۔ ان میں ایک شہید ہوگیا اور دوسرا ایک برس بعد طبعی موت مرگیا۔ طلحہ بن عبیداللہ کہتے ہیں کہ میں نے بعد میں مرنے والے کو خواب میں دیکھا کہ اس شہید سے پہلے جنت میں داخل کیا گیا، مجھ کو بہت تعجب ہوا، صبح کو میں نے اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا اس مرنے والے نے اس شہید کے بعد رمضان کے روزے نہیں رکھے اور برس روز تک ہزاروں

---

[۱] یہ حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں۔

رکعتیں نہیں پڑھیں اگر صرف فرض واجب سنت مؤکدہ ہی لی جائیں تو دس ہزار رکعتوں کے قریب ہوتی ہیں یعنی اس لئے وہ شہید سے بڑھ گیا۔ (احمد و ابن ماجہ و ابن حبان ذ ذقی)

ابن ماجہ و ابن حبان نے اتنا اور زیادہ روایت کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں کے درجوں میں اتنا فرق ہے کہ آسمان و زمین کے فاصلہ سے بھی زیادہ ہے اور ظاہر ہے کہ زیادہ دخل اس فضیلت میں نماز ہی کو ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کی کثرت کا بیان بھی فرمایا تو نماز ایسی چیز ٹھہری کہ اس کی بدولت شہید سے بھی بڑا رتبہ مل جاتا ہے۔

۱۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جنت کی کنجی نماز ہے۔ (دارمی)

نماز کا نام ہی صاف بتلا رہا ہے کہ وہ سب عبادات سے بڑھ کر جنت میں لے جانیوالی ہے

۱۸۔ عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے اوّل جس چیز کا بندہ سے قیامت میں حساب ہوگا وہ نماز ہے اگر وہ ٹھیک اتری تو اس کے سارے عمل ٹھیک اتریں گے اور اگر وہ خراب نکلی تو اس کے سارے عمل خراب نکلیں گے۔

(طبرانی فی الاوسط)

معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی برکت سب عبادات میں اثر کرتی ہے اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہوگی بڑا عمل ہونے کی۔

۱۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں یہ بھی فرمایا کہ جس کے پاس نماز نہیں یعنی نماز نہ پڑھتا ہو اس کے پاس دین نہیں نماز کو دین سے وہ نسبت ہے جیسے سر کو دھڑ سے نسبت ہے کہ سر نہ ہو تو دھڑ مُردہ ہے۔ اسی طرح نماز نہ ہو تو تمام اعمال بے جان ہیں۔ (طبرانی اوسط وصغیر)

جس چیز پہ دین کا اتنا بڑا مدار ہو۔ اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے نیک عمل کو کافی سمجھنا کتنی بڑی غلطی ہے۔

۲۰۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کاتب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے جو شخص پانچ نماز کی محافظت کرے یعنی ان کے رکوع کی بھی، ان

کے سجدہ کی بھی اور ان کے وقتوں کی بھی یعنی ان میں کوتاہی نہ کرے اور اس کا اعتقاد رکھے کہ سب نمازیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا یا یہ فرمایا کہ اس کے لئے جنت واجب ہوگئی یا یہ فرمایا کہ وہ دوزخ پر حرام ہو جائے گا۔ ان سب کا ایک ہی مطلب ہے۔ (احمد)

یہ حدیثیں ترغیب میں ہیں یہ دس آیتیں اور دس حدیثیں سب مل کر بیس ہوئیں۔ اے مسلمانو! اتنی آیتیں اور حدیثیں سن کر بھی نماز کی پابندی نہ کروگے تو تم ہی سوچو تمہارا کیا حشر ہوگا؟

روح دوازدھم

مسجد بنانے کی فضیلت

اس میں اس کے بنانے میں مدد، مال سے یا جان سے اور اس کے لئے زمین دینا، اس کی ٹوٹی پھوٹی کی مرمت کرنا اور اس کے حقوق ادا کرنا۔ ان حقوق میں یہ سب باتیں آ گئیں، یعنی (۱) اس میں نماز پڑھنا خاص کر جماعت کے ساتھ (۲) اس کو صاف رکھنا (۳) اس کا ادب کرنا (۴) اس کی خدمت کرنا۔ وہاں کثرت سے حاضر رہنا۔ اس کے متعلق کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں۔

آیات :- فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اس کا ذکر اور عبادت کیے جانے سے بندش کرے اور اُن کے ویران ہونے میں کوشش کرے۔

۲۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو حقیقتاً آباد کرنا، ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں اور نماز کی پابندی کرتے ہوں اور زکوٰۃ دیتے ہوں اور بجز اللہ کے کسی سے نہ ڈرتے ہوں سو ایسے لوگوں کے لئے توقع یعنی وعدہ ہے کہ اپنے مقصود یعنی جنّت و نجات تک پہنچ جائیں۔ (سورۂ توبہ)

اس آیت میں مسجد کے آباد کرنے والے کے لئے خوشخبری ہے ایمان اور جنّت کی۔

چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم لوگ کسی شخص کو دیکھو کہ مسجد کا خیال رکھتا ہے (اس میں اس کی خدمت کا خیال اور وہاں حاضر باشی کا خیال سب آ گیا) تو تم لوگ اس کے ایمان کی گواہی دے دو، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَعۡمُرُ (الآیہ) یہ وہی آیت ہے جس کا ترجمہ ابھی لکھا گیا۔

(مشکوٰۃ از ترمذی و ابن ماجہ و دارمی)

۳۔ وہ اھل ہدایت ایسے گھروں میں جا کر عبادت کرتے ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور ان میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے۔ (نور)

مُراد ان گھروں سے مسجدیں ہیں اور اُن کا ادب ہے جو آگے حدیثوں میں آتا ہے۔

احادیث : حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی مسجد بنائے جس سے مقصود خدا تعالیٰ کا خوش کرنا ہو اور کوئی بُری غرض نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی کی مثل اس کا گھر جنت میں بنادے گا۔

اس حدیث سے نیّت کی درستی کی تاکید بھی معلوم ہوئی، اور اگر نئی مسجد نہ بنادے بلکہ بنی ہوئی کی مرمت کردے اس کا ثواب بھی اس سے معلوم ہوا کیونکہ حضرت عُثمانؓ نے مسجد نبویؐ کی مرمت کرکے یہ حدیث بیان کی تھی اور دوسری حدیثوں سے بھی اس کا ثبوت ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ جو شخص کوئی مسجد بنائے (بنانے میں مال خرچ کرنا یا محنت کرنا دونوں آگئے۔ چنانچہ "جمع الفوائد" میں رزّین سے حضرت ابوسعیدؓ کی روایت آتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کے بننے کے وقت خود کچّی اینٹیں اٹھا رہے تھے) خواہ وہ قطاۃ[1] پرندہ کے گھونسلہ کی برابر ہو یا اس سے بھی چھوٹی ہو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنادے گا۔ (ابن خزیمہ و ابن ماجہ)

اس حدیث سے بنتی ہوئی مسجد میں چندہ دینے کی فضیلت بھی معلوم ہوئی کیونکہ گھونسلہ کی برابر بنانے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ پُوری مسجد نہیں بنا سکا اس کے بننے میں تھوڑی سی شرکت کر لی جس سے اس کی رقم کے مقابلے میں اس مسجد کا اتنا ذرا سا حصہ آگیا اور اُوپر کی حدیث میں جو آیا ہے کہ اس کی مثل جنت میں گھر بنے گا، اُس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اس صورت میں گھونسلہ کی برابر گھر بن جائے گا کیونکہ مثل کا یہ مطلب نہیں کہ چھوٹے بڑے ہونے میں اس کی مثل ہو گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جیسا اس شخص کا اخلاص ہو گا۔ اس کی مثل گھر بنے گا لیکن لمبائی چوڑائی میں بہت بڑا ہو گا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے مسجد بنوائے گا اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا جو اس سے بہت لمبا چوڑا ہو گا۔ (احمد)

۲۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عبادت کے لئے حلال مال سے کوئی عمارت یعنی مسجد بنائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں موتی اور

---

[1] یعنی مسجد کی زمین

یاقوت کا گھر بنائے گا۔ (طبرانی اوسط)

یہ بھی مسجد کا ادب ہے کہ اس میں حرام مال نہ لگائے خواہ وہ حرام روپیہ پیسہ ہو، خواہ زمین تو وہ ملبہ ہو جیسا کہ بعض لوگوں کو شوق ہوتا ہے کہ زمیندار کی زمین بدون اس کی اجازت کے مسجد بنا لیتے ہیں پھر اس کے روک ٹوک پر لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور اس کو اسلام کی بڑی طرفداری و خدمت سمجھتے ہیں خاص کر اگر زمین دار غیر مسلم ہو تب تو اس کو کفر اور اسلام کا مقابلہ سمجھتے ہیں۔ سو خوب سمجھ لو کہ اس زمین میں جو مسجد بنائی جائے وہ شرع سے مسجد ہی نہیں ہے البتہ زمیندار کی خوشی سے اپنی مِلک کرا کر پھر اس میں مسجد بناتے رہیں۔

۳۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام عورت تھی، شاید حبشن ہو جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی، ایک رات کو وہ مر گئی، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی۔ آپؐ نے فرمایا تم نے مجھ کو اس کی خبر کیوں نہ کی؟ پھر آپؐ صحابہؓ کو لے کر باہر تشریف لے گئے اور اس کی قبر پر کھڑے ہو کر اس پر تکبیر فرمائی (مراد نماز جنازہ ہے) اور اس کے لئے دُعا کی پھر واپس تشریف لے آئے۔ (ابن ماجہ و ابن خزیمہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے اس سے پوچھا، تو نے کس عمل کو زیادہ فضیلت کا پایا؟ اس نے جواب دیا کہ مسجد میں جھاڑو دینے کو۔ (ابوالشیخ اصبہانی)

دیکھئے مسجد میں جھاڑو دینے کی بدولت ایک غریب گمنام حبشن کی جس کی مسکنت و گمنامی کے سبب اس کی وفات کی بھی اطلاع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں کی گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی بڑی قدر فرمائی کہ اس کی وفات کی خبر نہ دینے کی شکایت بھی فرمائی پھر قبر پر تشریف لے گئے اور اس پر نماز جنازہ پڑھی اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی اور اس کے لئے دُعا فرمائی، پھر حضورؐ کے پوچھنے پر خود اس نے اس عمل کی کتنی بڑی فضیلت بیان کی۔ افسوس! اب مسجد میں جھاڑو دینے کو لوگ عیب اور ذلت سمجھتے ہیں۔

۴۔ ابوقرصافہؓ سے ایک بڑی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد سے کوڑا کباڑ نکالنا بڑی آنکھوں والی حوروں کا مہر ہے۔ (طبرانی کبیر)

۵۔ ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے مسجد میں

سے ایسی چیز باہر کر دی جس سے تکلیف ہوتی تھی جیسے کوڑا کباڑ، کانٹا، اصلی فرش سے الگ کنکر پتھر، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔ (ابن ماجہ)

۶۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلہ میں مسجدیں بنانے کا حکم اور انکو صاف پاک رکھنے کا حکم فرمایا۔ (احمد و ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ و ابن خزیمہ)

پاک رکھنا یہ کہ اس میں کوئی ناپاک کپڑا ناپاک تیل وغیرہ نہ جانے پائے اور صاف رکھنا یہ کہ اس میں سے کوڑا کباڑ نکالتے رہیں۔

۷۔ واثلہ بن الاسقع سے ایک بڑی حدیث میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجدوں کو ہر جمعہ خوشبو کی دھونی دیا کرو۔ (ابن ماجہ و کبیر طبرانی)

جمعہ کی قید نہیں صرف یہ مصلحت ہے کہ اس روز نمازی زیادہ ہوتے ہیں جن میں ہر طرح کے آدمی ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی دھونی دے دینا اور کسی طرح خوشبو لگا دینا یا چھڑک دینا سب برابر ہے۔

۸۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی کو مسجد میں دیکھو کہ ——— خرید و فروخت کر رہا ہے تو یوں کہہ دیا کرو کہ اللہ تعالیٰ تیری تجارت میں نفع نہ دے اور جب ایسے شخص کو دیکھو کہ کھوئی چیز کو مسجد میں پکار پکار کر تلاش کر رہا ہے تو یوں کہہ دو کہ خدا تعالیٰ تیرے پاس وہ چیز نہ پہنچاوے۔ (ترمذی و نسائی و ابن خزیمہ و حاکم)

اور ایک روایت میں یہ بھی ارشاد ہے کہ مسجدیں اس کام کے لئے نہیں بنائی گئیں۔

(مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ)

مراد اس چیز کا تلاش کرنا ہے جو باہر کھوئی اور مسجد میں اس لئے پکار رہا ہے کہ مختلف لوگوں کا مجمع ہے شاید کوئی پتہ دے دے اور یہ بد دعا دینا تنبیہ کے لئے ہے۔

۹۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چند امور ہیں جو مسجد میں مناسب نہیں، اس کو راستہ نہ بنایا جائے جیسا بعض لوگ چکر سے بچنے کے لئے مسجد کے اندر ہو کر دوسری طرف نکل جاتے ہیں اور اس میں ہتھیار نہ سونتے جائیں اور نہ اس میں کمان کھینچی جائے اور نہ اس میں تیروں کو بکھرا جائے تاکہ کسی کے چبھ نہ جائے اور نہ کچا گوشت لے کر مسجد سے گزرے اور نہ اس میں کسی کو سزا دی جائے اور نہ

اس میں کسی سے بدلہ لیا جائے جس کو شرع میں حدّ و قصاص کہتے ہیں اور نہ اس کو بازار بنایا جائے۔ (ابن ماجہ)

یعنی یہ سب باتیں مسجد کے آداب کے خلاف ہیں۔

۱۰۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب اخیر زمانہ میں ایسے لوگ جن کی باتیں مسجدوں میں ہوا کریں گی اللہ تعالیٰ کو انکی کچھ پروا نہ ہوگی، یعنی ان سے خوش نہ ہوگا۔ (ابن حبان)

یعنی دنیا کی باتیں کرنا بھی مسجد کی بے ادبی ہے۔

۱۱۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص جماعت کے لئے مسجد کی طرف چلے تو اس کا ایک قدم ایک گناہ کو مٹاتا ہے اور ایک قدم اس کے لیے نیکی لکھتا ہے جانے میں بھی لوٹنے میں بھی۔ (احمد و طبرانی و ابن حبّان)

کیا ٹھکانا ہے رحمت کا کہ جاتے ہوئے تو ثواب ملتا ہے۔ لوٹنے میں بھی ویسا ہی ثواب ملتا ہے۔

۱۲۔ ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے ارشاد فرمایا جو شخص رات کے اندھیرے میں مسجد کی طرف چلے خدا تعالیٰ اسے قیامت کے روز نور کے ساتھ ملے گا۔ (طبرانی)

۱۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں جگہ دے گا جس روز اس کے سائے کے سوا کہیں سایہ نہ ہوگا۔ ان میں سے ایک شخص وہ بھی ہے کہ جس کا دل مسجد میں لگا ہوا ہو۔

(بخاری و مسلم وغیرہما)

۱۴۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان بدبو دار ترکاریوں یعنی پیاز، لہسن سے، جیسا کہ اور حدیثوں میں آیا ہے بچو کہ ان کو کھا کر ہماری مسجدوں میں نہ آؤ اگر تم کو ان کے کھانے کی ضرورت ہی ہو تو ان کی بدبو کو آگ سے مار دو۔ (طبرانی)

اس سے معلوم ہوا کہ مسجد جیسے نماز کے لئے ہے۔ ایسی ہی علم دین سیکھنے کے لئے بھی ہے سو مسجد میں ایسے شخص کو رہنا چاہیئے جو دین کی باتیں بتلایا کرے۔ یہ سب حدیثیں ترغیب سے لی گئی ہیں بجز دو حدیثوں کے کہ اس میں مشکوٰۃ اور جمع الفوائد کا نام لکھ دیا ہے۔ دستور العمل جو ان سب آیات اور احادیث سے ثابت ہوا وہ یہ ہے: (۱) ہر بڑی چھوٹی بستی میں وہاں کی ضرورت کے موافق مسجد بنانی چاہیئے (۲) مگر وہ حلال مال سے اور حلال زمین میں ہو (۳) مسجد کا ادب کرے یعنی اس کو پاک صاف رکھے اس میں جھاڑو دیا کرے اس کی ضروری خدمت کا خیال رکھے بدبو دار چیز جیسے تمباکو وغیرہ کھا کر یا لے کر یا پی کر اس میں نہ جائے، وہاں دنیا کا کوئی کام یا بات نہ کرے (۴) مردوں کو نماز مسجد میں پڑھنی چاہیئے اور بدون عذر کے جماعت نہ چھوڑنی چاہیئے مسجد میں اور جماعت سے نماز پڑھنے میں یہ بھی فائدہ ہے کہ آپس میں تعلق بڑھے ایک کو دوسرے کا حال معلوم رہے۔ مالک کی حدیث سے بھی اس کا ثبوت ہوتا ہے چنانچہ ایک بار حضرت عمرؓ بازار تشریف لے گئے اور سلیمان کا مکان مسجد اور بازار کے درمیان تھا تو سلیمان کی ماں سے پوچھا میں نے سلیمان کو صبح کی نماز میں نہیں دیکھا؟ الخ

اس حدیث کے ذیل میں علماء نے یہ فائدہ بھی ذکر کیا ہے۔ مسجد میں ایسے شخص کو رکھیں کہ وہ بستی والوں کو مسئلے مسائل بھی بتلاتا رہے۔ جب فرصت ملا کرے مسجد میں جا کر بیٹھ جایا کرے مگر وہاں جا کر دین کے کاموں میں یا دین کی باتوں میں لگا رہے۔ اگر سب آدمی اس کی پابندی رکھیں تو علاوہ ثواب کے جماعت کو بھی قوت پہنچے [۱]

حدیثوں میں صاف آیا ہے کہ عورتوں کے لئے گھروں میں نماز پڑھنے کا ثواب مسجدوں میں پڑھنے سے زیادہ ہے۔

---

[۱] یعنی مسجد میں جانے اور بیٹھنے کی عادت رہے تو جماعت فوت ہونے کا بہت کم اندیشہ ہے۔

روح سیزدہم

کثرت سے اللہ کا ذکر کرنا

جس قدر ہو سکے اللہ تعالیٰ کا نام لیتے رہنا، قرآن اور حدیث میں اس کا حکم بھی ہے اور فضیلت اور ثواب بھی اور کچھ مشکل کام بھی نہیں تو ایسے آسان کام میں بے پروائی یا سستی کرکے حکم کیخلاف کرنا اور اتنا بڑا ثواب کھو کر اپنا نقصان کرنا کیسی بے جا اور بُری بات ہے پھر اللہ تعالےٰ کا نام لیتے رہنے میں نہ کسی گنتی کی قید ہے اور نہ وقت کی اور نہ تسبیح رکھنے کی، نہ پکار کر پڑھنے کی، نہ وضو کی، نہ قبلہ کی طرف مُنہ کرنے کی، نہ کسی خاص جگہ کی، نہ ایک جگہ بیٹھنے کی، ہر طرح سے آزادی اور اختیار ہے پھر کیا مشکل ہے؛ البتہ اگر کوئی اپنی خوشی سے تسبیح پر پڑھنا چاہے خواہ گنتی یاد رکھنے کے لئے یا اس لئے کہ تسبیح ہاتھ میں ہونے سے پڑھنے کا خیال آجاتا ہے خالی ہاتھ کرنے میں یاد نہیں رہتا تو اس مصلحت کے لئے تسبیح رکھنا بھی جائز ہے بلکہ بہتر ہے کہ اس کا خیال نہ کرے کہ تسبیح رکھنے سے دکھلاوا ہوجائے گا۔ دکھلاوا تو نیت سے ہوتا ہے یعنی جب یہ نیت ہو کہ دیکھنے والے مجھ کو بُزرگ سمجھیں گے اور اگر یہ نیت نہ ہو تو دکھلاوا نہیں، اس کو دکھلاوا سمجھنا اور ایسے وہموں سے ذکر کو چھوڑ دینا یہ شیطان کا دھوکہ ہے، وہ اس طرح سے بہکا کر ثواب سے محروم رکھنا چاہتا ہے اور وہ ایک دھوکہ یہ بھی دیتا ہے کہ جب دل تو دنیا کے کاموں میں پھنسا رہا اور زبان سے اللہ کا نام لیتے رہے تو اس سے کیا فائدہ؟ تو خوب سمجھ لو کہ یہ بھی غلطی ہے، جب دل سے یہ نیت کرلی کہ ہم ثواب کے واسطے اللہ کا نام لینا شروع کرتے ہیں، اس کے بعد اگر دل دوسری طرف بھی ہو جائے مگر نیت نہ بدلے برابر ثواب ملتا رہے گا البتہ جو وقت اور کاموں سے خالی ہو اس میں دل کو ذکر کی طرف متوجہ رکھنے کی بھی کوشش کرے فضول قصوں کی طرف خیال نہ لے جائے تاکہ اور زیادہ ثواب ہو۔

اب ذکر کے بارے میں چند آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں:

(آیات: پس تم مجھ کو یاد کرو، میں عنایت سے تم کو یاد رکھوں گا۔ (بقرہ)

۲۔ ایسے لوگ جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں، کھڑے بھی، بیٹھے بھی، لیٹے بھی۔ (آل عمران)
۳۔ اے شخص اپنے رب کی یاد کیا کر، خواہ اپنے دل میں یعنی آہستہ آواز سے عاجزی کی کیفیت اور خوف کے ساتھ ——— اور خواہ زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ اسی عاجزی اور خوف کے ساتھ صبح اور شام یعنی ہمیشہ اور ہمیشہ کا مطلب یہ ہے کہ غفلت والوں میں سے مت ہونا (اعراف)
اور بہت زور زور سے ذکر کرنا، کوئی ثواب نہیں لیکن اگر کوئی بزرگ جو شریعت کے پابند ہوں علاج کے طور پر بتلا دیں تو جائز ہے اور وہ علاج یہ ہے کہ اس سے بعضوں کے دل پر زیادہ اثر ہوتا ہے لیکن اس کا خیال رکھے کہ کسی کی عبادت یا کسی کی نیند میں خلل نہ پڑے، نہیں تو گناہ ہوگا۔
۴۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف رسائی دیتا ہے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے، خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر میں ایسی ہی خاصیت ہے کہ اس سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے اس طرح سے کہ اس سے حق تعالیٰ میں اور بندہ میں تعلق بڑھ جاتا ہے اور اطمینان کے لئے بنیاد تعلق پر ہے۔ (رعد)
۵۔ مسجدوں میں ایسے لوگ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں کہ ان کو نہ کسی چیز کا خریدنا غفلت میں ڈالتا ہے اور نہ کسی چیز کا بیچنا اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے۔ (نور)
۶۔ اور اللہ تعالیٰ کی یاد بہت بڑی چیز ہے یعنی اس میں بہت بڑی فضیلت ہے۔ (عنکبوت)
۷۔ اے ایمان والو! تم اللہ کو بہت کثرت سے یاد کیا کرو۔ (احزاب)
۸۔ اے ایمان والو! تم کو تمہارے مال اور اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پاویں۔ (منافقون)
۹۔ اور اپنے رب کا نام لیتے رہو اور سب سے الگ ہو کر اسی کے ہو جاؤ۔ الگ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا تعلق دوسرے سارے تعلقات پر غالب رہے (مزمل)
۱۰۔ مراد کو پہنچا، جو شخص برے عقیدوں اور برے اخلاق سے پاک ہو گیا اور اپنے رب کا نام لیتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔ (اعلیٰ)
احادیث: ۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ و ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھیں، ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور

ان پر خدا کی رحمت چھا جاتی ہے اور ان پر چین کی کیفیت اُترتی ہے[۱] ۔ (مسلم)

۲۔ حضرت ابو موسیٰ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے پروردگار کا ذکر کرتا ہو اور جو شخص ذکر نہ کرتا ہو انکی حالت مُردہ اور زندہ کی سی ہے یعنی پہلا شخص مثل زندہ کے ہے اور دُوسرا مثل مُردہ کے کیونکہ رُوح کی زندگی بھی اللہ کی یاد ہے، یہ نہ ہو تو رُوح مُردہ ہے ۔ (بخاری و مسلم)

۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندہ کے ساتھ ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو پھر وہ اگر اپنے جی میں میرا ذکر کرے تو میں اپنے جی میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ مجمع میں میرا ذکر کرے تو میں اس کا ذکر ایسے مجمع میں کرتا ہوں جو اس مجمع سے بہتر ہوتا ہے یعنی فرشتوں اور پیغمبروں کے مجمع میں۔

(بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ کے جی کا یہ مطلب نہیں جیسے ہمارا جی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس یاد کی کسی کو خبر نہیں ہوتی جیسے دوسری حالت میں مجمع کو خبر ہوگئی اور وہاں کے مجمع کا یہاں کے مجمع سے اچھا ہونا ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مجمع کے زیادہ اشخاص، اس مجمع کے زیادہ شخصوں سے اچھے ہوتے ۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص ہر شخص سے اچھا ہو اگر دنیا میں کوئی مجمع ذکر ایسا ہو جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہوں، جیسا آپؐ کے زمانہ میں تھا تو کسی فرشتہ یا پیغمبر کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونا لازم نہ ہوگا۔

۴۔ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں میں گزرا کرو تو اس کے میوے منہ چھُٹ کھایا کرو ۔ لوگوں نے عرض کیا کہ جنت کے باغ کیا ہیں ؟ آپؐ نے فرمایا ذکر کے حلقے اور مجمع[۲] ۔ (ترمذی)

۵۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ، جو شخص کسی جگہ بیٹھے جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر گھاٹا ہوگا اور جو شخص کسی جگہ لیٹے جس میں اللہ کا ذکر نہ کرے ،

---

[۱] یعنی ان کے قلب کو اطمینان رہتا ہے ۔

[۲] یعنی وہ مجالس جہاں خدا اور رسول کا ذکر ہو رہا ہو، وعظ ہو رہا ہو، سیرت بیان ہو رہی ہو، حدیث کا درس ہو رہا ہو۔

اللہ کی طرف سے اس پر گھاٹا ہوگا۔ (ابوداؤد)

مقصد یہ ہے کہ کوئی موقع اور کوئی حالت "ذکر" سے خالی نہ ہونا چاہیئے۔

۶۔ عبداللہ بن بسرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اسلام کے شرعی اعمال مجھ پر بہت ہو گئے، مراد نفلی اعمال ہیں، کیونکہ تاکیدی اعمال تو بہت نہیں ہیں مطلب یہ کہ ثواب کے کام اتنے ہیں کہ سب کا یاد رکھنا اور عمل کرنا بہت مشکل ہے اس لیے آپ مجھ کو کوئی ایسی چیز بتلا دیجئے کہ اس کا پابند ہو جاؤں اور وہ سب کے بدلے میں کافی ہو جائے آپؐ نے فرمایا اس کی پابندی کر لو کہ تمہاری زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہے۔[۵]

(ترمذی و ابن ماجہ)

۷۔ ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا، بندوں میں سب سے افضل اور قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے برتر کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا جو مرد کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے ہیں اور جو عورتیں اسی طرح کثرت سے ذکر کرنے والی ہیں، عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ اور جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرے کیا وہ اس سے بھی افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا اگر کوئی شخص کفار و مشرکین میں اس قدر تلوار مارے کہ تلوار بھی ٹوٹ جائے اور یہ شخص بھی تمام خون میں اپنے زخموں سے رنگین ہو جائے، اللہ کا ذکر کرنے والا درجہ میں اس سے بھی افضل ہے۔ (احمد و ترمذی)

وجہ ظاہر ہے کہ جہاد خود اللہ ہی کی یاد کے لئے مقرر ہوا ہے جیسے وضو نماز کے لئے مقرر ہوا ہے۔ سورۂ حج کی آیت اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ میں اس کا صاف ذکر ہے تو بالواسطہ ہوئی اور اصل کا افضل ہونا ظاہر ہے۔

۸۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ فرماتے تھے کہ ہر شے کی ایک قلعی ہے اور دلوں کی قلعی اللہ کا ذکر ہے۔ (بیہقی)

۹۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، شیطان آدمی کے قلب پر چمٹا ہوا بیٹھا رہتا ہے، جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ ہٹ جاتا ہے اور

[۵] ہر وقت خدا کے ذکر میں لگی رہے۔

جب یاد سے غافل ہوتا ہے تو وسوسہ ڈالنے لگتا ہے۔ (بخاری)

۱۰۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے سوا بہت کلام مت کیا کرو کیونکہ ذکر اللہ کے سوا بہت کلام کرنا قلب میں سختی پیدا کرتا ہے اور سب سے زیادہ اللہ سے دور وہ قلب ہے جس میں سختی ہو۔ (ترمذی)

اخیر کی تین حدیثوں کا مجموعی حاصل یہ ہے کہ اصل صفائی اچھے عملوں سے ہوتی ہے اور اصل سختی بُرے عملوں سے اور دونوں عملوں کی جڑ قلب کا ارادہ ہے اور ارادہ کی جڑ خیال۔ پس جب ذکر میں کمی ہوتی ہے تو شیطان بُرے بُرے خیال قلب میں پیدا کرتا ہے جس سے بُرے بُرے ارادوں کی نوبت آجاتی ہے اور نیک ارادوں کی ہمّت نہیں رہتی۔ پس نیک کام نہیں ہوتے اور بُرے ہونے لگتے ہیں اور جب ذکر کی کثرت ہوتی ہے تو بُرے خیال قلب میں پیدا نہیں ہوتے پس بُرا ارادہ بھی نہیں ہوتا اور گناہ بھی نہیں ہوتے اور نیک کاموں کا ارادہ اور نیک کام ہوتے رہتے ہیں۔ اس طرح سے صفائی روشنی قلب میں پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر یہ باتیں خود بخود نہیں ہوتیں کرنے سے ہوتی ہیں۔ اگر کوئی خالی ذکر کیا کرے اور نیک کاموں کے کرنے کا اور بُرے کاموں سے بچنے کا ارادہ اور ہمت نہ کرے وہ دھوکہ میں رہے۔ یہاں تک کی حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں۔

۱۱۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت لوگ دنیا میں نرم نرم بستروں پر اللہ کا ذکر کرتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اونچے اونچے درجوں میں داخل فرمائے گا۔ (ابن حبان)

یعنی کوئی یوں نہ سمجھے کہ جب تک امیری سامان کو نہ چھوڑے ذکر اللہ سے نفع نہیں ہوتا۔

۱۲۔ ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کثرت سے اللہ کا ذکر کرو کہ لوگ پاگل کہنے لگیں۔ (احمد و ابویعلیٰ و ابن حبّان)

۱۳۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتنا ذکر کرو کہ منافق یعنی بددین لوگ تم کو ریاکار مکّار کہنے لگیں۔ (طبرانی)

۱۴۔ معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنّت والوں کو

کوئی حسرت نہ ہوگی مگر جو گھڑی ان پر ایسی گزری ہوگی جس میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہوگا اس گھڑی پر انکو حسرت ہوگی (طبرانی و بیہقی)

مگر اس حسرت میں دنیا کی سی تکلیف نہ ہوگی پس یہ شبہ نہ رہا کہ جنت میں تکلیف کیسی۔

۱۵۔ عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک بی بی کے ہاں گئے اور اس بی بی کے سامنے کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں تھیں جن پر وہ سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھ رہی تھیں الخ اور آپ نے ان کو منع نہیں فرمایا۔ (ابو داؤد و ترمذی مع تحسین و نسائی و ابن حبان و حاکم مع تصحیح)

یہ اصل ہے تسبیح پر گننے کی کما قررالشامی) یہ پانچ حدیثیں ترغیب کی ہیں۔ یہاں تک تو عام ذکر کا بیان تھا۔ بعضے خاص خاص ذکر دل کا بھی ثواب حدیثوں میں آتا ہے۔ اُن میں سے بعضے آسان اور مختصر طور پر نمونہ بتلاتا ہوں۔

(الف) لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ (یا مع) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (ب) سُبْحَانَ اللّٰہِ (ج) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (د) اَللّٰہُ اَکْبَرُ (ہ) لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (و) اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ (ز) درود شریف جو کسی طرح سے ہے۔ جن میں ایک ہلکا سا یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ (نسائی عن زید بن خارجہ)

خلاصہ یہ کہ ذکر سے غافل مت ہو، خواہ کوئی خاص ذکر کرو یا عام، پھر خواہ ہر وقت ایک ہی یا کسی وقت کوئی کسی وقت کوئی بے گنتی، خواہ انگلیوں یا تسبیح پر گنتی سے اور بعض دعائیں خاص وقتوں کی بھی ہیں اگر شوق ہو تو کسی دیندار عالم سے پوچھ لو ورنہ نمونے کے طور پر جو لکھ دی ہیں یہ بھی کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔

روح چہاردہم

زکوٰۃ کے حکیمانہ رموز

زکوٰۃ بھی مثل نماز کے اسلام کا ایک رُکن یعنی بڑی شان کا ایک لازمی حکم ہے، بہت سی آیتوں میں زکوٰۃ دینے کا حکم اور اس کے دینے کا ثواب اور اس کے نہ دینے کا عذاب مذکور ہے اور زیادہ آیتیں ایسی ہیں جن میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا بھی حکم ہے، یہ سب آیتیں قرآن مجید میں آسانی سے مل سکتی ہیں اور جو شخص عربی نہ جانتا ہو اس کو ترجمہ والے قرآن میں مل سکتی ہیں۔ اس لیے اس جگہ صرف حدیثیں لکھتا ہوں۔

۱۔ حضرت ابُو درداءؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ زکوٰۃ اسلام کا پُل ہے یا بُلند عمارت ہے۔ اگر زکوٰۃ نہ دے تو اسلام پر چل نہیں سکتا یا اسلام کے نیچے درجے میں رہا۔ (طبرانی اوسط وکبیر)

اس سے زکوٰۃ کا کتنا بڑا درجہ ثابت ہوا۔ اور اس کے نہ دینے سے مسلمانی میں کتنا بڑا نقصان معلوم ہوا۔

۲۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی اس کی بُرائی جاتی رہی یعنی زکوٰۃ نہ دینے سے جو اس مال میں نحوست اور گندگی آجاتی ہے وہ نہیں رہی۔ (طبرانی اوسط ابن خزیمہ صحیح)

معلوم ہوا کہ جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے اس میں برکت نہیں رہتی، اس کی کچھ تفصیل حدیث تیرہ و چودہ میں آگے آرہی ہے۔

۳۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپؐ فرماتے تھے، جو شخص اللہ تعالیٰ و رسولؐ پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہیئے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے (طبرانی)

اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ نہ دینے سے ایمان میں کمی رہتی ہے۔

۴۔ عبداللہ بن معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تین کام ایسے

ہیں کہ جو شخص ان کو کرے گا، ایمان کا ذائقہ چکھے گا، صرف اللہ کی عبادت کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اپنے مال کی زکوٰۃ ہر سال اس طرح دے کہ اس کا نفس اس پر خوش ہو اور اس پر آمادہ کرتا ہو۔ الخ [ف]

زکوٰۃ کا مرتبہ تو اس سے ظاہر ہوا کہ اس کو توحید کے ساتھ ذکر فرمایا اور اس کا اثر اس سے ظاہر ہوا کہ اس سے ایمان کا مزہ بڑھ جاتا ہے۔

۵۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص سونے کا رکھنے والا اور چاندی کا رکھنے والا ایسا نہیں جو اس کا حق یعنی زکوٰۃ نہ دیتا ہو، مگر اس کا یہ حال ہوگا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اس شخص کے عذاب کے لئے اس سونے چاندی کی تختیاں بنائی جائیں گی۔ پھر ان تختیوں کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر ان سے اس کے پہلو اور پیشانی اور پشت کو داغ دیا جائے گا۔ جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہونے لگیں گی تو دوبارہ ان کو تپایا جائے گا اور یہ اس دن میں ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہوگی یعنی قیامت کے دن۔ (بخاری و مسلم)

۶۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان مالداروں پر ان کے مال میں اتنا حق یعنی زکوٰۃ کو فرض کیا ہے جو ان کے غریبوں کے لئے کافی ہو جائے اور غریبوں کو بھوکے ننگے ہونے کی جب کبھی تکلیف ہوتی ہے تو مالداروں ہی کی اس کرتوت کی بدولت ہوتی ہے کہ وہ زکوٰۃ نہیں دیتے یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ان سے اس پر سخت حساب لینے والا اور ان کو دردناک عذاب دینے والا ہے۔ (طبرانی اوسط و صغیر)

ایک حدیث میں اسکی تفصیل میں یہ بھی ارشاد ہے کہ محتاج لوگ قیامت میں اللہ تعالیٰ سے یہ شکایت کریں گے کہ ہمارے حقوق جو آپ نے ان پر فرض کئے تھے، انہوں نے ہم کو نہیں پہنچائے اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا، اپنی عزت و جلال کی قسم میں تم کو مقرب بناؤں گا اور ان کو دور کر دونگا۔ (طبرانی صغیر و اوسط و ابوالشیخ کتاب الثواب)

۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم کو نماز کی پابندی کا اور زکوٰۃ دینے کا حکم کیا گیا ہے اور جو شخص زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز بھی مقبول نہیں ہوتی۔ (طبرانی و اصبہانی)

[ف] یعنی کسی کو زکوٰۃ دیتے وقت اس کا دل دکھتا نہ ہو۔

اور ایک روایت میں اُنکا ارشاد ہے کہ جو شخص نماز کی پابندی کرے اور زکوٰۃ نہ دے وہ پورا مسلمان نہیں کہ اس کا نیک عمل اس کو نفع نہ دے گا۔ (اصبہانی)

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ لوگ نماز بھی چھوڑ دیں، اگر ایسا کریں گے تو اس کا عذاب الگ ہوگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ بھی دینے لگیں۔

۸۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو پھر وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے، قیامت کے روز وہ مال ایک گنجے سانپ کی شکل میں بنا دیا جائے گا جس کی دونوں آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے۔ ایسا سانپ بہت زہریلا ہوتا ہے اور اس کے گلے میں طوق یعنی ہنسلی کی طرح ڈال دیا جائے گا۔ وہ اس کی دونوں باچھیں پکڑلے گا اور کہے گا، میں تیرا مال ہوں، میں تیری جمع ہوں۔ پھر آپ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت پڑھی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ (الآیہ) اس آیت میں مال کے طوق بنائے جانے کا ذکر ہے۔ (بخاری و نسائی)

۹۔ عمارہ بن حزمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علاوہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ پر ایمان لانے کے، اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں اور فرض کی ہیں، پس جو شخص ان میں سے تین کو ادا کرے تو وہ اس کو پورا کام نہ دیں گی جب تک سب کو ادا نہ کرے، یعنی نماز، زکوٰۃ، رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج۔ (احمد)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر نماز و روزہ و حج سب کرتا ہو مگر زکوٰۃ نہ دیتا ہو، وہ سب بھی اس کی نجات کے لئے کافی نہیں۔

۱۰۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، زکوٰۃ نہ دینے والا قیامت کے دن دوزخ میں جائے گا۔ (طبرانی صغیر)

۱۱۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نماز تو سب کے سامنے ظاہر ہونے والی چیز ہے اس کو تو قبول کرلیا اور زکوٰۃ پوشیدہ چیز ہے اس کو خود کھالیا حقداروں کو نہ دیا ایسے لوگ منافق ہیں۔ (بزار)

لیعنی بعضے لوگ نماز اس لئے پڑھتے ہیں کہ نہ پڑھیں گے تو سب کو خبر ہوگی اور زکوٰۃ

اس لئے نہیں دیتے کہ اس کی کسی کو خبر نہیں ہوتی اور منافق ایسا ہی کرتے تھے ورنہ خُدا کے حُکم تو دونوں ہیں۔

۱۲۔ حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ جس قوم نے زکوٰۃ دینا بند کر لیا۔ اللہ تعالیٰ انکو قحط میں مبتلا کرتا ہے اور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے بارش کو روک دیتا ہے۔

(طبرانی وحاکم بیہقی)

۱۲۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مال میں زکوٰۃ ملی ہوئی رہی وہ اس کو برباد کر دیتی ہے۔ (بزار وبیہقی)

زکوٰۃ ملنا یہ کہ اس میں زکوٰۃ فرض ہو جائے اور نہ نکالی جائے اور برباد ہونا یہ کہ وہ مال جاتا رہے یا اس کی برکت جاتی رہے جیسا کہ اگلی حدیث میں مذکور ہے۔

۱۴۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مال خشکی میں یا دریا میں تلف ہوتا ہے، زکوٰۃ نہ دینے سے ہوتا ہے۔ (طبرانی)

اور اگر باوجود زکوٰۃ دینے کے شاذ ونادر تلف ہو جائے تو وہ حقیقت میں تلف نہیں ہے کیونکہ اس کا اجر آخرت میں ملے گا اور زکوٰۃ نہ دینے سے جو تلف ہوا وہ سزا ہے اس پر اجر کا وعدہ نہیں۔

۱۵۔ حضرت اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ میں اور میری خالہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوئے کہ ہم سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے۔ آپؐ نے ہم سے پوچھا کہ تم ان کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ ہم نے عرض کیا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم کو اس سے ڈر نہیں لگتا کہ تم کو اللہ تعالیٰ آگ کے کنگن پہنا دے اس کی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔ (احمد بسند حسن)

یہ سب روایتیں ترغیب وترہیب میں ہیں۔

ان حدیثوں سے یہ اُمور ثابت ہوئے۔

(۱) زکوٰۃ کی فرضیت اور فضیلت۔

(۲) زکوٰۃ نہ دینے کا وبال اور عذاب دنیا میں تو مال کی بربادی یا بے برکتی اور آخرت میں دوزخ۔

(۳) زکوٰۃ نہ دینے والے کی نماز روزہ وغیرہ کا بھی مقبول نہ ہونا۔

(۴) زکوٰۃ نہ دینے والے کی حالت کا منافق کے مشابہ ہونا جس کا بیان بلا کے ذیل میں گزرا۔

(۵) زکوٰۃ کا حقوق العباد کے مشابہ ہونا جیسا کہ نمبر چھ کے ذیل میں گزرا، اس سے اس کی تاکید دوسری عبادتوں سے اور زیادہ بڑھ گئی اب چند ضروری مضامین زکوٰۃ کے متعلق لکھتا ہوں (پہلا مضمون) جن چیزوں میں زکوٰۃ فرض ہے، وہ گنی چیزیں ہیں۔ ایک چاندی سونا خواہ روپیہ اشرفی ہو خواہ نوٹ کی شکل میں پھر خواہ اپنے قبضہ میں ہو خواہ کسی کے ذمّہ اُدھار ہو جس کا اپنے پاس ثبوت ہو یا ادھار لینے والا اقراری ہو نا خواہ چاندی سونے کے برتن یا گوٹہ ٹھپہ ہو۔ اگر صرف چاندی کی چیزیں ہوں اور وزن میں ساڑھے چوّن تولہ کے برابر ہو جائے اور اگر چاندی کے ساتھ کچھ سونے کے بھی ہوں اور سونے کے دام چاندی کے وزن کے ساتھ مل کر ساڑھے چوّن روپے کے برابر ہو جاتے تو جس دن سے ان چیزوں کا مالک ہوا ہے اس دن سے اسلامی سال گزرنے پر اس کا چالیسواں حِصّہ زکوٰۃ فرض ہوگی اور احتیاط یہ ہے کہ اگر پچاس روپے کے برابر بھی مالیت ہو تب بھی سوا روپیہ زکوٰۃ کا دے دے اور دوسری چیز جس میں زکوٰۃ فرض ہے سوداگری کا مال ہے جب وہ قیمت میں اتنے کا ہو جس کا ابھی بیان ہوا ہے اور اس کی قیمت کی مقدار سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہوگا کہ مسلمانوں میں کثرت سے ایسے لوگ ہیں جن پر زکوٰۃ فرض ہے کیونکہ اتنے زیور سے یا سوداگری کی اتنی مالیت سے بہت کم گھر خالی ہوں گے مگر وہ اس سے غافل ہیں اس بات کا ضرور خیال کرنا چاہیے تیسری چیز ایسے اونٹ یا گائے بھینس یا بھیڑ بکریاں ہیں جن کو صرف دُودھ اور بچے حاصل کرنے کے لیے پالا ہو اور وہ جنگل میں چرتے ہوں، چونکہ اس مُلک میں اس کا رواج کم ہے لہٰذا ان کی تعداد جس میں زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے نہیں لکھی گئی جس کو ضرورت ہو عالموں سے پوچھ لے۔ چوتھی چیز عُشری زمین کی پیداوار ہے اس کے مسائل بھی عالموں سے پوچھ لیے جائیں۔ پانچویں چیز صدقۂ فطر ہے جو عید کے دن زکوٰۃ والوں پر تو سب پر واجب ہے اور بعضے ایسے شخصوں پر بھی واجب ہے جن پر زکوٰۃ واجب نہیں، اس کو بھی کسی عالم سے پوچھ لیں، یہ اپنی طرف سے اور نابالغ بچوں کی طرف سے دینا چاہیے۔

سب سے زیادہ زکوٰۃ کے حقدار اپنے غریب رشتہ دار ہیں خواہ بستی میں ہوں یا دوسری جگہ ان کے بعد اپنی بستی کے لوگ جو زیادہ غریب ہوں تو پھر ان ہی کا حق زیادہ ہے مگر جن کو زکوٰۃ دینا ہو وہ نہ بنی ہاشم ہوں یعنی سیّد وغیرہ اور نہ زکوٰۃ دینے والے کے ماں

باپ یا دادا دادی یا نانا نانی یا اولاد یا میاں بیوی لگتے ہوں اور کفن یا مسجد میں لگانا بھی درست نہیں۔ البتہ میّت والے کو اگر دے دے تو درست ہے مگر پھر اس کو کفن میں لگانے یا نہ لگانے کا اختیار ہوگا اور اسی طرح ہر انجمن یا ہر مدرسہ میں دینا دُرست نہیں، جب تک مدرسہ والوں اور انجمن والوں سے پوچھ نہ لے کہ تم زکوٰۃ کو کس طریقہ سے خرچ کرتے ہو اور پھر کسی عالم سے پوچھ لے کہ اس طریقہ سے خرچ کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے؟ مسلمانوں کی زیادہ تر ظاہری و باطنی پریشانی کا سبب افلاس ہے اور زکوٰۃ اس کا کافی علاج ہے اگر مالدار فضول خرچی نہ کرے اور ہٹے کٹے محنت مزدوری کرتے رہیں اور معذور لوگوں کی زکوٰۃ سے امداد ہوتی رہے تو مسلمانوں میں ایک بھی ننگا بھوکا نہ رہے۔ سابقہ صفحہ ۱۱۱ پر حضرت علیؓ سے مروی حدیث نمبر ۱ کے تحت خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں یہ مضمون صاف صاف مذکور ہے۔

روح پانزدھم

انفاق فی سبیل اللہ

علاوہ زکوٰۃ کے اور نیک کاموں میں خرچ کرنا اور ہمدردی کرنا یعنی زکوٰۃ دے کر بے فکر اور بے رحم نہ ہو جائے کہ اب میرے ذمہ کسی کی کوئی ہمدردی لازم نہیں رہی، زکوٰۃ تو ایک بندھا ہوا حق ہے باقی بہت سے متفرق کام ایسے بھی ہیں کہ موقع پر اُن میں مال خرچ کرنا اور جس کے پاس مال نہ ہو یا اس میں مال کا کام نہ ہو تو جان سے مدد کرنا بھی ضروری ہے باقی ضرورت کا درجہ اس کی تحقیق علماء سے ہوسکتی ہے، اس کی اجمالی دلیل ایک آیت اور حدیث سے لکھ کر پھر کچھ تفصیل سے لکھوں گا۔

اجمالی دلیل: (۱) حضرت فاطمہ بنت قیس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک مال میں زکوٰۃ کے علاوہ اور بھی کچھ حقوق ہیں پھر اس کی تائید میں آپ نے یہ آیت پڑھی لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا۔ (الآیۃ) تائید اس طرح ہوئی کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا بھی ذکر فرمایا اور خاص موقع پر مال دینے کا بھی ذکر فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ یہ موقعے مال دینے کے زکوٰۃ کے علاوہ ہیں۔

(ترمذی و ابن ماجہ و دارمی)

یہ دعویٰ آیت اور حدیث دونوں سے ثابت ہوگیا یعنی یہ کہ سائل کو اور قرض مانگنے والے کو محروم نہ کرے برتنے کی چیز مانگے تو دینے سے انکار نہ کرے پانی، نمک، آگ وغیرہ خفیف چیزیں دیسے ہی دے دے آگے آیتوں اور حدیثوں سے زیادہ تفصیل معلوم ہوگی۔

تفصیلی دلیلیں، آیات ۱۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور تم لوگ خرچ کیا کرو اللہ کی راہ میں۔ (سیقول، قریب نصف)

کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے اچھے طور پر قرض دینا یعنی اخلاص کے ساتھ۔

(سیقول قریب ختم)

۳۔ تم خیر کامل کو کبھی حاصل نہ کرسکو گے، یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے اور جو کچھ خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتے ہیں۔ (آلِ عمران: رکوع ۱۰ لن تنالوا)

۴۔ وہ جنّت تیار کی گئی ہے خدا سے ڈرنے والوں کے لئے، ایسے لوگ جو کہ خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں۔ (آلِ عمران: رکوع ۱۴)

۵۔ بلاشُبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنّت ملے گی۔ (سورۃ التوبۃ رکوع ۱۴)

۶۔ اور جو کچھ چھوٹا بڑا انھوں نے خرچ کیا اور جتنے میدان اللہ کی راہ میں انکو طے کرنے پڑے یہ سب اُن کے نام لکھا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے۔

(سُورۃ التوبہ: رکوع ۱۵)

۷۔ قرابت دار کو اس کا حق دیتے رہنا اور محتاج اور مسافر کو بھی۔ (پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل) رکوع ۲۔

۸۔ اور جو چیز تم خرچ کرو گے سو وہ اس کا عوض دے گا۔ (السبا: رکوع ۵)

۹۔ اور وہ لوگ خدا کی محبت سے غریب اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

پارہ ۲۹ تبارک الذی۔ سورۂ دہر) رکوع ۱

اور بھی بہت آیتیں ہیں جن میں زکوٰۃ کی قید نہیں۔ دوسرے نیک کاموں میں خرچ کرنے کا مضمون مذکور ہے۔

احادیث : ۱۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے بیٹے آدم کے تو نیک کام میں خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا۔ (بخاری ومسلم)

۲۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا کہ حرص حُبِّ مال سے بچو، اس حرص نے پہلے لوگوں کو برباد کر دیا۔ (مسلم)

۳۔ حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی حیات میں ایک درہم خیرات کرنا مرنے کے وقت سو درہم خیرات کرنے سے بہتر ہے۔ (ابوداؤد)

۴۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خیرات کرنے

میں حتی الامکان جلدی کیا کرو کیونکہ بلا اس سے آگے بڑھنے نہیں پاتی بلکہ رُک جاتی ہے (رزین)
ثواب کے علاوہ یہ دنیا کا بھی فائدہ ہے۔

۵۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک کھجور کی برابر پاک کمائی سے خیرات کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں لیتا ہے (داہنے ہاتھ کا مطلب اللہ ہی کو معلوم ہے) پھر اس کو بڑھاتا ہے جیسا تم میں کوئی اپنے بچھڑے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کی طرح ہو جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۶۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیرات دُنیا مال کو کم نہیں ہونے دیتا خواہ آمدنی بڑھ جائے یا برکت بڑھ جائے خواہ ثواب بڑھتا رہے۔
(مسلم)

۷۔ حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کسی قسم کی بھلائی کو حقیر نہ سمجھنا گو اتنی ہی کہ اپنے بھائی مسلمان سے خندہ پیشانی سے مل لو[۵] (مسلم)

۸۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر مسلمان کے ذمہ کچھ نہ کچھ صدقہ کرنا ضروری ہے لوگوں نے عرض کیا کہ اگر کسی کے پاس مال موجود نہ ہو؟ آپ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھوں سے کچھ محنت کرے اور مال حاصل کر کے اپنے بھی کام میں لائے اور صدقہ بھی کرے۔ لوگوں نے عرض کیا اگر معذوری کی وجہ سے یہ بھی نہ کر سکے یا اتفاق سے ایسا کرے؟ تو آپ نے فرمایا کسی پریشان حاجت مند کی مدد کر دے، یہ بھی صدقہ ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اگر یہ بھی نہ کرے؟ آپ نے فرمایا کسی کو نئی بات بتلا دے لوگوں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ کرے؟ آپ نے فرمایا کسی کو شر نہ پہنچائے یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔ (بُخاری و مسلم)

ان سب کو صدقہ اس وجہ سے فرمایا کہ جیسے صدقہ سے خلق کو نفع پہنچتا ہے۔ ان کاموں سے بھی نفع پہنچتا ہے ورنہ صدقہ کے اصلی معنیٰ تو اللہ کی راہ میں کچھ مال دینے کے ہیں اور نقصان نہ پہنچانے کو نفع پہنچانے میں داخل فرمانا کتنی بڑی رحمت ہے۔

---

[۵] معمولی سے معمولی عمل کو بھی حقیر نہ سمجھنا چاہئے۔

۹۔ ۱۰۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے ہر جوڑ پر ہر روز ایک صدقہ لازم ہے۔ دو شخص کے درمیان انصاف کر دے، یہ بھی صدقہ ہے، کسی شخص کو جانور پر سوار کرنے میں، اس کا اسباب لادنے میں مدد کر دے، یہ بھی صدقہ ہے کوئی اچھی بات جس سے کسی کا بھلا ہو جائے یہ بھی صدقہ ہے جو قدم نماز کی طرف اٹھا وہ بھی صدقہ ہے۔ کوئی تکلیف کی چیز راستہ سے ہٹا دے یہ بھی صدقہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی ایک دوسری حدیث میں اس کی شرح آتی ہے کہ انسان کے تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ جس شخص نے روزمرہ اتنی نیکیاں کر لیں اس نے اپنے کو دوزخ سے بچا لیا۔

۱۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہتر صدقہ یہ ہے کہ کوئی اونٹنی دودھ والی کسی کو مانگی دے دی جائے۔ اس طرح کہ وہ اس کا دودھ پیتا رہے۔ جب دودھ نہ رہے تو لوٹا دے[1]۔ جو ایک برتن صبح کو بھر دے ایک شام کو بھر دے۔

۱۲۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کوئی درخت لگائے یا کوئی کھیتی بو دے پھر اس میں سے کوئی انسان یا پرندہ و چرندہ جانور کھائے[2] وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک حدیث میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جو اس میں سے چوری ہو جائے وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔

حالانکہ مالک نے چور کو نفع پہنچانے کا ارادہ نہیں کیا پھر بھی صدقہ کا ثواب ملا یہ کتنی بڑی رحمت ہے۔

۱۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بدچلن عورت کی اس پر بخشش ہو گئی کہ اس کا ایک کتے پر گزر ہوا جو ایک کنوئیں کے کنارے پر زبان لٹکائے ہوئے تھا۔ پیاس سے ہلاک ہونے کو تھا۔ اس عورت نے اپنے پیر سے اپنا چمڑے کا موزہ نکالا اور اس کو اپنے دوپٹہ میں باندھا اور اس کے لئے پانی نکالا اور اس کو پلایا۔ اس سے

---

[1] یعنی جب دودھ سے اتر جائے تو واپس لے لے۔

[2] یعنی جو جانور کھالے وہ یا باغ میں چوری ہو جائے وہ سب صدقہ ہے۔

اس کی بخشش ہو گئی۔ عرض کیا گیا کہ ہم کو جانوروں کی خدمت کرنے میں بھی ثواب ملتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا جتنے کلیجے والے ہیں یعنی جاندار ہیں اُن سب میں ثواب ہے۔ (بخاری و مسلم)

مگر جو موذی جانور ہیں جیسے سانپ، بچھو، ان کا حکم بخاری و مسلم کی دوسری حدیثوں میں آیا ہے کہ ان کو قتل کر دو۔ (باب المحرم یجتنب الصید)

۱۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحمٰن کی عبادت کرو اور کھانا کھلایا کرو اور سلام کو عام کرو یعنی ہر مسلمان کو سلام کرو خواہ اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو تم جنّت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

(ترمذی و ابن ماجہ)

حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اپنے مسلمان بھائی سے ملے یعنی ملاقات ہو۔ اس وقت مسکرانا جس سے وہ سمجھے کہ مجھ سے مل کر اس کو خوشی ہوئی ہے، یہ بھی صدقہ ہے اور کسی کو اچھی بات کا حکم کر دینا اور بُری بات سے منع کر دینا یہ بھی صدقہ ہے اور راستہ بھول جانے کے مقام میں کسی کو راستہ بتلا دینا یہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے اور کسی کی بینائی میں خرابی ہو اس کی مدد کر دینا بھی تیرے لئے صدقہ ہے اور کوئی پتھر، کانٹا، ہڈی راستہ سے ہٹا دینا یہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی انڈیل دینا یہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔ (ترمذی)

۱۶۔ حضرت سعد بن عبادہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا کہ اُمّ سعد یعنی میری والدہ مرگئیں سو بتلایئے کون سا صدقہ زیادہ فضیلت کا ہے جس کا ثواب ان کو بخشوں؟ آپؐ نے فرمایا پانی۔ انھوں نے ایک کنواں کھدوا دیا اور کہہ دیا کہ یہ یعنی اس کا ثواب اُمّ سعد کے لئے ہے۔ (ابو داؤد و نسائی)

۱۷۔ حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان ننگے آدمی کو کپڑا پہنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے سبز کپڑے دے گا اور جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل کھلائے گا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو پیاس کے وقت پانی پلائے گا اس کو جنت کی مُہر لگی ہوئی یعنی نفیس شراب پلائے گا۔
(ابو داؤد و نسائی)

۱۸۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات چیزیں ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے اور یہ قبر میں پڑا ہوتا ہے، جس نے علمِ دین سکھایا، کوئی نہر کھودی، کوئی کنواں کھدوایا، یا کوئی درخت لگایا یا کوئی قرآن چھوڑ گیا یا کوئی مسجد بنائی، یا کوئی اولاد چھوڑی جو اس کے لئے مرنے کے بعد بخشش کی دُعا کرے۔

(ترغیب از بزار و ابونعیم)

اور ابن ماجہ نے بجائے درخت لگانے اور کنواں کھودنے کے صدقہ اور مسافر خانہ کا ذکر کیا ہے اس حدیث سے دینی مدرسہ کی ترغیب اور رفاہِ عام کے کاموں کی بھی فضیلت ثابت ہوئی۔

۱۹۔ حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال تقسیم فرمایا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ فلانے کو بھی دے دیجئے (حدیث کے آخر میں ہے کہ) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بعض اوقات کسی شخص کو دیتا ہوں حالانکہ دوسرا شخص مجھ کو اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے مگر اس سے اندیشہ ہوتا ہے کہ اگر اس کو نہ ملے تو وہ اسلام پر قائم نہ رہے اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دے کیونکہ بعضے نومسلم اوّل میں مضبوط نہیں ہوتے اور تکلیف کا سہار نہیں کر سکتے۔ ان کے اسلام سے پھر جانے کا شُبہ رہتا ہے تو ان کو آرام دینا ضروری ہے۔

اس حدیث سے نومسلموں کی امداد کرنے کی اور انکو آرام پہنچانے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

۲۰۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے، اس ذات کی جس نے مجھے سچا دین دے کر بھیجا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو عذاب نہ دے گا جس نے یتیم پر رحم کیا اور اس سے نرمی کے ساتھ بات کی اور اس کی یتیمی اور بے چارگی پر ترس کھایا۔ (ترغیب از طبرانی)

اس حدیث سے یتیم خانوں کی امداد کی بھی فضیلت ثابت ہوئی۔

لے یعنی کوئی پردیسی آدمی تمہارے شہر میں آکر راستہ بھول جائے یا اندھا آدمی کسی راستہ سے گزرنا چاہتا ہے۔ اس کی لکڑی پکڑ کر اس کی گزرگاہ تک پہنچا دے۔

خلاصہ: یہ آیتیں اور بیشتر حدیثیں مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں، بجز دو تین کے کہ ان میں دوسری کتاب کا نام لکھ دیا ہے۔ ان سے بہت سے موقع مخلوق کو نفع پہنچانے کے معلوم ہوئے اور ایسے ہی اور بہت کام ہیں جو سب کے سب ایک آیت اور ایک حدیث میں جمع ہیں۔ آیت ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور تقوے کے کاموں میں (مائدہ) حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ، اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب آدمیوں سے زیادہ پیارا وہ ہے جو آدمیوں کو زیادہ نفع پہنچاوے۔ (ترغیب عن الاصبہانی)
اللہ تعالےٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

روح شانزدہم

روزہ کی حقیقت

روزہ رکھنا بھی مثل نماز زکوٰۃ کے اسلام کا ایک رکن یعنی بڑی شان کا ایک لازمی حکم ہے (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا اور (۲) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے[ل] الخ یہ وہ حدیث ہے جو عنوان ۱۴ کے نمبر ۹ میں گزر چکی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر نماز و زکوٰۃ و حج سب کرتا ہو مگر روزہ نہ رکھتا ہو تو اس کی نجات کے لئے کافی نہیں، روزہ میں ایک خاص بات ایسی ہے جو کسی عبادت میں نہیں وہ یہ ہے کہ چونکہ روزہ ہونے یا نہ ہونے کی بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کو خبر نہیں ہو سکتی۔ اس لئے روزہ وہ شخص رکھے گا جس کو اللہ تعالیٰ کا ڈر ہوگا اور اگر فی الحال اس میں کچھ کمی بھی ہوگی تو تجربہ سے ثابت ہے کہ محبت و عظمت کا کام کرنے سے محبت و عظمت پیدا ہو جاتی ہے اس لئے روزہ رکھنے سے یہ کمی پوری ہو جانے گی اور ظاہر ہے کہ جس کے دل میں خدا تعالیٰ کا خوف اور محبت ہوگی وہ دین میں کتنا مضبوط ہوگا تو روزہ رکھنے میں دین کی مضبوطی کی خاصیت ثابت ہوگئی۔ اگلی دو حدیثوں میں اسی بات کو فرمایا ہے۔

(۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آدمی کے سب عمل اس کے لئے ہیں مگر روزہ کہ وہ خاص میرے لئے ہے۔ (بخاری)

(۴) ایک اور حدیث میں حق تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ روزہ دار اپنا کھانا، اپنا پینا، اپنی نفسانی خواہش جو بیوی کے متعلق ہے میری وجہ سے چھوڑ دیتا ہے (بخاری)

اور اس حدیث کی تفصیل ایک دوسری حدیث میں آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ کا یہ ارشاد بیان فرمایا وہ کھانا میرے لئے چھوڑ دیتا ہے اور اپنی لذت

[ل] فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ نے کلمۂ طیبہ کے علاوہ چار چیزیں اور فرض کی ہیں۔ بس جو شخص ان میں سے تین کو ادا کرے تو اس کو پورا کام نہ دیں گی جب تک سب کو ادا نہ کرے یعنی نماز، زکوٰۃ، رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج (احمد ملخصاً)

میرے لئے چھوڑ دیتا ہے اور اپنی بی بی کو میرے لئے چھوڑ دیتا ہے یعنی اپنی خواہش اس سے پوری نہیں کرتا۔ (ابن خزیمہ)

اِن حدیثوں سے اُوپر والی بات ثابت ہوگئی اور اسی لیے روزہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی چیز فرمایا جیسا کہ حدیث (۲) میں گزرا اور اسی خصوصیت مذکورہ کے سبب روزے کو اگلی حدیث میں بڑی تاکید سے سب عملوں میں بے نظیر فرمایا۔

(۵) حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھ کو کسی بڑے عمل کا حکم دیجئے فرمایا روزہ رکھو کیونکہ کوئی عمل اس کے برابر نہیں۔ میں نے دوبارہ عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھ کو کسی بڑے عمل کا حکم دیجئے۔ فرمایا روزہ رکھ کیونکہ کوئی عمل اس کی مثل نہیں۔ میں نے تیسری بار پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو کسی بڑے عمل کا حکم دیجئے فرمایا روزہ رکھ کیونکہ کوئی عمل اس کے مثال نہیں۔ (نسائی و ابن خزیمہ)

یعنی بعض خصوصیتوں میں بے مثل ہے مثلاً خصوصیت مذکورہ میں اور روزہ میں جو حق تعالیٰ کی محبت اور خوف کی خاصیت ہے روزہ دار اگر اس کا خیال رکھے تو ضرور گناہوں سے بچے گا کیونکہ گناہ محبت اور خوف کی کمی ہی سے ہوتا ہے جب گناہوں سے بچے گا۔ تو دوزخ سے بھی بچے گا۔ اگلی حدیث کا یہی مطلب ہے۔

(۶) پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ ایک ڈھال ہے اور ایک مضبوط قلعہ ہے دوزخ سے بچانے کے لئے۔ (احمد و بیہقی)

اور جس طرح روزہ گناہوں سے بچاتا ہے جو کہ باطنی بیماریاں ہیں۔ اسی طرح بہت سی ظاہری بیماریوں سے بچاتا ہے کیونکہ زیادہ بیماریاں کھانے پینے کی زیادتی سے ہوتی ہیں، روزہ سے ان میں کمی ہوگی۔

۷۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شئے کی ایک زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ (ابن ماجہ)

یعنی جس طرح زکوٰۃ میں مال کا میل کچیل نکل جاتا ہے اسی طرح روزہ میں بدن کا میل کچیل مادّہ فاسدہ جس سے بیماری پیدا ہوتی ہے، دور ہو جاتا ہے اور اگلی حدیث میں یہ مضمون بالکل ہی صاف آیا ہے۔

۸۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، روزہ رکھا کرو تندرست رہوگے۔ (طبرانی)

اور روزہ سے جس طرح ظاہری وباطنی مضرت زائل ہوتی ہے اسی طرح ظاہری وباطنی مسرت بھی حاصل ہوتی ہے۔

۹۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں، ایک تو جب افطار کرتا ہے یعنی جب روزہ کھولتا ہے تو اپنے افطار پر خوش ہوتا ہے اور ایک جب اپنے پروردگار سے ملے گا اس وقت اپنے روزہ پر خوش ہوگا۔ (بخاری)

اور رمضان میں ایک دوسری عبادت اور مقرر کی گئی ہے یعنی تراویح میں قرآن پڑھنا اور سننا جو کہ سنت مؤکدہ ہے بعضی باتیں اس میں روزے کی سی ہیں۔ مثلاً نیند جو کہ کھانے پینے کے بعد نفس کو پیاری چیز ہے تراویح سے اس میں کسی قدر کمی ہوتی ہے اور مثلاً اس کم سونے کی بھی پوری خبر کسی کو نہیں ہوسکتی چنانچہ بہت دفعہ آدمی نماز میں سو جاتا ہے اور دوسرے لوگ سمجھتے ہیں کہ جاگ رہا ہے اور مثلاً بعض دفعہ سجدہ میں نیند آجانے سے بدن ایسی وضع پر ہو جاتا ہے کہ اس وضع پر سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور جب وضو نہ رہا نماز بھی نہ رہی یا مثلاً وضو بھی نہ ٹوٹا مگر سوتے ہوئے جس قدر حصہ نماز کا ادا ہوا ہے وہ صحیح نہیں ہوا تو ایسی حالتوں میں نیند جیسی پیاری چیز کو دفع کرنا یا تازہ وضو کر کے اس نماز کو لوٹانا یا نماز کے اس حصہ کو لوٹانا، جو سوتے میں ادا ہوا ہے وہی شخص کر سکتا ہے جس کے دل میں خدا کی محبت اور خوف ہوگا پس روزہ کی طرح اس عبادت یعنی تراویح میں قرآن پڑھنے اور سننے میں بھی زیادہ دکھلاوا نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک شان کی دو عبادتیں جمع فرمادیں ایک دن میں، ایک رات میں۔ اگلی دو حدیثوں میں اسی کا ذکر ہے۔

۱۰۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو فرض فرمایا اور میں نے رمضان کی شب بیداری کو تراویح و قرآن کے لیے تمہارے واسطے اللہ کے حکم سے سنت بنایا جو مؤکدہ ہونے کے سبب ضروری ہے جو شخص ایمان سے اور ثواب کے

اعتقاد سے رمضان کا روزہ رکھے اور رمضان کی شب بیداری کرے وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح نکل جائے گا جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا۔ (نسائی)

(۱۱) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ اور قرآن دونوں قیامت کے دن بندہ کی شفاعت یعنی بخشش کی سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا اے میرے پروردگار میں نے اس کو کھانے اور نفسانی خواہش سے روکے رکھا۔ سو اس کے حق میں میری سفارش قبول کیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان دونوں کی سفارش قبول کر لی جائے گی۔ (احمد وطبرانی فی الکبیر وابن ابی الدنیا وحاکم)

دونوں حدیثیں ملانے سے صیام وقیام میں مناسبت جس کی تفصیل ابھی اوپر آئی ہے۔ ظاہر ہے یہاں تک مضمون کا ایک سلسلہ تھا۔ آگے متفرق طور پر لکھا جاتا ہے۔

(۱۲) ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اخیر میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب تیار کیا ہے۔

(احزاب)

احادیث: (۱۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو جو فاقہ سے پیدا ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مشک کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہے۔ (بخاری)

اس بدبو کا اصلی سبب چونکہ معدہ ہے اس لئے یہ مسواک سے بھی نہیں جاتی، ہاں کچھ کم ہو جاتی ہے۔

(۱۴) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزہ خاص اللہ ہی کے لئے ہے اس پر عمل کرنے والوں کا ثواب غیر محدود ہے اس کو کوئی شخص نہیں جانتا بجز اللہ کے۔ (طبرانی فی الاوسط وبیہقی)

(۱۵) حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پھر ان میں کوئی

دروازہ بند نہیں ہوتا، یہاں تک کہ رمضان کی اخیر رات ہوجاتی ہے اور جو کوئی ایماندار بندہ ایسا نہیں جو ان راتوں میں سے کسی رات میں نماز پڑھے مراد وہ نماز ہے جو رمضان کے سبب سے ہو۔ جیسے تراویح، مگر اللہ تعالیٰ ہر سجدہ کے عوض ڈیڑھ ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے لئے جنّت میں ایک گھر سُرخ یاقوت سے بناتا ہے جس کے ساٹھ ہزار دروازے ہوں گے ہر دروازے کیساتھ متعلق ایک محل سونے کا ہوگا جو سُرخ یاقوت سے آراستہ ہوگا پھر جب رمضان کے پہلے دن کا روزہ رکھتا ہے تو اس کے سب گُزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور ہر روز صبح کی نماز سے لے کر آفتاب کے چھُپنے تک ستّر ہزار فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دُعا کرتے ہیں اور یہ جتنی نمازیں رمضان کے مہینے میں پڑھے گا خواہ دن کو خواہ رات کو، ہر سجدہ کے عوض ایک درخت ملے گا جس کے سائے میں سوار پانچ سو برس تک چل سکے گا۔

(۱۶) حضرت سلمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری جمعہ میں خُطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! تمہارے پاس ایک بڑا اور برکت والا مہینہ آپہنچا یعنی رمضان، اس مہینہ میں ایک رات ایسی ہے کہ اگر بندہ اس رات میں عبادت کرے تو ایک ہزار سال کی عبادت کا ثواب بندہ کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک ماہ کے روزوں کو فرض کیا ہے اور اس کی شب بیداری یعنی تراویح کو فرض سے کم یعنی سُنّت کیا ہے جو شخص اس ماہ میں کوئی نیک عمل کرے گا اس کو خدا تعالیٰ فرض ادا کرنے کے برابر ثواب عطا کرے گا اور جو شخص کوئی فرض ادا کرے تو خدا تعالیٰ اس کو ستّر فرضوں کا ثواب دے گا۔ آگے ارشاد ہے کہ جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ کھلوائے گا تو اس کو دوزخ سے بَری کر دیا جائے گا اور اس کو بھی اس روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا اور روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا۔

لوگوں نے عرض کیا یارسُول اللہ! ہم میں ہر شخص کو تو اتنا مقدور نہیں جس سے روزہ دار کا روزہ کھُلوا سکے، یہ پوچھنے والے روزہ کھلوانے کا مطلب یہ سمجھے کہ پیٹ بھر کر کھلادے آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دیتا ہے جو کسی کا روزہ ایک چھوہارے سے یا پانی سے یا دُودھ کی لسّی سے کھُلوادے الخ (ابن خزیمہ)

اور رمضان کے متعلق ایک تیسری عبادت اور بھی ہے یعنی اعتکاف، رمضان کے

اخیر دس دن میں کیا جاتا ہے جو ایسی سُنّت ہے کہ سب کے ذمّہ ہے لیکن اگر بستی میں ایک بھی کرے تو سب کی طرف سے کافی ہے اور اعتکاف اس کو کہتے ہیں کہ یہ ارادہ کرکے مسجد میں پڑا رہے کہ اتنے دن تک بدون پیشاب یا پاخانہ وغیرہ مجبوری کے یہاں سے نہ نکلوں گا اور روزہ اور تراویح کی طرح اس میں بھی نفس کی ایک پیاری چیز چھوٹتی ہے یعنی کھلے مہار پھرنا اور اسی طرح اس میں بھی دکھلاوا نہیں ہوسکتا کیونکہ کسی کو کیا خبر کہ مسجد میں کسی خاص نیّت سے بیٹھا ہے یا ویسے ہی آگیا ہے آگے اس کی فضیلت کا ذکر ہے۔

(۱۷) علی بن حسین رضؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص رمضان میں دس روز کا اعتکاف کرے گا۔ دو حج اور دو عمرے کا ثواب ہوگا۔ (بیہقی)

(۱۸) حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنے والے کے حق میں فرمایا کہ وہ تمام گناہوں سے بچا رہتا ہے اور اس کو ایسا ثواب ملتا ہے، جیسے کوئی تمام نیکیاں کر رہا ہو۔ (مشکوٰۃ از ابن ماجہ)

اور ایک فضیلت اس میں یہ بھی ہے کہ اس میں مسجد میں حاضر رہنا پڑتا ہے البتہ عورتیں گھر ہی میں اپنی نماز پڑھنے کی جگہ اعتکاف کریں اور یہ سب عبادتیں جس دن ختم ہوتی ہیں یعنی عید کے دن اس کی بھی فضیلت آئی ہے۔

(۱۹) حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عید کا دن ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ انہوں نے میرا فرض ادا کیا پھر دعا کے لئے نکلے ہیں۔ اپنی عزّت وجلال اور کرم وشانِ بلند کی قسم! میں ضرور ان کی عرض قبول کروں گا پھر فرماتا ہے کہ واپس جاؤ میں نے تم کو بخش دیا اور تمہاری برائیوں کو بھلائی سے بدل دیا پس وہ بخشے بخشائے واپس آتے ہیں۔ (بیہقی)

آخر کی دو حدیثیں مشکوٰۃ کی ہیں اور باقی سب ترغیب سے ہیں۔

روح ہفدہم

حج کی فضیلت

حج کرنا جس شخص میں شرطیں پائی جاویں، ان پر فرض ہے اور دوسروں کے لئے نفل اور حج بھی مثل نماز، زکوٰۃ و روزہ کے اسلام کا ایک رُکن یعنی بڑی شان کا لازمی حکم ہے۔

۱۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان یعنی کعبہ کا حج کرنا ہے یعنی اس شخص کے ذمہ جو کہ طاقت رکھے وہاں تک پہنچنے کی سبیل یعنی سامان کی۔

سورۂ آل عمران: رکوع ۱۰، آیت ۹۷)

۲۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے[1] الخ ، یہ عمارہ بن حزم سے مروی حدیث زکوٰۃ کے اُمور میں نمبر ۹ کے ماتحت گزر چکی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر نماز و زکوٰۃ و روزہ سب ادا کرتا ہو مگر فرض شدہ حج ادا نہ کیا ہو تو اس کی نجات کے لئے کافی نہیں اور حج میں ایک خاص بات ایسی ہے جو اور عبادتوں میں نہیں، وہ یہ ہے کہ اور عبادتوں کے افعال میں کچھ عقلی مصلحتیں بھی سمجھ میں آجاتی ہیں مگر حج کے افعال میں بالکل عاشقانہ شان ہے تو حج وہی کرے گا جس کا عشق عقل پر غالب ہوگا اور اگر فی الحال اس میں کچھ کمی بھی ہو گی تو تجربہ سے ثابت ہے کہ عاشقانہ کام کرنے سے عشق پیدا ہو جاتا ہے اس لئے حج کرنے سے یہ کمی پوری ہو جائے گی اور خاص کر جب ان کاموں کو اسی خیال سے کرے اور ظاہر ہے کہ جس کے دل میں خدا تعالیٰ کا عشق ہوگا وہ دین میں کتنا مضبوط ہوگا۔

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیت اللہ کے گرد پھرنا اور صفا و مروہ کے درمیان پھیرے کرنا اور کنکریوں کا مارنا، یہ سب اللہ تعالیٰ کی یاد قائم

---

[1] فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، اللہ تعالیٰ نے کلمۂ طیبہ کے علاوہ چار چیزیں اور فرض کی ہیں پس جو شخص ان میں سے تین کو ادا کرے تو اس کو پورا کام نہ دیں گی جب تک سب کو ادا نہ کرے یعنی نماز، زکوٰۃ رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج (احمد مخلصاً)

کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ (ابوداؤد)

یعنی گو ظاہر میں دیکھنے والوں کو تعجب ہو سکتا ہے کہ اس گھومنے، دوڑنے اور کنکریاں مارنے میں عقلی مصلحت کیا ہے؟ مگر تم مصلحت مت ڈھونڈو، یُوں سمجھو کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے اس کے کرنے سے اسکی یاد ہوتی ہے اور اس سے علاقہ بڑھتا ہے اور محبّت کا امتحان ہوتا ہے کہ جو بات عقل میں بھی نہیں آئی حکم سمجھ کر اس کو بھی مان لیا پھر محبوب کے گھر کے ذرہ ذرہ پر قربان ہونا۔ اس کے کوچہ میں دوڑے پھرنا کھلّم کھلا عاشقانہ حرکات ہیں۔

۴۔ زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سُنا ہے، فرماتے تھے کہ اب طواف میں شانے ہلاتے ہوئے دوڑنا اور شانوں کو چادرہ سے باہر نکال لینا کس وجہ سے ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو مکّہ میں قوّت دے دی اور کفر کو اور کفر والوں کو مٹا دیا اور یہ فعل شروع ہوا تھا، ان ہی کو اپنی قوّت دکھلانے کے لئے جیسا روایات میں آیا ہے اور باوجود اس کے کہ اب مصلحت نہیں رہی، مگر ہم اس فعل کو نہ چھوڑیں گے جس کو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں آپ کے اتباع اور حکم سے کرتے تھے کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر حجّۃ الوداع میں عمل فرمایا جب کہ مکّہ میں ایک بھی کافر نہ تھا۔ اگر حج میں عاشقی رنگ غالب نہ ہوتا تو جب عقلی ضرورت ختم ہو گئی تھی تو یہ فعل بھی موقوف کر دیا جاتا۔

۵۔ عابس بن ربیعہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجرِ اسود کی طرف آئے اور اس کو بوسہ دیا اور فرمایا میں جانتا ہوں تو پتھر ہے نہ کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان اور اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ لیتا کہ تجھ کو بوسہ دیتے تھے تو میں تجھ کو کبھی بوسہ نہ دیتا۔ (ابوداؤد)

محبوب کے علاقہ کی چیز کو چومنے کا سبب بجز عشق کے اور کون سی مصلحت ہو سکتی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے قول سے یہ بات ظاہر کر دی کہ مسلمان حجرِ اسود کو معبود نہیں سمجھتے کیونکہ معبود تو وہی ہو سکتا ہے جو نفع و ضرر کا مالک ہو۔

۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرِ اسود کیطرف رُخ کیا پھر اس پر اپنے دونوں لب مُبارک رکھ کر اس پر بڑی دیر تک روتے رہے پھر جو نگاہ پھیری

تو دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت عمرؓ بھی رو رہے ہیں آپؐ نے فرمایا اے عمرؓ! اس مقام پر آنسو بہائے جاتے ہیں۔ (ترغیب)

محبوب کی نشانی کو پیار کرتے ہوئے رونا صرف عشق سے ہوسکتا ہے، خوف وغیرہ سے نہیں ہوسکتا اور افعال عاشقانہ تو ارادہ سے بھی ہو سکتے ہیں مگر رونا بدون جوش کے ہو نہیں سکتا۔ پس حج کا تعلق عشق سے اس حدیث سے اور زیادہ ثابت ہوتا ہے۔

۷۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عرفہ کا دن ہوتا ہے جس میں حاجی لوگ عرفات میں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ان لوگوں پر فخر کے ساتھ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو کہ میرے پاس دور دراز رستہ سے اس حالت میں آئے ہیں کہ پریشان بال ہیں اور غبار آلود بدن سے اور دھوپ میں چل رہے ہیں۔ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ (ترغیب)

اس صورت حال کا عاشقانہ ہونا اور فخر کے ساتھ اس کا ذکر فرمانا اس صورت کے پیاری ہونے کو بتلا رہا ہے۔ یہ چند حدیثیں حج میں عاشقی کی شان ہونے کی تائید میں بطور نمونہ کے لکھ دی گئیں ورنہ حج کے سارے افعال کھلم کھلا اسی عاشقانہ رنگ کے ہیں یعنی مزدلفہ عرفات کے پہاڑوں میں پھرنا۔ لبیک کہنے میں چیخنا پکارنا۔ ننگے سر پھرنا۔ اپنی زندگی کو موت کی شکل بنا لینا، یعنی مُردوں کا سا لباس پہننا، ناخن اور بال تک نہ کٹوانا، جوں تک کو نہ مارنا جس سے دیوانوں کی سی صورت ہو جاتی ہے، سر منڈوانا، کسی جانور کا شکار نہ کرنا، کسی خاص حد کے اندر درخت نہ کاٹنا، گھاس تک توڑنا جس میں کوچۂ محبوب کا ادب بھی ہے، یہ کام عاشقوں کے ہیں یا عاشقوں کے اور ان میں بعض افعال جو عورتوں کے لئے نہیں ہیں۔ اس میں ایک خاص وجہ ہے یعنی پردہ کی مصلحت اور خانۂ کعبہ کے گرد گھومنا اور صفا مروہ کے بیچ میں دوڑنا اور خاص نشانوں پر کنکر، پتھر مارنا اور حجرِ اسود کو بوسہ دینا اور زار زار رونا اور خاک آلودہ دھوپ میں جلتے ہوئے عرفات میں حاضر ہونا۔ ان کے عاشقانہ ہونے کا ذکر اوپر حدیثوں میں آچکا ہے اور جس طرح حج میں عشق و محبت کا رنگ ہے۔ اس کے ادا ہونے کا جس مقام سے تعلق ہے یعنی مکہ معظمہ مع اپنے تعلقات کے اس میں بھی محبت کی شان رکھی گئی ہے جس سے حج کا وہ رنگ اور تیز

ہو جائے چنانچہ سُورۂ ابراہیم میں ہے ۔

۸۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دُعا کی کہ میں اپنی اولاد کو آپ کے معظّم گھر کے قریب آباد کرتا ہوں آپ کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دیجئے ۔

(سُورۂ ابراہیم : رکوع ۶ ۔ آیت ۳۷ ۔ ملخص)

اس دُعاء کا وہ اثر آنکھوں سے نظر آتا ہے جس کو ابنِ ابی حاتم نے سُدی سے روایت کیا ہے ۔

۹۔ کوئی مومن ایسا نہیں جس کا دل کعبہ کی محبت میں پھنسا ہوا نہ ہو ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اگر ابراہیم علیہ السلام یہ کہہ دیتے کہ ہم لوگوں کے قلوب تو یہود و نصاریٰ کی وہاں بھیڑ ہو جاتی لیکن انہوں نے اھلِ ایمان کو خاص کر دیا کہ " کچھ لوگوں کے قلوب کہہ دیا ۔ (درمنثور)

۱۰۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت مکہ معظمہ کو خطاب کر کے فرمایا تو کیسا کچھ ستھرا شہر ہے اور میرا کیسا کچھ محبوب ہے اور اگر میری قوم مجھ کو تجھ سے جُدا نہ کرتی تو میں اور جگہ جا کر نہ رہتا ۔ (مشکوٰۃ)

اور جب ہر مومن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے تو آپؐ کے محبوب شہر یعنی مکہ معظمہ سے بھی ضرور محبت ہو گی تو مکہ سے محبت دو پیغمبروں کی دُعاء کا اثر ہُوا یہ تو حج کی اور مقام کی دینی فضیلت تھی جو کہ اصلی فضیلت ہے اور بعض دُنیوی مصلحتیں بھی اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھی ہیں گو حج میں ان کی نیّت نہ ہونی چاہیئے مگر وہ از خود حاصل ہو جاتی ہیں چنانچہ آگے دو حدیثوں میں اسطرف اشارہ ہے :

۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ " اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مکان ہے لوگوں کی مصلحت قائم رہنے کا سبب قرار دیا ۔ الخ (سورۂ مائدہ)

مصلحت عام لفظ ہے سو کعبہ کی دینی مصلحتیں تو ظاہر ہیں اور دنیوی مصلحتیں بعض یہ ہیں : اس کا جائے امن ہونا ، وہاں ہر سال مجمع ہونا جس میں مالی ترقی اور قومی اتحاد بہت سہولت سے میسّر ہو سکتا ہے اور اس کے بقا تک عالم باقی رہنا حتّیٰ کہ جب کفّار اس کو منہدم کر دیں گے ، قریب ہی قیامت آ جائے گی جیسا احادیث سے ثابت ہوتا ہے ۔ (بیان القرآن بحاصلہ)

۱۲۔ اللہ تعالیٰ نے حج کے لئے لوگوں کے آنے کی حکمت یہ ارشاد فرمایا ہے، اپنے دینی و دنیوی فوائد کے لئے آموجود ہوں مثلاً آخرت کے منافع یہ ہیں: حج (ثواب و رضاء حق اور دنیوی فوائد یہ ہیں قربانی کا گوشت کھانا اور تجارت (مثل ذلک۔

۱۳۔ ابن ابی حاتم نے اس کو حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت کیا ہے (کذا فی الروح بیان القرآن)

اور حج کے رنگ کی ایک دوسری عبادت اور بھی ہے یعنی عمرہ جو سنت موکدّہ ہے جس کی حقیقت حج ہی کے بعضے عاشقانہ افعال ہیں۔ اس لئے اس کا لقب حجِّ اصغر ہے۔

۱۴۔ عبداللہ ابن عباس رضؓ اور ابن مسعود رضؓ سے روایت ہے۔ در منثور، مگر یہ حج کے زمانے میں بھی ہوتا ہے جس سے دو عبادتیں ایک شان کی جمع ہو جاتی ہیں اور دوسرے زمانے میں بھی ہوتا ہے، یہاں تک مضمون کا ایک سلسلہ تھا، آگے متفرق طور پر لکھا جاتا ہے۔

۱۵۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جب حج یا عمرہ کرنا ہو تو اس حج اور عمرہ کو اللہ تعالیٰ کے خوش کرنے کے واسطے پورا پورا ادا کیا کرو کہ افعال و شرائط بھی سب بجالاؤ اور نیت بھی خالص ثواب کی ہو۔

۱۶۔ حضرت ابو امامہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کوئی ظاہری مجبوری یا ظالم بادشاہ یا کوئی معذور کر دینے والی بیماری حج سے رکنے والی نہ ہو اور وہ پھر بے حج کیے مر جائے، اس کو اختیار ہے خواہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ فرض حج نہ کرنے میں کتنی سخت دھمکی ہے۔

۱۷۔ حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کا ارادہ کرے اس کو جلدی کرنا چاہیئے۔ (مشکوٰۃ)

۱۸۔ حضرت ابن مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حج اور عمرہ اتّصال کر لیا کرو (جب کہ زمانہ حج کا ہو۔ دونوں افلاس کو اور گناہوں کو دُور کرتے ہیں جیسا بھٹّی لوہے اور سونے اور چاندی کے مَیل کو دُور کرتی ہے بشرطیکہ کوئی دوسرا امر اس کے خلاف اثر کرنے والا نہ پایا جائے اور جو حج احتیاط سے کیا جائے اس کا عوض بجز جنّت کے کچھ نہیں۔ (مشکوٰۃ)

اس میں حج و عمرہ کا ایک دینی فائدہ مذکور ہے اور ایک دُنیوی نفع اور گناہ سے مراد حقوق اللہ ہیں کیونکہ حقوق العباد تو شہادت سے بھی معاف نہیں ہوتے۔

(الحدیث الا الدین کما فی المشکوٰۃ عن مسلم)

۱۹۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ اگر وہ دُعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دُعا قبول کرتا ہے اور اگر وہ اس سے مغفرت چاہتے ہیں تو وہ انکی مغفرت کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

۲۰۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص حج کرنے یا عمرہ کرنے یا جہاد کرنے چلا پھر وہ راستہ ہی میں (ان کاموں کے کرنے سے پہلے) مرگیا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے غازی اور حاجی اور عمرہ والے کا ثواب لکھے گا۔ (مشکوٰۃ)

اور حج کے متعلق ایک تیسرا عمل اور بھی ہے یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریف کی زیارت جو اکثر علماء کے نزدیک مستحب ہے۔ اور جسطرح حج میں عشقِ الٰہی کی شان تھی۔ اس زیارت میں عشق نبوی کی شان ہے اور جب حج سے عشقِ الٰہی میں ترقی ہوئی اور زیارت سے عشق نبوی میں تو جس کے دل میں اللہ و رسولؐ کا عشق ہوگا وہ دین میں کتنا مضبوط ہوگا۔

اس شان عشقی کا پتہ ذیل کی حدیث سے چلتا ہے:

۲۱۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کرکے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرلے، وہ ایسا ہے جیسے میری حیات میں میری زیارت کرلے۔ (مشکوٰۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں زیارتوں کو برابر فرمایا اور جب کسی خاص بات کی تخصیص نہیں تو ہر اثر میں برابر ہوں گی اور ظاہر ہے کہ آپؐ کی حیات میں آپؐ کی زیارت ہوتی تو کس قدر آپ کا عشق قلب میں پیدا ہوتا تو وفات کے بعد زیارت کرنے کا بھی وہی اثر ہوگا اور حدیث تو اس دعوے کی تائید کے لئے لکھ دی ورنہ اس زیارت کا یہ اثر ترقی عشق نبوی کھلم کھلا آنکھوں سے نظر آتا ہے اور جس طرح حج کے مقام یعنی مکہ معظمہ میں محبت کی شان رکھی گئی ہے۔ جس کا بیان اوپر ہوچکا ہے اس زیارت کے مقام یعنی مدینہ منورہ میں محبت کی شان رکھی گئی ہے۔

۲۲۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے تجھ سے مکّہ کے لئے دعا کی تھی اور میں تجھ سے مدینہ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ وہ بھی اور اتنی ہی اور بھی۔ (مشکوٰۃ)

اسی باب کے نمبر ۳ میں گزرا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ معظّمہ کے لئے محبوبیت کی دعا فرمائی ہے تو مدینہ منوّرہ کے لئے دوگنی محبوبیت کی دعا ہوگی۔

۲۳۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے اللہ! مدینہ کو ہمارا محبوب بنا دے جیسے ہم مکّہ سے محبت کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ (مشکوٰۃ)

۲۴۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم جب سفر سے تشریف لاتے اور مدینہ کی دیواروں کو دیکھتے تو سواری کو تیز کر دیتے، مدینہ کی محبت کے سبب۔ (مشکوٰۃ)

محبُوب کا محبوب جب محبوب ہوتا ہے تو ضرور مسلمانوں کو مدینہ سے محبّت ہوگی۔

۲۵۔ یحییٰ ابن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، روئے زمین میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں مجھ کو اپنی قبر ہونا مدینہ سے زیادہ پسند ہو، یہ بات تین بار فرمائی۔ (مشکوٰۃ)

اس میں یہ بھی تقریر ہے جو اس سے پہلے حدیث میں تھی۔ اور حج و زیارت سے محبت کا بڑھ جانا اور خود حج و زیارت کی اور ان کے مقاموں کی بھی محبت ہر ایمان والے کے دل میں ہونا، محتاجِ دلیل نہیں اور اس محبت کا جو اثر دین پر پڑتا ہے، اس کا بیان اُوپر ہو چکا ہے۔

روح ھشدھم

قربانی

جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے اس پر قربانی کرنا بھی واجب ہے اور اس کا بیان کہ زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟ اُوپر گزر چکا ہے اور بعضے ایسے شخص پر بھی واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض نہیں، اس کو کسی عالم سے پُوچھ لے اور جس پر قربانی واجب ہو، اگر وہ بھی کرے یا اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے بھی کرے تو اس کو بھی بہت ثواب ملتا ہے اور اگر کسی مرے ہوئے کی طرف سے کرے تو اس مرے ہوئے کو بھی بہت ثواب ملتا ہے۔

اب اس کے متعلق آیات اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں:

آیات: ۱۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر اُمت کے لئے قربانی کرنا اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ وہ ان مخصوص چوپایوں پر یعنی گائے، اُونٹ، بکری، بھیڑ پر اللہ کا نام لیں جو اس نے انکو عطا فرمائے تھے اور یہ وہ جانور ہیں جن کا ذکر دوسری آیت میں مع ان کے کھانے کے حلال ہونے کے اس طرح آیا ہے کہ آٹھ نر و مادہ یعنی بھیڑ میں دو قسم نر و مادہ اور بھیڑ میں دُنبہ بھی آ گیا اور بکری وہی دو قسم اور اونٹ میں وہی دو قسم اور گائے میں وہی دو قسم اور گائے میں بھینس بھی آگئی۔

(سورۂ انعام: رکوع ۱۷ سے ماخوذ)

پھر ارشاد ہے: اور قربانی کے اونٹ اور گائے کو ہم نے اللہ کے دین کی یادگار بنایا ہے کہ انکی قربانی سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور دین کی رفعت ظاہر ہوتی ہے اور اس حکمت کے علاوہ ان جانوروں میں تمہارے اور بھی فائدے ہیں مثلاً دنیوی فائدہ کھانا اور کھلانا اُخروی فائدہ۔ پھر ارشاد ہے اللہ تعالیٰ کے پاس نہ انکا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون لیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ اور اخلاص پہنچتا ہے، پھر ارشاد ہے اور اخلاص والوں کو خوشخبری سُنا دیجئے۔ (سورۂ حج)

اس سے معلوم ہوا کہ قربانی پہلی امتوں پر بھی تھی۔

۲۔ اگرچہ بکری بھیڑ بھی قربانی کے جانور ہیں اور اس لئے وہ بھی دین کی یادگار ہیں مگر آیت میں خاص اونٹ اور گائے کا ذکر فرمانا اس لئے ہے کہ ان کی قربانی بھیڑ بکری کی قربانی سے افضل ہے اور اگر پوری گائے یا اونٹ نہ ہو بلکہ اس کا ساتواں حصہ قربانی میں لے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ ساتواں حصہ اور پوری بکری یا بھیڑ قیمت اور گوشت کی مقدار میں برابر ہوں تو جس کا گوشت عمدہ ہو وہی افضل ہے اور اگر قیمت اور گوشت میں برابر نہ ہوں تو جو زیادہ ہو وہ افضل ہے۔ (شامی از تاتارخانیہ)

۳۔ قربانی میں اخلاص یہ ہے کہ خاص حق تعالیٰ کے لئے اور اس سے ثواب لینے کے لئے کرے۔ آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھیئے اور قربانی کیجئے۔ (سورۂ کوثر)

۱۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قربانی کے دن آدمی کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کرنے سے زیادہ پیارا نہیں اور قربانی کا جانور قیامت کے دن مع اپنے سینگوں اور اپنے بالوں اور کھروں کے حاضر ہوگا یعنی ان سب چیزوں کے بدلے ثواب ملے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک خاص درجہ میں پہنچ جاتا ہے تو پھر تم لوگ جی خوش کر کے قربانی کرو، زیادہ داموں کے خرچ ہو جانے پر جی بُرا مت کرو[۹]۔ (ابن ماجہ و ترمذی وحاکم)

۲۔ حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ صحابہؓ نے پوچھا، یا رسول اللہؐ! یہ قربانی کیا چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا تمہارے نسبی یا روحانی باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم کو اس میں کیا ملتا ہے، یا رسول اللہؐ! آپؐ نے فرمایا، ہر بال کے بدلے ایک نیکی، انہوں نے عرض کیا کہ اگر اون والا جانور ہو؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہر اون کے بدلے بھی ایک نیکی۔ (حاکم)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
ذبح کے وقت اپنی قربانی کے اے فاطمہ! اٹھو اور پاس موجود رہو، کیونکہ پہلا قطرہ جو قربانی

---

[۹] یعنی اچھا کھرا جانور قربانی کے لیے تلاش کرو اگر کچھ پیسہ زائد بھی ہو تو زیادہ فکر مت کیا کرو۔ خدا تعالیٰ احسان کرنیوالا ہے یعنی سال بھر بعد پھر بقر عید آئے گی اتنے دنوں میں یہ کمی پوری ہو جائے گی۔ کفا جفا کرے۔

کا زمین پر گرتا ہے اس کے ساتھ ہی تیرے لیے تمام گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی اور یاد رکھ کہ قیامت کے دن اس قربانی کا خون اور گوشت لایا جائے گا اور تیری میزانِ عمل میں ستر حصہ بڑھا کر رکھ دیا جائے گا اور ان سب کے بدلے نیکیاں دی جائیں گی۔ ابو سعید نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مذکورہ ثواب کیا خاص آلِ محمدؐ کے لئے ہے کیونکہ وہ اس کے لائق بھی ہیں کہ کسی چیز کے ساتھ خاص کئے جائیں یا آلِ محمدؐ کے لئے اور سب مسلمانوں کے لئے عام ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ آلِ محمدؐ کے لئے ایک طرح سے خاص بھی ہے اور سب مسلمانوں کے لئے عام بھی ہے۔ (اصبہانی)

ایک طرح سے خاص ہونے کا مطلب ویسا ہی معلوم ہوتا ہے، جیسا قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے فرمایا ہے کہ نیک کام کا ثواب بھی اوروں سے دوگنا اور گناہ کا عذاب بھی دوگنا ہے، سو قرآن مجید سے آپؐ کی بیویوں کے لئے ______

اور اس حدیث سے آپؐ کی اولاد کے لئے بھی یہ قانون ثابت ہوتا ہے اور اس کی بنا ء زیادہ بزرگی ہے۔

۴۔ حسین بن علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس طرح قربانی کرے کہ اس کا دل خوش ہو اور اپنی قربانی میں ثواب کی نیت رکھتا ہو وہ قربانی اس شخص کے لئے دوزخ سے آڑ ہو جائے گی۔ (طبرانی کبیر)

۵۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قربانی کرنے کی گنجائش رکھے اور پھر قربانی نہ کرے، سو وہ ہماری عید گاہ میں نہ آئے۔ (حاکم)

یعنی اس سے کس قدر ناراضگی ٹپکتی ہے۔ کیا کوئی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی سہار سکتا ہے؟ اور یہ ناراضگی اسی سے ہے جس کے ذمہ قربانی واجب ہو اور جس کو گنجائش نہ ہو اس کے لئے نہیں ہے۔ یہ حدیثیں ترغیب میں ہیں۔

۶۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج میں اپنی بیویوں کی طرف سے ایک گائے پر قربانی کی اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے بقرہ عید کے دن حضرت عائشہؓ کی طرف سے گائے پر قربانی کی۔ (مسلم)

یہ ضرور نہیں کہ ایک گائے سب بیویوں کی طرف سے ہو بلکہ ممکن ہے کہ سات کے

اندر اندر کی ہو اور اونٹ دبکری) بکثرت ملتے ہوئے گائے کی قربانی فرمانا۔ اگر اتفاقی طور سے نہ بھی جائے تو ممکن ہے کہ یہود جو بچھڑے کو پوجا کرتے تھے اس شرک کے مٹانے کے لئے آپ نے اس کا اہتمام فرمایا ہو اور بعض روایتوں میں جو گائے کے گوشت کا سبب مرض یعنی مضر ہونا آیا ہے وہ شرعی حکم نہیں ہے بطور پرہیز کے ہے۔

اوپر حضرت علیؓ کو کھجور کھانے سے ممانعت فرمانے کا مضمون گزر چکا ہے۔ چنانچہ حلیمی نے کہا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ حجاز خشک ملک ہے اور گائے کا گوشت بھی خشک ہے۔ (مقاصد حسنہ فی علیکم دفی الحوم البقر)

اور مقاصد والے نے کہا ہے کہ گویا یہ حجاز والوں کے ساتھ مخصوص ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ معنی پسند کئے گئے ہیں یعنی سب علماء نے اس کو پسند کیا ہے۔

۷۔ حنش سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ دُودُنبے قربانی کیے اور فرمایا ان میں ایک میری طرف سے ہے اور دوسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ میں نے ان سے ان کے متعلق گفتگو کی، انہوں نے فرمایا کہ حضورؐ نے مجھ کو اس کا حکم دیا ہے۔ میں اس کو کبھی نہ چھوڑوں گا۔[۱] (ابوداؤد و ترمذی)

۸۔ ابوطلحہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دنبہ پر قربانی کی اور اس کے بعد دوسرا دُنبہ ذبح کیا اور فرمایا یہ قربانی اس کی طرف سے جو میری امت میں سے مجھ پر ایمان لایا اور جس نے میری تصدیق کی۔ (موصلی وکبیر واوسط) یہ حدیثیں جمع الفوائد میں ہیں۔

مطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی اُمت کو ثواب میں شامل کرنا تھا، نہ یہ کہ قربانی سب کی طرف سے اَدا ہوگئی کہ اب کسی کے ذمہ نہیں رہی۔

یہ غور کرنے کی بات ہے کہ جب حضورؐ نے قربانی میں اُمت کو یاد رکھا تو افسوس ہے کہ اُمتی حضورؐ کو یاد نہ رکھیں اور ایک جانور آپؐ کی طرف سے نہ کر دیا کریں۔

---

[۱] یعنی قربانی کا جانور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ذبح کیا جا سکتا ہے اگر کسی گائے یا اونٹ میں حضورؐ کا حصہ شامل کریں تو بھی درست ہے۔

۹۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی قربانیوں کو خُوب قوی کیا کرو یعنی کھلا پلا کر، کیونکہ وہ پُل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی۔
(کنز العمال: عن ابی ہریرہؓ)

عالموں نے سواریاں ہونے کے دو مطلب بیان کئے ہیں، ایک یہ کہ قربانی کے جانور خود سواریاں ہو جائیں گی اور اگر کئی جانور قربانی کئے ہوں، یا تو سب کے بدلے میں ایک بہت اچھی سواری مل جائے گی اور یا ایک منزل میں ایک جانور پر سواری کریں گے۔ دُوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ قربانیوں کی برکت سے پُل صراط پر چلنا ایسا آسان ہو جائے گا جیسے خود گویا اُن پر سوار ہو کر پار ہو گئے اور کنز العمال میں ایک حدیث اس مضمون کی یہ ہے کہ سب سے افضل قربانی وہ ہے جو اعلیٰ درجہ کی ہو اور خُوب موٹی ہو، حم ک عن رجل اور ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پیاری قربانی وہ ہے جو اعلیٰ درجہ کی ہو اور خُوب موٹی ہو[۱]

قربانی سے روکنے کا مسئلہ: بعضے ظالم لوگ قربانی کرنے پر، خاص کر گائے کی قربانی پر مسلمانوں سے لڑائی جھگڑا کرتے ہیں اور کبھی عین قربانی کے وقت مسلمانوں پر چڑھ آتے ہیں اور قربانی جو کہ ان کا حق جائز بلکہ واجب ہے اس کے چھوڑنے پر مجبور کرتے ہیں جو سراسر زیادتی ہے اور چونکہ اُوپر کی آیتوں اور حدیثوں میں خاص گائے کا حلال ہونا اور اس کی قربانی کی فضیلت اور خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا گائے کی قربانی فرمانا بھی مذکور ہے۔ اس لئے مسلمان اس مذہبی دست اندازی کو گوارا نہیں کرتے اور اپنی جان دے دیتے ہیں جس میں وہ بالکل بے قصور ہیں سو اس کے متعلق مسئلہ سمجھ لینا چاہئے کہ جس طرح ایسی مضبوطی کرنا جائز ہے۔ اگر کہیں ایسی مضبوطی کرنا خلافِ مصلحت ہو تو شرع سے دوسری بات بھی جائز ہے وہ یہ کہ اس وقت صبر کریں اور قربانی نہ کریں اور فوراً حکام کو اطلاع کر کے ان سے مدد لیں، اگر قربانی کی مدت یعنی بارہ تاریخ تک کافی انتظام کر دیا جائے تو قربانی کر لیں اور اگر اس کے بعد انتظام ہو تو اگلے سال قربانی کریں اور اس سال قربانی کے حصّے کی قیمت محتاجوں کو دے دیں اور اگر پہلے سے

---

[۱] یعنی فربہ و تندرست

معلوم ہو جائے کہ جھگڑا ہوگا یا کسی مخالف کی طرف سے کوئی شورش ظاہر ہو تو حکّام کے ذریعہ سے اس کی مدافعت کرو وہ خود انتظام کر دیں خواہ تم کو انتظام کی اجازت دے دیں اور اگر خود حکّام کی طرف سے کوئی ناگوار واقعہ پیش آئے تو تہذیب سے اپنی تکلیف کی اطلاع کر دو اگر پھر بھی حسب مرضی انتظام نہ ہو تو صبر کرو اور عمل سے یا زبان سے یا قلم سے مقابلہ مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو کہ تمہاری مصیبت دُور ہو، کہیں ظالم لوگ چھوڑ دینے پر نہ آئیں اور جان ہی لینے پر آمادہ ہوں تو مسلمانوں کو مقابلے پر مضبوط ہو جانا ہر حال میں فرض ہے گو کمزور ہی ہوں خلاصہ یہ کہ حتیّٰ الامکان فتنہ و فساد کو امن کے ساتھ دفع کریں اور جو کوئی اس پر بھی سر ہو جائے تو پھر مرتا کیا نہ کرتا، بقول سعدیؒ ؎

چو دست از ہمہ حیلتے در گسست — حلال است بُردن بہ شمشیر دست
اگر صلح خواہد عدو، سر مپیچ — اگر جنگ جوید عنان بر مپیچ

روح نوزدھم

آمدنی وخرچ کے مسائل

یعنی مال کمانے میں بھی کوئی بات دین کے خلاف نہ ہو اور اس کے خرچ کرنے میں بھی کوئی بات دین کے خلاف نہ ہو۔

۱۔ حضرت ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن کسی آدمی کے قدم حساب کے موقع سے نہیں ہٹیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کا سوال نہ ہو چکے گا۔ اور ان پانچ میں دو یہ بھی ہیں کہ اس کے مال کے متعلق یہ بھی سوال ہوگا کہ کہاں سے کمایا حلال ذریعہ سے یا حرام سے اور کس چیز میں خرچ کیا؟ (ترمذی)

تفصیل اس کی یہ ہے کہ کمانے میں بھی کوئی کام دین کے خلاف نہ کرے جیسے سود لینا اور رشوت لینا اور کسی کا حق دبا لینا جیسے کسی کی زمین چھین لینا یا موروثی کا دعویٰ کرنا یا کسی کا قرض مار لینا یا کسی کا حصہ میراث کا نہ دینا یا امانت میں خیانت کرنا یا کسی قسم کا مال کھا جانا وغیرہ یا جیسے بعضے آدمی لڑکیوں کو نہیں دیتے[۱] یا اس کے کمانے میں اتنا کھپ جانا کہ نماز کی پرواہ نہ رہے یا آخرت کو بھول جائے یا زکوٰۃ نہ دے اور حج نہ کرے یا دین کی باتیں سیکھنا یا بزرگوں کے پاس آنا جانا چھوڑ دے اور اسی طرح خرچ کرنے میں کوئی کام دین کے خلاف نہ کرے، جیسے گناہوں کے کام میں خرچ کرنا یا شادی غمی کی رسموں میں یا نام کے لئے خرچ کرنا، نفس کو خوش کرنے کو ضرورت سے زیادہ کھانے، کپڑے یا مکان کی تعمیر یا سجاوٹ یا سواری شکاری یا بچوں کے کھیل کھلونوں میں خرچ کرنا وغیرہ۔ اگر ان سب احتیاطوں کے ساتھ مال کمائے یا جمع کرے تو کچھ ڈر نہیں بلکہ بعضی صورتوں میں ایسا کرنا بہتر بلکہ ضروری ہے جیسے بیوی بچوں کا ساتھ ہے اور ان کے کھانے پینے یا ان کو دین سکھلانے میں روپے کی حاجت ہے یا دین کی حفاظت میں روپے کی ضرورت ہے جیسے علم دین کے مدرسے ہیں یا مسلمانوں کی خدمت یا اسلام کی تبلیغ کی انجمنیں

---

[۱] یعنی لڑکیوں کو ورثہ نہیں دیتے ہمارے پنجاب میں یہ عام رواج ہے۔

ہیں یا اسلامی یتیم خانے ہیں یا مسجدیں ہیں، خاص کر جب دشمنانِ دین ان چیزوں کے مٹانے کے لئے روپے خرچ کرتے ہوں اور حالات ایسے ہوں کہ روپے کا مقابلہ روپے ہی سے ہو سکتا ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے موقع کے لئے پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ (سورۂ توبہ)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے گھوڑوں کے رکھنے میں خاص درجہ کے ثواب کا اور ان گھوڑوں کی ہر حالت پر بہت نیکیوں کا وعدہ فرمایا ہے۔ (مسلم)

پس ایسی حالتوں میں دنیا اور دین کی موجودہ اور آئندہ حاجتوں کی کفایت کی قدر روپیہ حاصل کرنا عبادت ہوگا۔ اگلی حدیثوں میں اسی کا ذکر ہے۔

۲۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال کمائی کی تلاش کرنا فرض ہے۔ فرض عبادت کے بعد[۱]۔ (بیہقی)

۳۔ ابوکبشہ انماری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا چار شخصوں کے لئے ہے ان میں سے ایک وہ بندہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کو مال بھی دیا اور دین کی واقفیت بھی دی، سو وہ اس میں اپنے رب سے ڈرتا ہے اور اپنے رشتہ داروں سے سلوک کرتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے لئے اس کے حقوق پر عمل کرتا ہے یہ شخص سب سے افضل درجہ میں ہے (ترمذی)

۴۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مال خوشنما خوش مزہ چیز ہے جو شخص اس کو حق کے ساتھ (شرع کے موافق) حاصل کرے اور حق میں یعنی جائز موقع میں خرچ کرے تو وہ بھی اچھی مدد دینے والی چیز ہے۔ (بخاری مسلم)

۵۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اچھا مال اچھے آدمی کے لیے اچھی چیز ہے۔ (احمد)

۶۔ مقدام رضی اللہ عنہ بن معدی کرب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اس میں صرف اشرفی اور روپیہ ہی کام دے گا۔

۷۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مال پہلے زمانے میں یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم

---

[۱] یعنی فرض عبادات جو ہیں وہ رہ نہ جائیں۔

کے وقت ناپسند کیا جاتا تھا کیوں کہ قلب میں دین کی قوّت ہوتی تھی۔ اس لیے مال سے قوت حاصل کرنے کی ضرورت نہ تھی اور اس کی خرابیوں پر نظر کر کے اس سے دُور رہنا پسند کرتے تھے لیکن اس زمانہ میں وہ مال مومن کی ڈھال ہے یعنی اس کو بد دینی سے بچاتا ہے کیوں کہ قلب میں وہ قوت نہیں۔ پس مال کے نہ ہونے سے پریشان ہو جاتا ہے اور پریشانی میں دین کو برباد کر لیتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اگر ہمارے پاس یہ اشرفیاں نہ ہوتیں تو یہ بڑے لوگ ہی ہماری صافی بنا لیتے یعنی ذلیل و خوار سمجھتے اور ذلت سے بعض دفعہ دین کا بھی نقصان ہو جاتا ہے اور پریشانی میں دین کو برباد کر دیتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جس شخص کے ہاتھ میں کچھ روپیہ پیسہ ہو تو اس کی درستی کرتا رہے یعنی اس کو بڑھاتا رہے یا کم از کم اس کو برباد نہ کرے کیونکہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ اگر کوئی اس میں محتاج ہو جاتا ہے تو سب سے پہلے اپنے دین ہی پر ہاتھ صاف کرتا ہے۔

جیسا ڈھال ہونے کے مطلب میں ابھی گزرا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ حلال مال فضول خرچی کی برداشت نہیں کر سکتا یعنی اکثر وہ اتنا ہوتا ہی نہیں کہ اس کو بے موقع اُڑایا جائے اور وہ پھر بھی ختم نہ ہو۔ اس لئے اس کو سنبھال سنبھال کر رکھے اور ضرورت میں خرچ کرے تاکہ جلدی ختم ہونے سے پریشانی نہ ہو۔ (شرح السنہ)

۸۔ ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچ بولنے والا، امانت والا تاجر قیامت میں پیغمبروں اور ولیوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

(ترمذی و دارمی و دارقطنی)

اس میں حلال تجارت کی فضیلت ہے۔

۹۔ مقدام بن معدی کربؓ سے روایت ہے ـــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص نے کوئی کھانا اس سے اچھا نہیں کھایا کہ اپنی دستکاری سے کھائے اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر داؤد علیہ السلام اپنی دستکاری سے کھاتے تھے[1] (بخاری)

۱۰۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا اور آپ نے بھی

چرائی ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں میں اہلِ مکہ کی بکریاں کچھ قراطوں پہ چرایا کرتا تھا[1]۔ (بخاری)

۱۱۔ عطیہ بن الندرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کو آٹھ یا دس برس کے لئے نوکر رکھ دیا تھا شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرانے پر۔ (احمد و ابن ماجہ)

یہ قصہ قرآن مجید میں بھی ہے اس سے ایسی نوکری کی فضیلت ہوئی کہ جس میں ایک شخص کا کام کیا جائے۔

۱۲۔ ثابتؓ بن الضحاک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرایہ پر دینے کی اجازت دی ہے اور فرمایا ہے کہ اس کا کچھ حرج نہیں۔ (مسلم)

اس سے کرایہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

۱۳۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا مسلمان نہیں کہ کوئی درخت لگائے یا کچھ کھیتی کرے پھر اس سے کوئی آدمی یا کوئی پرندہ یا کوئی مویشی کھالے مگر اس شخص کے لئے وہ خیرات ہوتا ہے یعنی کھیتی یا پھل جو کھایا گیا ہے اُس پر خیرات کا ثواب ملتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اس کھیتی کرنے اور اسی طرح درخت یا باغ لگانے کی کیسی فضیلت ثابت ہوتی ہے تو یہ بھی آمدنی کا ایک پسندیدہ ذریعہ ہے۔

۱۴۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص انصار میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مانگنے آیا۔ آپ نے اس کے گھر سے ایک ٹاٹ اور پیالہ پانی پینے کا منگا کر اور اس کو نیلام کر کے اس کی قیمت میں سے کچھ اناج اور کلہاڑی خرید کر اس کو دے کر فرمایا کہ جاؤ لکڑیاں کاٹ کر بیچو پھر فرمایا یہ تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ مانگنے کا کام اختیار کرو اور قیامت کے دن تمہارے چہرے پر ذلت کا ایک داغ ہو کر ظاہر ہو۔ (ابن داؤد)

اس سے ثابت ہوا کہ حلال پیشہ کیسا ہی گھٹیا ہو اگرچہ گھاس ہی کھودنا ہو، ہر حالت

---

[1] یعنی اپنے ہاتھ اور محنت سے کما کر کھانا [2] صاع۔ مد، اوقیہ اور قیراط دراصل عربی اوزان کے نام ہیں ان میں قیراط اوقیہ کا چھبیسواں حصہ وزن کو کہتے ہیں نیز تین قیراط کا ایک درہم اور پاکستانی اوزان (بقایا اگلے صفحہ پر)

میں مانگنے سے اچھا ہے البتہ اگر دینی کام کے لئے عام انتخاب سے چندہ کی ضرورت ظاہر کیجاوے تو مضائقہ نہیں ۔

۱۵۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حلال پیشہ کرنے والے مؤمن سے محبت کرتا ہے ۔ (علین ترغیب از طبرانی و بیہقی)

اس میں حلال پیشہ آگیا کسی حلال پیشہ کو ذلیل نہ سمجھنا چاہیئے ۔ آگے اس کا ذکر ہے کہ اپنی تسلّی کے لیۓ حلال مال کا ذخیرہ رکھنا بھی مصلحت ہے ۔

۱۶۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ یہود بنی نضیر کے اموال (اس سے مراد زمینیں ہیں) جو بذریعہ فتح مسلمانوں کے قبضے میں آئی تھیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خرچ کے لیے مخصوص تھے ۔ آپؐ اُس میں سے اپنی بیویوں کا خرچ ایک سال کا دیتے تھے اور جو بچتا اس سے ہتھیار اور گھوڑوں یعنی جہاد کے سامان میں لگا دیتے ۔ (علین بُخاری)

۱۷۔ کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! میری توبہ یہ ہے کہ میں ہمیشہ سچ بولوں گا اور اپنے کل مال کو اللہ و رسول کی نذر کر کے اس سے دست بردار ہو جاؤں گا ۔ آپؐ نے فرمایا کچھ مال تھام لینا چاہیئے یہ تمہارے لیے بہتر و مصلحت ہے اور وہ مصلحت یہی ہے کہ سامان اپنے پاس ہونے سے پریشانی نہیں ہونے پاتی ۔ میں نے عرض کیا تو میں اپنا وہ حصّہ تھامے لیتا ہوں جو خیبر میں مجھ کو ملا ہے ۔ (علین ترمذی)

پہلی حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بقدرِ ضرورت ذخیرہ رکھنا اور دوسری حدیث سے حضورؐ کا اس کے لیے مشورہ دینا ثابت ہوتا ہے ۔

۱۸۔ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں ایسے شخص سے نفرت رکھتا ہوں جو محض بے کار ہو نہ کسی دنیا کے کام میں ہو اور نہ آخرت کے کام میں ہو ۔ (علین مقاصدِ حسنہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے متعلق کوئی دینی کام نہ ہو اس کو چاہیئے کہ معاش کے کسی جائز کام میں لگے ، بے کار عمر نہ گزارے ۔ باقی دینی کام کرنیوالوں کا ذمّہ دار خود

(بقایا صفحہ کا مضمون) کے حساب سے ایک درہم ساڑھے تین ماشہ سے کچھ زائد وزن ہو ۔ غالباً حضورؐ کی مراد ایک بکری کی اُجرت ہے ۔ حضورؐ کے جوابی ارشاد میں فروتنی کا پہلو ہے یعنی نہ صرف اپنی بکریاں چرائیں بلکہ اجرت پر بھی اس کام کو کیا ۔

خدا تعالیٰ ہے۔ وہ معاش کی فکر نہ کریں۔ یہاں تک آمدنی کا ذکر تھا، آگے خرچ کا ذکر ہے

۱۹۔ حضرت مغیرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مال کے ضائع کرنے کو ناپسند فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

ضائع کرنے کا مطلب بے موقع خرچ کرنا ہے۔

۲۰۔ انسؓ و ابوامامہؓ و ابن عباسؓ و علیؓ سے مجموعاً و مرفوعاً روایت ہے کہ بیچ کی چال چلنا یعنی نہ کنجوسی کرے اور نہ فضول اڑائے بلکہ سوچ سمجھ کر اور سنبھال کر، ہاتھ روک کر، کفایت شعاری اور انتظام و اعتدال کے ساتھ ضرورت کے موقعوں میں صرف کرے تو اس طرح خرچ کرنا آدھی کمائی ہے جو شخص خرچ کرنے میں اس طرح بیچ کی چال چلے گا، وہ محتاج نہیں ہوتا اور فضول اڑانے میں زیادہ مال بھی نہیں رہتا۔ (عین مقاصد از عسکری و دیلمی وغیرہا)

اس میں خرچ کے انتظام کا گر بتلا دیا گیا اور دیکھا بھی یہی جاتا ہے کہ زیادہ پریشانی و بربادی کا سبب ہے کہ خرچ پر کنٹرول نہیں رکھا جاتا، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو ہاتھ میں ہے وہ ختم ہو جاتا ہے، پھر قرض لینا شروع کر دیتے ہیں جس کے برے نتیجے بےشمار ہیں۔

۲۱۔ محمد بن عبداللہ بن جحش سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے بارے میں فرمایا یعنی جو کسی کا مالی حق کسی کے ذمہ آتا ہو قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے قبضے میں ہے کہ اگر کوئی شخص جہاد میں شہید ہو پھر زندہ ہو کر دوبارہ شہید ہو جائے پھر زندہ ہو کر دوبارہ شہید ہو جائے اور اس کے ذمہ کسی کا دَین[۱] آتا ہو وہ جنت میں نہ جائے گا۔ (عین ترغیب)

البتہ جو دَین کسی ایسی ضرورت سے لیا کہ شرع کے نزدیک بھی وہ ضرورت ہے اور اس کی ادا کرنے کی دھن میں بھی لگا رہا۔ اس کی اجازت ہے۔ (الاحادیث فی الترہیب من الترغیب)

ان سب حدیثوں سے ثابت ہو گیا کہ مال کا آمد و خرچ اگر شرع کے موافق ہو تو وہ خدا تعالیٰ کی ایک نعمت ہے۔ اس میں کوئی برائی نہیں اور جہاں برائی آئی ہے وہ اس صورت میں ہے جب اس کا آمد و خرچ شرع کے خلاف ہو جیسے حدیثوں میں نکاح کرنے کی اور نسل بڑھانے کی تاکید بھی آئی ہے[۲] (کمافی الروح الاتی)

---

[۱] یعنی قرضہ [۲] یعنی نکاح وغیرہ کے لئے قرض لیا ہے اور ادا کرنے کی دھن میں لگا رہتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اس کا قرضہ ادا کرا دیتا ہے۔

روح بستم

نکاح کا فلسفہ

یعنی جس مرد یا جس عورت کو کوئی عذر نکاح سے رُکنے والا نہ ہو اس کے لئے کبھی مصلحت کے درجہ میں اور کبھی ضرورت کے درجہ میں اصلی حکم یہی ہے کہ نکاح کر لے۔

۱۔ ابن ابی نجیح سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محتاج ہے وہ مرد جس کی بیوی نہ ہو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ بہت مال والا ہو تب بھی وہ محتاج ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں اگرچہ وہ بہت مال والا ہو پھر فرمایا محتاج ہے وہ عورت جس کے خاوند نہ ہو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ مالدار ہو تب بھی وہ محتاج ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں اگرچہ وہ بہت مال والی ہو۔ (رزین)

یعنی مال جو مقصود ہے اس سے راحت اور بے فکری نہ اس مرد کو نصیب ہے جس کی بیوی نہ ہو اور نہ اُس عورت کو نصیب ہے جس کے خاوند نہ ہو۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے اور نکاح میں بڑے بڑے فائدے ہیں دین کے بھی اور دنیا کے بھی۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جوانوں کی جماعت! جو شخص تم میں سے گھر ستی کا بوجھ اُٹھانے کی ہمت رکھتا ہو، یعنی بیوی کے حقوق ادا کر سکتا ہو۔ اس کو نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ وہ نگاہ نیچی کرنے والا ہے اور شرمگاہ کو بچانے والا ہے یعنی حرام نگاہ سے اور حرام فعل سے آسانی کے ساتھ بچ سکتا ہے۔ (موطا امام مالک)

اس کا دینی فائدہ ہونا ظاہر ہے اور دنیاوی فائدہ ایک تو نمبر ۱ میں مذکور ہو چکا ہے اور کچھ آگے مذکور ہوتے ہیں۔

۳۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں سے نکاح کرو وہ تمہارے لئے مال لائیں گی۔ (بزاز)

یہ بات اسی وقت ہے جب میاں بیوی سمجھ دار ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں۔ سوایسی حالت میں مرد تو یہ سمجھ کر میرے ذمّہ خرچ بڑھ گیا ہے، کمانے کی زیادہ کوشش کرے گا اور عورت گھر کا ایسا انتظام کرے گی جو مرد نہیں کر سکتا اور اس حالت میں راحت اور بے فکری لازم ہے اور مال کا یہی فائدہ ہے یہ مطلب ہوا مال لانے کا۔

۴۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کون سی عورت سب سے اچھی ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ جو ایسی ہو کہ جب شوہر اس کو دیکھے دل خوش ہو جائے اور جب اس کو کوئی حکم دے تو اس کو بجا لائے اور اپنی ذات اور مال کے بارے میں کوئی ناگوار بات کر کے اس کے خلاف نہ کرے۔ (نسائی)

خوشی اور فرمانبرداری اور موافقت کے کتنے بڑے فائدے ہیں۔

۵۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے ہاتھ اور سینہ میں چکّی پیسنے سے اور پانی ڈھونے سے نشان پڑ گئے اور جھاڑو کی گرد اور چولہے کے دھوئیں سے کپڑے میلے ہو گئے رکہیں سے کچھ لونڈیاں آئی تھیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لونڈی[۱] مانگی۔ آپؐ نے فرمایا اے فاطمہؓ! اللہ سے ڈرو اور اپنے پروردگار کا فرض ادا کرتی رہو۔ (بخاری ومسلم وابوداؤد وترمذی)

۶۔ معقل بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایسی عورت سے نکاح کرو جو محبّت کرنے والی ہو اور بچّے جننے والی ہو، اگر وہ بیوہ ہے تو پہلے نکاح سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے اور اگر کنواری ہے تو اس کی تندرستی سے اور اس کے خاندان کی نکاح کی ہوئی عورتوں سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے کیونکہ میں تمہاری کثرت سے اور اُمتوں پر فخر کرونگا کہ میری اُمت اتنی زیادہ ہے۔ (ابوداؤد ونسائی)

اولاد کا ہونا بھی کتنا بڑا فائدہ ہے، زندگی میں بھی کہ وہ سب سے بڑھ کر اپنے خدمت گزار، مددگار اور فرماں بردار اور خیر خواہ ہوتے ہیں۔ (کما ہو مشاہد فی الاکثر) اور مرنے کے بعد اس کے لئے دعا بھی کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ: باب العلم از مسلم)

---

[۱] حضورؐ نے لونڈی نہیں دی اور تاکید فرما دی اپنا اور اپنے گھر کا کام خود کرو۔

اور اگر آگے نسل چلی تو اس کے دینی راستہ چلنے والے مدتوں تک رہتے ہیں (روح دوم)۔

۷۔ ابوذرؓ سے روایت ہے کہ عکاف بن بشیر تمیمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے آپؐ نے اُن سے فرمایا۔ اے عکاف کیا تمہارے بیوی ہے؟ عرض کیا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا اور باندی بھی نہیں؟ عرض کیا باندی بھی نہیں۔ آپؐ نے فرمایا اور خیر سے تم مالدار بھی ہو؟ وہ بولے خیر سے میں مالدار بھی ہوں۔ فرمایا پھر تم اس حالت میں شیطان کے بھائی ہو۔ اگر تم نصاریٰ میں ہوتے، ان کے راہبوں میں سے ہوتے۔ ہمارا یعنی اہلِ اسلام کا طریقہ نکاح کرنا ہے یا شرعی باندی رکھنا، تم میں سب سے بدتر مجرد لوگ ہیں شیطان کے پاس کوئی ہتھیار جو نیک لوگوں میں پُورا اثر کرنے والا ہو، عورتوں سے بڑھ کر نہیں مگر جو لوگ نکاح کیے ہوئے ہیں وہ گندی باتوں سے پاک صاف ہیں۔ (احمد مختصراً)

یعنی یہ اس حالت میں ہے جب نفس میں عورت کا تقاضا ہو یعنی جب حلال نہ ہوگی، حرام کا ڈر ظاہر ہے اور یہ سب فائدے دین و دنیا کے جو ذکر کیے گئے پُورے طور سے اس وقت حاصل ہوتے ہیں جب میاں بیوی میں محبت ہو اور محبت اس وقت ہوتی ہے جب ایک دُوسرے کے حقوق ادا کرتے ہیں پھر ان حقوق کا حکم بھی ہے اس لئے کچھ بڑے بڑے حقوق کا ذکر کیا جاتا ہے، باقی حقوق اس سے سمجھ میں آجائیں گے۔ بیوی کے حقوق یہ ہیں:

۸۔ ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی فضیلت فرمائی جس کے کوئی باندی تھی۔ اُس کو اُس نے دینی ادب اور علم اچھی طرح سکھلایا۔ الخ

(عین مشکوٰۃ از بخاری و مسلم)

ظاہر ہے کہ بیوی کا حق باندی سے زیادہ ہی ہے تو اس کو علم دین سکھلانے کی کیسی کچھ فضیلت ہوگی۔ (از روح دوم)

۹۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عورتوں کے حق میں، میں تم کو اچھے برتاؤ کی نصیحت کرتا ہوں، تم اس کو قبول کرو کیونکہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے۔ اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ دو گے اور اس کا توڑنا طلاق دے دینا ہے اور اگر اس کو اس کے حال پر رہنے دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔

اُس لئے ان کے حق میں اچھے برتاؤ کی نصیحت قبول کرو ۔ (بخاری و مسلم و ترمذی)
سیدھا کرنے کا یہ مطلب کہ ان سے کوئی بات بھی تمہاری طبیعت کے خلاف نہ ہو۔
اس کوشش میں کامیابی نہ ہوگی۔ انجام کار طلاق کی نوبت آئے گی۔ اس لیے معمولی بات
میں درگزر کرنا چاہیے۔ نیز زیادہ سختی یا بے پروائی کرنے سے کبھی عورت کے دل میں شیطان
دین کے خلاف باتیں پیدا کر دیتا ہے، اس کا سب سے زیادہ خیال رکھنا چاہیئے۔

۱۰۔ حکیم بن معاویہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہماری بیوی کا ہم پر کیا حق ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہ ہے کہ جب تم کھانا کھاؤ۔ اس کو بھی کھلاؤ اور جب کپڑا پہنو اس کو بھی پہناؤ اور اس کے مُنہ پر مت مارو یعنی قصور پر بھی منہ پر مت مارو اور بے قصور مارنا تو سب جگہ بُرا ہے اور نہ اس کو ستاؤ نہ اُس سے مِلنا جُلنا چھوڑ دو مگر گھر کے اندر اندر رہ کر یعنی رُوٹھ کر گھر سے مت جاؤ۔ (ابوداؤد)

۱۱۔ عبداللہ بن زمعہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو غلام کی سی مار نہ دے پھر شاید دن کے ختم ہونے پر اس سے ہم بستری کرنے لگے۔ (بخاری و مسلم و ترمذی)

۱۲۔ حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں اور میمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں اتنے میں ابن اُم مکتوم نابینا آئے اور یہ واقعہ پردہ کا حکم ہونے کے بعد کا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم دونوں ان سے پردے میں ہو جاؤ۔ ہم نے عرض کیا، کیا وہ نابینا نہیں ہیں، نہ ہم کو دیکھتے ہیں نہ ہم کو پہچانتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کیا تم بھی نابینا ہو، کیا تم اس کو نہیں دیکھتیں[۱]۔ (ترمذی و ابوداؤد)

۱۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی کو سجدہ کرے تو بیوی کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔
اس سے کتنا بڑا حق شوہر کا ثابت ہوتا ہے۔

۱۴۔ ابن ابی اوفیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اُس

---

[۱] یعنی وہ نابینا ہے لیکن تم تو نابینا نہیں ہو۔

ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، عورت اپنے پروردگار کا حق ادا نہ کرے گی جب تک اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے گی ۔ (ابن ماجہ)

یعنی صرف نماز روزہ کر کے یوں سمجھ بیٹھے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کر دیا وہ حق بھی پورا ادا نہ ہوا ۔

۱۵۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس عورت کی نماز اس کے سر سے اُوپر نہیں جاتی یعنی قبول نہیں ہوتی جو اپنے خاوند کی نافرمانی کرے، جب تک وہ اس سے باز نہ آ جائے ۔ (اوسط وصغیر طبرانی)

یہاں تک نکاح کی تاکید اور حقوق کا بیان ہو چکا ۔ البتہ اگر نکاح سے روکنے والا قوی عذر ہو تو اس حالت میں نہ مَرد کے لئے نکاح ضروری رہتا ہے نہ عورت کے لئے ۔ اگلی حدیثوں میں بعضے عذروں کا بیان ہے ۔

۱۶۔ ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لایا اور عرض کیا کہ یہ میری بیٹی نکاح کرنے سے انکار کرتی ہے ۔ آپؐ نے اس لڑکی سے فرمایا نکاح کے بارے میں اپنے باپ کا کہنا مان لے ۔ اس نے عرض کیا قسم اس ذات کی جس نے آپؐ کو سچا دین دے کر بھیجا، میں نکاح نہ کروں گی جب تک آپؐ مجھے یہ نہ بتلا دیں کہ خاوند کا حق بیوی کے ذمہ کیا ہے ؟ آپؐ نے فرمایا ہر جائز معاملہ میں خاوند کی اطاعت کرو ۔ اس نے عرض کیا قسم اس ذات کی جس نے آپؐ کو سچا دین دے کر بھیجا میں کبھی نکاح نہ کروں گی آپؐ نے فرمایا عورتوں کا نکاح جب وہ شرعاً باختیار ہوں بدون انکی اجازت کے مت کرو (بزاز)

اس کا عذر یہ تھا کہ اس کو امید نہ تھی کہ خاوند کا حق ادا کر سکوں گی ۔ آپؐ نے اس کو مجبور نہیں فرمایا ۔

۱۷۔ عوف بن مالک اشجعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میں اور وہ عورت جس کے رخسارے محنت مشقّت سے بدرنگ ہو گئے ہوں قیامت کے دن اس طرح ہوں گے جیسے بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی، یعنی ایسی عورت جو اپنے خاوند سے بیوہ ہو گئی ہو اور شان وشوکت والی اور حسن وجمال والی ہو جس کے طالب نکاح

بہت سے ہو سکتے ہیں مگر اس نے اپنے کو یتیموں کی خدمت کے لئے مقید کر دیا۔ یہاں تک کہ سیانے ہو کر جدا ہو گئے یا مر گئے۔ (ابوداؤد)

یہ اس صورت میں ہے جب عورتوں کو یہ اندیشہ ہو کہ دوسرا نکاح کرنے سے بچے برباد ہو جائیں گے پہلی حدیث میں پہلے نکاح کا اور دوسری حدیث میں دوسرے نکاح کا عذر ہے، یہ عذر عورت کے لئے تھے آگے مردوں کے عذر کا ذکر ہے۔

۱۸۔ یحییٰ بن واقد نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک سو اسی سنہ، یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے پونے دو برس کے قریب گزر جائیں جب ہی فتنوں کی کثرت ہوگی اور بعض روایت میں دو سو برس آئے ہیں کما فی عین تخریج العراقی علی الاحیاء عن ابی یعلی و الخطابی سو ایسی کسر کو شمار نہ کرنے سے دونوں کا ایک ہی مطلب ہوا۔ میں اسوقت اپنی امت کے لئے مجرد رہنے کی اور تعلقات چھوڑ کر پہاڑوں کی چوٹیوں میں رہنے کی اجازت دیتا ہوں۔ (رزین)

اس کا مفصل مطلب آگے آتا ہے:

۱۹۔ ابن مسعودؓ و ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی کی ہلاکت اس کی بیوی اور ماں باپ اور اولاد کے ہاتھوں ہوگی کہ یہ لوگ اس شخص کو ناداری سے عار دلائیں گے اور ایسی باتوں کی فرمائش کریں گے، جس کو یہ اٹھا نہیں سکے گا۔ جب یہ ایسے کاموں میں گھس جانے گا بس اس کا دین جاتا رہے گا۔ پھر یہ برباد ہو جانے گا۔

(عین تخریج مذکور از خطابی و بیہقی)

حاصل اس عذر کا ظاہر ہے کہ جب دین کے ضرر کا قوی اندیشہ ہو اور بعضے آدمی جو کم ہمتی کے سبب نکاح نہیں کرتے اور پرائے ٹکڑوں پر پڑے رہتے ہیں، ان کی نسبت یہ حدیث آئی ہے۔

۲۰۔ عیاضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پانچ آدمی دوزخی ہیں، ان میں سے ایک وہ کم ہمت ہے جس کو دین کی عقل نہیں، جو لوگ تم میں طفیلی بن کر رہتے

ہیں، نہ اہل و عیال رکھتے ہیں، نہ بال بچّے رکھتے ہیں۔ (مسلم)

۲۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اپنے بیٹوں کو اور تیر چلانا سکھاؤ اور عورتوں کو کاتنا سکھاؤ۔ (بیہقی)

ان تین کا نام مثال کے طور پر ہے، مُراد سب ضرورت کی چیزیں ہیں۔ یہ سب حدیثیں جمع الفوائد سے لی گئی ہیں اور بعض حدیثیں جو دوسری کتابوں سے لی گئی ہیں۔ ان کے نام کے ساتھ عین بڑھا دیا گیا ہے۔

روح بست ونہم

دُنیا سے بے تعلّقی

اس سے دین میں پختگی اور دل میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ بات اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ ہمیشہ یوں سوچا کرے کہ دنیا ایک ادنیٰ تر درجہ کی چیز اور پھر ختم ہونے والی ہے خاص کر اپنی عمر تو بہت ہی جلد گزر جائے گی اور آخرت ایک شاندار چیز اور کرنے والی ہے جس میں موت تو بہت ہی جلد آ کھڑی ہوگی، پھر لگاتار یہ واقعات ہونا شروع ہو جائیں گے قبر کا ثواب، عذاب، قیامت کا حساب کتاب، جنّت و دوزخ کی جزا اور سزا۔

اسی مضمون کی چند آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں:

آیات: ا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے، خوشنما معلوم ہوتی ہے اکثر لوگوں کو محبّت مرغوب چیزوں کی مثلاً عورتیں ہیں اور بیٹے ہیں اور لگے ہوئے ہیں ڈھیر سونے اور چاندی کے اور نشان لگے ہوئے گھوڑے ہیں اور دوسرے مویشی ہیں اور زراعت ہے لیکن یہ سب استعمالی چیزیں ہیں دنیوی زندگی کی، اور انجام کار کی خوبی کی چیز تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے جو بعد موت کے کام آوے گی جس کی خبر دینے کا آگے حکم ہے یعنی آپ ان لوگوں سے یہ فرما دیجئے، کیا میں تم کو ایسی چیز بتا دوں جو بدرجہا بہتر ہو، ان مذکورہ چیزوں سے۔ سنو! ایسے لوگوں کے لئے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں، ان کے مالکِ حقیقی کے پاس ایسے ایسے باغ ہیں یعنی بہشت جن میں نہریں جاری ہیں، ان بہشتوں میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے۔ اور ان کے لئے ایسی بیبیاں ہیں جو ہر طرح صاف ستھری کی ہوئی ہیں اور ان کے لئے خوشنودی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ (آلِ عمران)

۲۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو کچھ دنیا میں تمہارے پاس ہے وہ ایک روز ختم ہو جائے گا خواہ زوال سے یا موت سے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ دائم رہے گا۔ (نحل)

۳۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مال اور اولاد حیاتِ دنیا کی ایک رونق ہے اور جو اعمالِ صالحہ

ہمیشہ ہمیشہ کو باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے ربّ کے نزدیک یعنی آخرت میں اس دنیا سے ثواب کے اعتبار سے بھی بدرجہا بہتر ہے اور اُمید کے اعتبار سے بھی بدرجہا بہتر ہے۔ یعنی اعمال صالحہ پر جو جو اُمیدیں وابستہ ہوتی ہیں وہ آخرت میں پُوری ہوں گی اور اس سے زیادہ ثواب ملے گا بخلاف متاعِ دنیا کے اس سے خود دنیا میں ہی اُمیدیں پُوری نہیں ہوتیں اور آخرت میں تو احتمال ہی نہیں۔ (سورۂ کہف)

۴۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے، تم خوب جان لو کہ آخرت کے مقابلے میں دُنیوی حیات ہرگز قابل اشتغال (مقصود) نہیں، کیوں کہ وہ محض لہو و لعب اور ایک ظاہری زینت اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا، قوت و جمال میں اور دنیوی ہنر و کمال میں اور اموال و اولاد میں ایک کا دوسرے سے اپنے کو زیادہ بتلانا ہے۔ آگے دنیا کے زوال کو ایک مثال سے بیان کرکے فرماتے ہیں اور آخرت کی کیفیّت یہ ہے کہ اس میں کفّار کے لئے عذابِ شدید ہے اور اھلِ ایمان کے لئے خدا کی طرف سے مغفرت اور رضامندی ہے۔ (حدید)

۵۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے بلکہ دُنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو حالانکہ آخرت دنیا سے بدرجہا بہتر اور پائیدار ہے۔

احادیث: ۶۔ مستورد بن شدّاد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا فرماتے تھے کہ خدا کی قسم دنیا کی نسبت بمقابلہ آخرت کے صرف ایسی ہے جیسے تم میں کوئی شخص اپنی انگلی دریا میں ڈالے پھر دیکھے کتنا پانی لے کر واپس آتی ہے۔ اس پانی کو جو نسبت دریا سے ہے وہ نسبت دنیا کو آخرت سے ہے۔ (مسلم)

۷۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ایک کن کٹے مرے ہوئے بکری کے بچّے پر گزر ہوا۔ آپؐ نے فرمایا تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ یہ مُردہ بچّہ اس کو ایک درہم کے بدلے مل جائے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ درہم تو بڑی چیز ہے، ہم تو اس کو بھی پسند نہیں کرتے کہ وہ ہم کو کسی ادنیٰ چیز کے بدلے بھی ملے۔ آپؐ نے فرمایا: قسم اللہ کی دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جس قدر یہ تمہارے نزدیک۔ (مسلم)

۸۔ سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی پینے کو نہ دیتا۔

(احمد و ترمذی و ابن ماجہ)

۹۔ ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرے گا وہ اپنی آخرت کا ضرر کرے گا اور جو شخص اپنی آخرت سے محبت کرے گا وہ اپنی دنیا کا ضرر کرے گا سو تم باقی رہنے والی چیز کو یعنی آخرت کو فانی ہونے والی چیز پر یعنی دنیا پر ترجیح دو۔ (احمد و بیہقی)

۱۰۔ کعب بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دو بھوکے بھیڑیئے بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑے جائیں وہ بھی بکریوں کو اتنا تباہ نہ کریں جتنا انسان کے دین کو مال اور بڑائی کی محبت تباہ کرتی ہے۔ (ترمذی و دارمی)

یعنی ایسی محبت کہ اس میں دین کے تباہ ہونے کی کچھ پرواہ نہ رہے اور یہ بڑائی چاہنا دنیا کا ایک بڑا حصہ ہے خواہ دینی سرداری ہو جیسے اُستاد یا پیر یا واعظ بن کر اپنی تعظیم و خدمت چاہتا ہو خواہ دنیوی سرداری ہو جیسے رئیس یا حاکم یا صدر انجمن وغیرہ بن کر اپنی شان و شوکت یا حکومت چاہتا ہو۔ قرآن مجید میں بھی اس کی بُرائی ہے۔

۱۱۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: یہ عالمِ آخرت ہم ان لوگوں کے لیے مخصوص کرتے ہیں جو دُنیا میں نہ تو نفس کے لئے بڑا بننا چاہتا ہے اور نہ فساد (یعنی گناہ اور ظلم کرنا نہیں چاہتے ہیں۔ پس البتہ اگر بے چاہے اللہ تعالیٰ کسی کو بڑائی دے دے اور اس بڑائی سے دین میں کام لے، وہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ جیسا حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بندہ سے قیامت میں فرمائے گا۔ کیا میں نے تجھ کو سرداری نہ دی تھی۔ (مسلم)

اس سے بڑائی کا نعمت ہونا ظاہر ہے اور جیسا موسیٰ علیہ السلام کو وجاہت والا فرمایا۔ (احزاب) اور جیسا عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا و آخرت میں وجاہت والا فرمایا (آل عمران) یہاں تک کہ بعض حضرات انبیاء علیہم السلام کو سلطنت تک عطا فرمائی۔ جیسے داؤد

علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام بادشاہ تھے۔ (ص وغیرہا)
بلکہ دین کی خدمت کے لئے خود سرداری کرنا بھی مضائقہ نہیں جیسے یوسف علیہ السلام نے مصر کے ملکی خزانوں پر بااختیار ہونے کی خود خواہش کی۔ (سورۂ یوسف)
لیکن باوجود جائز ہونے کے پھر بھی اس میں خطرہ ہے۔

۱۲۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دس آدمیوں پر بھی حکومت رکھتا ہو وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں حاضر کیا جائے گا کہ اس کی مشکیں کسی ہوں گی یہاں تک کہ یا تو اس کا انصاف جو دنیا میں کیا ہوگا اس کی مشکیں کھلوادے گا اور یا بے انصافی جو اس نے دنیا میں کی ہوگی اس کو ہلاکت میں ڈال دے گی۔

(دارمی)

۱۳۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سوئے پھر اٹھے تو آپ کے بدن مبارک میں چٹائی کا نشان ہوگیا تھا۔ ابن مسعودؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم آپ کے لئے بستر بچھا دیں اور بستر بنا دیں۔ آپ نے فرمایا مجھ کو دنیا سے کیا واسطہ، میری اور دنیا کی تو ایسی مثال ہے جیسے کوئی سوار چلتے چلتے کسی درخت کے نیچے سایہ لینے کو ٹھہر جائے پھر اس کو چھوڑ کر آگے چل دے۔ (احمد و ترمذی و ابن ماجہ)

۱۴۔ حضرت عائشہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو ——— اور اس شخص کا مال ہے جس کے پاس کوئی مال نہ ہو اور اس کو حدِ ضرورت سے زیادہ وہ شخص جمع کرتا ہے جس کو عقل نہ ہو۔ (احمد و بیہقی)

۱۵۔ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اپنے خطبہ میں یہ بھی فرماتے تھے کہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔

(رزین، بیہقی عن الحسن مرسلاً)

۱۶۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا ہے جو سفر کرتی ہوئی جارہی ہے اور یہ آخرت ہے جو سفر کرتی ہوئی آرہی ہے اور

دونوں میں سے ہر ایک کے کچھ فرزند ہیں، سو اگر تم یہ کر سکو کہ دنیا کے فرزندوں میں نہ ہو تو ایسا کرو، کیونکہ تم آج دار العمل میں ہو اور یہاں حساب نہیں ہے اور تم کل آخرت میں ہوگے اور وہاں عمل نہ ہوگا۔ (بیہقی)

۱۷۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرنا چاہتا ہے اُس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے پھر آپؐ نے فرمایا جب نور سینہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ کشادہ ہو جاتا ہے، عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ کیا اس کی کوئی علامت ہے جس سے اس نور کی پہچان ہو جائے، آپؐ نے فرمایا، ہاں دھوکہ کے گھر سے یعنی دنیا سے کنارہ کشی اور ہمیشہ رہنے کے گھر کی طرف یعنی آخرت کی طرف توجہ ہو جانا اور موت کے لئے اس کے آنے سے پہلے تیار ہو جانا۔ (بیہقی)

یہاں تک دنیا سے دل ہٹانے کا مضمون تھا آگے آخرت سے دل لگانے اور اس کے خیال رکھنے کا مضمون ہے۔

۱۸۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کثرت سے یاد کیا کرو لذتوں کو قطع کرنے والی چیز کو یعنی موت کو۔ (ترمذی ونسائی وابن ماجہ)

۱۹۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ موت تحفہ ہے مومن کا۔ (بیہقی)

یعنی تحفہ سے خوش ہونا چاہیئے اور اگر کوئی عذاب سے ڈرتا ہو تو اس سے بچنے کی تدبیر کرے یعنی اللہ و رسولؐ کے احکام کو بجالائے کوتاہی پر توبہ کرے۔

۲۰۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں شانے پکڑے پھر فرمایا دنیا میں اس طرح رہ گویا تو راستہ میں چلا جا رہا ہے جس کا بالکل ہی قیام نہیں اور حضرت ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ جب شام کا وقت آئے تو صبح کے وقت کا انتظار مت کرو اور جب صبح کا وقت آئے تو شام کے وقت کا انتظار مت کرو الخ (بخاری)

۲۱۔ براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب

مومن دُنیا سے آخرت کو جانے لگتا ہے تو اُس کے پاس سفید چہرہ والے فرشتے آتے ہیں ان کے پاس جنت کا کفن اور جنّت کی خوشبو ہوتی ہے پھر ملک الموت آتے ہیں اور کہتے ہیں اے جانِ پاک! اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف چل پھر جب اُس کو لے لیتے ہیں تو وہ فرشتے ان کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے اور اس کو کفن اور خوشبو میں رکھ لیتے ہیں اور اس سے مُشک کی سی خوشبو مہکتی ہے اور اس کو لے کر اوپر چڑھتے ہیں اور زمین پر رہنے والے فرشتوں کا جس جماعت پر گزر ہوتا ہے وہ پوچھتے ہیں یہ پاک روح کون ہے؟ یہ فرشتے اچھے اچھے القاب سے اس کا نام بتلاتے ہیں، یہ فلانا، فلانے کا بیٹا ہے۔ پھر آسمانِ دنیا تک اس کو پہنچاتے ہیں اور اُس کے لئے دروازہ کھلواتے ہیں اور دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور ہر آسمان کے مقرب فرشتے اپنے قریب والے آسمان تک اس کے ساتھ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک اس کو پہنچایا جاتا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ کا اعمال نامہ علّیین میں لکھ دو اور اس کو سوال و جواب کے لئے زمین کی طرف لے جاؤ اسکی روح اس کے بدن میں لوٹائی جاتی ہے مگر اس طرح نہیں جیسے دنیا میں تھی بلکہ اس عالم کے مناسب جس کی حقیقت دیکھنے سے معلوم ہوگی۔ پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں تیرا ربّ کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا ربّ اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر کہتے ہیں یہ کون شخص ہے جو تم میں بھیجے گئے؟ وہ کہے گا۔ وہ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ ایک پکارنے والا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمان سے پکارتا ہے میرے بندہ نے صحیح صحیح جواب دیا۔ اس کے لئے جنّت کا فرش کر دو اور اس کو جنت کی پوشاک پہنا دو اور اس کے لیے جنّت کی طرف دروازہ کھول دو۔ اس کو جنّت کی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے۔ اس کے بعد اسی حدیث میں کافر کا حال بیان کیا گیا جو بالکل اس کی ضد ہے۔ (احمد)

اِس کے بعد یہ واقعات ہوں گے:

۱۔ صُور پھونکا جائے گا ۲۔ سب مُردے زندہ ہوں گے ۳۔ میدانِ محشر کی بڑی بڑی

ہولیں ہوں گی ۴۔ حساب کتاب ہوگا ۵۔ اعمال تولے جائیں گے کسی کا حق رہ گیا ہوگا تو اس کو نیکیاں دلائی جائیں گی اور خوش قسمتوں کو حوضِ کوثر کا پانی ملے گا۔ ۶۔ پل صراط پر چلنا ہوگا ۷۔ بعضے گناہوں کی سزا کے لئے جہنم میں عذاب ہوگا ۸۔ ایمان والوں کی شفاعت ہوگی ۹۔ جنتی جنت میں جائیں گے وہاں حق تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ ان سب واقعات کی تفصیل اکثر مسلمانوں کے کان میں بارہا پڑی ہے اور جس نے نہ سُنا ہو یا پھر معلوم کرنا چاہے شاہ رفیع الدین صاحب کا قیامت نامہ اردو پڑھ لے۔ ان سب باتوں کو سوچا کرے اگر سوچنے کا زیادہ وقت نہ ملے تو سوتے ہی وقت ذرا اچھی طرح سوچ لیا کرے۔ یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں:

روح بست و دوم

گناہوں سے اجتناب

گناہ ایسی چیز ہے کہ اس میں سزا بھی نہ ہوتی تب بھی یہ سوچ کر اس سے بچنا ضروری تھا کہ اس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہو جاتی ہے اگر دنیا میں کوئی اپنے ساتھ احسان کرتا ہو اس کو ناراض کرنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ اور اب تو سزا کا بھی ڈر ہے خواہ دنیا میں سزا ہو جائے یا صرف آخرت میں چنانچہ دنیا میں ایک سزا یہ بھی ہے جو آنکھوں سے نظر آتی ہے کہ اس شخص کو دنیا سے رغبت اور آخرت سے وحشت ہو جاتی ہے اور اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس سے دل کی مضبوطی اور دین کی پختگی جاتی رہتی ہے جیسا روح بست دیکم کے شروع مضمون سے بھی یہ صاف سمجھا جاتا ہے تو اس حالت میں تو گناہ کے پاس بھی نہ پھٹکنا چاہیئے، خواہ دل کے گناہوں خواہ ہاتھ پاؤں کے خواہ زبان کے پھر خواہ وہ اللہ کے حقوق ہوں، خواہ بندوں کے ہوں اور یہ سزا تو سب گناہوں میں مشترک ہے اور بعض بعض گناہوں میں خاص خاص سزائیں بھی آتی ہیں۔ ان سب باتوں کے متعلق حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

۱۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مومن جب گناہ کرتا ہے اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ ہو جاتا ہے پھر اگر توبہ و استغفار کر لیا تو اس کا قلب صاف ہو جاتا ہے اور اگر گناہ میں زیادتی کی تو وہ سیاہ دھبہ اور زیادہ ہو جاتا ہے سو یہی زنگ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے ہرگز ایسا نہیں جیسا کہ وہ لوگ سمجھتے ہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمالِ بد کا زنگ بیٹھ گیا ہے۔ (احمد، ترمذی و ابن ماجہ)

۲۔ حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے کو گناہ سے بچانا، کیونکہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو جاتا ہے۔ (احمد)

۳۔ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو تمہاری بیماری اور دوا نہ بتلا دوں سن لو کہ تمہاری بیماری گناہ ہیں اور تمہاری دوا استغفار

ہے۔ (عین ترغیب از بیہقی و الاشباہ نہ قول قتادہ رح)

۴۔ حضرت انس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دلوں میں ایک قسم کا زنگ لگ جاتا ہے یعنی گناہوں سے اور اس کی صفائی استغفار ہے۔
(عین ترغیب از بیہقی)

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک آدمی محروم ہو جاتا ہے رزق سے گناہ کے سبب جس کو وہ اختیار کرتا ہے۔ (عین جزاء الاعمال از مسند احمد غالباً)

۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ دس آدمی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، آپ ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔ پانچ چیزیں ہیں، میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم لوگ ان کو پاؤ۔ جب کسی قوم میں بے حیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے وہ طاعون میں مبتلا ہوں گے اور ایسی ایسی بیماریوں میں گرفتار ہوں گے جو ان کے بڑوں کے وقت میں کبھی نہیں ہوئیں اور جب کوئی قوم ناپنے تولنے میں کمی کریگی، قحط اور تنگی اور ظلم حکام میں مبتلا ہوگی اور نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ کو مگر بند کیا جائے گا ان سے باران رحمت۔ اگر بہائم بھی نہ ہوتے[ف] تو کبھی ان پر بارش نہ ہوتی اور نہیں عہد شکنی کی کسی قوم نے مگر مسلط فرمائے گا اللہ تعالیٰ ان پر ان کے دشمنوں کو غیر قوم سے۔ پس بہ جبر لے لیں گے وہ ان کے اموال کو۔ (عین جزاء الاعمال از ابن ماجہ)

۷۔ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ جب کسی قوم میں خیانت ظاہر ہوتی اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں رعب ڈال دیتا ہے اور جو قوم ناحق فیصلہ کرنے لگی، ان پر دشمن مسلط کر دیا گیا۔ (مالک)

۸۔ ثوبان رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قریب زمانہ آ رہا ہے کہ کفار کی تمام جماعتیں تمہارے مقابلہ میں ایک دوسرے کو بلائیں گی جیسے کھانے والے اپنے خوان کی طرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔ ایک کہنے والے نے عرض کیا ہم اس روز شمار میں کیا کم ہوں گے؟ آپ نے فرمایا، نہیں بلکہ تم اس روز بہت ہو گے لیکن تم کوڑہ اور ناکارہ ہو گے جیسے رَو میں کوڑہ آ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے

[ف] یعنی خدا اپنے بے زبان جانوروں کی وجہ سے بارش کرتا ہے ورنہ زکوٰۃ بند کرنے کا تو مخلوق کو مزہ آ جاتا۔ اگر یہ دوسری مخلوق نہ ہوتی۔

دلوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں کمزوری ڈال دے گا۔ ایک کہنے والے نے عرض کیا یہ کمزوری کیا چیز ہے یعنی اس کا سبب کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔ (ابوداؤد و بیہقی)

۹۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں سے گناہ کا انتقام لینا چاہتا ہے بچے بکثرت مرتے ہیں اور عورتیں بانجھ ہو جاتی ہیں۔
(عین جزاء الاعمال از ابن ابی الدنیا)

۱۰۔ حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں بادشاہوں کا مالک ہوں بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اور جب بندے میری نافرمانی کرتے ہیں ان بادشاہوں کے دلوں کو میں غضب اور عقوبت کے ساتھ پھیر دیتا ہوں پھر وہ ان کو سخت عذاب کی تکلیف دیتے ہیں۔ (رواہ مختصراً ابونعیم)

۱۱۔ وہب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ جب میری اطاعت کی جاتی ہے، میں راضی ہوتا ہوں اور برکت کرتا ہوں اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں اور جب میری اطاعت نہیں ہوتی غضبناک ہوتا ہوں اور لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت کا اثر سات پُشت تک پہنچتا ہے۔ (عین جزاء الاعمال از احمد)
یہ مطلب نہیں کہ سات پُشت پر لعنت ہوتی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کے نیک ہونے سے جو اولاد کو برکت ملتی وہ نہ ملے گی۔

۱۲۔ وکیع سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی بےحکمی کرتا ہے تو اس کی تعریف کرنے والا خود ہجو کرنے لگتا ہے۔ (عین جزاء الاعمال از احمد)
ان حدیثوں میں زیادہ تر مطلق گناہ کی خرابیاں مذکور ہیں۔ اب بعض بعض گناہوں کی خاص خاص خرابیاں بھی لکھی جاتی ہیں۔

۱۳۔ جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سُود کھانے والے یعنی لینے والے پر اور اس کے کھلانے والے یعنی دینے والے پر اور اس کے لکھنے

والے پر اور اس کے گواہ پر اور فرمایا یہ سب برابر ہیں یعنی بعضی باتوں میں (مسلم)

۱۴۔ ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کبائر کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص مرجائے اور اس پر دَین یعنی کسی کا حق مالی ہو اور اس کے ادا کرنے کے لئے کچھ نہ چھوڑ جائے۔ (احمد و ابو داؤد)

۱۵۔ ابوہریرہؓ قاشی اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو! ظلم مت کرنا سنو! کسی کا مال حلال نہیں بدون اُسکی خوش دِلی کے۔

(بیہقی و دارقطنی)

اس میں کھلّم کھلا کسی کا حق چھین لینا یا مار لینا آگیا جیسے کسی کا قرض یا میراث کا حصّہ وغیرہ دبا لینا۔ ایسے ہی چندہ دباؤ سے یا شرم ولحاظ سے لیا جاتا ہے وہ بھی آگیا۔

۱۶۔ سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کی زمین سے بدون حق کے ذرا سی بھی لے لے۔ احمدؒ کی ایک حدیث میں ایک بالشت آیا ہے، اس کو قیامت کے روز ساتویں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ (بخاری)

۱۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ رشوت دینے والے پر اور رشوت لینے والے پر۔ (ابوداؤد و ابن ماجہ و ترمذی)

اور ثوبان کی روایت میں یہ بھی زیادہ ہے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو ان دونوں کے بیچ میں معاملہ ٹھہرانے والا ہو۔ (احمد و بیہقی)

البتہ جہاں بدون رشوت دیئے ظالم کے ظلم سے نہ بچ سکے وہاں دینا جائز ہے مگر لینا وہاں بھی حرام ہے۔

۱۸۔ حضرت عبداللہ بن عُمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب اور جوئے سے منع فرمایا۔ الخ (ابوداؤد)

شراب میں سب نشہ کی چیزیں آگئیں اور جوئے میں بیمہ و لاٹری وغیرہ سب آگئی۔

۱۹۔ حضرت اُمّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی سب چیزوں سے منع فرمایا ہے جو نشہ لادے (یعنی عقل میں فتور لادے) یا جو حواس میں فتور

لاوے۔ (ابوداؤد)

اس میں افیون بھی آگئی اور بعضے حقّے بھی آگئے جن سے دماغ یا ہاتھ پاؤں بیکار ہو جائیں۔

۲۰۔ ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مجھ کو میرے رب نے حکم دیا ہے باجوں کے مٹانے کا جو ہاتھ سے بجائے جائیں اور منہ سے بجائے جائیں۔الخ (احمد)

۲۱۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دونوں آنکھوں کا زنا شہوت سے نگاہ کرنا ہے اور دونوں کانوں کا زنا شہوت سے باتیں سننا ہے اور زبان کا زنا شہوت سے باتیں کرنا ہے اور ہاتھ کا زنا شہوت سے کسی کا ہاتھ وغیرہ پکڑنا اور پاؤں کا زنا شہوت سے قدم اٹھا کر جانا ہے اور قلب کا زنا یہ ہے کہ وہ خواہش کرتا ہے اور تمنّا کرتا ہے۔ الخ (مسلم)

اور لڑکوں کے ساتھ ایسی باتیں کرنا اس سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے اور اس حدیث کے ساتھ اس سے پہلی حدیث کو ملا کر دیکھنا چاہیئے کہ ناچ رنگ میں کتنے گناہ جمع ہیں۔

۲۲۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے بڑے گناہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کر کے ان کو تکلیف دینا اور بے خطا جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔ (بخاری)

۲۳۔ ابوہریرہؓ سے اس حدیث میں بجائے اس کے جھوٹی گواہی دینا ہے۔ (بخاری ومسلم)

۲۴۔ ابوہریرہؓ سے یہ چیزیں بھی منقول ہیں، یتیم کا مال کھانا اور جنگجو کافر کی جنگ کے وقت جب شرع کے موافق جنگ ہو بھاگ جانا اور پارسا ایمان والی بیویوں کو جن کو ایسی باتوں کی خبر بھی نہیں، تہمت لگانا۔ (بخاری ومسلم)

۲۵۔ ابوہریرہؓ سے یہ چیزیں بھی منقول ہیں زنا کرنا، چوری کرنا، ڈکیتی کرنا۔ (بخاری ومسلم)

۲۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، چار خصلتیں ہیں جس میں وہ چاروں ہوں وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں ایک خصلت ہو اس

میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی، جب تک اس کو چھوڑ نہ دے گا. وہ خصلتیں یہ ہیں جب اس کو امانت دی جائے خواہ وہ مال ہو یا کوئی بات ہو وہ خیانت کرے اور جب بات کہے جھوٹ بولے اور جب عہد کرے اس کو توڑ ڈالے اور جب کسی سے جھگڑے تو گالیاں دینے لگے۔
(بخاری و مسلم)

اور ابوہریرہؓ کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب وعدہ کرے تو خلاف کرے۔

۲۷۔ صفوان بن عسالؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی احکام ارشاد فرمائے، ان میں یہ بھی ہے کہ کسی کو بے خطا کسی حاکم کے پاس مت لے جاؤ کہ وہ اس کو قتل کرے یا اس پر کوئی ظلم کرے اور جادو مت کرو۔ الخ (ترمذی و ابوداؤد و نسائی)

اور ان گناہوں پر عذاب کی وعیدیں آئی ہیں: حقارت سے کسی پر ہنسنا، کسی پر طعن کرنا، برے لقب سے پکارنا، بدگمانی کرنا، کسی کا عیب تلاش کرنا، غیبت کرنا، بلا وجہ برا بھلا کہنا، چغلی کھانا، یعنی ایسی تہمت لگانا کہ اس کے منہ پر نہ بول سکے، دھوکہ دینا، عار دلانا، کسی کے نقصان پر خوش ہونا، تکبر و فخر کرنا، ضرورت کے وقت باوجود قدرت کے (یعنی اختیار کے باوجود) مدد نہ کرنا، کسی کے مال کا نقصان کرنا، کسی کی آبرو کو صدمہ پہنچانا، چھوٹوں پر رحم نہ کرنا، بڑوں کی عزت نہ کرنا، بھوکوں اور ننگوں کی حیثیت کے موافق خدمت نہ کرنا، کسی دنیوی رنج سے بولنا چھوڑ دینا، جان دار کی تصویر بنانا، زمین پر موروثی کا جھوٹا دعویٰ کرنا، ہٹے کٹے کا بھیک مانگنا۔ ان امور کے متعلق آیتیں اور حدیثیں اوپر گزر چکی ہیں۔ ڈاڑھی منڈانا یا کٹانا، کافروں یا فاسقوں کا لباس پہننا، عورتوں کے لئے مردانہ وضع بنانا جیسے مردانہ جوتا پہننا وغیرہ۔

۲۸۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس کا کوئی گناہ ہی نہ تھا۔ (بیہقی)

البتہ حقوق العباد میں توبہ کی یہ بھی شرط ہے کہ اہلِ حقوق سے بھی معاف کرائے۔

۲۹۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے ذمہ اس کے بھائی مسلمان کا کوئی حق ہو آبرو کا یا اور کسی چیز کا اس کو آج معاف کرا لینا چاہیے۔ اس

سے پہلے کہ نہ دینار ہوگا نہ درہم ہوگا۔ (بخاری) مراد قیامت کا دن ہے۔
اگر اس کے پاس کوئی نیک عمل ہو تو بقدر اس کے حق کے اس سے لے لیا جائے گا اور صاحبِ حق کو دے دیا جائے گا اور اس کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں تو دُوسرے کے گناہ لے کر اس پر لاد دیئے جائیں گے۔ (عین جمع الفوائد از مسلم)
یہ حدیثیں مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں اور بعضی حدیث جو دوسری کتاب کی ہے وہاں لفظ عین لکھ دیا ہے ؛

روح بست و سوم

صبر و شکر کا بیان

انسان کو جو حالتیں پیش آتی ہیں، خواہ اختیاری ہوں یا غیر اختیاری وہ دو طرح کی ہوتی ہیں، یا تو وہ طبیعت کے موافق ہو جاتی ہیں، ایسی حالت کو دل سے اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھنا اور اس پر خوش ہونا اور اپنی حیثیت سے اس کو زیادہ سمجھنا اور زبان سے خدا تعالیٰ کی تعریف کرنا اور اس نعمت کا گناہوں میں استعمال نہ کرنا، یہ شکر ہے اور یا وہ حالتیں طبیعت کے موافق نہیں ہوتیں بلکہ نفس کو اس سے گرانی اور ناگواری ہوتی ہے۔ ایسی حالت کو یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں میری کوئی مصلحت رکھی ہے اور شکایت کرنا اور اگر وہ کوئی حکم ہے تو اس پر مضبوطی سے قائم رہنا اور اگر وہ کوئی مصیبت ہے تو مضبوطی سے اس کو سہارنا اور پریشان نہ ہونا یہ صبر ہے اور چونکہ صبر زیادہ مشکل ہے اس لئے اس کا بیان شکر سے پہلے بھی کرتا ہوں اور زیادہ بھی کرتا ہوں۔ اوّل اس کے کثرت سے پیش آنے والے موقعے بطور استعمال کے بتلاتا ہوں، پھر اس کے متعلق آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں۔ وہ مثالیں یہ ہیں مثلاً نفس دین کے کاموں سے گھبراتا ہے اور بھاگتا ہے یا گناہ کے کاموں کا تقاضا کرتا ہے، خواہ نماز، روزہ سے جی چراتا ہے یا حرام آمدنی کو چھوڑنے سے یا کسی کا حق دینے سے ہچکچاتا ہے ایسے وقت ہمت کر کے دین کے کام کو بجا لائے اور گناہ سے رُکے، اگرچہ دونوں جگہ کسی قدر تکلیف ہی ہو کیونکہ بہت جلدی اس تکلیف سے زیادہ آرام اور مزہ دیکھے گا اور مثلاً اس پر کوئی مصیبت پڑ گئی، خواہ فقر و فاقہ کی خواہ بیماری کی خواہ کسی کے مرنے کی خواہ کسی دشمن کے ستانے کی خواہ مال کے نقصان ہو جانے کی، ایسے وقت کی مصیبت میں مصلحتوں کو یاد کرے اور سب سے بڑی مصلحت ثواب ہے جس کا مصیبت پر وعدہ کیا گیا ہے اور اس مصیبت کا بلا ضرورت اظہار نہ کرے اور دل میں ہر وقت اس کی سوچ بچار نہ کرے اس سے ایک خاص سکون پیدا ہو جاتا ہے البتہ اگر اس مصیبت کی کوئی تدبیر ہو جیسے حلال مال کا

حاصل کرنا یا بیماری کا علاج کرنا یا کسی صاحبِ قدرت سے مدد لینا یا شریعت سے تحقیق کرکے بدلہ لے لینا یا دُعا کرنا اس کا کچھ مضائقہ نہیں اور مثلاً دین کے کام میں کوئی ظالم روک ٹوک کرے یا دین کو ذلیل کرے وہاں جان کو جان نہ سمجھے۔ قانونِ عقلی اور قانونِ شرعی کے خلاف نہ کرے یہ صبر کی ضروری مثالیں ہیں۔ آگے آیتیں اور حدیثیں ہیں۔

۱۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اگر تم کو حُبِ مال وجاہ کے غلبہ سے ایمان لانا دُشوار ہو تو مدد لو صبر اور نماز سے۔ (البقرۃ)

یہاں صبر کی صورت شہواتِ خلافِ شرع کا ترک کرنا ہے۔

۲۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ہم تمہارا امتحان کریں گے کسی قدر خوف سے جو دشمنوں کے ہجوم یا حوادث کے نزول سے پیش آوے، اور کسی قدر فقر وفاقہ سے اور کسی قدر مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے۔ مثلاً مواشی مرگئے یا کوئی آدمی مرگیا یا بیمار ہوگیا یا پھل اور کھیتی کی پیداوار تلف ہوگئی اور آپ ان موقعوں پر صبر کرنے والوں کو بشارت سُنا دیجئے۔ (سورۂ بقرہ)

۳۔ پہلی اُمتوں کے مخلصین کے باب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ سو نہ ہمت ہاری انھوں نے ان مصائب کی وجہ سے جو ان پر اللہ کی راہ میں واقع ہوئیں اور نہ ان کے قلب یا بدن کا زور گھٹا اور نہ وہ دشمن کے سامنے دبے کہ ان سے عاجزی اور خوشامد کی باتیں کرنے لگے ہوں اور اللہ تعالیٰ کو ایسے صابر یعنی مستقل مزاجوں سے محبّت ہے جو دین کے کام میں ایسے ثابت رہیں۔ (آلِ عمران)

۴۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو لوگ احکامِ دین پر صابر و ثابت قدم رہیں، ہم ان کو اچھے کاموں کے عوض میں ان کا اجر ان کو ضرور دیں گے۔ (سورۂ نحل)

۵۔ اللہ تعالیٰ نے ایک طویل آیت میں دُوسرے اعمال کے ساتھ یہ بھی فرمایا اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، پھر آخر میں فرمایا ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔ (سورۂ احزاب)

اس میں سب قسمیں صبر کی آگئیں، صبر طاعات پر، اور معاصی سے اور صبر مصائب پر۔

۶۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ جب تم کو

ایسی چیز نہ بتلاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجوں کو بڑھاتا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ضرور بتلایئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا وضو کا کامل کرنا، ناگواری کی حالت میں کہ کسی وجہ سے وضو کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے مگر پھر ہمت کرتا ہے اور بہت سے قدم ڈالنا مسجدوں کی طرف یعنی دور سے آنا یا بار بار آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا (مسلم و ترمذی)

ایسے وقت وضو کرنا صبر کی ایک مثال ہے۔

۷۔ ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ مجھ کو میرے دلی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرنا، اگرچہ تیری بوٹیاں کاٹ دی جائیں اور تجھ کو آگ میں جلا دیا جائے۔ (ابن ماجہ)

ایسے وقت ایمان پر قائم رہنا صبر کی ایک مثال ہے اور کسی ظالم کی زبردستی کے وقت ایسی بات یا ایسا کام کرنا جو شرع کے خلاف ہے وہ معاف ہے اور کفر میں داخل نہیں کیونکہ دل تو ایمان سے بھرا ہے۔

۸۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰؓ کو ایک لشکر پر سردار بنا کر دریا کے سفر میں بھیجا۔ ان لوگوں نے اسی حالت میں اندھیری رات میں کشتی کا بادبان کھول رکھا تھا۔ اور کشتی چل رہی تھی، اچانک اُن کے اوپر سے کسی پکارنے والے نے پکارا۔ اے کشتی والو! ٹھہرو میں تم کو خدا تعالیٰ کے ایک حکم کی خبر دیتا ہوں جو اس نے اپنی ذات پر مقرر کر رکھا ہے۔ ابوموسیٰؓ نے کہا اگر تم کو خبر دینا ہے تو ہم کو خبر دو۔ اس پکارنے والے نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی ذات پر بات مقرر کر لی ہے کہ جو شخص گرمی کے دن میں روزہ رکھ کر اپنے کو پیاسا رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو پیاس کے دن یعنی قیامت میں جب پیاس کی شدت ہوگی سیراب فرمائے گا۔ (عین ترغیب از بزار)

یہ بھی صبر کی ایک مثال ہے۔

۹۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن پڑھتا ہو اور اس میں اٹکتا ہو اور وہ اس کو مشکل لگتا ہو اس کو دو ثواب ملیں گے۔ (بخاری و مسلم)

یہ بھی صبر کی ایک مثال ہے اور یہ پوری حدیث اوپر گزر چکی ہے۔

۱۰۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب میں زیادہ پیارا عمل وہ ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔ (بخاری و مسلم)
ظاہر ہے کہ اس طرح ہمیشہ نباہنے میں ضرور کسی نہ کسی وقت نفس کو دشواری ہوتی ہے اس لئے یہ بھی صبر کی ایک مثال ہے۔

۱۱۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دوزخ گھری ہوئی ہے (حرام) خواہشوں کے ساتھ اور جنّت گھری ہوئی ہے ناگوار چیزوں کے ساتھ۔ (مسلم)
جو عبادتیں نفس پر دشوار ہیں اور جن گناہوں سے بچنا دشوار ہے اس میں سب آ گئے۔

۱۲۔ ابوہریرہؓ اور ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو کوئی مصیبت یا کوئی مرض یا کوئی فکر یا کوئی رنج یا کوئی تکلیف یا کوئی غم نہیں پہنچتا یہاں تک کہ کانٹا جو چبھ جائے مگر اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے اس کے گناہ معاف فرماتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۱۳۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا شخص نہیں جو طاعون کے واقع ہونے کے وقت اپنی بستی میں صبر کئے ہوئے ٹھہرا رہے اور یہ اعتقاد رکھے کہ وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھ دیا ہے مگر ایسے شخص کو شہید کے برابر ثواب ملے گا۔ (بخاری)

اگرچہ مرے نہیں اور مرنے میں بڑے درجہ کی شہادت ہے۔ (مسلم)
لیکن گھر بدلنا یا محلّہ بدلنا یا اسی بستی کے جنگل میں چلے جانا اکثر علماء کے نزدیک جائز ہے بشرطیکہ بیماروں اور مُردوں کے حقوق ادا کرتا رہے۔

۱۴۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جب میں اپنے بندہ کو اس کی دو پیاری چیزوں کی مصیبت میں مبتلا کر دوں اس سے مراد دو آنکھیں ہیں جیسے راوی نے یہی تفسیر اسی حدیث میں کی ہے یعنی اس کی آنکھیں جاتی رہیں پھر وہ صبر کرے تو میں ان دونوں کے عوض میں اس کو جنّت دوں گا۔ (بخاری)

۱۵۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے مومن بندہ کے لئے جب کہ میں دُنیا میں رہنے والوں میں سے اس کے کسی پیارے کی جان لے لوں پھر وہ اس کو ثواب سمجھے اور صبر کرے، میرے پاس جنت کے سوا کوئی بدلہ نہیں (صحیح بخاری)

وہ پیارا خواہ اولاد ہو یا بیوی ہو یا شوہر ہو یا کوئی رشتہ دار ہو یا دوست ہو۔

۱۶۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب کسی بندہ کا بچہ مرجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندہ کے بچہ کی جان لے لی؟ وہ کہتے ہیں، ہاں، پھر فرماتا ہے تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا؟ وہ کہتے ہیں ہاں۔ پھر فرماتا ہے میرے بندہ نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں، حمد و ثنا کی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ؀ کہا، پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندہ کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ (احمد و ترمذی)

۱۷۔ حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اور ان کی طرف متوجہ ہو کر ہنستا ہے، جیسا اس کی شان کے لائق ہے اور ان کی حالت پر خوش ہوتا ہے۔ ان تین میں ایک وہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے جان دینے کو تیار ہو گیا جہاں اس کی شرطیں پائی جائیں پھر خواہ جان جاتی رہے اور خواہ اللہ تعالیٰ اس کو غالب کر دے اور اس کی طرف سے کافی ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے اس بندہ کو دیکھو میرے لئے کس طرح اپنی جان کو صابر بنا دیا۔ (طبرانی)

یہ صبر کا بیان ہو چکا، اب کچھ شکر کا بیان کرتا ہوں اور یہ شکر جس طرح خود اپنی ذات میں بھی ایک عبادت ہے اسی طرح اس میں ایک یہ بھی خاصیت ہے کہ اس سے ایک دوسری عبادت یعنی صبر آسان ہو جاتا ہے۔ عقلی طور سے بھی اور طبعی طور سے بھی ۔۔۔۔۔ عقلی طور سے تو اس طرح کہ جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو سوچنے کی اور ان پر خوش ہونے کی جو کہ شکر میں لازم ہے۔ عادت پختہ ہو جائے گی تو مصیبت وغیرہ کے وقت یہ بھی سوچے گا کہ جس ذات پاک کے اتنے احسانات ہوتے رہتے ہیں، اگر اس کی طرف سے کوئی تکلیف بھی پیش آگئی اور وہ بھی ہماری

ہی مصلحت اور ثواب کے لئے، جیسا اوپر حدیثوں سے معلوم ہوا تو اس کو خوشی سے برداشت کرنا چاہیئے، جیسے دُنیا میں اپنے محسنوں کی سختیاں خوشی سے گوارا کرلی جاتی ہیں، خاص کر جب بعد میں انعام بھی ملتا ہو اور طبعی طور پر اس طرح کہ نعمتوں کے سوچنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت ہو جائے گی اور جس سے محبت ہوتی ہے اس کی سختی ناگوار نہیں ہوتی جیسا دنیا میں عاشق کو اپنے معشوق کی سختیوں میں خاص لطف آتا ہے آگے اس شکر کے متعلق آیتیں اور حدیثیں آتی ہیں۔

۱۸۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یاد کرو، میں تم کو رحمت سے یاد کروں گا اور میرا شکر کرو ناشکری مت کرو۔ (البقرہ)

۱۹۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ہم بہت جلد جزا دیں گے، شکر کرنیوالوں کو۔ (آل عمران)

۲۰۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر تم میری نعمتوں کا شکر کروگے، میں تم کو زیادہ نعمت دوں گا خواہ دنیا میں بھی یا آخرت میں تو ضرور اور اگر تم ناشکری کروگے تو یہ سمجھ رکھو کہ میرا عذاب بڑا سخت ہے ناشکری میں اس کا احتمال ہے۔ (ابراہیم)

۲۱۔ ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، چار چیزیں ہیں کہ وہ جس شخص کو مل گئیں، اس کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں مل گئیں، دل شکر کرنیوالا اور زبان ذکر کرنے والی اور بدن جو بلا پر صابر ہو اور بیوی جو اپنی جان اور شوہر کے مال میں اس سے خیانت نہیں کرنا چاہتی (بیہقی)

خلاصہ یہ کہ کوئی وقت خالی نہیں کہ انسان پر کوئی نہ کوئی حالت نہ ہوتی ہو خواہ طبیعت کے موافق خواہ طبیعت کے مخالف، اوّل حالت پر شُکر کا حکم ہے دوسری حالت پر صبر کا حکم ہے تو صبر و شکر ہر دم کے کرنے کے کام ہوئے مسلمانو! اس کو نہ بھولنا، پھر دیکھنا ہر وقت کیسی لذّت و راحت میں رہو گے۔

یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں اور جو دوسری کتاب سے لی ہے اس پر لفظ عین لکھ دیا ہے۔

روح بست و چہارم

دیانتدار اور نیک لوگوں سے مشورہ لینے کا بیان

اور آپس میں محبت اور ہمدردی اور اتفاق رکھنا اور معاملات یعنی لین دین وغیرہ میں اور معاشرت یعنی میل جول میں اس کا خیال رکھنا کہ میرے برتاؤ سے کسی کو ظاہری و باطنی تکلیف یا میری بات سے کسی کو دھوکا نہ ہو اور اس کا نام "حُسنِ معاشرت" ہے، یہ تین چیزیں ہوئیں مشورہ، اتفاق، صفائی معاملہ و حُسن معاشرت اور یہ تینوں چیزیں مستقل طور پر بھی مقصود ہیں یعنی ان کا الگ الگ بھی حکم ہے جیسا آگے آنے والی آیتوں اور حدیثوں سے معلوم ہوگا اور ایک کا دوسرے سے خاص تعلق بھی ہے، مثلاً مشورہ پر اسی وقت بھروسہ ہو سکتا ہے، جب مشورہ والوں میں باہم محبت و اتفاق ہو اور محبت و اتفاق اسی وقت قائم رہ سکتا ہے جب ایک کو دوسرے سے کوئی نقصان یا تکلیف ظاہری یا باطنی نہ پہنچی ہو، اسی طرح دوسری طرف سے کسی کو تکلیف یا نُقصان سے بچانے کا خیال پورے پورے طور سے تب ہی ہو سکتا ہے جب اس سے محبت و ہمدردی ہو اور اتفاق و محبت کو پوری ترقی اس سے ہوتی ہے کہ ایک دوسرے کو اپنے مشورہ میں شریک رکھے اس خاص تعلق کی وجہ سے ان تینوں چیزوں کو مثل ایک ہی چیز کے قرار دے کر سب کا ساتھ ہی ذکر کیا جاتا ہے۔ اب ترتیب سے ایک کا بیان کرتا ہوں۔

مشورہ: اس میں دنیا کا بھی فائدہ ہے کہ اس سے کاموں میں غلطی کم ہوتی ہے۔

۱۔ سہیل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اطمینان کے ساتھ کام کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جلدی کرنا شیطان کی طرف سے ہے۔

اور ظاہر ہے کہ مشورہ میں جلد بازی کا انسداد ہے اور یہ ان ہی اُمور میں ہے جن میں دیر

کی گنجائش ہے اور دین کا فائدہ بھی ہے کہ شریعت میں اس کی فضیلت بھی آئی ہے۔

۱۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے، اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) ان صحابہؓ سے خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجیئے۔ پھر مشورہ لینے کے بعد جب آپ ایک جانب رائے پختہ کرلیں خواہ وہ ان کے مشورہ کے موافق ہو یا مخالف ہو تو خدا تعالیٰ پر اعتماد کرکے اسی کام کو کر ڈالا کیجیئے۔ بیشک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔ (آلِ عمران)

خاص خاص باتوں سے مُراد وہ اُمور ہیں جن میں وحی نازل نہ ہوئی ہو اور مہتم بالشان بھی ہوں یعنی معمولی نہ ہوں کیونکہ وحی کے بعد اس کی گنجائش نہیں اور معمولی کاموں میں مشورہ منقول نہیں جیسے دُو وقت کا کھانا وغیرہ۔

۲۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے عام لوگوں کی سرگوشیوں میں خیر یعنی ثواب اور برکت نہیں ہوتی ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ خیر خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے کی ترغیب دیتے ہیں اور اس تعلیم و ترغیب کی تکمیل و انتظام کے لئے تدبیریں اور مشورے کرتے ہیں ان کی سرگوشی میں البتہ خیر یعنی ثواب و برکت ہے۔ (نساء)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض اوقات مشورہ خفیۃً ہی مصلحت ہے اور مناسب۔

۴۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ان مؤمنوں کا ہر کام جو قابلِ مشورہ ہو جس کا بیان اُوپر آچکا ہے آپس کے مشورے سے ہوتا ہے۔ (شوریٰ)

مشورے پر مومنین کی مدح فرمانا مشورہ کی خوبی کی صاف دلیل ہے۔

۵۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعۂ بدر میں جانے کے متعلق صحابۂ کرامؓ سے مشورہ فرمایا۔ (عین مسلم)

۶۔ میمون بن مہران سے روایت ہے کہ کسی مقدمہ میں حضرت ابوبکرؓ کو قرآن و حدیث میں حکم نہ ملتا تو بڑے لوگوں کو اور نیک لوگوں کو جمع کرکے ان سے مشورہ لیتے جب ان کی رائے متفق ہو جاتی تو اس کے موافق فیصلہ فرماتے۔

(عین حکمت بالغہ عن اِزَالۃُ الخفاء عن الدارمی)

رائے کا متفق ہونا عمل کی شرط نہیں۔ (لعزمہ علی القتال بمانعی الزکوٰۃ مع اختلاف الجماعۃ)

۷۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے اہلِ مشورہ علماء ہوتے تھے، خواہ بڑی عمر کے ہوں یا جوان ہوں۔ (عین بخاری)

اخیر کی تین حدیثوں سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا معمول تھا مشورہ لینے کا۔

۸۔ جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی سے مشورہ لینا چاہے تو اس کو مشورہ دینا چاہیئے۔ (عین ابن ماجہ)

اب مشورے کے کچھ آداب ذکر کیے جاتے ہیں:

۹۔ کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی معرکہ کا ارادہ فرماتے تو اکثر دوسرے واقعہ کا پردہ فرماتے۔ الآخر (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ جس مشورہ کا ظاہر کرنا مضر ہو اس کو ظاہر نہ کرنا چاہیئے۔

۱۰۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجلسیں امانت کے ساتھ ہیں یعنی کسی مجلس میں کسی معاملہ کے متعلق کچھ باتیں ہوں ان کو باہر ذکر نہ کرنا چاہیئے۔ اس میں مجلس مشورہ کی مجلس بھی آگئی مگر تین مجلس۔ الخ (ابوداؤد)

ان تینوں مجلسوں کا حاصل یہ ہے کہ کسی کی جان یا مال یا آبرو لینے کا مشورہ یا تذکرہ ہوا اس کو چھپانا جائز نہیں اور جب خاص آدمی کے ضرر کے شبہ میں ظاہر کرنا گناہ ہے تو جس کے ظاہر کرنے میں عام مسلمانوں کا ضرر ہو، اس کا ظاہر کرنا تو اور زیادہ گناہ ہوگا۔

۱۱۔ حاطب بن ابی بلتعہ نے بدنیتی سے نہیں بلکہ غلط فہمی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسا ہی راز کفار کو پہنچادیا تھا۔ اس پر سورۂ ممتحنہ کی شروع آیتوں میں تنبیہ کی گئی۔

(عین درمنثور از کتب حدیث)

بلکہ جس معاملہ کا بھی تعلق عام مسلمانوں سے ہو، اگرچہ اس کے ظاہر کرنے میں کوئی نقصان بھی معلوم نہ ہوتا ہو، تب بھی بجز ان لوگوں کے جو عقل اور شرع کے موافق اس معاملہ کو ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں عام لوگوں پر اس کو ظاہر نہ کرنا چاہیئے کیونکہ ممکن ہے کہ اس کے نقصان کی طرف اس شخص کی نگاہ نہ پہنچی ہو۔

۱۲۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے، اور جب ان لوگوں کو کسی امر جدید کی بھی خبر پہنچتی ہے خواہ وہ امر موجبِ امن ہو یا موجبِ خوف ہو تو اس خبر کو فوراً مشہور کر دیتے ہیں، اس میں ایسے اخبار اڑا ایسے جلسے آگئے، حالانکہ کبھی وہ غلط ہوتی ہے کبھی اس کا مشہور کرنا خلافِ مصلحت ہوتا ہے اور اگر بجائے خود مشہور کرنے کے یہ لوگ اس خبر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے اوپر اور جو اُن میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں یعنی اکابر صحابہؓ ان کی رائے کے اوپر حوالے رکھتے، خود کچھ دخل نہ دیتے تو اس کو وہ حضرات پہچان لیتے جو ان میں تحقیق کر لیا کرتے۔ پھر جیسا یہ حضرات عملدرآمد کرتے، ویسا ہی ان خبر اُڑانے والوں کو کرنا چاہیئے تھا۔ (سورۃ نساء)

اور اس آیت سے اکثر اخباروں کا خلافِ حدود ہونا معلوم ہو گیا۔ البتہ جو اخبار حدود کے اندر ہوں اس کا مفید ہونا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

۱۳۔ ابن ابی ہالہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحابؓ کے حالات کی تلاش رکھتے تھے اور خاص لوگوں سے پوچھتے رہتے کہ عام لوگوں میں کیا واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ (عین شمائل ترمذی)

۱۴۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور مضبوط پکڑے رہو، اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کو اس طور پر کہ باہم نا اتفاقی مت کرو۔ (آل عمران)

۱۵۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اللہ تعالیٰ نے ان مسلمانوں کے دلوں میں اتفاق پیدا کر دیا۔ سورۂ انفال۔ احسان کے موقع پر ذکر کرنے سے معلوم ہوا کہ اتفاق بڑی نعمت ہے۔

۱۶۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور تمام امور میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کا لحاظ کیا کرو کہ کوئی کام خلافِ شرع نہ ہو اور آپس میں نزاع مت کرو ورنہ باہمی نا اتفاقی سے کم ہمت ہو جاؤ گے کیونکہ قوتیں منتشر ہو جائیں گی۔ ایک کو دوسرے پر وثوق نہ ہو گا اور اکیلا آدمی کیا کر سکتا ہے؟ اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ (سورۂ انفال)

مراد اس سے بے رعبی ہے کیونکہ دوسروں کو اس نا اتفاقی کی اطلاع ہونے سے یہ امر لازمی ہے۔ اس میں نا اتفاقی کی برائی اور اصل چیز اللہ و رسولؐ کی اطاعت یعنی دین کا ہونا مذکور ہے۔

۱۷۔ ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا

میں تم کو ایسی چیز کی خبر نہ دوں جو اپنے بعض آثار کے اعتبار سے روزہ اور صدقہ، زکوٰۃ اور نماز کے درجہ سے بھی افضل ہے، لوگوں نے عرض کیا، ضرور خبر دیجئے۔ آپ نے فرمایا، وہ آپس کے تعلقات کو درست رکھنا ہے اور آپس کا بگاڑ دین کو مونڈ دینے والی چیز ہے۔ (ابوداؤد ترمذی)

اور جن باتوں سے اتفاق پیدا ہوتا ہے یا اتفاق قائم رہتا ہے یعنی آپس کے حقوق میں کوتاہی کرنا ان کا بیان گزر چکا ہے۔ صفائی معاملہ و حسنِ معاشرت میں جن لوگوں کو دین کا تھوڑا سا بھی خیال ہے وہ پہلی بات کا یعنی صفائی معاملہ کا تو کچھ خیال کرتے بھی ہیں اور مسائل نہ جاننے سے کچھ کوتاہی ہو جائے تو اور بات ہے۔ اس کا آسان علاج یہ ہے کہ میرا " رسالہ صفائی معاملات " اور پانچواں حصہ بہشتی زیور کا دیکھ لیں یا سُن لیں یا جو معاملہ پیش آیا کرے اس کا حکم کسی عالم سے پوچھ لیا کریں۔ اور اگر خود خیال نہیں کرتا تو دوسرا شخص جس کا حق ہے وہ تقاضا کر کے اس کے کان کھول دیتا ہے اس لئے اس جگہ اس کے لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ لیکن دوسری چیز یعنی حسنِ معاشرت کا بہت سے دین دار لوگ بھی خیال نہیں کرتے بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ محض دنیا کا ایک انتظام ہے۔ اس کا دین سے کچھ تعلق نہیں۔ اس لئے اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔

اس کے متعلق کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں :

۱۸۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے، اے ایمان والو! تم اپنے خاص رہنے کے گھروں کے سوا جن میں کسی دوسرے کے ہونے کا احتمال ہی نہیں، جیسے اپنے خاص کمرے، دوسرے گھروں میں جن میں دوسرے لوگ رہتے ہوں خواہ مرد خواہ عورتیں، خواہ محرم خواہ غیر محرم داخل مت ہو جب تک کہ ان سے اجازت حاصل نہ کر لو۔ (سورۂ نور)

آگے ارشاد فرمایا :

اور اگر اجازت لینے کے وقت تم سے یہ کہہ دیا جائے کہ اس وقت لوٹ جاؤ! تو تم لوٹ آیا کرو۔ (سورۂ نور)

اور یہی لوٹ آنے کا بخاری و مسلم کی حدیث میں حکم ہے، جب تین بار پوچھنے پر اجازت نہ ملے۔

یہ مسئلہ اجازت چاہنے کا زنانہ و مردانہ سب گھروں کے لئے ہے اور اس میں تین حکمتیں ہیں۔

ایک یہ کہ گھر والے کے کسی ناجائز موقع پر نظر نہ پڑ جائے۔
دوسرے یہ کہ کسی ایسی حالت کی خبر نہ ہو جائے جس کی خبر ہونا اس کو ناگوار ہے۔
تیسرے یہ کہ بعض اوقات دل پہ گرانی ہوتی ہے خواہ آرام میں خلل پڑنے سے خواہ کسی کام میں حرج ہونے سے، خواہ ملنے ہی کو جی نہیں چاہتا۔

۱۹۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے، اے ایمان والو! جب تم سے کہا جاوے یعنی صدر مجلس کہدے کہ مجلس میں جگہ کھول دو، جس میں آنے والے کو بھی جگہ مل جائے تو تم جگہ کھول دیا کرو اور آنے والے کو جگہ دے دیا کرو، اللہ تعالیٰ تم کو جنّت میں کھلی جگہ دے گا اور جب کسی ضرورت سے یہ کہا جائے کہ مجلس سے اُٹھ کھڑے ہوا کرو، خواہ خلوت کی ضرورت سے اُٹھائے اور خواہ دوسری جگہ بیٹھنے کے لئے اٹھائے۔ (سورۂ مجادلہ)

۲۰۔ حضرت اُمّ المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری باری کی رات میں اوّل بستر پر لیٹ گئے پھر اتنا ہی توقف فرمایا کہ، آپ نے یہ سمجھا کہ میں سو گئی سو اپنا چادرہ آہستہ سے لیا اور نعل مُبارک آہستہ سے پہنے اور دروازہ آہستہ سے کھولا اور باہر تشریف لے گئے پھر دروازہ آہستہ سے بند کر دیا اور بقیع میں تشریف لے گئے اور واپسی پہ اس کی وجہ میں یہ فرمایا کہ میں یہ سمجھا کہ تم سو گئیں اور میں نے تمہارا جگانا پسند نہیں کیا۔ اور مجھ کو اندیشہ ہوا کہ تم جاگ کر اکیلی گھبراؤ گی۔ (عین مسلم)

حدیث میں صاف مذکور ہے کہ آپ نے سب کام اس لئے آہستہ کئے کہ حضرت عائشہؓ کو تکلیف نہ ہو خواہ جاگنے کی وجہ سے خواہ صرف گھبرانے کی۔

۲۱۔ حضرت مقدادؓ سے روایت ہے کہ ہم تین آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان تھے اور آپ ہی کے یہاں مقیم تھے۔ بعد عشاء ہم کر لیٹ رہتے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دیر میں تشریف لاتے تو چونکہ مہمانوں کے سونے جاگنے دونوں کا احتمال ہوتا تھا۔ اس لئے سلام فرماتے کہ شاید جاگتے ہوں تو سن لیں اور اگر سوتے ہوں تو آنکھ نہ کھلے۔

(عین مسلم بحاصلہ)

ف یعنی جنّت البقیع

حسنِ معاشرت کا مضمون اس جگہ لکھ دیا۔ اس کی تفصیل معلوم کرنے کے لئے رسالہ "آدابِ معاشرت" اور دسواں حصہ بہشتی زیور کا شروع ہنر اور پیشوں کے بیان تک ضرور دیکھ لیں یا سن لیں۔

اور یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں مگر جو دوسری کتابوں سے لی ہیں، ان میں لفظ عین لکھ دیا ہے۔

روح بست وپنجم

امتیازِ قومی

یعنی وضع ولباس کا طرز غیر اسلامی نہ ہونا چاہیئے

یعنی اپنا لباس، اپنی وضع، اپنی بول چال، اپنا برتاؤ وغیرہ غیر مذہب والوں سے الگ رکھنا۔ دوسری قوموں کی وضع وعادات بلاضرورت اختیار کرنے کو شریعت نے منع کیا ہے۔ پھر ان میں بعضی چیزیں تو ایسی ہیں کہ اگر دوسری قوموں سے ان کی خصوصیت نہ بھی رہے تب بھی گناہ رہیں گی۔ جیسے ڈاڑھی منڈانا، یا حد سے باہر کتروانا، یا گھٹنوں سے اونچا پاجامہ یا جانگھیا پہننا کہ ہر حال میں ناجائز ہے اور اگر اس کے ساتھ شرعی وضع کو حقیر سمجھے یا اس کی برائی کرے تو پھر گناہ سے گزر کر کفر ہو جائے گا اور بعضی چیزیں ایسی ہیں کہ اگر دوسری قوموں سے انکی خصوصیت نہ رہے تو گناہ نہ رہیں گی اور خصوصیت نہ رہنے کی پہچان یہ ہے کہ ان چیزوں کے دیکھنے سے عام لوگوں کے ذہن میں کھٹک نہ ہو کہ یہ وضع تو فلانے لوگوں کی ہے۔ جیسے انگرکھا یا اچکن پہننا۔ مگر جب تک یہ خصوصیت ہے اس وقت تک منع کیا جائے گا۔ جیسے ہمارے ملک میں کوٹ پتلون پہننا، یا گورگابی پہننا، یا دھوتی باندھنا یا عورتوں کو لہنگا پہننا۔ پھر ایسی چیزوں میں جو دوسری قوموں کی محض قومی وضع ہیں جیسے کوٹ پتلون وغیرہ یا قومی وضع کی طرح ان کی عام عادت ہے جیسے میز کرسی پر یا چھری کانٹے سے کھانا، اس کے اختیار کرنے سے صرف گناہ ہی ہوگا۔ کہیں کم کہیں زیادہ اور جو چیزیں دوسری قوموں کی مذہبی وضع ہیں۔ ان کا اختیار کرنا کفر ہوگا جیسے صلیب لٹکا لینا یا سر پر چوٹی رکھ لینا یا جنیو باندھ لینا یا ماتھے پر قشقہ لگا لینا یا جے پکارنا وغیرہ اور جو چیزیں دوسری قوموں کی نہ قومی وضع ہیں نہ مذہبی وضع ہیں گو ان کی ایجاد ہوں اور عام ضرورت کی چیزیں ہیں، جیسے دیا سلائی یا گھڑی یا کوئی حلال دوا یا مختلف سواریاں یا ضرورت کے بعضے نئے آلات، جیسے ٹیلی گراف یا ٹیلیفون یا نئے ہتھیار یا نئی ورزشیں جن کا بدل ہماری قوم

میں نہ ہو، ان کا برتنا جائز ہے، نہ کہ گانے بجانے کی چیزیں، جیسے گراموفون یا ہارمونیم وغیرہ۔ مگر ان جائز چیزوں کی تفصیل اپنی عقل سے نہ کریں بلکہ علماء سے پوچھ لیں اور مسلمانوں میں جو فاسق یا بدعتی ہیں خواہ وہ بدعتی دین کے رنگ میں ہوں خواہ دنیا کے رنگ میں ہوں، ان کی وضع اختیار کرنا بھی گناہ ہے گو کافروں کی وضع سے کم سہی۔ بلکہ مرد کو عورت کی وضع اور عورت کو مرد کی وضع بنانا گناہ ہے پھر ان سب ناجائز وضعوں میں اگر پوری وضع بنائی تو گناہ ہوگا۔ اگر ادھوری بنائی اس سے کم ہوگا اور اس سے یہ بھی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ مسئلہ جس طرح شرعی ہے اسی طرح عقلی بھی ہے کیونکہ مرد کے لئے زنانہ وضع بنانے کو ہر شخص عقل سے بُرا سمجھتا ہے حالانکہ دونوں مسلمان اور صالح ہیں تو جہاں مسلمان اور کافر کا فرق ہو یا صالح و فاسق کا فرق، وہاں کافر یا فاسق کی وضع بنانے کو کس کی عقل اجازت دے سکتی ہے۔ اب کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں۔

۱۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور شیطان نے یوں کہا کہ میں ان کو اور بھی تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑیں گے، جیسے ڈاڑھی منڈانا، بدن گودنا وغیرہ۔ (نسائی)

بعضی تبدیلی تو صورت بگاڑنا ہے اور حرام ہے جیسی اور مثالیں لکھی گئیں اور بعضی تبدیلی صورت کا سنوارنا ہے اور واجب ہے جیسے لبیں ترشوانا، ناخن ترشوانا، بغل، زیرناف کے بال لینا اور بعضی تبدیلی جائز ہے جیسے مرد کو سر کے بال منڈا دینا یا کٹا دینا یا مٹھی سے زیادہ ڈاڑھی کٹا دینا، اس کا فیصلہ شریعت سے ہوتا ہے نہ کہ رواج سے، کیونکہ اوّل تو رواج کا درجہ شریعت کے برابر نہیں، دوسری ہر جگہ کا رواج مختلف پھر وہ ہر زمانے میں بدلتا رہتا ہے۔

۲۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے، ظالموں یعنی نافرمانوں کی طرف باعتبار دوستی یا شرکت اعمال و احوال کے مت جھکو، کبھی تم کو دوزخ کی آگ لگ جائے۔ الخ (سورہ ہُود)

یہ یقینی بات ہے کہ اپنی وضع و طریقہ چھوڑ کر دوسرے کی وضع اور طریقہ خوشی سے تب ہی اختیار کرتا ہے جب اس کی طرف دل جھکے اور نافرمانوں کی طرف جھکنے پر دوزخ کی وعید فرمائی ہے۔ اس سے صاف ثابت ہوا کہ ایسی وضع اور طریقہ اختیار کرنا گناہ ہے۔

۳۔ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر دو کپڑے کسم کے رنگے ہوئے دیکھے تو فرمایا، یہ کفار کے کپڑوں میں سے ہیں ان کو مت پہنو (مسلم)

ایسا کپڑا مرد کے لئے خود بھی حرام ہے مگر آپ نے ایک وجہ یہ بھی فرمائی معلوم ہوا کہ اس وجہ میں بھی اثر ہے۔ پس یہ وجہ جہاں کہیں پائی جائے گی یہی حکم ہوگا۔

۴۔ رکانہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ٹوپیوں کے اوپر عمامہ کا ہونا فرق ہے ہمارے اور مشرکین کے درمیان۔ (ترمذی)

مرقاۃ میں ہے کہ معنی یہ ہیں کہ ہم عمامہ ٹوپیوں کے اوپر باندھتے ہیں اور مشرکین صرف عمامہ باندھتے ہیں۔

۵۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضع وغیرہ میں کسی قوم کی شباہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ (احمد وابو داؤد)

یعنی اگر کفار و فساق کی وضع بنادے گا وہ گناہ میں ان کا شریک ہوگا۔

۶۔ ابی ریحانہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں سے منع فرمایا۔ ان میں یہ بھی ہے اور اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے کپڑوں کے نیچے حریر لگائے مثل عجمیوں کے یا اپنے شانوں پر حریر لگائے مثل عجمیوں کے۔ (ابوداؤد ونسائی)

اس میں بھی وہی تقریر ہے جو نمبر ۲ میں گزری۔

۷۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ لعنت کرے ان مردوں پر جو عورتوں کی شباہت بناتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی شباہت بناتی ہیں۔ (بخاری)

۸۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورت کی وضع کا لباس پہنے اور اس عورت پر بھی جو مرد کی وضع کا لباس پہنے۔

(ابوداؤد)

۹۔ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ سے کہا گیا کہ ایک عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد)

آج کل عورتوں میں اس کا عام رواج ہے اور بعضی تو انگریزی جوتا پہنتی ہیں جس سے

دُو گناہ ہوتے ہیں، ایک مردوں کی وضع کا، دوسرا غیر قوم کی وضع کا۔

۱۰۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، لعنت کرے اللہ تعالیٰ بال میں بال چپکانے والی کو جس سے غرض دھوکہ دینا ہو کر دیکھنے والوں کو لانبے معلوم ہوں اور گودنے والی کو اور گدوانے والی کو۔ (بخاری و مسلم)

مردوں کا بھی یہی حکم ہے۔

۱۱۔ حجاج بن حسّان سے روایت ہے کہ ہم حضرت انسؓ کی خدمت میں گئے، حجاج اس وقت بچّے تھے کہتے ہیں کہ میری بہن مغیرہ نے مجھ سے قصّہ بیان کیا کہ تم اس وقت بچّے تھے اور تمہارے سر پر بالوں کے دو چٹلے یا گچھے تھے۔ حضرت انسؓ نے تمہارے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دُعا کی اور فرمایا ان کو منڈوا دو یا کاٹ دو کیونکہ یہ وضع یہود کی ہے (ابوداؤد)

۱۲۔ عامر بن سعدؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صاف رکھو اپنے مکانوں کے سامنے میدانوں کو اور یہود کے مشابہ نہ ہو وہ میلے کچیلے ہوتے تھے (ترمذی)

فائدہ: جب گھر سے باہر کے میدان کو میلا رکھنا یہود کی مشابہت کے سبب ناجائز ہے تو خود اپنے بدن کے لباس میں مشابہت کیسے جائز ہوگی

۱۳۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاھل دیہاتی لوگ مغرب کی نماز کے نام پر تم پر غالب نہ آجائیں اور یہ دیہاتی اس کو عشا کہتے تھے یعنی تم اس کو عشا مت کہو مغرب کہو اور یہ بھی فرمایا کہ جاہل دیہاتی لوگ عشا کی نماز کے نام میں تم پر غالب نہ آجائیں، کتاب اللہ میں عشا ہے اور وہ اس کو عتمہ کہتے تھے، اس لئے کہ عتمہ یعنی اندھیرے میں اونٹوں کا دُودھ دوہا جاتا تھا۔ (مسلم)

۱۴۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں عربی کمان تھی۔ آپؐ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ میں فارس کی کمان تھی۔ آپ نے فرمایا اس کو پھینک دے اور عربی کمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس کو لو اور جو اس کے مشابہ ہے۔ الخ (ابن ماجہ)

فارسی کمان کا بدل عربی کمان تھی، اس لئے اُس کے استعمال سے منع فرمایا۔ معلوم ہوا کہ

برتنے کی چیزوں میں بھی غیر قوم کی مشابہت سے بچنا چاہیئے، جیسے کانسی، پیتل کا برتن، بعضی جگہ غیر قوموں سے خصوصیت رکھتے ہیں۔

۱۵۔ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قرآن کو عرب کے لہجے اور آواز میں پڑھو یعنی صحیح اور بلا تکلف اور اپنے کو اہل عشق کے لہجے سے اور دونوں اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کے لہجہ سے بچاؤ، الخ (بیہقی و رزین)

معلوم ہوا کہ پڑھنے میں بھی غیر قوموں اور بے شرع لوگوں کی مشابہت سے بچنا چاہیئے۔

۱۶۔ ایک شخص روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے اُمّ سعد دختر ابوجہل کو دیکھا کہ ایک کمان لٹکائے ہوئے تھی اور مردوں کی چال چل رہی تھی۔ عبداللہ نے کہا کہ یہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ یہ امّ سعد دختر ابوجہل ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، فرماتے تھے۔ ایسا شخص ہم میں سے الگ ہے جو عورت ہو کر مردوں کی مشابہت کرے یا مرد ہو کر عورتوں کی مشابہت کرے۔ (احمد و طبرانی)

۱۷۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہماری جیسی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف رُخ کرے اور ہمارے ذبح کیے ہوئے کھائے، وہ ایسا مسلمان ہے جس کے لئے اللہ کی ذمہ داری ہے اور اس کے رسولؐ کی۔ لوگو! اللہ کی ذمہ داری میں خیانت مت کرو یعنی اس کے اسلامی حقوق ضائع مت کرو۔ (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ کھانے کی جن چیزوں کو مسلمانوں کے ساتھ خاص تعلق ہے، ان کا کھانا بھی نماز وغیرہ کی طرح علامت ہے اسلام کی۔ سو بعضے آدمی جو گائے کا گوشت بلا عذر کسی کی خاطر چھوڑ دیتے ہیں، اس کا ناپسند ہونا اس سے معلوم ہوا، ویؤیدہٗ شانِ نزول قولہ تعالیٰ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً

غرض ہر بات میں اسلامی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ دین کی باتوں میں بھی، دنیا کی باتوں میں بھی۔

۱۸۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری اُمت تہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی، سب فرقے دوزخ میں جائیں گے بجز ایک مِلّت کے

لوگوں نے عرض کیا اور وہ فرقہ کون سا ہے جو دوزخ سے نجات پائے گا؟ آپؐ نے فرمایا جس طریقہ پر میں اور میرے اصحابؓ ہیں۔ (ترمذی)

طریقہ سے مراد واجب طریقہ ہے جس کے خلاف دوزخ کا ڈر ہے اور آپؐ نے اس طریقہ میں کسی چیز کی تخصیص نہیں فرمائی تو اس میں دین کی باتیں بھی آگئیں اور دنیا کی بھی۔ البتہ کسی چیز کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا طریقہ ہونا اور اس کا واجب ہونا کبھی قول سے معلوم ہوتا ہے کبھی فعل سے کبھی نص یعنی صاف عبارت سے کبھی اجتہاد اور اشارہ سے جس کو صرف عالم لوگ سمجھ سکتے ہیں، عام لوگوں کو ان کے اتباع سے چارہ نہیں اور بدون ان کے اتباع کے غیر عالم لوگوں کا دین بچ نہیں سکتا۔

ختمِ کلام: جس قسم کے اعمال کا فہرست کے دیباچہ میں ذکر ہے، ان میں اس وقت جس عمل کو سوچتا ہوں وہ ان پچیس حصوں میں پاتا ہوں، اجمالاً یا تفصیلاً اس لیے رسالہ کو ختم کرتا ہوں البتہ ذوقاً کسی کے ذہن میں اور کوئی عمل آئے یا ان میں سے کسی حصہ کی تفصیل مصلحت معلوم ہو وہ اس کا ضمیمہ بن سکتا ہے۔

شکرِ انعام: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری طرف سے پہنچاتے رہو اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔ (بخاری)

ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص دین کے احکام میں چالیس حدیثیں محفوظ کرکے میری اُمت پر پیش کردے اللہ تعالیٰ اس کو فقیہ کرکے اُٹھائے گا اور میں قیامت کے دن اس کا سفارشی اور گواہ ہوں گا۔ (بیہقی)

اس کتاب میں اکثر احادیث مشکوٰۃ شریف کی ہیں، ہر حدیث کے اختتام پر احادیث کا حوالہ بھی دے دیا ہے اور بعض احادیث کا حوالہ فٹ نوٹ میں دے دیا گیا ہے۔

الحمدللہ کہ ان حصوں میں نوّے سے زائد آیتوں کی اور غیر مکرر دمرفوع تین سو چالیس سے زائد حدیثوں کی تبلیغ ہوگئی۔ اگر کوئی ان حصوں کو چھپوا کر تقسیم کرے یہ ثواب اس کو بھی ملے گا۔

اشرف علی

ضمیمہ حیوۃ المسلمین

محمد اقبال قریشی، ناظم مرکز مجلس صیانۃ المسلمین۔ ہارون آباد۔ بہاولنگر

احقر نے حیاۃ المسلمین کی احادیث تخریج کے دوران سیدی و مرشدی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ سے "روح جہاد و شہادت" بطور اضافہ تحریر فرمانے کی درخواست کی تو آپ نے اس ناچیز کی درخواست کو قبول فرماتے ہوئے والا نامہ میں تحریر فرمایا کہ:

"احقر کے لئے آپ نے حیوٰۃ المسلمین میں روح جہاد و شہادت کے اضافہ کا مشورہ دیا ہے دل کو بہت لگا اور اسوقت اسکی ضرورت بھی شدید ہے، اگرچہ قوی جواب دے رہے ہیں۔ مگر اللہ کے نام پر اس کے لکھنے کا خیال تو پیدا ہوا، آجکل اپنی ساری توانائی تفسیر معارف القرآن پر خرچ کر رہا ہوں، وقت نکل سکا تو انشاء اللہ یہ بھی لکھوں گا۔"

لیکن افسوس ملکی حالات کے سبب تحریر نہ فرما سکے۔ چنانچہ ۱۷ ذیقعد ۱۳۹۱ھ کے والا نامہ میں تحریر فرمایا کہ:

"عنایت نامہ کا جواب بہت دیر کے بعد لکھ رہا ہوں، اپنے ضعف و امراض کے ساتھ ملک کے حالات نے کمر شکستہ نیم مردہ کر رکھا ہے۔ حیوٰۃ المسلمین میں روح جہاد کے اضافے کی تجویز اچھی معلوم ہوئی۔ احقر نے جہاد کے موضوع پر رسالہ جہاد میں احادیث جمع کر دی ہیں، آپ کے نام پر بذریعہ بک پوسٹ بھیج رہا ہوں، اگر اس میں سے روح جہاد آپ ہی انتخاب فرمالیں تو بہتر ہوگا۔"

احقر نے مذکورہ رسالہ کے اضافات و افادات سے روح جہاد و شہادت لکھ کر نظر انور سے گزرنے کے لئے بھیجی تو باوجود ضعف بصر و دیگر امراض اور ہجوم مشاغل کے سارا مسودہ دیکھ کر والا نامہ تحریر فرمایا: ——— مسودہ پہنچا، سب دیکھ لیا، جہاں آیتوں کے حوالے نہیں تھے وہ لکھ دیئے، ایک نئے عنوان کا اضافہ نئی سرخی سے لکھ دیا، باقی سب درست ہے، اللہ تعالیٰ نافع و مفید بنائے ——— والسلام، بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ جمعہ ۲۵ ۱۲/۹۱ھ

روح بست وششم

تلخیص رسالہ جہاد مؤلفہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم

جہاد کے معنے لغت میں کسی کام کے لئے اپنی پوری کوشش اور توانائی خرچ کرنے کے ہیں۔ اور شریعت کی اصطلاح میں اللہ کا کلمہ بلند کرنے اور دشمن کی مدافعت کرنے میں جان، مال، زبان، قلم کی پوری طاقت خرچ کرنے کو جہاد کہا جاتا ہے۔

شروع میں فضائل سے متعلق ہر عنوان کے تحت آیات قرآنی و احادیث لکھی جائیں گی اس کے بعد اسی ترتیب سے جہاد نہ کرنے پر وعید کے بارے میں آیات و احادیث لکھی جائینگی

(۱) وَجَاهِدُوا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (سورۂ حج آیت) — ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے جہاد کرو اللہ کی راہ میں پورا جہاد۔

ف۔ امام راغب اصفہانی نے اس ارشاد قرآنی کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ آیت جہاد کی تین قسموں کو شامل ہے (۱) کھلے دشمن سے مقابلہ (۲) شیطان اور اس کے پیدا کئے ہوئے خیالات کا مقابلہ (۳) خود اپنے نفس کی ناجائز خواہشات کا مقابلہ۔

(۲) وَاَعِدُّوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللهِ وَعَدُوَّكُمْ (سورۂ انفال آیۃ) — ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور تیار کرو تم دشمن کے لئے سامان جنگ اور سجے ہوئے گھوڑے تاکہ دھاک پڑ جائے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر۔

ف: اس میں ہر زمانہ اور ہر مقام کے مناسب اسلحہ اور سامان جنگ جمع کرنے کی تاکید ہے۔

(۳) یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْھُمُ الْاَدْبَارَ وَمَنْ یُّوَلِّھِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَہٗ ... فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ	اے ایمان والو! جنگ میں کافروں سے تمہارا مقابلہ ہو جائے تو تم اُن سے پشت نہ پھیرو۔ اور جس نے اس دن کافروں سے پشت پھیری تو اللہ کا غضب لے کر لوٹا۔ (سورۂ انفال آیت ۱۵-۱۶)

ف: ہاں اگر ایسی صورت پیش آجائے کہ مجاہدین کو حالات سے پورا اندازہ ہو جائے کہ اگر ہم اس وقت لڑیں گے تو ہم سب فنا ہو جائیں گے۔ اور دشمن کو نقصان نہ پہنچا سکیں گے تو دوسرے مسلمانوں سے کمک حاصل کرنے اور تیاری کے بعد لڑنے کی نیت سے اسوقت میدان چھوڑ دینا جائز ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

(۴) وَمَنْ یُّوَلِّھِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَہٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَۃٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَمَاْوٰىہُ جَھَنَّمُ (الانفال آیت ۱۶)	اور جس نے اس دن کافروں سے پشت پھیری بجز جنگی چال کے یا مسلمانوں کے کسی گروہ سے ملنے کے لئے تو اللہ کا غضب لے کر لوٹا۔
(۵) وَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ۔ (الانفال آیت ۶۵)	اگر تم میں سے بیس ثابت قدم رہنے والے ہوں تو دو سو پر غالب آجائیں گے اور اگر تم سو ہو تو ہزار پر غالب آجاؤ گے۔
(۱) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُجَاھِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بِاٰیَاتِ اللّٰہِ لَا	حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے لئے جہاد کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص مسلسل روزے رکھتا ہو اور رات بھر تہجّد کی نماز اور تلاوت میں

يَفْتُرُ مِنْ صِيَامٍ وَلَا صَلوٰةٍ حَتّٰى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ (بخاری ومسلم)

مشغول رہے نہ کسی دن روزہ میں سستی کرے اور نہ کسی رات کی نماز میں اور مجاہد کو یہ فضیلت اس وقت تک برابر حاصل رہے گی جب تک لوٹ کر وہ اپنے گھر نہ آجائے۔

(۲) عن ابی امامۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لغدوۃ او روحۃ فی سبیل اللہ خیر من الدنیا وما فیھا والقیام احدکم فی الصف خیر من صلوٰتہ ستین سنۃ۔ (رواہ احمد)

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی کہ جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے اللہ کے راستہ (جہاد) میں ایک مرتبہ صبح شام کو نکلنا ساری دنیا اور اسکی تمام مشغول سے بدرجہا بہتر ہے اور ایک شخص کا جہاد کی صف میں کھڑا ہونا گھر میں رہ کر ساٹھ برس کی نمازوں سے بہتر ہے۔

عن (۳) عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یکلم احد فی سبیل اللہ واللہ اعلم من یکلم فی سبیل اللہ الا جاء یوم القیامۃ وجرحہ یثعب دماً اللون لون الدم والریح ریح المسک (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی راہ میں زخمی ہو جائے اور اللہ ہی جانتا ہے کہ کون اسکی راہ میں زخمی ہوا ہے تو وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اُس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا۔ وہ صورت میں تو خون ہوگا مگر اُسکی خوشبو مشک جیسی ہوگی۔

ف سبحان اللہ زخمی ہونے میں اس قدر فضیلت ہے تو شہید ہونے میں کیا کچھ ہوگا۔

(۴) عن سہل بن سعدؓ قال

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت

لے اسمیں نیت کی طرف اشارہ ہے کہ نیت نام ونمود شہرت اور کسی دنیوی مفاد کے لئے لڑنے کی نہ ہو۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رباط یوم خیر من الدنیا وماعلیھا۔
(بخاری ومسلم)

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن کا رباط یعنی اسلامی سرحدوں کی حفاظت کا کام ساری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ان سب سے بہتر ہے۔

(۵) عن فضالہ بن عبیدؓ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کل میت یختم علیٰ عملہ الا الذی مات مرابطاً فی سبیل اللہ فانہ ینمی لہ عملہ الیٰ یوم القیامۃ ویامن فتنۃ القبر
(ترمذی، ابوداؤد، دارمی)

حضرت فضالہ بن عبید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرنے والے کے عمل پر مہر لگا دی جاتی ہے مرنے کے بعد اس کے عمل میں کوئی زیادتی نہیں ہوسکتی بجز اس شخص کے جو اللہ کی راہ میں کسی سرحد کی نگرانی کرتے ہوئے مر گیا تو اس کا عمل قیامت تک اس کے اعمال نامے میں بڑھایا جاتا رہے گا اور قبر کے سوال وجواب سے بھی آزاد رہے گا۔

ف: ان دونوں حدیثوں میں رینجرز پولیس کے لئے کتنی عظیم الشان بشارت ہے جبکہ اُن کی نیّت اسلامی سرحدوں کو دشمنانِ دین سے محفوظ رکھنے کی ہو اور اس نیّت کے ساتھ اُن کو جو تنخواہ ملتی ہے وہ بھی اس ثواب سے اُن کو محروم نہ کرے گی۔

۶۔ عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حرس لیلۃ علیٰ ساحل البحر کان افضل من عبادۃ فی اھلہ الف سنۃ
(رواہ الموصلی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک رات سمندر کے کنارے پر پہرہ دے تو اس کا یہ عمل اپنے گھر میں ایک ہزار برس کی عبادت سے افضل ہے۔

ف: اس میں بحری فوج کے لئے کتنی عظیم سعادت ہے۔

مال سے جہاد کرنا: چونکہ سب مسلمانوں کا جہاد میں جانا نہ ضروری ہوتا ہے اور نہ مفید۔ اس لئے دیگر مسلمان مجاہدین کی مالی امداد

کر کے جہاد کا ثواب گھر بیٹھے حاصل کر سکتے ہیں ۔

۱۔ الذین اٰمنوا وھاجروا وجٰھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجۃ عند اللہ واولٰئک ھم الفائزون یبشرھم ربھم برحمۃ منہ ورضوان وجنٰت لھم فیھا نعیم مقیم۔ (التوبہ آیت ۲۰-۲۱)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ترکِ وطن کیا وہ درجہ میں اللہ کے نزدیک بہت بڑے ہیں اور یہی لوگ پُورے کامیاب ہیں۔ اُن کا ربّ اُن کو اپنی طرف سے بشارت دیتا ہے اپنی طرف سے بڑی رحمت اور بڑی رضامندی اور ایسے باغوں کی کہ اُن کے لئے ان میں دائمی جنّت ہوگی ۔

۲۔ انفروا خفافاً وثقالاً وجاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ۔ (التوبہ آیت ۴۱)

ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے نکل پڑو تھوڑے سامان اور زیادہ سامان کے ساتھ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم یقین رکھتے ہو ۔

۳۔ فضل اللہ المجاھدین باموالھم وانفسھم علی القٰعدین درجۃ وکلا وعد اللہ الحسنیٰ وفضل اللہ المجاھدین علی القٰعدین اجراً عظیما ۔ (النساء آیت ۹۵)

ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا درجہ بہت بلند بنایا ہے جو اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں بہ نسبت گھر میں بیٹھنے والوں کے اور سب سے اللہ نے اچھے گھروں کا وعدہ کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بمقابلہ گھر میں بیٹھنے والوں کے اجرِ عظیم دیا ہے ۔

ف : قرآن کریم کی کئی آیتوں میں ارشاد ہے ۔ وتجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ۔ غرض مال کے جہاد کو ہر جگہ جان کے جہاد سے مقدم فرمایا ہے

۱۔ عن عبد اللّٰہ بن عمرؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ للغازی اجرہ وللجاعل اجرہ واجر الغازی:
(رواہ ابو داؤد)

حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا کہ غازی کو تو اس کے غزوہ اور جہاد کا ثواب ملتا ہے اور جس شخص نے اُس کو مال دے کر جہاد کے لئے بھیجا ہے اس کو اپنے مال کا بھی ثواب ملے گا اور اس غازی کے عمل کا بھی۔

۲۔ وعن زید بن خالدؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من جھز غازیًا فی سبیل اللّٰہ فقد غزا ومن خلف غازیًا فی اھلہ فقد غزا:
(بخاری ومسلم)

حضرت زید بن خالدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی غازی کو جہاد کا سامان دیا اُس نے بھی جہاد کیا اور جو شخص کسی غازی کے گھر والوں کی خبر گیری اور نگرانی میں لگا رہا" اس نے بھی جہاد کیا۔

۳۔ وعن ابی الدرداءؓ وابی ھریرۃؓ وابی امامۃؓ وعبد اللّٰہ بن عمرؓ وجابر بن عبد اللّٰہؓ وعمران بن حصینؓ کلھم یحدث عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال من ارسل نفقۃ فی سبیل اللّٰہ واقام فی بیتہ فلہ بکل درھم سبعمائۃ درھم ومن غزا بنفسہ فی سبیل اللّٰہ وانفق فی وجھہ

حضرت ابی الدردا، ابو ہریرہ، ابی امامہ، عبد اللہ بن عمر، جابر بن عبد اللہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے جہاد کے لئے کچھ مال خرچ کیا مگر خود جہاد میں نہیں گیا اس کو ایک درہم پر سات سو درہم کے برابر ثواب ملے گا اور جس نے خود بھی جہاد کیا اور اس میں اپنا مال بھی خرچ کیا تو اُس کے ایک درہم کا ثواب سات لاکھ

ذالك فله بكل درهم سبعمائة الف درهم . (ابن ماجه)

کے برابر ہوگا۔ (ابن ماجہ)

ف ۔ ان آیات واحادیث سے جہاد کے لئے مال خرچ کرنے کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی۔ حکومت کے دفاعی فنڈ کو صحیح مصرف میں خرچ کا اطمینان ہو تو اس میں چندہ دینا بھی اسی حکم میں داخل ہے۔

۷۔ عن انسؓ عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال جاهدوا المشركين باموالكم وانفسكم والسنتكم : (رواہ ابوداؤد والنسائی والدارمی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین کے خلاف جہاد کرو اپنے مالوں سے اپنی جانوں سے اپنی زبانوں سے۔

ف : زبان کا جہاد یہ ہے کہ اپنی گفتگو اور تقریر سے دشمن کو مرعوب کرے اور لوگوں کو جہاد کی ترغیب دے۔ قلم سے لکھنا بھی زبان سے بولنے کے قائم مقام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علماء کے مواعظ، مضامین، شعراء کے اشعار جو جذبے کو ابھارنے والے ہیں، جہاد میں شامل ہیں۔

اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے شہید ہو جانا۔

۱۔ ولا تقولوا لمن يقتل فى سبيل الله اموات بل احياءٌ ولكن لا تشعرون ۔ (البقرۃ۔ آیت ۔ ۱۵۴)

ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کی نسبت یوں نہ کہو کہ وہ مُردے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن اس کا تم ادراک نہیں کر سکتے۔

۲۔ ولا تحسبنّ الذين قتلوا فى سبيل الله امواتاً ط بل احياءٌ عند ربهم يرزقون فرحين بما اتٰهم الله من فضله ويستبشرون

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے اُن کو مُردہ مت خیال کرو وہ لوگ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں اُن کو رزق دیا جاتا ہے وہ خوش ہیں اس چیز سے جو

بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم الا خوف علیھم ولا ھم یحزنون یستبشرون بنعمۃ من اللہ وفضل وان اللہ لا یضیع اجر المومنین۔
(آل عمران آیت ۱۶۹ تا ۱۷۱)

ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی اور جو لوگ ان کے پاس نہیں پہنچے ان سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کی اس حالت پر وہ خوش ہوتے ہیں کہ اُن پر بھی کسی طرح کا خوف واقع ہونے والا نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے وہ خوش ہوتے ہیں بوجہ نعمت وفضل خداوندی کے اور بوجہ اس کے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

۱۔ عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احدٍ حتی یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما فی الارض من شیء الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مراتٍ لما یری من الکرامۃ۔
(بخاری ومسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص جو جنت میں داخل ہو جاتا ہے پھر اس کو یہ کہا جاتا ہے کہ تو لوٹ کر دنیا میں چلا جا، ساری دنیا کی دولت وحکومت تجھے دی جائیگی وہ کبھی جنت سے نکل کر دنیا میں آنے پر راضی نہ ہوگا بجز شہید کے جو یہ تمنا ظاہر کرے گا کہ مجھے دنیا میں بھیج دیا جائے تاکہ میں پھر جہاد کرکے شہید ہوں اسی طرح دس مرتبہ زندہ کرکے دنیا میں بھیجا جاؤں پھر شہید ہو کر آؤں کیونکہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا بڑے اعزاز واکرام کا مشاہدہ کرلیگا جو اور کسی کا عمل نہیں ہے (بخاری ومسلم)

۲۔ عن سھل بن حنیف رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سال اللہ الشھادۃ بصدق بلغہ اللہ منازل الشھداء وان مات علی فراشہ

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے شہید ہونے کی دعا مانگے تو اس کو اللہ تعالیٰ شہیدوں

کے مرتبے پر پہنچادے گا اگرچہ وہ اپنے بستر پر مرے۔

۳۔ عن ابی مالک الاشعریؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من فصل فی سبیل اللہ فمات اوقتل اووقصہ فرسہ اوبعیرہ اولدغتہ ھامۃ اومات علی فراشہ بای حتف شاء اللہ فانہ شہید وان لہ الجنۃ۔

(ابو داؤد)

حضرت ابی مالک الاشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جہاد کے لئے اپنے گھر سے نکلا پھر اس کو موت آگئی یا کسی نے قتل کر دیا یا سواری سے مرگیا یا کسی موذی جانور نے ڈس لیا یا اپنے بستر پر مرگیا تو وہ بھی شہید ہے۔

ترکِ جہاد پر وعید اور وبالِ آخرت

۱۔ یاایھا الذین اٰمنوا مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیوٰۃ الدنیا من الاٰخرۃ فما متاع الحیوٰۃ الدنیا فی الاٰخرۃ الا قلیل۔ الا تنفروا یعذبکم عذابًا الیمًا ویستبدل قومًا غیرکم ولا تضروہ شیئًا واللہ علی کل شیٔ قدیر ۝

(التوبہ آیت ۳۸ تا ۳۹)

ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو! تم لوگوں کو کیا ہوا کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین کو لگے جاتے ہو کیا تم نے آخرت کے عوض دنیاوی زندگی پر قناعت کر لی سو دنیوی زندگی کا تمتع تو کچھ بھی نہیں بہت قلیل ہے اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو سخت سزا دے گا اور تم اللہ کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکو گے اور اللہ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے۔

۲۔ لا یستاذنک الذین یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر ان یجاھدوا

ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ

بِاَموالھم وانفسھم واللّٰہ علیمٌ بالمتقین انّما یستاذنک الذین لا یؤمنون باللّٰہ والیوم الاٰخر وارتابت قلوبھم فھم فی ریبھم یترددون ؛ (التوبہ آیت ۴۴۔۴۵)

اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے کے بارے میں آپؐ سے رخصت نہیں مانگتے اور اللہ تعالیٰ ان متقیوں کو خوب جانتا ہے البتہ وہ لوگ آپؐ سے رخصت مانگتے ہیں جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں وہ اپنے شکوک میں پڑے ہوئے حیران ہیں۔

۳۔ واذا انزلت سورۃ ان اٰمنوا باللّٰہ وجاھدوا مع رسولہ استاذنک اولوا الطول منھم وقالوا ذرنا نکن مع القٰعدین رضوا بان یکونوا مع الخوالف وطبع علی قلوبھم فھم لا یفقھون ٥ (التوبہ ۸۶۔۸۷)

ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جب کوئی ٹکڑا قرآن کا اس مضمون میں نازل کیا جاتا ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اُس کے رسول کے ہمراہ ہو کر جہاد کرو تو ان میں کے جو مقدور والے ہیں آپؐ سے رخصت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم بھی یہاں ٹھہرنے والوں کے ساتھ رہ جائیں تو وہ لوگ خانہ نشین عورتوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہوگئے اور اُن کے دلوں پر مہر لگ گئی جسے وہ سمجھتے نہیں ۔

۱۔ عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من مات ولم یغز ولم یحدث بہ نفسہ مات علی شعبۃٍ من النفاق (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے نہ کبھی جہاد کیا اور نہ اپنے دل میں جہاد کا ارادہ کیا وہ ایک قسم کے نفاق پر مرے گا۔

۲۔ وعن ابی امامۃؓ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من لم یغز او یجھز غازیًا فی اھلہ بخیر اصابہ اللّٰہ

حضرت ابی امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے نہ کبھی جہاد کیا اور نہ کبھی کسی مجاہد فی سبیل اللہ

بقارعة قبل يوم القيامة :
(رواہ ابو داؤد)

کی یہ خدمت انجام دی کہ اس کے اہل وعیال کی نگرانی بلا کسی غرض دنیوی کے پوری طرح کرتا تو قیامت سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ اس پر عذاب نازل فرمائیں گے۔

۳۔ عن ابی ھریرۃ رضی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لقی اللہ لغیر اثر من جهاد لقی اللہ وفیہ ثلمہ (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے اس طرح حاضر ہوگا کہ اس کے بدن پر کوئی جہاد کا نشان نہ ہو وہ ایک عیب کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملے گا۔

ہندوستان پر جہاد کی خاص اہمیت اور فضائل

وعن ثوبان رفعه عصابتان من امتی اجارهما اللہ من النار عصابة تغزو الهند وعصابة تكون مع عیسی بن مریم :
(رواہ الطبرانی فی الاوسط)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو جماعتیں میری امت میں ایسی ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے جہنم سے نجات لکھ دی ہے۔ ایک وہ جماعت جو ہندوستان پر جہاد کرے گی اور ایک وہ جماعت جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بعد ان کے ساتھ ہوگی۔

ف : الفاظِ حدیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان الفاظِ حدیث کو کسی خاص جہاد کے ساتھ مخصوص کرنے کی کوئی وجہ نہیں اس لئے جتنے جہاد ہندوستان میں مختلف زمانوں میں ہوتے رہے اور آئندہ بھی ہوں گے سب کو یہ بشارت شامل ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی قال وعدنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوۃ الهند فان ادرکتها انفق فیها نفسی ومالی وان قتلت كنت افضل الشهداء وان رجعت فانا ابو ھریرۃ المحرر (رواہ النسائی)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ہندوستان کے جہاد کا وعدہ فرمایا ہے۔ اگر میں نے اس کو اپنی زندگی میں پالیا تو میں اپنا سارا مال اور اپنی جان اس میں خرچ کر دوں گا پھر اگر میں قتل کر دیا گیا تو افضل شہدا ہو جاؤں گا اور اگر زندہ لوٹا تو میں جہنم سے آزاد ابوہریرہ ہوں گا۔

ف : سبحان اللہ اس حدیث میں کیا عظیم الشان بشارت ہے کہ

جزاء الاعمال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ تَجْلِبُ النِّعَمَ بِطَاعَتِہٖ وَالنِّقَمَ بِمَعْصِیَتِہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ الْاَتَمَّانِ الْاَکْمَلَانِ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَّبِیِّہٖ الَّذِیْ جَعَلَ الْعِزَّ لِمَنْ وَّالَاہُ وَالَّذِیْ وَالذُّلَّ وَالْھَوَانُ عَلٰی مَنْ عَادَاہُ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحَابِہٖ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ فِی الْمَنْشَطِ وَالْمُکْرَہِ وَالْیُسْرِ وَالْعُسْرِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَوَفَّقَنَا لِلتَّاسِّیْ بِھِمْ ـ اَمَّا بَعْد :

یہ ناچیز ناکارہ اپنے دینی بھائیوں کی خدمت میں عرض رساں ہے کہ اس وقت میں جو حالت ہم لوگوں کی ہے کہ طاعت میں کاہلی و غفلت اور معاصی میں انہماک و جرأت وہ ظاہر ہے، جہاں تک غور کیا گیا اس کی بڑی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ اعمال حسنہ و سیئہ کی پاداش صرف آخرت میں سمجھتے ہیں اس کی ہرگز خبر تک نہیں کہ دنیا میں بھی اس کا کچھ نتیجہ مرتب ہوتا ہے اور غلبۂ صفاتِ نفس کے سبب دنیا کی جزا و سزا پر چونکہ وہ سردست واقع ہو جاتی ہے زیادہ نظر ہوتی ہے، پھر عالم آخرت میں بھی جزا و سزا کے وقوع کو گو عقیدۃً اُن اعمال کا ثمرہ جانتے ہیں، مگر واقعی بات یہ ہے کہ جو علاقہ قوی مؤثر و اثر میں اور سبب و مسبب میں سمجھنا چاہیئے اور اسباب و مسببات دنیویہ میں سمجھتے ہیں، وہ علاقہ اس قوت کے ساتھ اعمال اور ان کے ثمرات آخرت میں ہرگز نہیں سمجھتے بلکہ قریب قریب اس طرح کا خیال ہے کہ گویا اس عالم کے واقعات کا ایک مستقل سلسلہ ہے جس کو چاہیں گے پکڑ کر سزا دے دیں گے جس کو چاہیں گے خوش ہو کر نعمتوں سے مالا مال کر دیں گے۔ اعمال کو گویا اس میں کچھ دخل[1] ہی نہیں جیسے

---

[1] کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ اعمال کا دخل نہ ہونا تو ایک حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے جس میں آپ نے یہ فرمایا ہے کہ کوئی شخص عمل کے زور سے جنت میں نہ جاوے گا۔ انتہی۔ دفعیہ اس شبہ کا یہ ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عمل کو بالکل دخل نہیں ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ عمل پر مغرور ہو کر نہ بیٹھ جائے جزو اخیر علت تامہ کا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، پس گویا فضل بھی اعمال نیک سے نصیب ہوتا ہے سو عمل ہی علت تامہ کا ایک جزو ٹھہرا۔ قال اللہ تعالیٰ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۔

حالانکہ یہ خیال بیشتر آیات و احادیث صحیحہ کے خلاف ہے چنانچہ عنقریب تفصیلاً معلوم ہوتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس لئے اس مرض کے دفع کرنے کے لئے دو امر ضروری خیال میں آئے۔ اول: کتاب وسنت وملفوظاتِ محققین سے یہ دکھلا دیا جائے کہ جیسے آخرت میں اعمال پر جزا وسزا واقع ہوگی۔ ایسے دنیا میں بھی بعض آثار اُن کے واقع ہوئے ہیں۔ دوسرے: یہ ثابت کر دیا جائے کہ اعمال میں اور ثمراتِ آخرت میں ایسا قوی علاقہ ہے جیسا آگ جلانے میں اور کھانا پکانے میں یا کھانا کھانے میں اور شکم سیر ہو جانے میں یا پانی چھڑکنے میں اور آگ کے بجھ جانے میں ان دونوں امر کے ثبوت کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُمید قوی ہے کہ سر دست جزا اور سزا ہو جانے کے یقین سے اور اسی طرح کارخانۂ دنیا پر کارخانۂ آخرت کے مرتب ہونے کے غلبۂ اعتقاد سے طاعات میں رغبت اور معاصی سے نفرت پیدا ہو جانا سہل ہے۔ آئندہ توفیق و امداد حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی جانب سے ہے اسی غرض کی تکمیل کے واسطے یہ رسالہ مختصر سلیس اُردو میں جمع کیا جاتا ہے جزاء الاعمال اس کا نام رکھا جاتا ہے۔ مضامین مذکورہ کے لحاظ سے رسالہ ہذا ایک مقدمہ اور چار باب اور ایک خاتمہ پر وضع کیا گیا۔

مقدمہ : اس امر کے اجمالی بیان میں کہ اعمال کو جزا اور سزا میں دخل ہے۔

باب اول : اس بیان میں کہ گناہ کرنے سے دنیا کا کیا نقصان ہے؟

باب دوسرا : اس بیان میں کہ طاعت وعبادت کرنے سے دنیا کا کیا نفع ہے؟

باب تیسرا : اس بیان میں کہ گناہ میں اور سزائے آخرت میں کیسا قوی تعلق ہے؟

باب چوتھا : اس بیان میں کہ طاعت کو جزائے آخرت میں کیسا کچھ دخل وتاثیر ہے؟

خاتمہ : بعض مخصوص اعمال حسنہ یا سیئہ کے بیان میں جس کے کرنے یا نہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے اور بعض شبہات کے جواب میں جو اکثر عوام کے لئے بے باکی کا باعث ہو گئے ہیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کی تکمیل فرمائے اور اس کو ذریعۂ ہدایت ورُشد کا بنادے اور جو خطا ظاہری یا باطنی مجھ سے سرزد ہو جاوے اس کو معاف فرمادے۔

والآن نشرع وبہٖ نستعین   محمد اشرف علی

مقدّمہ

اس امر کے اجمالی بیان میں کہ اعمال سبب ہیں جزا و سزا کے، قرآن مجید میں مختلف عنوانات سے یہ امر مذکور ہوا ہے کہیں تو عمل کو شرط اور ثمرہ کو جزا قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد ہے فَلَمَّا عَتَوْا عَمَّا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ط یعنی جب ان لوگوں نے سرکشی اختیار کی اس چیز سے کہ بیشک وہ اس سے منع کئے گئے تھے سو ہم نے ان سے کہا کہ ہو جاؤ بندر ذلیل۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ سرکشی کے سبب سے یہ سزا ملی اور ارشاد ہے فَلَمَّا آسَفُونَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ط یعنی جب انھوں نے ہم کو ناخوش کیا ہم نے ان سے بدلہ لیا، صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ناخوش کرنا سبب ہوا انتقام کا اور ارشاد ہے۔ إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ ط

یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے فیصلہ کر دیں اور دور کر دیں تم سے تمہاری برائیاں اور ارشاد ہے وَأَنْ لَوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَاهُمْ مَاءً غَدَقًا ط یعنی اگر وہ لوگ مستقیم رہتے راہ پر البتہ پینے کو دیتے ہم انکو پانی بکثرت اور ارشاد ہے فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ ط

یعنی اگر وہ لوگ توبہ کریں اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو وہ تمہارے بھائی ہیں دین میں اور کہیں باء سببیہ لائے ہیں

چنانچہ ارشاد ہے کہ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ ط یعنی یہ سزا بسبب ان اعمال کے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں اور ارشاد ہے بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ط یعنی یہ جزا بسبب اس کام کے جس کو تم کرتے تھے اور ارشاد ہے ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا ط یعنی یہ بسبب اس کے ہے کہ انہوں نے انکار کر دیا ہماری نشانیوں کا اور کہیں فائے سببیہ لائے ہیں چنانچہ ارشاد ہے فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ یعنی انہوں نے نافرمانی کی اپنے پروردگار کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پس پکڑ لیا ان کو اور ارشاد ہے فَكَذَّبُوهُمَا فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ ط یعنی ان لوگوں نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی

تکذیب کی. پس ہوئے ہلاک کیے ہوؤں سے. کہیں کلمہ لولا وارد ہے. چنانچہ ارشاد ہے:
فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ

یعنی اگر یونس علیہ السلام تسبیح کرنے والوں سے نہ ہوتے تو ٹھہرے رہتے مچھلی کے پیٹ میں قیامت کے دن تک، صاف معلوم ہوتا ہے کہ تسبیح کی بدولت اس قید سے رہائی ہوئی کہیں لفظ لو آیا ہے چنانچہ ارشاد ہے وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ. یعنی اگر وہ لوگ کرتے اس کام کو جس کی ان کو نصیحت کئے جاتے ہیں تو ان کے لئے بہتر ہوتا. تمام آیتیں صاف صاف کہہ رہی ہیں کہ اعمال اور جزا میں ضرور علاقہ ہے.

محمد اشرف علی

باب اوّل

اِس بیان میں کہ گُناہ کرنے سے دنیا کا کیا نقصان ہے۔ یوں تو یہ مضرّتیں اس کثرت سے ہیں جن کا شمار نہیں ہوسکتا مگر اِس مقام پر اوّلاً کچھ آیات و احادیث سے اجمالاً بعض آثار بتلاتے ہیں اس کے بعد کسی قدر تفصیل و ترتیب سے لکھیں گے۔ قرآن مجید میں جو نافرمانوں کے جابجا قصّے اور اس کے ساتھ انکی سزائیں مذکور ہیں کس کو معلوم نہیں، وہ کیا چیز ہے جس نے ابلیس کو آسمان سے نکال کر زمین پر پھینکا، یہی نافرمانی ہے جس کی بدولت وہ ملعون ہوا، صورت بگاڑ دی گئی، باطن تباہ ہوگیا بجائے رحمت کے لعنت نصیب ہوئی قُرب کے عوض بُعد حصّہ میں آیا تسبیح و تقدیس کی جگہ کفر و شرک جھُوٹ فحش انعام ملا، وہ کیا چیز ہے جس نے نوح علیہ السلام کے زمانہ میں تمام اھلِ زمین کو طوفان میں غرق کر دیا۔ وہ کون چیز ہے کہ جس نے نوح علیہ السلام کے زمانہ میں تمام اہل زمین کو طوفان میں غرق کر دیا۔ وہ کون چیز ہے کہ جس سے ہوائے تند کو قوم عاد پر مسلط کیا گیا، یہاں تک کہ زمین پر پٹک پٹک کر مارے گئے۔ وہ کون چیز ہے جس سے قوم ثمود پر چیخ آئی جس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے اور تمامھم ہلاک ہوگئے۔ وہ کون چیز ہے جس سے قوم لوط علیہ السلام کی بستیاں آسمان تک لے جاکر الٹی گرائی گئیں اور اوپر سے پتھر برسائے گئے۔ وہ کون چیز ہے جس سے قوم شعیب علیہ السلام پر بشکلِ سائبان ابر کے عذاب آیا اور اُس سے آگ برسی، وہ کون چیز ہے جس سے قوم فرعون بحرِ قلزم میں غرق کی گئی۔ وہ کون چیز ہے جس سے قارون زمین میں دھنسایا گیا اور پیچھے سے گھر اور اسباب اس کے ہمراہ ہوا۔ وہ کون چیز ہے جس نے ایک بار بنی اسرائیل پر ایسی قوم کو مسلط کیا کہ جو سخت لڑائی والی تھی اور وہ ان کے گھروں کے اندر گھُس گئے اور سان کو زیر و زبر کر ڈالا اور پھر دُوسری بار ان کے مخالفین کو ان پر غالب کیا جس سے ان کا پھر بنا بنایا کارخانہ تباہ و برباد ہوا۔ اور وہ کون چیز ہے جس نے انہیں بنی اسرائیل کو طرح طرح کی مُصیبت و بلا میں گرفتار کیا کبھی قتل ہوئے کبھی قید کبھی

ان کے گھر اجاڑے گئے، کبھی ظالم بادشاہ ان پر مسلط ہوئے، کبھی وہ جلا وطن کئے گئے، وہ چیز جس کے یہ آثار ظاہر ہوئے، اگر نافرمانی نہیں تھی تو پھر کیا تھا۔ ان قصوں کو جابجا ذکر فرمایا گیا اور نہایت مختصر الفاظ میں اس کی وجہ ارشاد ہوئی۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْآ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ط یعنی اللہ تعالیٰ ایسے نہیں ہیں کہ ان پر ظلم کرتے لیکن وہ تو خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے، دیکھیے ان لوگوں نے اسی گناہ کی بدولت دنیا میں کیا خرابیاں بھگتیں۔ امام احمدؒ نے فرمایا ہے کہ جب قبرص فتح ہوا جبیرؓ بن نضیر نے ابو دردائؓ کو دیکھا کہ اکیلے بیٹھے رو رہے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے عرض کیا کہ اے ابو درداؓ ایسے مبارک دن میں رونا کیسا جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور اہلِ اسلام کو عزت دی، انھوں نے جواب دیا کہ اے جبیرؓ افسوس ہے تم نہیں سمجھتے جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے حکم کو ضائع کر دیتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیسی ذلیل و بے قدر ہو جاتی ہے، دیکھو کہاں تو یہ قوم بر سرِ حکومت تھی خدا کا حکم چھوڑنا تھا اور ذلیل وخوار ہونا جس کو تم اس وقت ملاحظہ کر رہے ہو اور مسند میں ہے۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيْبُهٗ یعنی بے شک آدمی محروم ہو جاتا ہے رزق سے گناہ کے سبب جس کو وہ اختیار کرتا ہے ابن ماجہ میں عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم دس آدمی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، آپ ہماری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمانے لگے کہ پانچ چیزیں ہیں میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ، جب کسی قوم میں بے حیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے وہ طاعون میں مبتلا ہوں گے اور ایسی ایسی بیماریوں میں گرفتار ہوں گے جو ان کے بڑوں کے وقت میں نہیں ہوئیں اور جب کوئی قوم ناپنے تولنے میں کمی کرے گی قحط اور تنگی اور ظلم حکام میں مبتلا ہوں گے اور نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ کو مگر بند کیا جاوے گا باران رحمت ان سے اگر بہائم نہ ہوتے تو کبھی ان پر بارش نہ ہوتی اور نہیں عہد شکنی کی کسی قوم نے مگر مسلط فرما دے گا اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں کو غیر قوم سے بجبر لے لیں گے ان کے اموال کو ابن ابی الدنیا روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سبب زلزلہ کا دریافت کیا انھوں نے فرمایا جب لوگ زنا کو امر مباح کی طرح بے باکی سے کرنے لگتے ہیں اور شرابیں پیتے ہیں اور معازف

بجاتے ہیں اللہ تعالیٰ کو آسمان میں غیرت آتی ہے زمین کو حکم فرماتے ہیں کہ ان کو ہلا ڈال اور عمر بن عبدالعزیز نے جا بجا شہر میں حکم نامے بھیجے جن کا مضمون یہ ہے بعد حمد وصلوٰۃ کے مدعا یہ ہے کہ یہ زلزلہ زمین کا علامت عتابِ الٰہی ہے۔ میں نے تمام شہروں میں لکھ بھیجا ہے کہ فلاں تاریخ فلاں مہینے میں میدان میں نکلیں یعنی دعا و تضرع کے لئے اور جس کے پاس کچھ روپیہ پیسہ بھی ہو وہ خیرات بھی کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ط وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى اور کہو کہ جس طرح آدمؑ نے کہا تھا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ط اور جس طرح نوحؑ نے کہا تھا وَاِنْ لَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ط اور جس طرح یونس علیہ السلام نے کہا تھا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اللہ عزوجل بندوں سے انتقام لینا چاہتے ہیں بچے بکثرت مرتے ہیں اور عورتیں بانجھ ہو جاتی ہیں۔ مالکؒ بن دینار فرماتے ہیں کہ میں نے کتب حکمت میں پڑھا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اللہ ہوں بادشاہوں کا مالک ہوں ان کا دل میرے ہاتھ میں ہے۔ پس جو شخص میری اطاعت کرتا ہے میں ان بادشاہوں کا دل اس پر مہربان کر دیتا ہوں اور جو میری نافرمانی کرتا ہے میں انہیں بادشاہوں کو اس شخص پر عقوبت مقرر کرتا ہوں تم بادشاہوں کو برا کہنے میں مشغول مت ہو میری طرف رجوع کرو میں ان کو تم پر نرم کر دوں گا۔ امام احمدرحؒ نے وہبؒ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ جب میری اطاعت کی جاتی ہے میں راضی ہوتا ہوں اور جب راضی ہوتا ہوں برکت کرتا ہوں اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں۔ اور جب میری اطاعت نہیں ہوتی غضبناک ہوتا ہوں، لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت کا اثر سات پشت تک رہتا ہے اور امام احمدؒ نے وکیعؒ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت معاویہؓ کو خط میں لکھا کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی بے حکمی کرتا ہے تو اس کی تعریف کرنے والا خود بخود ہجو کرنے لگتا ہے اور بہت احادیث و آثار میں مضرتیں گناہ کی جو دنیا میں پیش آتی ہیں مذکور ہیں اب بعض نقصانات تفصیل و ترتیب سے مرقوم ہوتے ہیں، آسانی کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مضمون کے لئے فصلیں

مقرر کی جادیں۔

فصل ۱ : ایک اثر معاصی کا یہ ہے کہ آدمی علم سے محروم رہتا ہے کیونکہ علم ایک باطنی نور ہے اور معصیت سے نور باطن بجھ جاتا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ نے امام شافعی کو وصیت فرمائی تھی۔

اِنِّیْ اَرٰی اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ اَلْقٰی عَلٰی قَلْبِکَ نُوْرًا فَلَا تُطْفِئْہُ بِظُلْمَۃِ الْمَعْصِیَۃِ :

یعنی میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلب میں ایک نور ڈالا ہے سو تم اس کو تاریکی معصیت سے مت بجھا دینا۔

فصل ۲ ایک نقصان گناہ کا دُنیا میں یہ ہے کہ رزق کم ہو جاتا ہے ۔حدیث اُوپر آچکی ہے۔

فصل ۳ ایک نقصان یہ ہے کہ عاصی کو خدائے تعالیٰ سے ایک وحشت سی رہتی ہے اور یہ ایسی بات ہے کہ ذرا بھی ذوق ہو تو سمجھ سکتا ہے کسی شخص نے ایک عارف سے وحشت کی شکایت کی۔

اُنہوں نے فرمایا :

؎ اِذَا کُنْتَ قَدْ اَوْحَشَتْکَ الذُّنُوْبُ فَدَعْہَا اِذَا شِئْتَ وَاسْتَأْنِسٖ

فصل ۴ : ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت کرنے سے آدمیوں سے بھی وحشت ہونے لگتی ہے خصوص نیک لوگوں سے کہ ان کے پاس بیٹھ کر دل نہیں لگتا اور جس قدر وحشت بڑھتی جاتی ہے ان سے دُور اور ان کے برکات سے محروم ہو جاتا ہے ایک بزرگ کا قول ہے کہ مجھ سے کبھی معصیت سرزد ہو جاتی ہے تو اس کا اثر اپنی بی بی اور جانور کے اخلاق میں پاتا ہوں کہ وہ پوری طرح مطیع نہیں رہتے۔

فصل ۵ : ایک نقصان یہ ہے کہ عاصی کو اکثر کارروائیوں میں دُشواری پیش آتی ہے جیسے تقویٰ کرنے سے کامیابی کی راہیں نکل آتی ہیں ایسے ہی ترک تقویٰ سے کامیابی کی راہیں بند ہو جاتی ہیں۔

فصل ۶ : ایک نقصان یہ ہے کہ قلب میں ایک تاریکی سی معلوم ہوتی ہے۔ ذرا بھی

لہ یعنی جب وحشت میں ڈالے تجھ کو گناہ سو تجھ کو جب رفع وحشت منظور ہو گناہ کو چھوڑ اور انس حاصل کر ۱۲ منہ

تہ قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا ۱۲ منہ

دل میں غور کیا جاوے تو یہ ظلمت صاف محسوس ہوتی ہے اس ظلمت کی قوت سے ایک حیرت پیدا ہو جاتی ہے اس سے بدعت وضلالت وجہالت میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے اور اس ظلمت کا اثر قلب سے آنکھ میں آتا ہے اور پھر چہرہ پر ہر شخص کو یہ سیاہی نظر آنے لگتی ہے فاسق کیسا ہی حسین وجمیل ہو مگر اس کے چہرے پر ایک بے رونقی کی کیفیت ضرور ہوتی ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نیکی کرنے سے چہرہ پر رونق، قلب میں نور، رزق میں وسعت، بدن میں قوت، لوگوں کے قلوب میں محبت پیدا ہوتی ہے اور بدی کرنے سے چہرہ پر بے رونقی، قبر اور قلب میں ظلمت، بدن میں سستی، رزق میں تنگی، لوگوں کے دل میں بُغض ہوتا ہے۔

فصل ۷: ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت سے دل اور جسم میں کمزوری پیدا ہوتی ہے دل کی کمزوری تو ظاہر ہے کہ اُمورِ خیر کی ہمت گھٹتے گھٹتے بالکل نابود ہو جاتی ہے، رہ گئی جسم کی کمزوری سو جسم تو قلب کے تابع ہے جب یہ کمزور ہے تو وہ بھی ضعیف ہوگا، دیکھو تو کفار فارس و روم کیسے قوی الجثہ تھے مگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقابلے میں نہ ٹھہر سکے۔

فصل ۸: ایک نقصان یہ ہے کہ آدمی طاعت سے محروم ہو جاتا ہے آج ایک طاعت گئی کل دُوسری چھُوٹ گئی پرسوں تیسری رہ گئی یوں ہی سلسلہ وار تمام نیک کام بدولت گناہ کے اس کے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں جیسے کسی نے ایک لقمہ لذیذ ایسا کھایا جس سے ایسا مرض پیدا ہو گیا کہ ہزاروں لذیذ کھانوں سے محروم کر دیا۔

فصل ۹: ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت سے عمر گھٹتی ہے اور اس کی برکت مٹتی ہے کیونکہ (برّ) نیکی سے عمر بڑھ جانا حدیث صحیح سے ثابت ہے تو فجور سے گھٹنا اسی سے سمجھ لیجئے اور یہ شبہ نہایت ضعیف ہے کہ عمر تو مقدر ہے وہ کیسے گھٹ بڑھ سکتی ہے کیونکہ عمر کی کیا تخصیص ہے یہ سب چیزیں مقدر ہی ہیں امیری اور غریبی صحت ومرض سب میں یہی شبہ ہو سکتا ہے مگر پھر بھی ان امور کو اسباب کے ساتھ مربوط سمجھ کر تدبیر کا استعمال کیا جاتا ہے یہی حال عمر کا سمجھ لینا چاہیے۔

فصل ۱۰: ایک نقصان یہ ہے کہ ایک معصیت دوسری معصیت کا سبب ہو جاتی ہے وہ تیسری کا، اسی طرح شدہ شدہ معاصی کی کثرت ہو جاتی ہے یہاں تک کہ عاصی گناہوں میں گھر جاتا ہے، دوسرے یہ کرتے کرتے اس کی عادت ہو جاتی ہے کہ چھوڑنا دشوار ہوتا ہے، پھر اس

کو اسی ضرورت سے کرتا ہے کہ نہ کرنے سے تکلیف ہوتی ہے اور پھر اس کمبخت میں لطف و لذت بھی نہیں رہتی۔

فصل ۱۱: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے ارادہ توبہ کا کمزور ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ بالکل توبہ کی توفیق نہیں ہوتی اسی حالت میں موت آجاتی ہے۔

فصل ۱۲: ایک نقصان یہ ہے کہ چند روز میں اس معصیت کی برائی دل سے نکل جاتی ہے اس کو برا نہیں سمجھتا نہ اس بات کی پرواہ ہوتی ہے کہ کوئی دیکھ لے گا بلکہ خود تفاخراً اس کا ذکر کرتا ہے۔ ایسا شخص معافی سے دور ہوتا جاتا ہے جیسا ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کل امتی معافی الا المجاھرین وان من الاجھاد ان یستر اللہ علی العبد ثم یصبح یفضح نفسہ ویقول یا فلان عملت یوم کذا وکذا وکذا فتھتک نفسہ وقد بات یسترہ ربہ: خلاصہ مطلب کا یہ ہے کہ سب کے لئے معافی کی امید ہے مگر جو لوگ کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں اور یہ بھی کھلم کھلا ہی کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو ستاری فرمائی تھی مگر صبح کو خود اپنے کو فضیحت کرنا شروع کیا کہ میاں فلانے ہم نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیا تھا۔ خود اپنی پردہ دری کی حالانکہ خدا تعالیٰ نے چھپا لیا تھا اور کبھی گناہ کی برائی کم ہوتے ہوتے کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اسی واسطے بزرگ کا قول ہے کہ تم تو گناہوں سے ڈرتے ہو اور مجھے کفر کا خوف ہے۔

فصل ۱۳: ایک نقصان یہ ہے کہ ہر معصیت دشمنان خدا میں سے کسی کی میراث ہے تو گویا یہ شخص ان ملعونوں کا وارث بنتا ہے، مثلاً لواطت قوم لوط علیہ السلام کی میراث ہے، کم ناپنا کم تولنا قوم شعیب علیہ السلام کی میراث ہے، غلو و فساد فرعون اور اس کی قوم کی میراث ہے۔ تکبر و تجبر قوم ہود علیہ السلام کی تو یہ عاصی ان لوگوں کی وضع و ہیئت بنائے ہوئے ہے مسند احمد میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ یعنی جو شخص کسی قوم کی وضع بنائے وہ انہیں میں شمار ہے۔

فصل ۱۴۔ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ شخص بے قدر و خوار ہو جاتا ہے اور جب خالق کے نزدیک خوار و ذلیل ہو گیا مخلوق میں بھی اس کی عزت نہیں رہتی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ط یعنی

عزیزیکہ از درگہش سر بتافت ٭ بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

اگرچہ لوگ بخوف اس کے ظلم و شرارت کے اس کی تعظیم کرتے ہوں مگر کسی کے دل میں عظمت نہیں رہتی۔

فصل ۱۵: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کی نحوست جیسے اس شخص کو پہنچتی ہے اسی طرح کا ضرر دوسری مخلوقات کو بھی پہنچتا ہے وہ سب اس پر لعنت کرتے ہیں، گناہ کی سزا تو الگ ہوگی یہ لعنت اس پر طرہ ہے مجاہد فرماتے ہیں کہ بہائم نافرمانی کرنے والے آدمیوں پر لعنت کرتے ہیں جبکہ قحط سخت ہوتا ہے اور بارش رک جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ یہ ابن آدم کے گناہ کی نحوست سے ہے۔

فصل ۱۶: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے عقل میں فتور سا آجاتا ہے کیونکہ عقل ایک نورانی چیز ہے کدورت و معصیت سے اس میں کمی آجاتی ہے بلکہ خود گناہ کرنا دلیل کم عقلی کی ہے اگر اس شخص کی عقل ٹھکانے ہوتی تو ایسی حالت میں کہیں گناہ ہو سکتا ہے کہ یہ شخص خدا کی قدرت میں ہے ان کے ملک میں رہتا ہے اور وہ دیکھ بھی رہے ہیں ان کے فرشتے گواہ بن رہے ہیں۔ قرآن مجید منع کر رہا ہے ایمان منع کر رہا ہے موت منع کر رہی ہے دوزخ منع کر رہی ہے، گناہ کرنے سے اس قدر سرور و لذت نصیب نہ ہوگا جس قدر دنیا اور آخرت کے منافع اس سے فوت ہو گئے بھلا کوئی سلیم عقل والا ان باتوں کے ہوتے ہوئے گناہ کر سکتا ہے۔

فصل ۱۷: ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت میں داخل ہو جاتا ہے کیونکہ آپؐ نے بہت سے گناہوں پر لعنت فرمائی ہے اور جو گناہ ان گناہوں سے بڑھ کر ہیں ان پر تو بدرجۂ اولیٰ استحقاق لعنت ہے مثلاً لعنت فرمائی ہے آپ نے اس عورت پر جو گودے اور گدوائے اور جو غیر کے بال اپنے بالوں میں ملا کر دراز کرے اور جو دوسرے سے یہ کام لے اور لعنت فرمائی ہے آپؐ نے سود لینے والے پر اور دینے والے پر اور اس کے لکھنے والے پر اور اس کے گواہ پر، اور لعنت فرمائی ہے آپؐ نے حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لئے حلالہ ہو یعنی جب نکاح میں اس کو شرط ٹھہرایا جائے اور لعنت فرمائی ہے چور پر اور لعنت فرمائی ہے شراب پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اور اس کے

نچوڑنے والے پر اور نچڑوانے والے پر اور بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر اور اس کے دام کھانے والے پر اور جو اس کو لاد کر لائے اور جس کے لیے لاد کر لائی جاوے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو اپنے باپ کو بُرا کہے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو جاندار چیز کو نشانہ بنادے ــــ ــــ اور لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کیساتھ مشابہت کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی وضع بنائیں اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو دین میں کوئی نئی بات نکالے یا ایسے شخص کو پناہ دے اور لعنت فرمائی ہے تصویر بنانے والے پر اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو قومِ لُوط کا سا عمل کرے اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو کسی جانور سے صحبت کرے اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو جانور کے چہرہ پر داغ لگائے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی مسلمان کو ضرر پہنچائے یا اس کے ساتھ فریب کرے اور لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو قبروں پر جاویں اور ان لوگوں پر جو وہاں سجدہ کریں یا چراغ رکھیں اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی عورت کے پیچھے کے مقام میں صحبت کرے اور ارشاد فرمایا کہ جو عورت اپنے خاوند سے خفا ہو کر رات کو الگ رہے صبح تک اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور سے نسب ملادے اور فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کی طرف لوہے سے اشارہ کرے اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بُرا کہے اور لعنت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جو زمین میں فساد مچاوے اور قطع رحم کرے اور اللہ تعالیٰ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دے اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو کہ احکام خداوندی کو چھپاوے اور لعنت فرمائی ہے ان لوگوں پر جو پارسا بیبیوں کو جن کو ان فتنوں کی خبر تک نہیں اور ایماندار ہیں زنا کی تہمت لگادیں اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو کافروں کو مسلمانوں کے مقابلے میں ٹھیک راہ پر بتادے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو رشوت دے اور جو لے اور جو درمیان میں پڑے اور بہت افعال پر لعنت وارد ہوئی ہے اگر گناہ میں اور بھی کوئی ضرر نہ ہوتا تو یہ کیا تھوڑی بات ہے کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کا سورد ہو گیا۔ (نعوذ باللہ)

فصل ۱۸: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے فرشتوں کی دُعا سے محروم ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ط خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جو فرشتے عرش اُٹھائے ہوئے ہیں اور جو عرش کے گرد پیش ہیں وہ تسبیح و تحمید کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے مغفرت مانگتے ہیں کہ یا اللہ آپ کی رحمت اور علم بہت وسیع ہے ایسے لوگوں کو بخش دیجئے جو آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ کی راہ کی پیروی کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کو عذاب جہنم سے بچا لیجئے۔ دیکھئے اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ فرشتے ان مومنوں کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہ چلتے ہیں جس حالت میں گناہ کرکے وہ راہ چھوڑ دی اس دولت کا کہاں مستحق رہا۔

فصل ۱۹: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے طرح طرح کی خرابیاں زمین میں پیدا ہوتی ہیں، پانی، ہوا، غلہ، پھل ناقص ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ ط یعنی ظاہر ہو گیا بگاڑ جنگل اور بستی میں بسبب ان اعمال کے جن کو لوگوں کے ہاتھ کر رہے ہیں اور امام احمدؒ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا ہے کہ میں نے بنی اُمیّہ کے کسی خزانہ میں گیہوں کا دانہ کھجور کی گٹھلی کے برابر دیکھا ایک تھیلی میں تھا اور اس پر یہ لکھا تھا کہ یہ زمانۂ عدل میں پیدا ہوتا تھا۔ اور بعض صحرائی لوگوں کا بیان ہے کہ پہلے زمانے کے پھل اس وقت کے پھلوں سے بڑے ہوتے تھے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وقت آوے گا چونکہ اس وقت طاعت کی کثرت ہو گی اور زمین گناہوں سے پاک ہو جاوے گی پھر اس کی برکتیں عود کر آ دیں گی یہاں تک کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ ایک انار بڑی جماعت کو کافی ہو گا اور وہ اس کے سایہ میں بیٹھ سکیں گی، انگور کا خوشہ اتنا بڑا ہو گا کہ ایک اونٹ پر بار ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ روز روز کی بے برکتی ہماری خطا اور گناہ کا ثمرہ ہے۔

فصل ۲۰: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے حیا و غیرت جاتی رہتی ہے اور

جب شرم نہیں رہتی تو یہ شخص جو کچھ کر گزرے تھوڑا ہے اس شخص کا کچھ اعتبار نہیں۔

فصل ۲۱ : ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اس کے دل سے نکل جاتی ہے بھلا اگر خداوندی عظمت اس کے دل میں ہوتی تو مخالفت پر قدرت ہو سکتی جب اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کی عزت نہیں رہتی پھر یہ شخص اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔

فصل ۲۲ : ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے نعمتیں سلب ہو جاتی ہیں اور بلاؤں اور مصیبتوں کا ہجوم[1] ہوتا ہے حضرت علیؓ کا ارشاد ہے فرماتے ہیں کہ نہیں نازل ہوئی کوئی بلا مگر بسبب گناہ کے اور نہیں دور ہوئی کوئی بلا مگر بسبب توبہ کے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ

یعنی جو مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہارے اعمال کے سبب سے آتی ہے اور بہت سی باتوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں اور ارشاد ہے۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ط یعنی یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی اس نعمت کو نہیں بدلتا جو کسی قوم کو دی ہو یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے ذاتی حالات کو بدل ڈالیں اس سے معلوم ہوا کہ زوالِ نعمت گناہ ہی سے ہوتا ہے۔

فصل ۲۳ : ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے مدح و شرف کے القاب سلب ہو کر مذمت اور ذلت کے خطاب ملتے ہیں مثلاً نیک کام کرنے سے یہ القاب عطا ہوئے تھے۔ مومن، بر، مطیع، منیب، ولی، ورع، مصلح، عابد، خائف، اوّاب، طیب، رضی، تائب، حامد، راکع، ساجد، مسلم، قانت، صادق، صابر، خاشع، متصدق، صائم، عفیف، ذاکر و نحو ذالک۔ جب برا کام کیا یہ خطابات ملے۔ فاجر، فاسق، عاصی، مخالف، مسی، مفسد، خبیث، مسخوط، زانی، سارق، قاتل، کاذب، خائن، لوطی، قاطع رحم، متکبر، ظالم، ملعون، جاہل وغیر ذالک

---

[1] کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ ہم تو گناہ کرنے والوں کو بڑے عیش میں دیکھتے ہیں کیونکہ یہ استدراج ہے اس کا اور بھی زیادہ خطرہ ہے جیسے مکتب میں کوئی لڑکا سبق نہ یاد کرتا ہو اور معلم صدا سزا نہیں دیتا کہ کل کو سبق نہ یاد نکلے ہو وقت اکٹھی سزا ہو

فصل ۲۴: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے شیاطین اس پر مسلط ہو جاتے ہیں کیونکہ طاعت ایک خداوندی قلعہ ہے جس کے سبب اعداء کے غلبہ سے محفوظ رہتا ہے جب قلعہ سے باہر نکلا دشمنوں نے گھیر لیا پھر وہ شیاطین جس طرح چاہتے ہیں اس میں تصرف کرتے ہیں اور اس کے قلب و زبان دست و پا چشم و گوش سب اعضاء کو معاصی میں غرق کر دیتے ہیں۔

فصل ۲۵: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے قلب کا اطمینان جاتا رہتا ہے، کچھ پریشان سا ہو جاتا ہے ہر وقت کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کسی کو خبر نہ ہو جائے کہیں عزت میں فرق نہ آ جاوے کوئی بدلہ نہ لینے لگے، میرے نزدیک معیشت ضنک بمعنی تنگ روزی کے ہیں۔

فصل ۲۶: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرتے کرتے وہی دل میں بس جاتا ہے یہاں تک کہ مرتے وقت کلمہ تک منھ سے نہیں نکلتا بلکہ جو افعال حالت حیوٰۃ میں غالب تھے وہی اس وقت بھی سرزد ہوتے ہیں ایک تاجر اپنے عزیز کی حکایت بیان کرتا ہے کہ مرتے وقت اس کو کلمہ کی تلقین کرتے تھے اور وہ یہ بک رہا تھا کہ یہ کپڑا بڑا نفیس ہے یہ خریدار بہت خوش معاملہ ہے آخر اسی حالت میں مر گیا کسی سائل کی حکایت ہے کہ مرتے وقت کہتا تھا اللہ کے واسطے ایک پیسہ اللہ کے واسطے ایک پیسہ اسی میں تمام ہو گیا اسی طرح ایک شخص کو نزع کے وقت کلمہ پڑھانے لگے کہنے لگا آہ آہ میرے منھ سے نہیں نکلتا اور بہت سے حالات اس وقت کے ہم کو معلوم بھی نہیں ہوتے خدا جانے اور کیا گزرتی ہو گی خدا کی پناہ۔

فصل ۲۷: ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامیدی ہو جاتی ہے اس وجہ سے توبہ نہیں کرتا، ویسے ہی بے توبہ مرتا ہے۔ کسی شخص سے مرتے وقت کہا گیا کہہ لا الٰہ الا اللہ اس نے گانا شروع کیا تا تا تن تنتا اور کہنے لگا کہ جو کلمہ مجھ سے پڑھواتے ہو اس سے مجھ کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے کوئی گناہ تو میں نے چھوڑا نہیں آخر کلمہ نہ پڑھا اور رخصت ہوا۔ کسی اور شخص سے کلمہ پڑھوانے لگے بولا اس کلمہ سے کیا ہو گا؟ میں نے کبھی نماز تک تو پڑھی نہیں وہ بھی یونہی مرا۔ کسی اور شخص سے کلمہ پڑھنے کو کہا، کہنے لگا بس تو اس کلمہ کا منکر ہوں اور چل دیا۔ ایک شخص نے یہ بیان کیا کہ کوئی میری زبان پکڑے لیتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا۔

رجوع بہ مقصود: یہ چند مضرتیں دینوی جو گناہ کرنے سے لاحق ہوتی ہیں اور علاوہ ان کے بہت سے ضرر ظاہری و باطنی ہیں جو قرآن و حدیث میں غور کرنے سے اور خود دل میں سوچنے سے بہت جلد سمجھ میں آسکتے ہیں اور آخرت میں جو مضرتیں ہیں وہ الگ رہیں جو عنقریب مختصراً مذکور ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ عاقل ہرگز پسند نہیں کرسکتا کہ ذراسی اشتہائے کاذب کے لئے اتنا بڑا پہاڑ مصائب اور کلفتوں کا اپنے سر پر لے روزانہ معاملات میں جس چیز میں مفاسد اور مضرتیں غالب ہوتی ہیں آدمی اس کے پاس نہیں پھٹکتا یہی برتاؤ معاصی کے ساتھ کرنا لازم ہے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنی نافرمانی سے محفوظ رکھے۔ آمین آمین۔
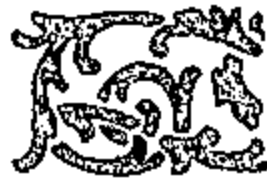
دُوسرا باب

اس بیان میں کہ طاعت و عبادت و اعمالِ صالحہ سے دنیا کا کیا نفع ہے، علاوہ ان منافع کے جو ضمناً یا التزاماً اوپر مذکور و مفہوم ہو چکے، اس میں چند فصلیں ہیں۔

فصل ۱ : اس بیان میں کہ طاعت سے رزق بڑھتا ہے قال اللہ تعالیٰ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ط فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر وہ لوگ قائم رکھتے توراۃ اور انجیل کو اور اس کتاب کو جو اب نازل کی گئی ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے یعنی قرآن، مراد یہ کہ ان پر پورا پورا عمل رکھتے توراۃ و انجیل پر عمل کرنا یہی ہے کہ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر حسبِ عہد توراۃ و انجیل کے ایمان لاتے اور آپ کا اتباع کرتے اگر ایسا کرتے تو البتہ کھاتے وہ لوگ اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے اُوپر سے کھانا یہ کہ بارش ہوتی اور نیچے سے یہ کہ غلّہ اُگتا۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ احکامِ الٰہی پر عمل کرنے سے رزق بڑھتا ہے۔

فصل ۲ : اس بیان میں کہ طاعت سے طرح طرح کی برکت ہوتی ہے قال اللہ تعالیٰ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ط یعنی وہ لوگ اگر ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے، البتہ کھول دیتے ہم ان پر طرح طرح کی برکتیں آسمان سے اور زمین سے لیکن انہوں نے تو جھٹلایا پس پکڑ لیا ہم نے ان کو بسبب ان اعمال کے جو وہ کرتے تھے یہ آیت مدعائے مذکور میں بالکل صریح الدلالت ہے۔

فصل ۳ : اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے ہر قسم کی تکلیف و پریشانی دُور ہوتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ

حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسۡبُہٗ ط فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے لئے نکلنے کی راہ یعنی ہر قسم کی دشواری و تنگی سے اس کو نجات ملتی ہے اور رزق عنایت فرماتے ہیں اس کو ایسی جگہ سے کہ وہ گمان بھی نہیں کرتا اور بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ پر وہ اس کو کافی ہو جاتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ برکت تقویٰ ہر قسم کی دشواری سے نجات ہوتی ہے۔

فصل ۴: اس بیان میں کہ طاعت سے مقاصد میں آسانی ہوتی ہے قال اللہ تعالیٰ وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مِنۡ اَمۡرِہٖ یُسۡرًا ط فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے کر دیتے ہیں اس کے لئے اس کام میں آسانی مطلب مذکور پر صاف دلالت موجود ہے۔

فصل ۵: اس بیان میں کہ طاعت سے زندگانی مزیدار ہو جاتی ہے قال اللہ تعالیٰ مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَہُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً ط فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص عمل کرتا ہے نیک خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ ایمان والا ہو پس البتہ زندگانی دیں گے ہم انکو زندگی ستھری یعنی بالطف ولذت، فی الواقع کھلی آنکھوں یہ بات نظر آتی ہے کہ ایسے لوگوں کا سا لطف و راحت بادشاہوں کو بھی میسر نہیں۔

فصل ۶: اس بیان میں کہ طاعت سے بارش ہوتی ہے، مال بڑھتا ہے، اولاد ہوتی ہے۔ باغ پھلتا ہے، نہروں کا پانی زیادہ ہوتا ہے۔ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا یُّرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَیۡکُمۡ مِّدۡرَارًا وَّیُمۡدِدۡکُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّبَنِیۡنَ وَیَجۡعَلۡ لَّکُمۡ جَنّٰتٍ وَّیَجۡعَلۡ لَّکُمۡ اَنۡہٰرًا ط فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم گناہ بخشوالو اپنے رب سے تحقیق وہ بڑے بخشنے والے ہیں بھیجیں گے بارش تم پر بہتی ہوئی اور زیادہ کریں گے تمہارے اموال و اولاد کو اور مقرر کریں گے تمہارے لئے باغ اور مقرر کریں گے تمہارے لئے نہریں۔

فصل ۷: اس بیان میں کہ ایمان لانے سے خیر اور برکتیں نصیب ہوتی ہیں، ہر قسم کی بلا کا ٹل جانا۔ قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ط فرمایا اللہ تعالیٰ نے تحقیق اللہ تعالیٰ دفع کر دیتے ہیں (یعنی تمام آفات و شرور) ان لوگوں سے جو ایمان لائے۔ اللہ سبحانہٗ

و تعالیٰ کا ان کے لئے حامی و مددگار ہونا قال اللہ تعالیٰ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ مددگار ہیں ایمان والوں کے فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ ان کے دلوں کو قوی رکھو قال اللہ تعالیٰ اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَةِ اَنِّیْ مَعَکُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ط فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس وقت کو یاد کرو جب کہ حکم فرماتے تھے تمہارے پروردگار فرشتوں کو کہ بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں تم ثابت قدم رکھو ان لوگوں کو جو ایمان لائے سچی عزت عنایت ہونا قال اللہ تعالیٰ وَلِلّٰہِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ ط فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہے عزت اور ان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور ایمان والوں کے لئے، مراتب بلند ہونا قال اللہ تعالیٰ یَرْفَعُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ ط یعنی اللہ تعالیٰ مراتب بلند کریں گے، ان لوگوں کے جو ایمان لائے تم میں سے، دلوں میں اسکی محبت پیدا ہو جانا قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ط فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے بہت جلد پیدا کر دیں گے اللہ تعالیٰ ان کی محبت اور ایک حدیث میں بھی یہی مضمون ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے محبت فرماتے ہیں اول فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ فلاں شخص سے محبت کرو پھر دنیا میں منادی کی جاتی ہے فَیُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ ط یعنی مقرر کی جاتی ہے اس کے لئے قبولیت دنیا میں اسکی قبولیت کا یہاں تک اثر ہوتا ہے کہ حیوانات وجمادات تک اس کی اطاعت کرنے لگتے ہیں ؎

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ ÷ کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

قرآن مجید کا اس کے حق میں شفا ہونا قال اللہ تعالیٰ قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّشِفَآءٌ ط فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہہ دیجئے کہ وہ قرآن ایمان والوں کے لیے ہدایت وشفا ہے اسی طرح ایمان سے تمام بھلائیاں اور نعمتیں میسر ہوتی ہیں نصوص فضائل میں تتبع کرنے سے اس دعوے کی تصدیق ہو سکتی ہے۔

فصل ۶: اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے مالی نقصان کا تدارک ہو جاتا ہے اور نعم البدل مل جاتا ہے قال اللہ تعالیٰ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْٓ اَیْدِیْکُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓی اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰہُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ خَیْرًا یُّؤْتِکُمْ خَیْرًا مِّمَّآ اُخِذَ

مِنۡکُمۡ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ؕ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے ان قیدیوں سے جو آپ کے قبضہ میں ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایمان معلوم کریں گے تو جو مال تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تم کو عنایت کر دیں گے اور تمہارے گناہ بھی بخش دیں گے اور اللہ تعا بخشنے والے بڑے مہربان ہیں،

ف ــ یہ آیت بدر کے قیدیوں کے حق میں اتری جن سے بطور فدیہ کے کچھ مال لیا گیا تھا ان سے وعدہ ٹھہرا کہ اگر تم سچے دل سے ایمان لاؤ گے تو تم کو پہلے سے بہت زیادہ مل جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

فصل ۹ اس بیان میں کہ طاعت میں مال خرچ کرنے سے مال بہت بڑھتا ہے، قال اللہ تعالیٰ وَمَآ اٰتَیۡتُمۡ مِّنۡ زَکٰوۃٍ تُرِیۡدُوۡنَ وَجۡہَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُضۡعِفُوۡنَ ؕ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو کچھ تم زکوٰۃ دیتے ہو جس سے محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتے ہو پس یہ لوگ دونا کرنے والے ہیں یعنی مال کو دنیا میں اور اجر کو آخرت میں۔

فصل ۱۰ اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے قلب میں ایک راحت و اطمینان پیدا ہو جاتا ہے جس کی لذت کے روبرو ہفت اقلیم کی راحت سلطنت گرد ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ؕ فرمایا اللہ تعالیٰ نے آگاہ ہو جاؤ اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں دل۔

قال العارف الشیرازی رحمہ اللہ ؎

بفراغ دل زمانے نظرے بما ہروئے ٭ بہ ازاں کہ چتر شاہی ہمہ روز ہائے ہوئے

ایک اور بزرگ نے سنجر بادشاہ ملک نیمروز کو اس کے خط کے جواب میں لکھا تھا ؎

چوں چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد ٭ در دل اگر بود ہوس ملک سنجرم
زانگہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب ٭ من ملک نیمروز بیک جو نمی خرم

ایک بزرگ کا قول ہے کہ اگر جنتی لوگ ایسے حال میں ہیں جس حال میں ہم ہیں تب وہ بڑے مزے دار عیش میں ہیں، دوسرے بزرگ فرماتے ہیں کہ افسوس یہ غریب دنیا دار دنیا سے رخصت ہو گئے نہ انہوں نے عیش دیکھا نہ مزہ۔ تیسرے صاحب فرماتے ہیں کہ اگر بادشاہ ہماری لذت سے واقف ہو جاویں تو مارے رشک کے ہم پر تیغ رانی کرنے لگیں کبھی یہاں تک اس لذت کا

غلبہ ہو جاتا ہے کہ اس کو جنّت پر ترجیح دیتے ہیں بلکہ لذت قرب کے رہتے دوزخ میں جانے پر راضی ہو جاتے ہیں اور جو یہ لذت نہیں تو جنّت کو ہیچ قرار دیتے ہیں، قال العارف رومی

ہر کجا دلبر بود خرم نشیں ؛ فوق گردوں ست نے قعر زمیں

ہر کجا یوسف رُخے باشد چو ماہ ؛ جنّت است آں گرچہ باشد قعر چاہ

با تو دوزخ جنّت ست اے جانفزا ؛ بے تو جنّت دوزخ است اے دلربا

اب غور کرنے کا مقام ہے کہ یہ لذت کس غضب کی ہوگی۔

فصل ۱۲: اس بیان میں کہ طاعت کی برکت سے اس شخص کی اولاد تک کو نفع پہنچتا ہے، قال اللہ تعالیٰ فی قصۃ الخضر علیہ السلام وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ

یعنی حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میں نے جو وہ دیوار بلا اُجرت درست کر دی وہ یتیم بچوں کی تھی جو شہر میں رہتے ہیں اور اس دیوار کے نیچے ان کا ایک خزانہ گڑا ہے اور ان کا باپ بزرگ آدمی تھا پس خدا تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ یہ دونوں اپنی جوانی پر پہنچ جائیں اور اپنا خزانہ نکال لیں۔ یہ بوجہ مہربانی کے ہے تمہارے پروردگار کی طرف سے اس قصہ سے معلوم ہوا کہ ان لڑکوں کے مال کی حفاظت کا حکم خضر علیہ السلام کو اس سبب سے ہوا کہ ان کا باپ نیک آدمی تھا سبحان اللہ! نیکوکاری کے آثار نسل میں بھی چلتے ہیں۔ آج کل لوگ اولاد کے لئے طرح طرح کے سامان جائداد روپیہ وغیرہ وغیرہ چھوڑنے کی فکر کرتے ہیں، سب سے زیادہ کام کی جائداد یہ ہے کہ خود نیک کام کریں کہ اس کی برکت سے اولاد سب بلاؤں سے محفوظ رہے۔

فصل ۱۳: اس بیان میں کہ طاعت سے زندگانی میں غیبی بشارتیں نصیب ہوتی ہیں قال اللہ تعالیٰ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

وَفِي الْاٰخِرَةِ ط فرمایا اللہ تعالیٰ نے آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر نہ کچھ ڈر ہے نہ وہ مغموم ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے۔ ان کے لئے خوشخبری ہے زندگانی دنیا میں اور آخرت میں۔ حدیث شریف میں اسکی تفسیر وارد ہوئی ہے کہ بشریٰ سے مراد اچھا خواب ہے جس سے دل خوش ہو جاوے مثلاً خواب میں دیکھا کہ بہشت میں چلا گیا یا اللہ تعالیٰ کی زیارت سے مشرف ہوا یا اس طرح کا اور خواب دیکھ لیا جس سے اُمید کو قوت اور قلب کو فرحت ہو گئی۔

فصل ۱۴: اس بیان میں کہ طاعت سے فرشتے مرتے وقت خوشخبری سناتے ہیں

قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ط یعنی جن لوگوں نے کہا کہ ہمارے رب اللہ تعالیٰ ہیں، پھر وہ مستقیم رہے اُترتے ہیں ان لوگوں پر فرشتے (یعنی وقت مرنے کے جیسا مفسرین نے فرمایا) کہ تم نہ خوف کرو نہ غم کرو اور بشارت سنو بہشت کی جس کا تم وعدہ کئے جاتے تھے ہم تمہارے حامی و مددگار ہیں زندگانی دنیا میں اور آخرت میں اور بہشت میں وہ چیزیں ہیں جو خواہش کریں گے تمہارے نفس اور تمہارے لئے اس میں وہ چیزیں ہیں جو تم مانگو گے بطور مہمانی کے بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔ دیکھئے اس آیت میں حسب تفسیر محققین مذکور ہے کہ مرتے وقت فرشتے کیا کیا خوشی کی باتیں سناتے ہیں۔

فصل ۱۵: اس بیان میں کہ بعض طاعات سے حاجت روائی میں مدد ملتی ہے قال اللہ تعالیٰ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط فرمایا اللہ تعالیٰ نے مدد چاہو یعنی اپنے حوائج میں کما قالہ المفسرون صبر اور نماز سے، حدیث شریف میں اس استعانت کا ایک خاص طریق وارد ہوا ہے۔ امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو کسی قسم کی حاجت ہو اللہ تعالیٰ سے یا آدمی سے اس کو چاہیے کہ اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کی ثنا کہے

مثلاً سورۂ فاتحہ پڑھ کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے پھر یہ دعا پڑھے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّسَلَامَۃً مِّنْ کُلِّ اِثْمٍ لَّا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً ھِیَ لَکَ رِضًی اِلَّا قَضَیْتَھَا یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۞

فصل ۱۱: اس بیان میں کہ بعض طاعات کا یہ اثر ہے کہ کسی معاملے میں یہ تردد کہ کیونکر کرنا بہتر ہوگا رفع ہوجاتا ہے اور اسی جانب رائے قائم ہوجاتی ہے جس میں سراسر نفع و خیر ہی ہو احتمال ضرر بالکل نہیں رہتا گویا اللہ تعالیٰ سے مشورہ مل جاتا ہے۔ امام بخاری نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم کو کسی کام میں تردد ہو یعنی سمجھ میں نہ آتا ہو کہ کس طرح کرنا بہتر ہوگا مثلاً کسی سفر کی نسبت تردد ہو کہ اس میں نفع ہوگا یا نقصان اسی طرح اور کسی کام میں تردد ہو تو دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دعا پڑھو: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اور ایک[۱] روایت میں بجائے فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ کے یہ الفاظ ہیں عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ —— یہاں بھی وہی دوسری روایت ہے جو اوپر مذکور ہوئی فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ اپنے[۲] کام کا نام بھی لیوے یعنی بجائے ھٰذَا الْاَمْرَ کے کہے مثلاً ھٰذَا السَّفَرَ یا ھٰذَا النِّکَاحَ یا مثل اس کے۔

---

[۱] یہ حدیثیں مشکوٰۃ شریف سے نقل کی گئی ہیں [۲] پڑھنے والے کو اختیار ہے جو لفظ چاہے پڑھے یا دل میں سوچ لے۔

فصل ۱۷: بعض طاعات میں یہ اثر ہے کہ اس سے تمام مہمات کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ فرما لیتے ہیں ترمذیؒ نے ابوداؤد و ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حکایت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا اے ابن آدم میرے لئے شروع دن میں چار رکعت پڑھ لیا کر میں ختم دن تک تیرے سارے کام بنا دیا کروں گا۔

فصل ۱۸: بعض طاعات میں یہ اثر ہے کہ مال میں برکت ہوتی ہے حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر سچ بولیں بائع مشتری اور ظاہر کر دیں اپنے مال کی حالت، برکت ہوتی ہے دونوں کے لئے ان کے معاملے میں، اگر پوشیدہ رکھیں اور جھوٹ بولیں محو ہو جاتی ہے برکت دونوں کے لئے معاملہ کی، روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

فصل ۱۹: دینداری سے بادشاہی باقی رہتی ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ یہ امر خلافت وسلطنت ہمیشہ قریش میں رہے گا، جو شخص ان سے مخالفت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو منھ کے بل گرا دے گا جب تک کہ وہ لوگ دین کو قائم رکھیں۔

فصل ۲۰: بعض طاعات مالیہ سے اللہ تعالیٰ کا غصہ بجھتا ہے اور بُری حالت پر موت نہیں آتی۔ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ صدقہ بجھاتا ہے پروردگار کے غصہ کو اور دفع کرتا ہے بُری موت کو یعنی جس میں خواری و فضیحتی ہو یا خاتمہ بُرا ہو نعوذ باللہ۔

فصل ۲۱: دُعا سے بلا ٹلتی ہے اور نیکی کرنے سے عمر بڑھتی ہے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، نہیں ہٹاتی قضا کو[1] مگر دُعا اور نہیں بڑھاتی عمر کو مگر نیکی، روایت کیا اس کو ترمذیؒ نے۔

فصل ۲۲: سورۂ یٰسین پڑھنے سے تمام کام بن جاتے ہیں، عطاء ابن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص سورۂ یٰسین پڑھے شروع دن میں، پوری کی جاویں گی اس کی تمام حاجتیں، روایت کیا اس کو دارمیؒ نے۔

---

[1] اس حدیث سے تقدیر کا انکار لازم نہیں آیا یہ اثر بھی تقدیر سے ہے۔ ۱۲ منہ

فصل ۲۳: سورۂ واقعہ پڑھنے سے فاقہ نہیں ہوتا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص سورۂ واقعہ پڑھا کرے ہر شب میں نہ پہنچے گا اس کو فاقہ کبھی، روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں۔

فصل ۲۴: ایمان کی برکت سے تھوڑے کھانے میں آسودگی ہو جاتی ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کھانا بہت کھایا کرتا تھا پھر وہ مسلمان ہو گیا تو تھوڑا کھانے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا ذکر ہوا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنت میں، روایت کیا اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے۔

فصل ۲۵: بعض دعاؤں کی یہ برکت ہے کہ بیماری لگنے یا اور بلا پہنچنے کا خوف نہیں رہتا۔ حضرت عمر رضی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کسی مبتلائے غم یا مرض کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا ط سو وہ ہرگز اس شخص کو نہ پہنچے گی خواہ کچھ ہی ہو روایت کیا اس کو ترمذیؒ نے۔

فصل ۲۶: بعض دعاؤں میں یہ برکت ہے کہ فکریں زائل ہو جاتی ہیں اور قرض ادا ہو جاتا ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو بہت سے افکار اور قرض نے گھیر لیا، آپ نے ارشاد فرمایا تجھ کو ایسا کلام بتلا دوں کہ اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ تیری ساری فکریں دور کر دے اور تیرا قرض بھی ادا کر دے اس شخص نے عرض کیا بہت خوب فرمایا، صبح و شام یہ کہا کر اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔ اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے یہی کیا سو میری ساری غم و فکریں بھی جاتی رہیں اور قرض بھی ادا ہو گیا روایت کیا ابوداؤد نے۔

فصل ۲۷: بعض دعا ایسی ہے کہ سحر وغیرہ کے اثر سے محفوظ رکھتی ہے حضرت کعب الاحبار

رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ چند کلمات کہ اگر میں نہ کہتا رہتا یہود مجھ کو گدھا بنا دیتے کسی نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں انہوں نے یہ بتلائے اَعُوْذُ بِوَجْہِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ لَیْسَ شَیْئٌ اَعْظَمُ مِنْہُ وَبِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُھُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَبِاَسْمَآءِ اللّٰہِ الْحُسْنٰی مَا عَلِمْتُ مِنْھَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ اور روایت کیا اس کو مالکؒ نے۔ اسی طرح طاعات میں اور بیشمار فوائد و منافع ہیں جو قرآن شریف و حدیث شریف میں اور روزانہ معاملات میں غور کرنے سے سمجھ میں آ سکتے ہیں اور ہم تو کھلی آنکھوں دیکھتے ہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار ہیں انکی زندگی ایسی حلاوت و لطف سے بسر ہوتی ہے ان کے دلوں میں نورانیت ہوتی ہے جو اصلی سرمایۂ سرور ہے۔ یا الٰہی سب کو اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائیے، اور اپنی رضامندی اور قرب نصیب فرمائیے۔

تیسرا باب

اس بیان میں کہ گناہ میں اور سزائے آخرت میں کیسا قوی تعلق ہے، جاننا چاہیئے کہ کتاب و سُنّت اور کشف سے معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ اس عالم دنیا کے دو عالم اور ہیں ایک کو برزخ اور دوسرے کو عالم غیب کہتے ہیں اور ہماری مراد آخرت سے مفہوم عام ہے۔ دونوں کو شامل ہے تو جس وقت آدمی کوئی عمل کرتا ہے وہ فوراً عالم برزخ میں منعکس ہو کر چھپ جاتا ہے اور اس وجود پر کچھ آثار بھی مرتب ہوتے ہیں، اس عالم کا نام قبر بھی ہے پھر انہیں اعمال کا ایک وقت میں کامل ظہور ہو گا جس کو یوم حشر و نشر کہتے ہیں سو ہر عمل کے مراتب وجود تین ہوئے، صدور، ظہور مثالی، ظہور حقیقی اس مضمون کو فونو گراف سے سمجھنا چاہیئے، جب آدمی کوئی بات کرتا ہے اس کے تین مرتبے ہوتے ہیں ایک مرتبہ یہ کہ وہ بات منہ سے نکلی، دوسرا مرتبہ یہ کہ فوراً فونو گراف میں وہ الفاظ بند ہو گئے، تیسرا مرتبہ یہ کہ جب اس سے آواز نکالنا چاہیں وہی آواز بعینہٖ پیدا ہو جاوے سو منہ سے نکلنا عالم دنیا کی مثال ہے، اس میں بند ہونا عالم برزخ کی، پھر اس سے نکلنا عالم غیب کی سو جیسا کوئی عاقل شک نہیں کرتا کہ الفاظ منہ سے نکلتے ہی فونو گراف میں بند ہو جاتے ہیں اور اس میں بھی شک نہیں کرتا کہ نکالنے کے وقت وہی بات نکلے گی جو اول منہ سے نکلی تھی، اس کے خلاف نہ نکلے گی، اسی طرح مومن کو اس میں شک نہ چاہیئے کہ جس وقت کوئی عمل اس سے صادر ہوتا ہے فوراً وہ عالم مثال میں منقش ہوتا ہے اور آخرت میں اس کا ظہور ہو گا، اس بناء پر یقین ہو گیا کہ آخرت[1] کا سلسلہ بالکل ہماری اختیاری حالت پر مبنی ہے کوئی وجہ مجبوری کی نہیں، سو جیسے

---

[1] اور یہ شبہ نہ ہو کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی جنت ایک بالشت رہ جاتی ہے پھر تقدیر غالب آتی ہے اور یہ شخص دوزخی ہو جاتا ہے اسی طرح دوزخی سے جنتی اس سے تو صاف مجبوری معلوم ہوتی ہے جواب یوں سمجھو کہ یہ غلبہ تقدیر کا تو تمام امور اختیاری میں واقع ہوا کرتا ہے بعض اوقات خوب علاج کرتے ہیں اور غلبہ تقدیر سے مریض مر جاتا ہے مگر پھر بھی صحت کو علاج پر مرتب سمجھ کر نہیں چھوڑ دیتے، اصل یہ ہے کہ اعتبار اکثری معاملات کا ہوتا ہے اتفاق شاذہ پر حکم نہیں لگایا جاتا سو یہ صورت اتفاقی ہے ورنہ اکثر جنتی سے جنت کے اعمال دوزخی سے دوزخ کے اعمال سرزد ہوتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى الخ ۱۲

نوٹو فون کے ترب د محاذات کے وقت ایک ایک بات کا خیال رہتا ہے کہ میرے منھ سے کیا نکل رہا ہے کوئی ایسی بات نہ نکل جاوے جس کا اظہار میں اس شخص کے روبرو پسند نہیں کرتا جس کے سامنے یہ فوٹو فون بعد میں کھولا جائے گا اور یہ بھی جانتا ہے کہ اس وقت مجال انکار نہ ہوگی کیونکہ اس آلہ کا یہ یقینی خاصہ ہے کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ کہا کچھ اور بند ہوگیا اور کچھ اسی طرح صدور اعمال کے وقت اس امر کا خیال رہنا چاہیئے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں کہیں جمع ہوتا ہے اور بلاکمی وبیشی ایک روز کھل پڑے گا اور اس وقت کوئی عذر رحیلہ احتمال کمی و بیشی کا نہ چل سکے گا اگر یہ خیال غالب ہوجاوے تو گناہ کرنے سے ایسا اندیشہ ہو جیسا فوٹو فون کے روبرو گالیاں دینے سے جبکہ یقین ہو کہ بادشاہ کے روبرو کھولا جاوے گا اور میں بھی اس وقت حاضر ہوں گا یا دوسری موٹی مثال سمجھیئے، درخت پیدا ہونے میں تین مرتبے ہیں، اوّل تخم ڈالنا، دوم اس کا زمین سے نکلنا سوم بڑا ہوکر پھل پھول لگنا سو عاقل سمجھتا ہے کہ درخت کا نکلنا اور اس میں پھل پھول آنا ابتدائی کارخانہ نہیں ہے اسی تخم پاشی پر مبنی ہے اسی طرح دنیا میں عمل کرنا بمنزلہ تخم پاشی کے ہے اور آثار برزخی کا ظاہر ہونا بمنزلہ درخت نکلنے کے ہے آثار آخرت کا ظاہر ہونا اس میں پھل پھول لگنا ہے۔ ثمرات برزخ و آخرت بالکل انہیں اعمال اختیاریہ پر مبنی ٹھہرے جیسا جَو بو کر کبھی توقع نہیں ہوتی کہ گیہوں پیدا ہوگا اسی طرح اعمال بد کر کے کیوں توقع ہوتی ہے کہ ثمرات نیک شاید ہم کو مل جاویں اسی مقام سے یہ مضمون سمجھ میں آگیا ہوگا اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ ایک بزرگ کا قول ہے۔

گندم از گندم بروید جَو از جو ؛ از مکافات عمل غافل مشو

اور جس طرح تخم جَو اور درخت جَو میں مماثلت نہیں ہوتی مگر معنوی مناسبت یقینی ہے جس کو اہل نظر سمجھتے ہیں اسی طرح اعمال اور جزا میں خفی مناسبت ہے جس کے سمجھنے کے لیے بصیرت کی ضرورت ہے باقی جس طرح درخت جو کے پہچاننے والوں کا قول قابل اعتبار سمجھا جاتا ہے اور ان سے اس حکم میں منازعت نہیں کی جاتی خواہ مناسبت سمجھ میں آوے یا نہ آوے۔ اس طرح ثمرات اعمال کو پہچان کر بتلانے والوں کا یعنی انبیاؤں اور اولیاؤں کا ارشاد واجب القبول ہے خواہ مناسبت سمجھ میں آدے یا نہ آدے ــــــــــ ہم بعض اعمال نیک کے ثمرات جو موت کے بعد پیش آدیں گے خواہ برزخ میں یا آخرت میں ذکر کرتے ہیں تاکہ

معلوم ہو کہ کارخانہ بعد الموت ابتدائی کارخانہ نہیں بلکہ اسی کارخانہ پر مرتب و مسبب ہے اس کے بعد بعض اہل معانی کے اقوال سے بعض اعمال و ثمرات کی مناسبت کو تمثیلاً ذکر کریں گے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ وہاں جو کچھ ہے یہاں کا ظہور اور تمثیل ہے اور یہ ارشادات سمجھ میں آجاویں۔

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔

وقولہ تعالیٰ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ ط وقولہ تعالیٰ يَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّا اَحْصٰهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَّلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا وقولہ تعالیٰ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِيْدًا وقولہ تعالیٰ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ط وغیرہا من الآیات۔

فصل ۱: بعض اعمال کے آثار برزخیہ ہیں جس سے ان اعمال کی صورت مثالیہ منکشف ہوگی۔ امام بخاریؒ نے بروایت سمرہ بن جندب صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر صحابہؓ سے دریافت فرماتے کہ تم نے شب کو کوئی خواب تو نہیں دیکھا، جو شخص کوئی خواب عرض کرتا آپؐ اس کی تعبیر ارشاد فرماتے۔ اسی طرح حسب معمول ایک روز صبح کے وقت ارشاد فرمایا کہ آج رات ہم نے ایک خواب دیکھا ہے دو شخص میرے پاس آئے مجھ کو اُٹھا کر کہا چلو میں ان کے ساتھ چلا، ایک شخص پر ہمارا گزر ہوا کہ وہ لیٹا ہوا ہے اور دوسرا شخص اس کے پاس ایک پتھر لیے کھڑا ہے اور اس کے سر پر زور سے مارتا ہے جس سے اس کا سر کچل جاتا ہے اور پتھر آگے کو لڑھک جاتا ہے وہ جا کر پتھر کو اُٹھا لاتا ہے اور یہ ابھی لوٹنے نہیں پاتا کہ اس کا سر اچھا ہو جاتا ہے جیسا پہلے تھا وہ آکر پھر اسی طرح کرتا ہے میں نے ان دو شخصوں سے تعجباً کہا سبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں انہوں نے کہا چلو چلو، ہم آگے چلے ایک شخص پر گزر ہوا جو چت لیٹا ہے اور دوسرا شخص اس کے پاس لوہے کا زنبور لیے کھڑا ہے اور اس لئے

---

۱ یہ حدیث خواب کافی سے نقل ہے ۱۲ منہ

ہوئے شخص کے منہ کے ایک جانب آکر اس کا کلّہ اور نتھنا اور آنکھ گُدّی تک چیرتا چلا جاتا ہے
پھر دوسری طرف آکر اسی طرح کرتا ہے اور اس جانب سے فارغ نہیں ہونے پاتا کہ وہ جانب
اچھی ہو جاتی ہے پھر اس طرف جاکر اسی طرح کرتا ہے میں نے کہا سُبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں
کہنے لگے چلو چلو ہم آگے چلے، ایک تنور پر پہنچے، اس میں بڑا شور و غل ہو رہا ہے ہم نے اس میں جھانک
کر دیکھا تو اس میں بہت سے مرد و عورت ننگے ہیں اور ان کے نیچے سے ایک شُعلہ آتا ہے جب وہ
ان کے پاس پہنچتا ہے، اُس کی قوّت سے یہ بھی اونچے اُٹھ آتے ہیں میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں
وہ دونوں بولے چلو چلو ہم آگے چلے، ایک نہر پر پہنچے کہ خون کی طرح لال تھی اور اس نہر کے اندر
ایک شخص تیر رہا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک شخص ہے اس نے بہت سے پتھر جمع کر رکھے ہیں
وہ شخص تیرتا ہوا اُدھر کو آنکلے ہے یہ شخص اس کے منہ پر ایک پتھر کھینچ کر مارتا ہے جس کے صدمے سے
پھر وہ اپنی جگہ پر پہنچ جاتا ہے ——— پھر وہ تیر کر نکلتا ہے یہ شخص پھر اسی
طرح اس کو ہٹا دیتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ دونوں کون ہیں؟ کہنے لگے چلو چلو، ہم آگے چلے، ایک
شخص پر گزر ہوا کہ بڑا ہی بدشکل ہے کہ کبھی ایسا کوئی نظر سے نہ گزرا ہوگا اور اس کے سامنے آگ ہے
اس کو جلا رہا ہے اور اس کے گرد پھر رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے، کہنے لگے چلو چلو
ہم آگے چلے، ایک گنجان باغ میں پہنچے جس میں ہر قسم کے بہاری[1] شگوفے تھے اور اس باغ
کے درمیان ایک شخص نہایت دراز قد جن کا سر اونچائی کے سبب دکھائی نہیں پڑتا، بیٹھے ہیں اور
ان کے آس پاس بڑی کثرت سے بچے جمع ہیں میں نے پوچھا یہ باغ کیا ہے اور یہ لوگ کون ہیں
کہنے لگے چلو چلو، ہم آگے چلے ایک عظیم الشان درخت پر پہنچے کہ اس سے بڑا اور خوبصورت
درخت کبھی میں نے نہیں دیکھا ان دونوں شخصوں نے مجھ سے کہا کہ اس پر چڑھو ہم اس پر
چڑھے تو ایک شہر ملا کہ اسکی عمارت میں ایک ایک اینٹ سونے کی ایک ایک چاندی کی
لگی ہے ہم شہر کے دروازے پر پہنچے اور اس کو کھلوایا وہ کھول دیا گیا ہم اس کے اندر گئے ہم کو
چند آدمی ملے جن کا آدھا بدن ایک طرف کا تو نہایت خوب صورت اور آدھا بدن نہایت بدصورت
وہ دونوں شخص ان لوگوں سے بولے جاؤ اس نہر میں گر پڑو اور وہاں ایک چوڑی نہر جاری ہے

---

[1] یعنی موسم بہار کے ۱۲ منہ

پانی سفید ہے جیسا دودھ ہوتا ہے وہ لوگ جاکر اس میں گر گئے پھر ہمارے پاس جو آئے تو بدصورتی بالکل جاتی رہی پھر ان دونوں شخصوں نے مجھ سے کہا کہ یہ جنت عدن ہے اور دیکھو تمہارا گھر وہ رہا میری نظر جو اوپر بلند ہوئی تو ایک محل ہے جیسا سفید بادل کہنے لگے یہی تمہارا گھر ہے میں نے دونوں سے کہا اللہ تعالیٰ تمہارا بھلا کرے مجھ کو چھوڑ دو میں اس کے اندر چلا جاؤں کہنے لگے ابھی نہیں بعد میں جاؤ گے میں نے ان سے کہا آج رات بھر بہت عجیب تماشے دیکھے آخر یہ کیا چیزیں تھیں وہ بولے ہم ابھی بتلاتے ہیں وہ جو شخص تھا جس کا سر پتھر سے کچلا دیکھا وہ ایسا شخص ہے، جو قرآن مجید حاصل کر کے اس کو چھوڑ کر فرض نماز سے غافل ہو کر سو رہتا تھا اور جس شخص کے کلے اور نتھنے اور آنکھ اور گُدی سے چیرتے دیکھا یہ ایک شخص ہے کہ صبح کو گھر سے نکلتا اور جھوٹی باتیں کیا کرتا جو دُور پہنچ جائیں اور وہ جو ننگے مرد عورت تنور میں نظر آئے یہ زنا کرنے والے مرد عورت ہیں اور جو شخص نہر میں تیرتا تھا اور اس کے منہ میں پتھر بھرے جاتے تھے یہ سُود خوار ہے اور جو وہ بدشکل آدمی آگ جلاتا ہوا اور اس کے گرد دَوڑتا ہوا دیکھا وہ مالک دار وغہ دوزخ کا ہے اور جو دراز قد قامت شخص باغ میں دیکھے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور جو بچے ان کے آس پاس دیکھے یہ وہ بچے ہیں جن کو فطرت پر موت آگئی کسی مسلمان نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کے بچے بھی آپ نے فرمایا ہاں مشرکین کے بچے بھی اور وہ جو لوگ تھے جن کا نصف بدن خوبصورت اور نصف بدن بدصورت تھا یہ وہ لوگ ہیں کہ کچھ عمل نیک کئے تھے اور کچھ بد کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا فقط :

اس حدیث سے ان اعمال کے آثار واضح ہوئے اور مناسبتیں گو خفی ہیں مگر ذرا تامل سے سمجھ میں آسکتی ہیں مثلاً جھوٹ بولنے اور کلّے چیرے جانے میں مناسبت ظاہر ہے اور زنا کرنے سے جو آتش شہوت تمام بدن میں پھیل جاتی ہے اس میں اور آتش عقوبت کے محیط ہو جانے میں مناسبت ظاہر ہے اور زنا کے وقت برہنہ ہو جاتے ہیں اور جہنم میں برہنہ ہو جانا، اس میں مناسبت ظاہر ہے۔ علیٰ ہذا القیاس سب اعمال کو اسی طرح سوچ لینا چاہئے۔

فصل: جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے وہ سانپ کی شکل بن کر اس کے گلے میں بطور طوق کے ڈالا جائے گا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

ل کذا فی المشکوٰۃ

علیہ وسلم نے نہیں ہے کوئی شخص جو نہ دیتا ہو زکواۃ اپنے مال کی مگر یہ کر ڈال دیں گے اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اس کے گلے میں ایک اژدہا پھر آپ نے اس کی تائید کے لئے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ؕ ——— الآیہ. روایت کیا اس کو ترمذی علیہ الرحمۃ نے۔

فصل : بدعہدی بشکل جھنڈے کے متمثل ہوکر قیامت کے دن موجب رسوائی ہو گی۔
عمرو رضی سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو شخص پناہ دیوے کسی شخص کو اسکی جان پر پھر اس کو قتل کر دے، دیا جاوے گا اس کو جھنڈا اس کی پشت پر گاڑ کر پکارا جاوے گا هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانٍ یعنی یہ فلاں شخص کی بدعہدی ہے۔

فصل : چوری اور خیانت جس چیز میں کی ہوگی وہی آلہ تعذیب ہو جائے گی۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک غلام ہدیہ میں بھیجا اس کا نام مدعم تھا وہ مدعم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ اسباب اتار رہا تھا کہ دفعۃً اس کے ایک تیر لگا جس کا مارنے والا معلوم نہ ہوا۔ لوگوں نے کہا کہ بہشت اس کو مبارک ہو۔ آپ نے فرمایا، ہرگز ایسا مت کہو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ جو کملی اس نے یوم خیبر میں لے لی تھی تقسیم نہ ہونے پائی تھی وہ آگ بن کر اس پر مشتعل ہو رہی ہے جب لوگوں نے یہ مضمون سنا ایک شخص جوتے کا ایک یا دو تسمے واپس کرنے کو لایا آپ نے فرمایا اب کیا ہوتا ہے، یہ ایک تسمہ یا دو تسمہ تو آگ کا ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

فصل : غیبت کرنے کی صورت مثالی مردہ بھائی کے گوشت کھانے کی ہے۔
قال اللہ تعالیٰ وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ؕ الآیہ، فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ نہ غیبت کرے کوئی تم میں سے کسی کی کیا پسند کرتا ہے کوئی تم میں سے یہ کہ کھاوے گوشت اپنے بھائی کا جب کہ وہ مرا ہو ضرور اس کو تو ناپسند کرو گے فقط اس وجہ سے غیبت خواب میں اسی شکل میں نظر آتی ہے۔

فصل : اہل معانی کے اقوال سے بعض چیزوں کی صورت مثالیہ کے بیان میں محققین نے

فرمایا ہے کہ ہر خصلت ذمیمہ کو ایک جانور کے ساتھ خصوصیت خاصہ ہے جس شخص میں وہ خصلت غالب ہو جاتی ہے عالم مثالی میں اس شخص کی شکل اس جانور کی سی ہو جاتی ہے امم سابقہ میں وہ شکل اسی عالم میں ظاہر ہو جاتی تھی، اس امت کو اللہ تعالیٰ نے اس عالم میں رسوا ہونے سے محفوظ رکھا لیکن دوسرے عالم میں وہ شکل بن جاتی ہے قیامت کے روز اس کا ظہور ہوگا اور اہل کشف کو یہاں ہی مکشوف ہو جاتی ہے۔ سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر فرمائی ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ ط یعنی نہیں کوئی جانور چلنے والا زمین پر اور نہ کوئی پرندہ جو اپنے بازوؤں سے اڑتا ہے مگر وہ سب جماعتیں ہیں مثل تمہارے سفیان فرماتے ہیں کہ بعض لوگ درندوں کے اخلاق پر ہوتے ہیں بعض کتوں کے اور سوروں اور گدھوں کے اخلاق پر ہوتے ہیں بعض بناؤ سنگار کر کے طاؤس کے مشابہ بنتے ہیں بعض پلید ہوتے ہیں مثل گدھے کے بعض خود پرور ہوتے ہیں مثل مرغی کے بعض کینہ ور ہوتے ہیں مثل اونٹ کے بعض مشابہ مکھی کے ہوتے ہیں۔ بعض مشابہ لومڑی کے فقط امام ثعلبی نے فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا کی تفسیر میں کہا ہے کہ قیامت میں لوگ مختلف صورتوں میں محشور ہوں گے جس جانور کی عادات طبیعت پر غالب ہوں گی قیامت میں اس کی شکل بن جاوے گی۔

فصل: بعض اعمال کی صورت مثالیہ کی تحقیق حضرت مولوی روم علیہ الرحمۃ کے قول سے

چوں سجودے یا رکوعے مرد کشت	شد دراں عالم سجود او بہشت
چوں کہ پرید از دہانت حمد حق	مرغ جنت ساختش رب الفلق
حمد و تسبیحت نماند مرغ را	ہم چو نطفہ مرغ باد است و ہوا
چوں ز دستت رفت ایثار و زکوٰۃ	گشت ایں دست آں طرف نخل و نبات
آب صبرت آب جوئے خلد شد	جوئے شیر خلد مہر تست و دود
ذوق طاعت گشت جوئے انگبیں	مستی و شوق تو جوئے خمر بیں
ایں سببہا آں اثر ہا را نماند	کس نداند چونش جائے آں نشاند
ایں سبب ہا چوں بہ فرمان تو بود	چار جو ہم مر ترا فرماں نمود

ہر طرف خواہی روانش می کنی ‏ ‏ ‏ آں صفت چوں چنانش می کنی

چوں منی تو کہ در فرمان تست ‏ ‏ ‏ نسل تو در امر تو آیند چیست

میدود در امر تو فرزند تو ‏ ‏ ‏ کہ منم جزو تو کہ کردیش گرد

آں صفت در امر تو بود ایں جہاں ‏ ‏ ‏ ہم در امر تست آں جو ہاردہاں

آں درختاں مر ترا فرماں برند

چوں بامر تست اینجا ایں صفات ‏ ‏ ‏ پس در امر تست آنجا آں جزات

چوں زدت زخم بر مظلوم رست ‏ ‏ ‏ آں درختے گشت ازاں زقوم رست

چوں زخم آتش تو در دلہا زدی ‏ ‏ ‏ مایۂ نار جہنم آمدی!

آتش ست اینجا چو مردم سوز بود ‏ ‏ ‏ آنچہ از وی زاد مرد افروز بود

آتش تو قصد مردم مے کند ‏ ‏ ‏ نار زو زاد بر مردم زند

آں سخن ہائے چو مار و گژدم ست ‏ ‏ ‏ مار و گژدم گشت و می گیرد دُمت

رجوع بہ مطلب: آیات و احادیث و اقوال مذکورہ سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ آدمی جو کچھ عمل کرتا ہے اس کا وجود باقی رہتا ہے اور وہ ایک روز کھلنے والا ہے قال اللہ تعالیٰ

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ط ——— پس جنت دوزخ اپنے ہاتھوں آدمی لیتا ہے اور یہ تحقیق مسئلہ تقدیر کے مخالف نہیں ہے کیونکہ مسئلہ تقدیر میں یہ بات نہیں بتلائی گئی کہ کوئی شے بلا سبب ہو جاتی ہے۔ ہرگز ایسا نہیں بلکہ جو کچھ تقدیر میں ہوتا ہے اس کے اسباب اوّل جمع ہوتے ہیں پھر وہ امر واقع ہو جاتا ہے منجملہ اسباب قویہ دخول جنت و دوزخ کے اعمال حسنہ یا سیئہ ہیں اسی لئے صحابہؓ نے اعمال کا فائدہ پوچھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُّيَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهٗ ——— یعنی عمل کرتے رہو کیونکہ ہر شخص کو وہی کام آسان ہے جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہے قال اللہ تعالیٰ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى. الآیہ خلاصہ یہ کہ

جیسا یہاں کروگے برزخ اور قیامت میں اسی سے پردہ اٹھ جاوے گا۔ قال اللہ تعالیٰ :
فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ الآیۃ۔ یاالٰہی ہم لوگوں کو فہم صحیح عطا فرمائیے اور اس قدر تذکر نصیب کر دیجئے کہ گناہ کے وقت اس کی جزا پیش نظر ہو جایا کرے پھر اس سے بچنے کی بھی توفیق عطا ہو۔ آمین۔

چوتھا باب

اس بیان میں کہ طاعت کو جزائے آخرت میں کیسا کچھ دخل وتاثیر ہے۔ اس کی اجمالی تحقیق تو آغاز باب سوم سے اچھی طرح دریافت ہو چکی ہے۔ اس مقام پر صرف دو چار اعمال کی مثالی صورت دلائل سے لکھنا کافی معلوم ہوتا ہے۔

فصل : سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کی صورت مثالی درخت کی سی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاقات کی میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شب معراج میں انہوں نے فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہئے اور خبر دیجئے کہ جنت ستھری مٹی والی شیریں پانی والی ہے اور اصل میں وہ صاف میدان ہے اور اس کے درخت سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ہیں۔ روایت کیا اس کو ترمذیؒ نے۔

فصل : سورۂ بقرۃ اور آل عمران کی صورت مثالی مثل ٹکڑیوں بادل یا پرندوں کے ہے نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لایا جاوے گا قرآن مجید کو قیامت کے دن اور قرآن والوں کو جو اس پر عمل کرتے تھے، آگے آگے ہوگی اس کے سورۂ بقرۃ اور آل عمران جیسے دو بدلیاں ہوں سیاہ سائبان ہوں ان کے بیچ میں ایک چمک ہوگی (بقول محققین یہ چمک بسم اللہ کی ہے) یا جیسے قطار باندھنے والے پرندوں کی دو ٹکڑیاں ہوں حجت کریں گی دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والے کی جانب سے، روایت کیا اس کو مسلمؒ نے۔

فصل : سورۂ قل ھو اللہ احد کی صورت مثالی مثل قصر کے ہے۔ سعید بن المسیبؒ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قل ھو اللہ احد دس مرتبہ پڑھے اس کے لئے جنت میں ایک محل تیار ہوتا ہے اور جو بیس مرتبہ پڑھے اس

کے لئے دو محل تیار ہوتے ہیں اور جو تیس مرتبہ پڑھے اس کے لئے تین محل تیار ہوتے ہیں جنت میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے قسم خدا کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تب تو ہم اپنے بہت سے محل بنوالیں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ فراغت و گنجائش والے ہیں۔ روایت کیا اس کو دارمی علیہ الرحمۃ نے۔

فصل: عمل جاری کی صورت مثالی چشمہ کے مثل ہے۔ ام العلاء انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے خواب میں ایک چشمہ جاری دیکھا اور یہ خواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا یہ ان کا عمل ہے جو جاری ہوتا ہے ان کے لئے، روایت کیا اس کو بخاری نے[1]۔

فصل: دین کی شکل مثالی مثل لباس کے ہے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے[2] کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، میں خواب میں تھا کہ لوگوں کو اپنے روبرو پیش ہوتے دیکھا کہ وہ کرتے پہنے ہیں، کسی کا کرتہ تو سینہ تک ہے کسی کا اس سے نیچے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو پیش ہوئے تو ان کا کرتہ اتنا بڑا ہے کہ زمین پر گھسیٹتے چلتے ہیں، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر آپ نے اس کی کیا تعبیر لی۔ آپ نے فرمایا دین۔

فصل: علم کی شکل مثالی مثل دودھ کے ہے۔ ابن عمر[2] رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ خواب میں میرے پاس ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے اس سے پیا یہاں تک کہ اس کی سیرابی کا اثر اپنے ناخنوں سے نکلتا پایا پھر بچا ہوا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا۔ لوگوں نے عرض کیا پھر آپ نے اس کی کیا تعبیر لی۔ آپ نے فرمایا علم۔

فصل: نماز کی شکل مثالی نور کے ہے، عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر فرمایا۔ ارشاد ہوا کہ جو شخص محافظت کرے گا نماز پر وہ نماز اس کے لئے قیامت کے دن نورانی اور برہان اور نجات ہوگی۔

فصل: صراط مستقیم کی شکل مثالی مثل پل صراط کے ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ[3] حل مسائل

---

[1] کذا فی المشکوٰۃ ۱۲ منہ [2] کذا فی المشکوٰۃ ۱۲ منہ

[3] نقل من ترجمۃ المسماۃ حقیقۃ روح انسانی ۱۲ منہ

غامضہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ پُل صراط پر ایمان لانا برحق ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ پُل صراط باریکی میں بال کے مانند ہے یہ تو اس کے وصف میں ظلم ہے بلکہ وہ تو بال سے بھی باریک ہے۔ اس میں اور بال میں کچھ مناسبت ہی نہیں جیسا کہ باریکی میں خطِ ہندسی کو جو سایہ اور دھوپ کے مابین ہوتا ہے۔ نہ سایہ میں اس کا شمار ہے نہ دُھوپ میں بال کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں، پل صراط کی باریکی بھی خطِ ہندسی کے مثل ہے جس کا کچھ عرض نہیں کیونکہ وہ صراطِ مستقیم کی مثال پر ہے جو باریکی میں خطِ ہندسی کے مثل ہے اور صراطِ مستقیم اخلاق متضادہ کی وسطِ حقیقی سے مراد ہے جیسا کہ فضول خرچی اور بُخل کے درمیان وسطِ حقیقی سخاوت ہے۔ تہوّر یعنی افراطِ قوتِ غضبی اور جبن یعنی بُزدلی کے درمیان میں شجاعت، اسراف اور تنگی خرچ کے درمیان میں وسطِ حقیقی میانہ روی ہے تکبر اور غایت درجہ کی ذلت کے درمیان میں تواضع شہوت اور خمود کے درمیان میں عفت کیونکہ ان صفتوں کی دُو طرفیں ہیں، ایک زیادتی دوسرے کمی وہ دونوں مذموم ہیں۔ افراط اور تفریط کے مابین وسط ہے۔ وہ دونوں طرف کے نہایت دُوری ہے اور وہ وسط میانہ روی ہے نہ زیادتی کی طرف ہیں اور نہ نقصان کی طرف میں جیسا خطِ فاصل دھوپ اور سایہ کے مابین ہوتا ہے نہ سایہ میں ہے نہ دھوپ میں۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے قیامت میں صراطِ مستقیم کو جو خطِ ہندسی کی طرح ہے جس کا کچھ عرض نہیں متمثل کریں گے تو ہر انسان سے اس صراط پر استقامت کا مطالبہ ہوگا۔ پس جس شخص نے دنیا میں صراطِ مستقیم پر استقامت کی اور افراط و تفریط یعنی زیادتی و کمی کی دونوں جانبوں میں سے کسی جانب میلان نہ کیا وہ اس پُل صراط پر برابر گزر جائے گا اور کسی طرف کو نہ جھکے گا کیونکہ اس شخص کی عادت دنیا میں میلان سے بچنے کی تھی سو یہ اس کا وصفِ طبعی بن گیا اور عادت طبیعت خامسہ ہوتی ہے سو صراط پر برابر گزر جائے گا اور ان دلائل سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ کارخانہ آخرت کا غیر منتظم نہیں ہے کہ جس کو چاہا پکڑ کر جہنّم میں پھینک دیا یوں مالک حقیقی کو سب اختیار ہے مگر عادت اور وعدہ یونہی ہے کہ جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے۔ اسی لئے جا بجا ارشاد فرمایا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ اور ارشاد فرمایا ہے سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ۔ یعنی دوڑو طرف مغفرت پروردگار اپنے کے اور طرف جنت کے جس کی وسعت

آسمان و زمین کے برابر ہے (یہ ہمارے سمجھانے کو فرمایا) سو اگر جنت میں داخل ہونا غیر اختیاری ہے تو اس کی طرف دوڑنے کو کیسے حکم فرمایا ہے یعنی اس کے اسباب اختیار میں دیئے ہیں جن پر دخولِ جنت حسب وعدۂ آیۃ مرتب ہو جاتا ہے اسی لیے بعد حکم مُسَابَقَت اِلَی الْجَنَّۃ کے ان اعمال و اسباب کو ذکر فرمایا جو یقیناً انسان کے اختیار میں ہیں چنانچہ ارشاد ہوا۔

أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ یعنی یہ جنت ایسے پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جو خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں اور پی جانے والے ہیں غصہ کے اور معاف کرنے والے ہیں لوگوں سے اور اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں نیکی کرنے والوں کو اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ جب کر گزرتے ہیں کوئی بے حیائی کا کام یا ظلم کرتے ہیں اپنی جانوں پر فوراً یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اور معافی مانگتے ہیں اپنے گناہوں کی اور سوا اللہ تعالیٰ کے گناہ کو بخشتا ہی کون ہے اور وہ لوگ اڑتے نہیں اس کام پر جو کیا انھوں نے وہ جانتے ہیں۔ دیکھئے اس آیت میں صاف فرما دیا کہ جنت ایسوں کے لئے ہے جن میں فلاں فلاں اوصاف ہیں اور یہ سب اوصاف اختیاری ہیں۔ اس کے بعد اور بھی صاف لفظوں میں بتلاتے ہیں کہ ان کاموں کے کرنے سے ضرور جنت مل ہی جاتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ۔ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ شئے محبوب کے اسباب بھی محبوب ہوتے ہیں دیکھو ٹھیلہ دار مزدور چونکہ جانتے ہیں کہ اسباب اُٹھانے سے پیسہ ملے گا سو مسافر دل کے اسباب لینے اور لادنے کے لئے آپس میں کیسا جھگڑتے ہیں اور ہر شخص چاہتا ہے کہ مجھ پر یہ اسباب لادا جاوے اور باوجود مشقت و تعب کے پھر بھی بوجھ لادنے میں ان کو ایک قسم کا لطف و لذت ملتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ جنت محبوب ہو اللہ تعالیٰ کا لقا محبوب ہو اور اس کے اسباب یعنی

اعمال صالحہ مرغوب و محبوب ہوں اسی لئے حدیث شریف میں وارد ہے کہ مَارَاَیْتُ مِثْلَ الْجَنَّۃِ نَامَ طَالِبُھَا اَوْ کَمَا قَالَ ۔ یعنی میں نے جنت کے برابر کوئی چیز عجیب نہیں دیکھی جس کا طالب سو جائے جن کو دیدۂ بصیرت سے یہ مضمون کھل گیا ان کو بیشک ان اعمال شاقہ میں لطف و راحت ملتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَاِنَّھَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَی الْخٰشِعِیْنَ الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّھُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّھِمْ وَاَنَّھُمْ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ۔ یعنی بے شک نماز ضرور گراں گزرتی ہے مگر ان لوگوں پر جو خشوع کرنے والے ہیں جن کا یہ یقین ہے کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور اس کی طرف رجوع ہونے والے ہیں سو نماز کے آسان ہونے کے لئے یہ یقین معین ٹھہرا کہ ہم کو اپنے رب سے ملنا ہے اور حدیث صحیح میں ارشاد ہے جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ یعنی نماز میں مجھ کو آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی راحت ملتی ہے۔

مشورہ نیک

جب اعمال کی صورت مثالیہ معلوم ہو چکی تو اب تمام جزا و سزا تمہارے ہاتھوں ہے۔ اگر چاہتے ہو کہ جنت کے بہت سے درخت ہمارے حصے میں آویں تو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر، خوب پڑھا کرو۔ اگر چاہتے ہو کہ قیامت کے دن ہم سایہ میں ہوں تو سورۂ بقرہ و آل عمران کی تلاوت کیا کرو۔ وہ سائبان کی شکل میں ہوں گی۔ اگر چاہتے ہو کہ ہم کو جنت کا چشمہ ملے خیرات جاری کیا کرو اگر چاہتے ہو کہ خوب کپڑے ملیں تو تقویٰ و دین کو مضبوط پکڑو۔ اگر چاہتے ہو کہ جنت میں دودھ کا چشمہ ملے یا حوض کوثر سے سیراب ہوں تو علم دین خوب حاصل کرو۔ اگر چاہتے ہو کہ پل صراط پر پل جھپکتے گزر جاؤ شریعت پر خوب مستقیم رہو۔ اگر چاہو کہ پل صراط پر ہمارے پاس نور رہے تو نماز کا خوب اہتمام کرو۔ اگر چاہو ہم کو جنت میں بہت سے محل ملیں تو خوب قل ہو اللہ پڑھا کرو۔ اسی طرح جو نعمت چاہو اس کے اسباب اختیار کرو۔ وہی اسباب ان نعمتوں کی شکل بن کر تم کو مل جاویں گے سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ وَلَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۔

خاتمہ

بعض اعمال مخصوصہ کے بیان میں جو زیادہ مُفید یا مضر ہیں اور بعض شبہات عوام کے جواب میں یوں تو جتنی طاعات ہیں سب ضروری ہیں اور جتنے سیئات ہیں سب مُضر ہیں، مگر بعض بعض اعمال جو بمنزلہ اصول کے ہیں زیادہ اہتمام کے قابل ہیں، فعلاً یا ترکاً کہ ان کے اہتمام سے دوسرے اعمال کی اصلاح کی زیادہ اُمید ہے ان کو ہم دو فصلوں میں لکھتے ہیں۔

فصل: ایسے طاعات کے بیان میں جن کی محافظت سے اُمید ہے کہ دُوسری طاعات کا سلسلہ قائم ہو جائے۔ ایک ان میں علم دین کا حاصل کرنا ہے خواہ کُتب سے حاصل کیا جاوے یا صحبتِ علماء سے بلکہ تحصیل کُتب کے بعد بھی علماء کی صحبت ضروری ہے اور مراد ہماری علماء سے وہ علماء ہیں جو اپنے علم پر خود عمل کرتے ہوں اور شریعت و حقیقت کے جامع ہوں، اتباعِ سُنت کے عاشق ہوں، توسط پسند ہوں، افراط و تفریط سے بچتے ہوں خلق پر شفیق ہوں تعصب و عناد ان میں نہ ہو، گو اس وقت بھی بفضلہ تعالیٰ اس قسم کے علماء بہت ہیں اور ہمیشہ رہیں گے جیسا ہمارے سردار اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ ہے۔ لَا یَزَالُ طَائِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ مَنْصُوْرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ ذَکَّھُمْ (مگر ہم چند بزرگوں کا نام تبرکاً) اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں تاکہ غیر مذکورین کو مذکورین پر قیاس کر سکیں اور جن کی ایسی ہی شان ہو انکی صحبت سے مستفید ہو سکیں۔

۱۔ مکہ معظمہ میں حضرت سیدی مُرشدی مولانا الحاج الشیخ محمد امداد اللہ صاحب دامت برکاتہم
۲۔ گنگوہ میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب دامت برکاتہم
۳۔ سہارنپور میں جناب مولانا ابوالحسن صاحب مہتمم جامع مسجد سہارنپور
۴۔ دیوبند میں جناب مولانا محمود حسن صاحب مدرس اعلیٰ مدرسہ دیوبند
۵۔ حضرت حاجی محمد عابد صاحب مقیم مسجد چھتہ دیوبند
۶۔ انبالہ میں حضرت سائیں توکل شاہ صاحب دامت برکاتہم [1]

---

[1] افسوس اس وقت ان حضرات میں سے کوئی بھی زندہ نہیں ۱۲۔ اشرف علی

ایسے بزرگوں کی صحبت و خدمت جس قدر میسّر ہو جائے غنیمت کبریٰ و نعمت عظمیٰ ہے اگر ہر روز ممکن نہ ہو تو ہفتہ میں آدھ گھنٹہ ضرور التزام کرے اس کے برکات خود دیکھ لے گا۔ ایک ان میں سے نماز ہے جس طرح ہو سکے پانچوں وقت پابندی سے نماز پڑھتا رہے اور حتی الامکان جماعت حاصل کرنے کی بھی کوشش کرے اور بدرجۂ مجبوری جسطرح ہاتھ آوے غنیمت ہے۔ اس سے دربارِ الٰہی میں ایک تعلق اور ارتباط قائم رہے گا۔ اس کی برکت سے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی حالت درست رہے گی۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ الآیۃ۔ ایک ان میں سے لوگوں سے کم بولنا اور کم ملنا اور جو کچھ بولنا ہو سوچ کر بولنا ہے۔ ہزاروں آفتوں سے محفوظ رہنے کا یہ ایک اعلیٰ درجہ کا آلہ ہے۔ ایک ان میں سے محاسبہ و مراقبہ ہے یعنی اکثر اوقات یہ خیال رکھے کہ میں اپنے مالک کے پیشِ نظر ہوں، میرے سب اقوال و افعال و احوال پر ان کی نظر ہے۔ یہ مراقبہ ہوا اور محاسبہ یہ کہ کوئی وقت مثلاً سوتے وقت تنہا بیٹھ کر تمام دن کے اعمال یاد کرکے یوں خیال کرے کہ اس وقت میرا حساب ہو رہا ہے اور میں جواب سے عاجز ہو جاتا ہوں۔ ایک ان میں سے توبہ و استغفار ہے۔ جب کبھی کوئی لغزش ہو جائے توقف نہ کرے کسی وقت یا کسی چیز کا انتظار نہ کرے فوراً تنہائی میں جاکر سجدہ میں گر کر خوب معذرت کرے اور اگر رونا آوے تو رو دے ورنہ رونے کی صورت ہی بنائے۔ یہ پانچ چیزیں ہیں علم و صحبت علماء، نماز پنجگانہ، قلتِ کلام و قلتِ مخالطت محاسبہ و مراقبہ، توبہ و استغفار، انشاء اللہ تعالیٰ ان تمام امور پنجگانہ کی پابندی سے جو کہ کچھ مشکل بھی نہیں۔ تمام طاعات کا دروازہ کھل جائے گا۔

فصل دوسری

ایسے معاصی کے بیان میں کہ ان کے نہ کرنے سے بفضلہ تعالیٰ قریب قریب تمام معاصی سے نجات ہو جاتی ہے۔ ایک ان میں سے غیبت ہے۔ اس سے طرح طرح کے مفاسد دنیاوی و اخروی پیدا ہوتے ہیں جیسا ظاہر ہے اس میں آج کل بہت مبتلا ہیں، اس سے بچنے کا سہل طریق یہ ہے کہ بلاضرورت شدیدہ نہ کسی کا تذکرہ کرے نہ سنے نہ اچھا نہ برا اپنے ضروری کاموں میں مشغول رہے۔ ذکر کرے تو اپنا ہی کرے، اپنا دھندہ کیا تھوڑا ہے جو اوروں سے

ذکر کرنے کی فرصت اس کو ملتی ہے۔ ایک ان میں سے ظلم ہے خواہ مالی یا جانی یا زبانی مثلاً کسی کا
حق مار لیا۔ قلیل یا کثیر یا کسی کو ناحق تکلیف پہنچائی یا کسی کی بے آبروئی کی۔ ایک ان میں سے
اپنے کو بڑا سمجھنا اوروں کو حقیر سمجھنا، ظلم و غیبت وغیرہ اسی مرض سے پیدا ہوتے ہیں اور بھی
خرابیاں اس سے پیدا ہوتی ہیں حقد و حسد و غضب وغیر ذالک۔ ایک ان میں سے غصہ ہے
کبھی یاد نہیں ہے کہ غصہ کر کے پچھتائے نہ ہوں کیونکہ حالتِ غضب میں قوتِ عقلیہ مغلوب ہو
جاتی ہے سو جو کام اس وقت ہوگا عقل کے خلاف ہی ہوگا جو بات ناگفتنی تھی وہ منہ سے
نکل گئی جو کام ناکردنی تھا، ہاتھ سے ہو گیا بعد غصہ اترنے کے جس کا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا،
کبھی کبھی عمر بھر کے لئے صدمہ میں گرفتاری ہو جاتی ہے۔ ایک ان میں سے غیر محرم عورت یا مرد
سے کسی قسم کا علاقہ رکھنا خواہ اس کو دیکھنا یا اس سے دل خوش کرنے کے لئے ہم کلام ہونا یا
تنہائی میں اس کے پاس بیٹھنا یا اس کے پسند طبع کے موافق اس کے خوش کرنے کو اپنی وضع
یا کلام کو آراستہ و نرم کرنا۔ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس تعلق سے جو جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں
اور جو جو مصائب پیش آتے ہیں احاطۂ تحریر سے خارج ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی رسالہ
میں ضمناً اس کو کسی قدر زیادہ لکھنے کا ارادہ ہے۔ ایک ان میں سے طعام مشتبہ یا حرام کھانا ہے
کہ اسی سے تمام ظلمات و کدورت نفسانیہ پیدا ہوتی ہیں کیونکہ غذا اسی سے بن کر تمام اعضاء و
عروق میں پھیلتی ہے۔ پس جیسی غذا ہوگی ویسا ہی اثر تمام جوارح میں پیدا ہوگا اور ویسے
ہی افعال اس سے سرزد ہوں گے۔ یہ چھ معاصی ہیں جن سے اکثر معاصی پیدا ہوتے ہیں ان
کے ترک سے انشاء اللہ تعالیٰ اوروں کا ترک بہت سہل ہو جائے گا، بلکہ امید ہے کہ خود بخود
متروک ہو جاویں گے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا اب یہاں سے عوام کے بعض شبہات کا جواب
دیا جاتا ہے جن سے وہ دھوکہ میں پڑے ہیں اور دوسروں کو بھی دھوکہ میں ڈالتے ہیں جب
کبھی ان سے التزام طاعات و اجتناب معصیت کے لیے کہا جاتا ہے وہ ان ہی شبہات کو پیش
کر دیا کرتے ہیں یہ شبہات دو قسم کے ہیں، ایک قسم وہ شبہات ہیں جن سے صریح کفر لازم آتا
ہے۔ مثلاً یہ شبہ کہ دنیا نقد ہے اور آخرت نسیہ اور نقد بہتر ہوتا ہے نسیہ سے، یا یہ شبہ کہ
دنیا کی لذت یقینی ہے اور آخرت کی لذت مشکوک تو یقینی کو مشکوک کی امید میں کیوں چھوڑ دیں،

جیسے کسی نے کہا ہے ؎

اب تو آرام سے گزرتی ہے ٭ عاقبت کی خبر خدا جانے

سو چونکہ ہمارا روئے سخن اس وقت اہل ایمان کی طرف ہے اس لئے ان شبہات کو مطرح النظر کرتے ہیں[1]۔ دوسری قسم وہ شبہات جن کا باعث جہل و غفلت ہے اس مقام پر اُن کا جواب دینا مقصود ہے ہم اس کو کئی فصلوں میں لکھتے۔ بِتَوْفِيْقِ اللهِ تَعَالىٰ:

فصل: ایک شُبہ ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے غفور الرحیم ہیں میرے گناہوں کی وہاں کیا حقیقت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک وہ غفور الرحیم ہیں مگر قہار و منتقم بھی تو ہیں سو تم کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ تمہارے لئے ضرور مغفرت ہوگی، ممکن ہے کہ انتقام و قہر ہونے لگے، علاوہ اس کے آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ غفور رحیم اس شخص کے لئے جو پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور آئندہ اعمال کی اصلاح کرے، کما قال اللہ تعالیٰ شَأْنُہٗ۔ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ الرَّحِيْمٌ ۵ یعنی اس کے بعد تیرا پروردگار ان لوگوں کے لئے غفور الرحیم ہے جنہوں نے نادانی سے بُرا کام کیا پھر انہوں نے توبہ کر لی، اس کے بعد اور اپنے اعمال درست کر لیے اور جو بلا توبہ مر جاوے تو بقدر گناہ تو مستحق عقوبت ہے اور فضل کا کوئی روکنے والا نہیں، مگر اس شخص کے پاس کیا دلیل ہے کہ میرے ساتھ یہی معاملہ ہو گا۔

فصل: ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ میاں ابھی کیا جلدی ہے آگے چل کر توبہ کر لیں گے۔ اس شخص سے یہ کہنا کہ تم کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ ابھی تم اور زندہ رہو گے، ممکن ہے کہ شب کو سوتے کے سوتے رہ جاؤ یا اگر زندگی بھی ہوئی تو توبہ کی شاید توفیق نہ ہو۔ یاد رکھو کہ گناہ جس قدر بڑھتا جاتا ہے دل کی سیاہی بڑھتی جاتی ہے روز بروز توبہ کی توفیق کم ہوتی جاتی ہے یہاں

---

[1] علاوہ اس کے ان شبہات کا لغو ہونا ہر عاقل پر ظاہر ہے۔ وجود آخرت تو دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکا۔ اگر خود ان دلائل کے ثبوت میں کلام ہے تو بفضلہ تعالیٰ براہین عقلیہ اس کے اثبات کے لئے ہر وقت موجود ہیں۔ بعد ثبوت آخرت کے نقد کو نسیہ پر مطلقاً ترجیح دینا بالکل مغالطہ ہے۔ یہ قاعدہ اس وقت ہے کہ نسیہ اور نقد کما و کیفاً برابر ہوں ورنہ تمام معاملات دنیا میں نسیہ کو نقد پر ترجیح دیا کرتے ہیں، پیسہ کی چیز اگر دو پیسہ میں اُدھار بکنے لگے اور خریدار پر ذرا بھی اطمینان ہو خوشی خوشی سے دیے ڈالتے ہیں یہاں وہ قاعدہ کہاں گیا۔ ۱۲ منہ۔

تک کہ اکثر بلا توبہ مرجاتا ہے۔

فصل: ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ میاں گناہ تو کرلیں پھر توبہ کرکے معاف کرالیں گے۔ اس شخص سے یہ کہنا چاہیئے کہ ذرا اپنی انگلی آگ کے اندر ڈال دو پھر اس پر ہم مرہم لگا دیں گے۔ یہ ہرگز گوارا نہ ہوگا۔ پھر افسوس ہے کہ معصیت پر کیسے جرأت ہوتی ہے۔ اس شخص کو یہ کیسے معلوم ہوگیا کہ توبہ کی توفیق ضرور ہی ہو جاوے گی، یا اگر توبہ کی تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ واجب ہے کہ توبہ قبول ہی کرلیں پھر یہ کہ بعض گناہ ایسے ہیں کہ ان سے توبہ کرلینا اللہ تعالیٰ کے رُوبرُو کافی نہیں بلکہ صاحبِ حق سے معاف کرانے کی ضرورت ہے۔

فصل: ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ ہم کیا کریں ہماری تقدیر ہی میں یوں لکھا ہے اور یہ شبہ بہت ارزاں ہے کہ ہر کس وناکس اس سے منتفع ہوتا ہے۔ سو جو ذرا انصاف کرنا چاہیئے کہ جس وقت گناہ کرتے ہیں خواہ اسی قصد سے کرتے ہو کہ چونکہ ہماری تقدیر میں لکھا ہے لاؤ تقدیر کی موافقت کرلیں، ہرگز نہیں، اس وقت اس مسئلہ کا ہوش بھی نہیں رہتا جب گناہ سے فراغت ہو جاتی ہے فرصت میں تاویل سوجھتی ہے اگر انصاف کرکے دیکھو خود اس تاویل کی بے قدری دل میں سمجھتے ہو گے۔ دوسرے بات یہ ہے کہ اگر تقدیر پر ایسا ہی بھروسہ ہے تو دنیاوی معاملات میں اس مسئلہ پر کیوں نہیں اعتماد ہوتا ہے جب کوئی شخص تم کو جانی یا مالی ضرر پہنچا دے تو اس پر ہرگز عتاب مت کیا کرو، سمجھ لیا کرو کہ ان کی تقدیر میں یہی لکھا تھا کہ شرارت کریں گے، نقصان کریں گے وہاں مسئلہ تقدیر کے منکر بن جاتے ہو۔ یہاں سب سے بڑھ کر تقدیر پر تمہارا ہی ایمان ہوتا ہے۔

فصل: ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ اگر قسمت میں جنّت لکھی ہے تو جنّت میں جاویں گے اور اگر دوزخ لکھی ہے دوزخ میں جاویں گے محنت ومشقت سب بیکار ہے۔ ان لوگوں سے کہنا چاہیئے کہ اگر یہ بات ہے تو دنیوی معاملات میں کیوں تدبیریں وکوششیں کرتے ہو۔ کھانے کے لئے اس قدر اہتمام کرتے ہو، بوتے ہو، جوتتے ہو، پیستے ہو، چھانتے ہو، گوندھتے ہو، پکاتے ہو، لقمہ بنا کر منہ میں لے جاتے ہو، چباتے ہو، نگلتے ہو، کچھ بھی نہ کیا کرو، اگر قسمت میں ہے آپ ہی بن بنا کر پیٹ میں اُتر جاوے گا، نوکری کیوں کرتے ہو،

کھیتی کیوں کرتے ہو، یہ شعر کیوں پڑھ دیا کرتے ہو ؎

رزق ہر چند بے گماں برسد ٭ لیک شرط است جستن از درہا

اگر اولاد کی تمنا ہوتی ہے تو نکاح کیوں کرتے ہو۔ پس جس طرح باوجود ثبوت تقدیر کے ان مسبّبات کے لئے اسباب خاصہ جمع کرتے ہو۔ اسی طرح نعمائے آخرت کے لئے وہی اسباب و اعمالِ صالحہ جمع کرنا ضروری ہے۔

فصل : ایک دھوکہ یہ ہو جاتا ہے کہ حدیث میں ہے "اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ" سو ہم کو اپنے رب کے ساتھ حسن ظن ہے ضرور ہمارے ساتھ حسنِ معاملہ ہوگا سو خوب یاد رکھنا چاہئے رجا و حسنِ ظن کے معنی یہ ہیں کہ اسباب کو اختیار کر کے مسبب کے مرتب ہونے کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے منتظر رہے، اپنی تدبیر پر وثوق نہ کر بیٹھے اور جو اسباب ہی کو اڑا دیا تو یہ حسنِ ظن نہیں ہے بلکہ غرور اور دھوکہ ہے۔ اس کی موٹی مثال یہ ہے کہ تخم پاشی کر کے انتظار ہو کہ اب غلّہ فضل خدا سے پیدا ہوگا۔ یہ تو اُمید ہے اگر تخم پاشی ہی نہ کرے اور اس ہوس پر بیٹھا رہے کہ اب غلّہ پیدا ہوگا تو یہ نرا جنون اور دھوکہ ہے جس کا انجام افسوس و حسرت کے سوا کچھ بھی نہیں۔

فصل : ایک دھوکہ یہ ہو جاتا ہے کہ فلاں بُزرگ کی اولاد یا فلاں بزرگ کے مرید ہیں، یا فُلاں بُزرگ زندہ یا مُردہ سے محبّت رکھتے ہیں پس خواہ ہم کچھ ہی کریں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول و مغفور ہیں صاحبو! اگر یہ نسبتیں صرف کافی ہوتیں تو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی کو ہرگز نہ فرماتے فَاطِمَۃُ اِنْقِذِیْ نَفْسَکِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اُغْنِیْ عَنْکِ مِنَ اللہِ شَیْئًا۔ یعنی اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اپنی جان کو جہنّم سے بچاؤ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے یہاں کچھ کفایت نہیں کر سکتا یعنی جب کہ اپنے پاس سرمایہ ایمان و اعمالِ صالحہ کا نہ ہو، صرف نسبت کافی نہیں ہے اور ایمان و تقویٰ کے ساتھ اگر نسبت شریفہ بھی ہو تو سُبحان اللہ نورٌ علیٰ نور ہے اور قیامت کے دن فائدہ بخش بھی ہوگی، کما قال اللہ تعالیٰ :

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْہُمْ ذُرِّیَّتُہُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِہِمْ ذُرِّیَّتَہُمْ وَمَآ اَلَتْنٰہُمْ مِّنْ عَمَلِہِمْ مِّنْ شَیْءٍ۔ یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی پیروی کی انکی اولاد نے ایمان کے ساتھ ہم ملحق کر دیں گے ان کے ساتھ اُن کی

اولاد کو اور نہیں کم کریں گے ان کے عمل سے کچھ یعنی آباء کی مقبولیت کی برکت سے اولاد کو بھی اسی درجہ میں پہنچا دیں گے اور آباؤ اجداد کے عمل میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

فصل : بعض لوگوں کو یہ شبہ ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری طاعت و اعمال کی پرواہ ہی کیا ہے۔ صاحبو! یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کے عمل کی پرواہ نہیں ہے نہ ان کا کوئی فائدہ۔ مگر کیا آپ کو بھی ان منافع کی پرواہ نہیں جو اعمالِ صالحہ پر مرتب ہوتے ہیں اور کیا نیک عمل میں آپکا بھی فائدہ نہیں۔ خلاصہ یہ کہ عمل تو آپ کے لئے مقرر ہوا ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے نفع کے لئے۔ سو اللہ تعالیٰ اگرچہ مستغنی ہیں مگر آپ تو مستغنی نہیں۔ اس کی تو بعینہٖ ایسی مثال ہے جیسے کوئی مشفق طبیب کسی مریض پر رحم کر کے کوئی دوا بتلاوے اور وہ مریض اپنی جان کا دشمن یہ کہہ کر ٹال دے کر صاحب دوا پینے سے حکیم صاحب کا کیا فائدہ ہوگا بھلے مانس حکیم صاحب کا کیا فائدہ ہوتا تیرا فائدہ ہے کہ مرض سے صحت ہوگی۔

فصل : ایک شبہ بعض علماء کا یہ ہو جاتا ہے کہ ہم دوسرے لوگوں کو وعظ و پند کرتے ہیں ان کے اعمال کا ثواب بھی ہم کو ملتا ہے وہ اس کثرت سے ہے کہ ہمارے تمام گناہوں کا کفارہ ہو جانے کا۔ یا یہ کہ ہم کو ایسے اعمال معلوم ہیں کہ جن کے کرنے سے سینکڑوں برس کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں مثلاً سبحان اللہ وبحمدہٖ سو مرتبہ روزانہ کہہ لینا یا عرفہ یا عاشورہ کا روزہ رکھ لینا یا مکہ والوں کے لئے ایک طواف کر لینا۔ صاحبو! موٹی بات ہے کہ اگر یہ اعمال کافی ہوں تو تمام اوامر و نواہی کا لغو ہونا لازم آتا ہے۔ ادھر احادیث میں صاف صاف مذکور ہے۔ اِذَا اجْتَنَبَ الْکَبَائِرَ۔ یعنی یہ اعمال اس وقت سیئات کا کفارہ بن جاتے ہیں جب کبائر سے اجتناب کیا جاوے۔ رہا یہ کہ ہم لوگوں کو وعظ و پند کرتے ہیں۔ صاحبو! ایسے شخص پر تو زیادہ وبال آنے والا ہے چنانچہ حدیث شریف میں واعظ بدعمل کے باب میں جو حدیثیں آئی ہیں مشہور و معروف ہیں۔

فصل : ایک شبہ بعض جاہل فقیروں کو یہ ہوتا ہے کہ ہم ریاضت و مجاہدہ کی بدولت مقامِ فنا تک پہنچ گئے ہیں۔ اب ہم کچھ رہے ہی نہیں جو کچھ کرتا ہے وہی کرتا ہے اور ایسی واہی تباہی باتیں کرتے ہیں کہ اچھا خاصہ کفر الحاد ہو جاتا ہے۔ کہیں کہتے ہیں کہ دریا میں قطرہ

مل گیا، کہیں کہتے ہیں کہ سمندر کو پیشاب کا قطرہ ناپاک نہیں کرسکتا۔ کہتے ہیں ہم تو خود خدا ہیں، عبادت کس کی اور معصیت کس کی کبھی کہتے ہیں اصل مقصود یاد ہے۔ ظاہری نماز روزہ نرا ڈھکوسلہ ہے جو بر مصلحتِ انتظام مقرر ہوا ہے۔ تمام تر باعث ان خرافات کا جہالت ہے۔ ان لوگوں کو حقائقِ مقامات کا علم تک نہیں اور سلوک و وصول تو کیا خاک میسر ہوا ہوگا۔ یہ ثمرہ غلو فی التوحید کا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی رسالہ میں اس کی مفصّل تحقیق لکھی جائے گی۔

اس مقام پر اتنی موٹی سی بات سمجھ لینا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ کوئی واصل ہوا نہ موحد اور نہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر کسی نے آج تک تعلیم پائی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خوف وخشیت وتوبہ واستغفار واجتہاد فی العمل اور اہتمامِ مخالفت نفس وسزائے اعمال بد کو دیکھ لینا ان شبہات کے دفع ہوجانے کے لیے کافی ووافی ہے۔

تعلیم الدین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ
ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ
الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا
یَلْحَقُوْا بِھِمْ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ اَمَّا بَعْد ،

اس زمانہ میں اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ اسلام نے صرف نماز روزہ اور چند غیبی خبریں کہ قیامت میں کیا کیا ہوگا، بہشت میں حوریں اور دوزخ میں سانپ بچھو ہیں بتلائی ہیں اور انسان کے باقی ظاہری و باطنی حالات متعلقہ سے اس کو کچھ تعرض نہیں، اللہ و رسول کو جیسا چاہو سمجھو جو چاہو معاملہ کرو، تجارت جس طرح چاہو کرو۔ لوگوں سے جس طور چاہو برتاؤ رکھو، جو چاہو کھاؤ، جو چاہو پہنو، نشست و برخاست، ملاقات معاشرت کے طریقے جو چاہو اختیار کرو، اپنے نفس کو جن صفات سے چاہو متصف رکھو۔ غرض تم کو ان امور میں ہر طرح آزادی ہے اور اگر پابندی کا خیال آیا تو اصول تجارت میں غیر قوموں کی تقلید کرو۔ طرز معاشرت قدیم یا جدید فلاسفروں سے حاصل کرو، مقاماتِ نفس میں ان پڑھ لوگوں سے جو خدائی کے دعوے میں بھی نہ رکتے ہوں، مدد لو۔ غرض اس میں نہ الوہیت و رسالت کی تنظیم ہے نہ معاملات کے اصول کی تعلیم، نہ اخلاق و آداب کی تفہیم، نہ مقاماتِ نفس کی تکمیل و تتمیم اور اس خیال باطل کے ایسے برے برے آثار مرتب ہوئے کہ خدا کی پناہ۔ ایک اثر مخالفین پر یہ ہوا کہ اسلام پر تعلیم کے ناکافی ہونے کا دھبہ لگایا۔ ایک اثر نو تعلیم یافتہ نوجوانوں پر یہ ہوا کہ بوجہ ناحقیقت شناسی کے یہ شبہ ان کے دل میں جم گیا اور اپنے کو بعض امور میں تہذیب جدید کا محتاج سمجھا اور زبان سے یا دل سے یا طرز عمل سے غیر طریقوں کو اپنے طریقے پر ترجیح دینے لگے اور بہت سے

عقائد اسلام پر خود ہنسنے لگے۔ ایک اثر عوام پر یہ ہوا کہ نماز روزہ میں تو علماء سے رجوع کرنے کو ضروری سمجھے اور معاملات و معاشرت میں اپنے کو خود مختار جان لیا۔ اسی وجہ سے علماء سے کبھی اپنے مقدمہ یا تجارت کے متعلق رائے نہیں لی جاتی، نہ تو توحید و رسالت کے مباحث و احکام کی تحقیق کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض اعمال سے شرک فی الالوہیت یا شرک فی النبوت لازم آجاتا ہے۔ بالخصوص مستورات کو ایک اثر اہلِ علم پر یہ ہوا کہ شب و روز اعمال و عبادات کے مسائل کے استذکار و استحضار میں شغل و اہتمام رہتا ہے، نہ معاملات کی تحقیق نہ اخلاق و آداب کا لحاظ نہ اصلاح نفس و قلب کی کوشش حتیٰ کہ ترقی علم کے ساتھ ہی عجب کبر و حرص و حُبّ دنیا و غفلت کی بھی ترقی ہوتی جاتی ہے۔ ایک اثر درویشوں پر یہ ہوا کہ شریعت اور طریقت کو جُدا جُدا سمجھے اور حقیقت کو اصل مقصود اور شریعت کو انتظامی قانون اعتقاد کر لیا۔ علماء سے نفور ہو گئے۔ واردات و احوال کو منتہیٰ معراج خیال کیا، خیالات کو مکاشفات اور مکاشفات کو فوق الیقینیات یقین کیا، نہ اس کو میزانِ شرع میں وزن کرنے کی ضرورت نہ علماء سے پیش کرنے کی حاجت۔ غرض ہر طبقے کے لوگوں کو کم و بیش اس خیالِ باطل کا اثر ضرور پہنچا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ حالانکہ جس نے کتاب و سنت کو ذرا بھی طلب و التفات کی نگاہ سے دیکھا ہوگا وہ ان سب امور کی تعلیم کو کھلے کھلے الفاظ میں پاوے گا اور شریعت مطہرہ کو کافی وافی اور دوسری کتب و حکم و قوانین و تعالیم سے مستغنی کرنے والا دیکھے گا ——— اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں کیوں فرماتا :— اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلًا مِّنْکُمْ یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِنَا وَیُزَکِّیْکُمْ وَیُعَلِّمُکُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۔ ونحو ذٰلک آخر جس قرآن میں یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ مذکور ہے اسی قرآن میں فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ الآیۃ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ الآیۃ اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا الآیۃ لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ الآیۃ وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْھَا الآیۃ مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَۃً حَسَنَۃً الآیۃ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ الآیۃ وَصَاحِبْھُمَا

فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا الآیۃ وَاٰتِ ذَاالْقُرْبیٰ حَقَّہٗ الآیۃ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا الآیۃ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ الآیۃ لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ الآیۃ اِجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ الآیۃ وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا الآیۃ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ الآیۃ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ الآیۃ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ الآیۃ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُتَوَکِّلُوْنَ الآیۃ اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ الآیۃ تَقْشَعِرُّ مِنْہُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ الآیۃ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُھُمْ خُشُوْعًا الآیۃ وغیرھا من اٰیات المعاملات والمعاشرات

و المقامات بھی تو مذکور ہیں اسی طرح کتب حدیث کی فہرست اُٹھا کر ملاحظہ کرنے سے جہاں کتاب الایمان کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ نظر آوے گا اس کے نیچے ہی کتاب البیوع، کتاب النکاح والطلاق کتاب الآداب، کتاب الرقاق بھی ملاحظہ سے گزرے گا۔ پھر اس خیال کی گنجائش کہاں ہے کہ اسلام نے صرف عقائد و اعمال سکھلائے ہیں اور معاملات و معاشرت و تصوّف نہیں بتلایا بلکہ منصف کو اسی مقام پر یقین آگیا ہوگا کہ اسلام نے پانچوں چیزیں تعلیم کی ہیں اور ہم کو کسی کا محتاج نہیں چھوڑا بلکہ غیر قوموں میں بھی منصف مزاج لوگ ہیں وہ اسلام سے مقتبس ہونے کے خود معترف ہیں۔

غرض جب دیکھا گیا کہ یہ خیال عالمگیر ہو رہا ہے اور ہر طبقے کے لوگوں کو اس سے مضرتیں پہنچتی ہیں، اسلامی ہمدردی نے تقاضا کیا کہ اس غلطی کی اصلاح کی جاوے اور ایک رسالہ لکھا جاوے جس میں بقدر ضرورت اختصار کے ساتھ پانچوں مضامین کو کتاب و سنت سے مستنبط و ملتقط کر کے جمع کیا جاوے یوں تو اس رسالہ سے سب اہلِ اسلام کو نفع پہنچانا مقصود ہے مگر بالخصوص درویشی کی راہ چلنے والوں کی دلسوزی زیادہ مدِ نظر ہے۔ اب ہر مسلمان کو عموماً اور درویش کو خصوصاً اس کا مطالعہ کرنا بلکہ تھوڑا تھوڑا وظیفہ مقرر کر لینا ضرور ہے کیونکہ مقصودِ درویشی کا یہی ہے کہ محبوبِ حقیقی راضی ہو جاوے اور طریقہ حصولِ رضا کا اطاعت و امتثالِ امر ہے پس جب محبوبِ حقیقی کا امر تمام حالات کے ساتھ متعلق ہے تو رضامندی اسی وقت ممکن ہے جب ہر حالت میں اس کا امر مانا جاوے۔ اسی لئے طالبِ حق کو ضرور ہے کہ اوّل اپنے عقائد موافق اہلِ سنت و جماعت کے درست کرے پھر اعمالِ مفروضہ نماز روزہ وغیرہما کے احکام سیکھ کر ان کا پابند ہو اور حرام و حلال کے مسائل سے واقف ہو۔ تاکہ اکلِ حلال سے نورانیتِ قلب پیدا ہو اور طرزِ معاشرت سے مطلع ہو، تاکہ اہلِ حقوق

کے حقوق تلف ہوجاویں کیونکہ اتلاف حقوق ظلم ہے اور ظالم پر لعنت ہوتی ہے پھر لعنت رحمت جمع کیسے ہوگی اور رضا بدون رحمت کے ہوتی نہیں ان سب مراحل کو طے کرکے اب اس راہ باریک میں قدم رکھے۔ ایسا شخص انشاء اللہ تعالےٰ کبھی گمراہ نہ ہوگا اور انشاء اللہ تعالیٰ اپنے مقصود حقیقی تک پہنچے گا۔

اب خدا کے نام پر مقصود کو شروع کرتے ہیں اور بہ نظر تعداد مضامین اس کو پانچ حصوں پر منقسم کرتے ہیں:

عقائد و تصدیقات، اعمال و عبادات، معاملات و سیاسیات، آداب و معاشرت سلوک و مقامات ——— یا الٰہی اس نادان کی مدد فرما اور خطا و لغزش وریا سے بچا۔
آمین وبہ نستعین:

محمد اشرف علی تھانوی

عقائد و تصدیقات

۱۔ تمام عالم پہلے ناپید تھا پھر اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے موجود ہوا۔
۲۔ اللہ ایک ہے وہ کسی کا محتاج نہیں نہ اس نے کسی کو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا، کوئی اس کے مقابل کا نہیں۔ ۳۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔
۴۔ کوئی چیز اس کے مانند نہیں اور سب سے نرالا ہے۔
۵۔ وہ زندہ ہے ہر چیز پر اس کو قدرت ہے کوئی چیز اس کے علم سے پوشیدہ نہیں وہ سب کچھ دیکھتا ہے سنتا ہے۔ وہ جو چاہے کرتا ہے کلام فرماتا ہے وہی پوجنے کے قابل ہے۔ اس کا کوئی ساجھی نہیں اپنے بندوں پر مہربان ہے، بادشاہ ہے، وہ سب عیبوں سے پاک ہے۔ وہی اپنے بندوں کو سب آفتوں سے بچاتا ہے۔ وہی عزت والا ہے۔ بڑائی والا ہے، پیدا کرنے والا ہے، گناہوں کا بخشنے والا ہے بہت دینے والا ہے زبردست ہے۔ روزی پہنچانے والا ہے جس کی روزی چاہے تنگ کر دے جس کی روزی چاہے فراخ کر دے جس کو چاہے پست کر دے جس کو چاہے بلند کر دے جس کو چاہے عزت دے جس کو چاہے ذلت دے۔ انصاف والا ہے، بڑے بار ی اور برداشت والا ہے خدمت کی قدردانی کرنے والا ہے۔ دعا کا قبول کرنے والا ہے سمائی والا ہے، اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ وہ سب کا کام بنانے والا ہے۔ اسی نے پہلے سب کو پیدا کیا، وہی قیامت میں دوبارہ پیدا کرے گا وہی جلاتا ہے، وہی مارتا ہے، اس کو نشانیوں اور صفتوں سے سب جانتے ہیں اور اس کی ذات کی باریکی کوئی نہیں جانتا۔ گنہگاروں کی توبہ قبول کرتا ہے جو سزا کے قابل ہیں ان کو سزا دیتا ہے۔ وہی ہدایت کرتا ہے، نہ وہ سوتا ہے نہ اونگھتا ہے وہ تمام عالم کی حفاظت سے تھکتا نہیں، وہی سب چیزوں کو تھامے ہوئے ہے۔ اسی طرح تمام صفتیں کمال کی اس کو حاصل ہیں۔
۶۔ مخلوق کی صفتوں سے وہ پاک ہے اور قرآن و حدیث میں بعضی جگہ جو ایسی باتوں

کی خبر کر دی گئی ہے یا تو اس کے معنی اللہ کے سپرد کریں کہ وہی اس کی حقیقت جانتا ہے اور ہم بے کھود کرید کئے ہوئے ایمان اور یقین کرتے ہیں اور یہی بات بہتر ہے اور یا کچھ مناسب معنی اس کے لگائے جاویں جس سے وہ سمجھ میں آجاوے۔

۷۔ عالم میں جو کچھ بھلا بُرا ہوتا ہے سب کو اللہ تعالیٰ اس کے ہونے سے آگے ہمیشہ سے جانتا ہے اور اپنے جاننے کے موافق اس کو پیدا کرتا ہے۔ تقدیر اسی کا نام ہے اور بُری باتوں کے پیدا کرنے میں بہت بھید ہیں ان کو ہر کوئی نہیں جانتا۔

۸۔ بندوں کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ اور ارادہ دیا ہے جس سے وہ گناہ اور ثواب کے کام اپنے اختیار سے کرتے ہیں۔ گناہ کے کام سے اللہ تعالیٰ ناراض اور ثواب کے کام سے خوش ہوتے ہیں مگر بندوں کو کسی کام کے پیدا کرنے کی قدرت نہیں۔

۹۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو ایسے کسی کام کا حکم نہیں دیا جو بندوں سے نہ ہو سکے۔

۱۰۔ کوئی چیز خدا کے ذمہ ضرور نہیں وہ جو کچھ مہربانی کرے اس کا فضل ہے۔

۱۱۔ بہت سے پیغمبر اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے بندوں کو سیدھی راہ بتلانے آئے اور وہ سب گناہوں سے پاک ہیں۔ گنتی ان کی پوری طرح اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ ان کی سچائی بتلانے کو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں ایسی نئی نئی مشکل باتیں ظاہر کیں جو اور لوگ نہیں کر سکتے۔ ایسی باتوں کو معجزہ کہتے ہیں۔ ان میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام تھے اور سب سے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی درمیان میں ہوئے۔ بعضے بہت مشہور ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، اسحٰق علیہ السلام، اسمٰعیل علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام، داؤد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، ایوب علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام، زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، الیاس علیہ السلام، الیسع علیہ السلام، یونس علیہ السلام، لوط علیہ السلام، ادریس علیہ السلام، ذوالکفل علیہ السلام، صالح علیہ السلام، ہود علیہ السلام، شعیب علیہ السلام۔

۱۲۔ پیغمبروں میں بعضوں کا رُتبہ بعضوں سے بڑا ہے۔ سب میں زیادہ مرتبہ ہمارے پیغمبر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور آپ کے بعد کوئی نیا پیغمبر نہیں آسکتا۔ قیامت تک جتنے

آدمی اور جن ہوں گے آپ سب کے پیغمبر ہیں۔

۱۳۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جاگتے میں جسم کے ساتھ مکے سے بیت المقدس میں اور وہاں سے ساتوں آسمان پر اور وہاں سے جہاں تک اللہ کو منظور ہوا پہنچایا اور پھر مکہ میں پہنچا دیا اس کو معراج کہتے ہیں۔

۱۴۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات نور سے پیدا کر کے ان کو ہماری نگاہوں سے پوشیدہ کیا ہے ان کو فرشتے کہتے ہیں ان کا مرد یا عورت ہونا کچھ نہیں بتلایا گیا۔ بہت سے کام ان کے سپرد ہیں۔ وہ کبھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے۔ ان میں چار فرشتے بہت مشہور ہیں، حضرت جبرئیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام۔

۱۵۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات آگ سے پیدا کر کے ان کو ہماری نظروں سے پوشیدہ کیا ہے ان کو جن کہتے ہیں ان میں نیک و بد سب طرح کے ہوتے ہیں ان کی اولاد بھی ہوتی ہے ان سب میں زیادہ مشہور شریر ابلیس ہے۔

۱۶۔ مسلمان جب خوب عبادت کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے اور دنیا سے محبت نہیں رکھتا اور پیغمبر صاحب کی ہر طرح کی خوب تابعداری کرتا ہے تو وہ اللہ کا دوست اور پیارا ہو جاتا ہے ایسے شخص کو ولی کہتے ہیں، اس شخص سے کبھی ایسی باتیں ظہور میں آتی ہیں جو اور لوگوں سے نہیں ہو سکتیں۔ ایسی باتوں کو کرامت کہتے ہیں۔

۱۷۔ ولی کتنے ہی بڑے درجے کو پہنچ جاوے مگر نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔

۱۸۔ خدا کا کیسا ہی پیارا ہو جاوے مگر جب تک ہوش و حواس درست ہیں شرع کا پابند رہنا فرض ہے، نماز، روزہ اور کوئی عبادت معاف نہیں ہوتی جو گناہ کی باتیں ہیں وہ اس کے لیے درست نہیں ہو جاتیں۔

۱۹۔ جو شخص شرع کے خلاف ہو وہ خدا کا دوست نہیں ہو سکتا اگر اس کے ہاتھ سے کوئی اچنبھے کی بات دکھلائی دے یا وہ جادو ہے یا وہ نفسانی اور شیطانی دھندہ ہے۔ اس سے اعتقاد درست نہیں۔

۲۰۔ ولی لوگوں کو بعضی باتیں بھید کی سوتے جاگتے میں معلوم ہو جاتی ہیں اس کو کشف و الہام کہتے ہیں اگر شرع کے موافق ہے قبول ہے اور اگر خلاف ہے تو رد ہے۔

۲۱۔ اللہ اور رسول نے دین کی سب باتیں قرآن و حدیث میں بندوں کو بتلا دیں اب کوئی نئی بات دین میں نکالنا درست نہیں ایسی ہی بات کو بدعت کہتے ہیں۔ بدعت بہت بڑا گناہ ہے۔ البتہ بعض باریک باتیں دین کی جو ہر ایک کی سمجھ میں نہیں آتیں پکے پکے عالموں نے اپنے علم کے زور سے قرآن و حدیث سے سمجھ کر دوسروں کو بھی بتلا دیں ایسے لوگ مجتہد کہلاتے ہیں، مجتہد بہت ہوئے چار ان میں بہت مشہور ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ امام مالکؒ، امام احمدؒ۔ جس کو جس مجتہد سے زیادہ اعتقاد ہو اس کی پیروی کر لے۔ ہندوستان میں امام ابوحنیفہؒ کی پیروی کرنیوالے زیادہ ہیں وہ حنفی کہلاتے ہیں، اسی طرح نفس کے سنوارنے کے طریقے قرآن و حدیث کے موافق ولی لوگوں نے اپنے دل کی روشنی سے سمجھ کر بتلائے۔ ایسے لوگ شیخ کہلاتے ہیں مگر ان میں چار زیادہ مشہور ہیں خواجہ معین الدینؒ چشتی، حضرت غوث الاعظم عبدالقادرؒ، شیخ شہاب الدینؒ سہروردی، خواجہ بہاء الدینؒ نقشبند جس مجتہد اور شیخ سے اعتقاد ہو اس کی پیروی کر کے دوسروں کو برا سمجھنا درست نہیں اور پیروی مجتہد اور شیخ کی اسی وقت تک ہے جب تک ان کی بات خدا اور رسول کے خلاف نہ ہو اگر ان سے کوئی غلطی ہو گئی ہو اس میں پیروی نہیں۔

۲۲۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں آسمان سے جبرئیل علیہ السلام کی معرفت بہت سے پیغمبروں پر اتاریں تاکہ وہ اپنی اپنی امتوں کو دین کی باتیں بتلائیں۔ ان میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں۔ توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملی، زبور حضرت داؤد علیہ السلام کو، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو، قرآن مجید ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو، قرآن مجید آخری کتاب ہے اب کوئی کتاب آسمان سے نہ آوے گی قیامت تک قرآن کا حکم چلتا رہے گا۔ دوسری کتابوں کو گمراہ لوگوں نے بہت کچھ بدل ڈالا مگر قرآن مجید کی نگہبانی کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اس کو کوئی نہیں بدل سکتا۔

۲۳۔ ہمارے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کو جس جس مسلمان نے دیکھا اس کو صحابی کہتے ہیں۔ ان کی بڑی بڑی بزرگیاں آئی ہیں ان سب سے محبت اور اچھا گمان رکھنا چاہیے اگر کوئی لڑائی جھگڑا

ان کا سننے میں آوے اس کو بھول چوک سمجھے ان کی برائی نہ کرے ان سب میں سب سے بڑھ کر چار صحابی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ پیغمبر صاحب کے بعد ان کی جگہ بیٹھے اور دین کا بند و بست کیا۔ اس لئے خلیفۂ اول کہلاتے ہیں تمام امت میں یہ سب سے بہتر ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ دوسرے خلیفہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ تیسرے خلیفہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ چوتھے خلیفہ ہیں۔

۲۴۔ پیغمبر صاحب کی اولاد اور بیبیاں سب تعظیم کے لائق ہیں اولاد میں سب سے بڑا رتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اور بیبیوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔

۲۵۔ ایمان جب درست ہوتا ہے کہ اللہ و رسول کو سب باتوں میں سچا سمجھے اور ان کو مان لے۔ اللہ و رسول کی کسی بات میں بھی شک کرنا یا اس کو جھٹلانا یا اس میں عیب نکالنا یا اس کے ساتھ مذاق اڑانا ان سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

۲۶۔ قرآن و حدیث کے کھلے کھلے مطلب کا نہ ماننا اور ایچ پیچ کر کے اپنے مطلب بنانے کو معنی گھڑنا بد دینی کی بات ہے۔ ۲۷۔ گناہ کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

۲۸۔ گناہ خواہ کتنا ہی بڑا ہو جب تک اس کو برا سمجھے اس سے ایمان نہیں جاتا البتہ کمزور ہو جاتا ہے۔

۲۹۔ اللہ تعالیٰ سے نڈر ہو جانا یا ناامید ہو جانا کفر ہے۔

۳۰۔ کسی سے غیب کی باتیں پوچھنا اور اس کا یقین کرنا کفر ہے۔ البتہ نبیوں کو وحی سے اور ولیوں کو کشف اور الہام سے اور عام لوگوں کو نشانیوں سے کوئی بات معلوم ہو سکتی ہے۔

۳۱۔ کسی کا نام لے کر کافر کہنا یا لعنت کرنا بڑا گناہ ہے۔ ہاں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ظالموں پر لعنت، جھوٹوں پر لعنت، مگر جن کا نام لے کر اللہ و رسول نے لعنت کی ہے یا ان کے کفر کی خبر دی ہے ان کو کافر ملعون کہنا گناہ نہیں۔

۳۲۔ جب آدمی مر جاتا ہے اگر گاڑا جاوے تو گاڑنے کے بعد اور اگر نہ گاڑا جاوے تو جس حال میں ہو اس کے پاس دو فرشتے جن میں ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہتے ہیں آ کر پوچھتے ہیں تیرا پروردگار کون ہے تیرا دین کیا ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت

پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہیں۔ اگر مُردہ ایمان دار ہو تو ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے پھر اس کے لئے سب طرح کی چین ہے اور نہیں تو وہ سب باتوں میں یہی کہتا ہے کہ مجھے کچھ خبر نہیں پھر اس پر بڑی سختی ہوتی ہے اور بعضوں کو اللہ تعالیٰ اِس امتحان سے معاف کر دیتا ہے مگر یہ باتیں مُردے کو ہی معلوم ہوتی ہیں اور لوگ نہیں دیکھتے، جیسا سوتا آدمی خواب میں سب کچھ دیکھتا ہے اور جاگتا آدمی اس کے پاس بیٹھا ہوا بے خبر ہے۔

۴۳۔ مردے کے لئے دعا کرنے سے کچھ خیر خیرات دے کر بخشنے سے اس کو ثواب پہنچتا ہے اور اس سے اس کو بڑا فائدہ ہوتا ہے۔

۴۴۔ اللہ و رسول نے جتنی نشانیاں قیامت کی بتائی ہیں سب ضرور ہونے والی ہیں امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے اور خوب انصاف سے بادشاہی کریں گے۔ کانا دجّال نکلے گا اور دنیا میں بہت فساد مچاوے گا، اس کو مار ڈالنے کے واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُتریں گے اور اس کو مار ڈالیں گے۔ یاجوج ماجوج بڑے زبردست آدمی ہیں وہ تمام زمین میں پھیل پڑیں گے پھر وہ خُدا کے قہر سے ہلاک ہوں گے۔ ایک عجیب طور کا جانور زمین سے نکلے گا اور آدمیوں سے باتیں کریگا۔ مغرب کی طرف سے آفتاب نکلے گا۔ قرآن مجید اُٹھ جاوے گا اور چند روز میں تمام مسلمان مر جاویں گے اور تمام دنیا کافروں سے بھر جاوے گی اور بہت باتیں ہوں گی۔

۴۵۔ جب ساری نشانیاں پوری ہو جاویں گی اب قیامت کا سامان شروع ہوگا۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام خدا کے حکم سے صور پھونکیں گے۔ یہ صور ایک بہت بڑی چیز سینگ کی شکل ہے اس صور کے پھونکنے سے تمام زمین آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاویں گے تمام مخلوقات مر جاویں گے اور جو مر چکے ہیں ان کی روحیں بے ہوش ہو جاویں گی مگر اللہ تعالیٰ کو جن کا بچانا منظور ہے وہ اپنے حال پر رہیں گے۔ ایک مدت اسی کیفیت پر گزر جائے گی۔

۴۶۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا کہ تمام عالم دوبارہ پیدا ہو جائے دوسری بار صور پھونکا جاوے گا اس سے پھر سارا عالم موجود ہو جائے گا، مُردے زندہ ہو جاویں

گے اور قیامت کے میدان میں سب اکٹھے ہوں گے اور وہاں کی تکلیفوں سے گھبرا کر سب پیغمبروں کے پاس سفارش کرانے جاویں گے آخر ہمارے پیغمبر صاحب سفارش کریں گے سب بھلے بُرے عمل تولے جائیں گے ان کا حساب ہوگا مگر بعضے بدون حساب جنت میں جائیں گے نیکوں کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں اور بدوں کا بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمّت کو حوضِ کوثر کا پانی پلاویں گے جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا، پل صراط پر چلنا ہوگا، جو نیک لوگ ہیں وہ اس سے پار ہو کر بہشت میں پہنچ جاویں گے جو بد ہیں وہ اس پر سے دوزخ میں گر پڑیں گے۔

۲۷۔ دوزخ پیدا ہو چکی ہے اور اس میں سانپ بچھو اور طرح طرح کا عذاب ہے دوزخیوں میں سے جن میں ذرا بھی ایمان ہوگا وہ اپنے اعمال کی سزا بھگت کر پیغمبروں اور بزرگوں کی سفارش سے نکل کر بہشت میں داخل ہوں گے خواہ کتنے ہی بڑے گنہگار ہوں اور جو کافر اور مُشرک ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کو موت بھی نہ آئے گی۔

۲۸۔ بہشت بھی پیدا ہو چکی ہے اور اس میں طرح طرح کے چین اور نعمتیں ہیں بہشتیوں کو کسی طرح کا ڈر اور غم نہ ہوگا اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے نہ اس سے نکلیں گے اور نہ وہاں مریں گے ۲۹۔ اللہ کا اختیار ہے کہ چھوٹے گناہ پر سزا دے دے یا بڑے گناہ کو محض اپنی مہربانی سے معاف کر دے اور بالکل اس پر سزا نہ دے۔

۴۰۔ جن لوگوں کا نام لے کر اللہ و رسول نے ان کا بہشتی ہونا بتلا دیا ہے ان کے سوا کسی کے بہشتی ہونے کا یقینی حکم نہیں لگا سکتے۔ البتہ اچھی نشانیاں دیکھ کر اچھا گمان رکھنا اور اللہ کی رحمت سے اُمید کرنا ضروری ہے۔

۴۱۔ بہشت میں سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے جو بہشتیوں کو نصیب ہوگا۔ اس کی لذت میں تمام نعمتیں ہیچ معلوم ہوں گی۔

۴۲۔ دنیا میں جاگتی ہوئی ان آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو کسی نے نہیں دیکھا اور نہ کوئی دیکھ سکتا ہے۔

۴۳۔ عمر بھر کوئی کیسا ہی بھلا بُرا ہو مگر جس حالت پر خاتمہ ہوتا ہے اسی کے موافق جزا و سزا ہوتی ہے۔

اقسام شرک

قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًاo اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ط وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًاo اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًاo لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ط وَمَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًاo یَعِدُهُمْ وَ یُمَنِّیْهِمْ وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًاo

ان آیتوں سے بدعت اور شرک اور رسوم جہل و اطاعت و موافقت شیطان کی بُرائی صاف صاف معلوم ہوئی چونکہ ان اُمور کے ارتکاب سے توحید و رسالت کے عقیدے میں خلل اور ایمان میں ظلمت و کدورت آجاتی ہے اس لئے بعد ذکر عقائد اسلام کے مناسب ہوا کہ بعضے بُرے عقیدے اور بُری رسمیں اور بعضے بڑے بڑے گناہ جو بکثرت رائج ہیں. بیان کئے جاویں تاکہ لوگ آگاہ ہو کر ان سے بچیں ان میں بعضی باتیں بالکل کفر و شرک ہیں بعضی قریب کفر و شرک کے بعضی بدعت و ضلالت بعضی مکروہ و معصیت غرض سب سے بچنا ضروری ہے پھر جب ان چیزوں کا بیان ہو چکے گا جن سے ایمان میں نقصان آجاتا ہے اس کے بعد ایمان کے شعبوں کا اجمالاً ذکر ہوگا کیونکہ ان سے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے پھر گناہوں سے دُنیا کا نقصان اور طاعات سے جو دنیا کا نفع ہوتا ہے اس کا اجمالاً ذکر کریں گے کہ دنیا کے نفع و نقصان کا لوگ زیادہ لحاظ کرتے ہیں. شاید اسی خیال سے کچھ عمل کی توفیق اور گناہ سے پرہیز ہو چونکہ سب دلائل لکھنے کی اس مختصر میں گنجائش نہ تھی. اس لئے شہرت پر قلم انداز ہوئے.

اشراک فی العلم کسی بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ اعتقاد کرنا کہ ہمارے سب حال کی اس کو ہر وقت خبر ہے. نجومی، پنڈت سے غیب کی خبریں دریافت کرنا،

یا کسی بزرگ کے کلام سے فال دیکھ کر اس کو یقینی سمجھنا یا کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگئی کسی کے نام کا روزہ رکھنا۔

اشراک فی التصرف کسی کو نفع نقصان کا مختار سمجھنا کسی سے مرادیں مانگنا، روزی اولاد مانگنا۔

اشراک فی العبادۃ کسی کو سجدہ کرنا کسی کے نام کا جانور چھوڑنا چڑھاوا چڑھانا، کسی کے نام کی منت ماننا کسی کی قبر یا مکان کا طواف کرنا خدا کے حکم کے مقابلے میں کسی دوسرے قول یا رسم کو ترجیح دینا، کسی کے رُوبرو جھکنا یا تصویر کی طرح کھڑا رہنا، جھنڈیاں نکالنا، تعزیہ علم وغیرہ رکھنا، توپ پر بکرا چڑھانا کسی کے نام پر جانور ذبح کرنا، کسی کی دہائی دینا، کسی جگہ کعبے کا سا ادب وعظمت کرنا۔

اشراک فی العادۃ کسی کے نام پر بچے کے کان ناک چھیدنا، بالی پہنانا، کسی کے نام کا پیسہ بازو پر باندھنا یا گلے میں ناڑا ڈالنا، سہرا باندھنا، چوٹی رکھنا، بدھی پہنانا، فقیر بنانا، علی بخش، حسین بخش وغیرہ نام رکھنا، کسی چیز کو اچھوتی سمجھنا کسی جانور پر کسی کا نام لگا کر ان کا ادب کرنا، محرم کے مہینے میں پان نہ کھانا، لال کپڑا نہ پہننا، بی بی کی صحنک مردوں کو نہ کھانے دینا، عالم کے کاروبار کو ستاروں کی تاثیر سے سمجھنا، اچھی بُری تاریخ اور دن کا پوچھنا، نجومی رمال یا جس پر جن چڑھا ہو اس سے کچھ باتیں پوشیدہ پوچھنا، شگون لینا، کسی مہینے کو منحوس سمجھنا، کسی بزرگ کا نام بطورِ وظیفے کے جپنا، یوں کہنا کہ اللہ رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جاوے گا یا یہ کہیں کہ اوپر خدا نیچے تم، کسی کے نام کی قسم کھانا، کسی کو شاہنشاہ یا خداوند خدائیگاں کہنا، تصویر رکھنا، خصوصاً کسی بزرگ کی تصویر برکت کے لئے رکھنا اور اس کی تعظیم کرنا۔

بدعات القبور قبروں پر دھوم دھام سے میلہ کرنا، کثرت سے چراغ جلانا، عورتوں کا وہاں جانا، چادریں ڈالنا، پختہ بنانا، بزرگوں کے راضی کرنے کو قبروں کی حد سے زیادہ تعظیم کرنا۔ قبر کو بوسہ دینا یا طواف وسجدہ کرنا، دین ودنیا کے کاروبار حرج کر کے درگاہوں کی زیارت کے لئے سفر واہتمام کرنا، وہاں گانا بجانا، اونچی اونچی

قبریں بنانا، انکو منقش بنانا، ان پر پھول ہار ڈالنا اس کی طرف نماز پڑھنا، اس پر عمارت بنانا، پتھر وغیرہ وہاں لکھ کر لگانا، چادر، شامیانہ، نقارہ، کھانا، مٹھائی وغیرہ چڑھانا، عرس کرنا یا عرسوں میں شریک ہونا۔

بدعات الرسوم تیجا، چالیسواں وغیرہ کو ضروری سمجھ کر کرنا، باوجود ضرورت کے عورت کے نکاح ثانی کو معیوب سمجھنا، نکاح، ختنہ، بسم اللہ وغیرہ میں اگرچہ وسعت بھی نہ ہو مگر ساری خاندانی رسمیں بجا لانا خصوصاً ناچ رنگ وغیرہ کرنا، ہولی دیوالی کی رسمیں کرنا، مرد کا مسی، مہندی، سرخ کپڑے یا کثرت سے انگوٹھیاں چھلے پہننا، سلام کی جگہ بندگی، کورنش وغیرہ کہنا، دیور، جیٹھ، پھوپھی زاد، خالہ زاد بھائی کے روبرو بے محابا عورت کا آنا، گگرا دریا سے گاتے بجاتے لانا، راگ باجا سننا، بالخصوص اس کو عبادت سمجھنا، نسب پر فخر کرنا یا کسی بزرگ سے منسوب ہونے کو کافی سمجھنا، کسی کے نسب میں کسر ہو اس پر طعن کرنا، پیشے کو ذلیل سمجھنا، سلام کو بے ادبی سمجھنا یا خط میں بعد ادائے آداب عبودیت لکھنا، کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا، شادیوں میں فضول خرچی اور خرافات باتیں ہندوؤں کی رسمیں کرنا، دولہا کو خلاف شرع پوشاک پہنانا اور آتش بازی، ٹٹیاں وغیرہ کا سامان کرنا، فضول آرائش کرنا، بہت سی روشنی مشعلیں لے جانا، دولہا کا گھر کے اندر عورتوں کے درمیان جانا، چوتھی کھیلنا، مہر زیادہ مقرر کرنا، کنگنا سہرا باندھنا، غمی میں چلا کر رونا، منہ اور سینہ پیٹنا، بیان کر کر رونا، استعمالی گھڑے توڑ ڈالنا، برس روز تک یا کم و بیش اس گھر میں اچار نہ پڑنا، کوئی خوشی کی تقریب ہونا، مخصوص تاریخوں میں پھر غم کا تازہ کرنا، حد سے زیادہ زیب و زینت میں مشغول ہونا، سادی وضع کو معیوب جاننا، مکان میں تصویریں لگانا، مرد کو لباس ریشمی استعمال کرنا، خاصدان، عطردان وغیرہ چاندی سونے کے استعمال کرنا، عورت کو بہت باریک کپڑا پہننا یا بجتا زیور پہننا، کفار کی وضع اختیار کرنا میلوں میں جانا، دھوتی لنہگا پہننا، لڑکوں کو زیور پہنانا، داڑھی منڈانا یا کٹانا یا چڑھانا، شیطان کی کھڈی یا چندیا کھلوانا، مونچھ بڑھانا، ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پہننا، مردوں کو عورتوں کی اور عورتوں کو مردوں کی وضع اختیار کرنا۔ محض زیب زینت کے لئے دیوار گیری، چھت گیری

لگانا، سیاہ خضاب، شگون ٹوٹکا کرنا کسی چیز کو منحوس سمجھنا، خدائی رات کرنا، بدن گودنا، سفید بال نوچنا، شہوت سے گلے لگنا یا ہاتھ ملانا، کُسم، زعفران کا کپڑا مرد کو پہننا، شطرنج گنجفہ وغیرہ کھیلنا، خلاف شرع جھاڑ پھونک کرنا اور اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں۔ بطور نمونہ کے چند امور کا بیان کر دیا ہے اوروں کو اسی پر قیاس کر لینا چاہیئے۔

بعض کبائر شرک خدا سے کرنا، خون ناحق کرنا، ماں باپ کو ایذا دینا، عورت سے زنا کرنا، یتیموں کا مال کھانا، کسی عورت کو جھوٹ تہمت زنا کی لگانا، دو چند کافروں کی جنگ سے بھاگنا، شراب پینا، ظلم کرنا، کسی کو پیچھے بدی سے یاد کرنا، کسی کے حق میں گمان بد کرنا، اپنے تئیں غیروں سے اچھا جاننا، خدا سے خوف نہ کرنا، خدا کی رحمت سے نا اُمید ہونا، کسی سے وعدہ کر کے وفا نہ کرنا، ہمسائے کی بہو بیٹی پر نظر بد کرنا، کسی کی امانت میں خیانت کرنا، خدا کا کوئی فرض مثل نماز روزہ و زکوٰۃ و حج ترک کرنا، قرآن شریف پڑھ کر بھلانا، سچی گواہی چھپانا، جھوٹی گواہی دینا، جھوٹ بولنا، خصوصاً جھوٹی قسم کھانا، جس سے کسی کا جان یا مال یا حرمت جاتی رہے۔ خدا کے سوا اور کسی کے نام کی قسم کھانا سوائے خدا کے اور کسی کو سجدہ کرنا، جمعہ کی نماز ترک کرنا۔ ہمیشہ نماز ترک کرنا، مسلمانوں کو کافر کہنا، کسی کا گلہ سننا، چوری کرنا، ظالموں کی خوشامد کرنا، بیاج یا رشوت لینا، جھوٹے مقدمے فیصل کرنا، سودا لیتے دیتے کم تولنا، مول چکا کر پیچھے زبردستی سے کم دینا، لڑکوں سے بُرا کام کرنا، حیض کی حالت میں اپنی بی بی سے صحبت کرنا، اناج کی گرانی سے خوش ہونا، کسی غیر عورت کے پاس تنہا بیٹھنا، جانوروں سے جماع کرنا، جوا کھیلنا، کافروں کی رسمیں پسند کرنا، نجومی کی باتوں کو سچا جاننا، اپنی عبادت یا تقوے کا دعویٰ کرنا، مُردے پر پیٹنا۔ پکار کر رونا، کھانے کو بُرا کہنا، ناچ دیکھنا، لوگوں کے دکھانے کو عبادت کرنا، نفس کے خوش کرنے کو راگ باجا سننا، کسی کے گھر میں بے اجازت چلا جانا، قدرت ہونے پر نصیحت ترک کرنا، کسی سے مسخرگی کر کے بے حرمت کرنا، کسی کا عیب ڈھونڈنا وغیرہ۔

شعب ایمانیہ خدا پر ایمان لانا، اس کے غیر کو حوادث جاننا، اس کے ملائکہ پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر اور تقدیر پر اور قیامت

پر ایمان لانا حق تعالےٰ سے محبت رکھنا، اور کسی سے محبت یا بُغض اللہ ہی کے واسطے رکھنا، بلا دخل نفسانیت کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا آپ کی تعظیم کا معتقد رہنا اور درود پڑھنا اسی تعظیم میں داخل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کی پیروی کرنا اعمال کو خالص اللہ ہی کے واسطے کرنا اور ترکِ ریا و نفاق اخلاص ہی میں داخل ہے، خدا سے خوف رکھنا اور اس کی رحمت کا اُمیدوار رہنا اور گناہوں سے توبہ کرتے رہنا اور احسانات ربّانی کا شکر ادا کرنا اور عہد کو پُورا کرنا اور ترکِ شہوت اور ہجوم مصائب میں صابر رہنا اور قضائے ربّانی سے راضی رہنا اور تواضع اور فروتنی اختیار کرنا، حیا کرنا اور توقیر بزرگ کی اور ترحم خُورد پر گھمنڈ اور پندار کا ترک کرنا اور حسد اور کینہ کا ترک کرنا اور غضب ترک کرنا درحقیقت تواضع میں داخل ہے اور توحید ربّانی کا ناطق رہنا یعنی لآ الٰہ الا اللہ پڑھتے رہنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہنا۔ کمتر رُتبہ تلاوت کا دس آیتیں ہیں اور متوسط رُتبہ سو آیتیں اور اس سے زیادہ تلاوت کرنا اعلیٰ رُتبے میں داخل ہے اور علمِ دین حاصل کرنا اور غیر کو علم سکھانا اور دعا کرنا اور ذاکر رہنا اور استغفار ذکر ہی میں داخل ہے اور لغو سے دور رہنا اور حسی اور حکمی طہارت کرنا اور پرہیز کرنا، نجاستوں سے تطہیر ہی میں داخل ہے اور ستر کو چھپا رکھنا اور فرض اور نفل نماز پڑھنا اور اسی طرح فرض زکوٰۃ نفل صدقہ ادا کرنا اور لونڈی غلام کو آزاد کرنا اور سخاوت کرنا اور کھانا کھلانا اور ضیافت کرنا سخاوت ہی میں داخل ہے اور فرض و نفل روزہ رکھنا اور اعتکاف کرنا اور شب قدر کو تلاش کرنا اور حج اور عمرہ اور طواف بیت اللہ کا کرنا اور فرار بالدین یعنی ایسے ملک اور صحبت کو چھوڑنا جہاں اپنا دین نہ قائم رہ سکے اور اسی میں ہجرت بھی داخل ہے اور نذر اللہ کو پورا کرنا اور قسم کو قائم رکھنا اور قسم وغیرہ کے کفاروں کو ادا کرنا، نکاح کرکے پارسائی حاصل کرنا اور عیال کے حقوق کو ادا کرنا اور ماں باپ سے احسان اور سلوک کرنا اور اولاد کو تربیت کرنا اور رشتہ داروں کا حق ادا کرنا اور لونڈی غلاموں کو مالکوں کی اطاعت کرنا اور مالکوں کو لونڈی غلاموں پر مہربانی اور شفقت کرنا اور انصاف کے ساتھ حکومت پر قائم رہنا اور جماعت مسلمین کا تابع رہنا اور مسلمان حاکموں کی اطاعت

کرنا اور خلق میں اصلاح کرتے رہنا اور خوارج اور باغیوں سے قتال کرنا اصلاح بین الناس میں داخل ہے اور امر نیک پر مدد کرنا اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر اسی میں داخل ہے اور حدود کو جاری رکھنا اور بشرط پائے جانے شرط کے اشاعت دین کرنا مرابطہ یعنی سرحد دارالسلام کی محافظت کرنا اسی میں داخل ہے اور امانت کا ادا کرنا اور خمس کا دینا ادائے امانت میں داخل ہے اور قرض کسی حاجت مند کو دینا اور پڑوسی کے ساتھ احسان کرنا اور معاملہ اچھا رکھنا اور اپنا حق لینے میں سختی نہ کرنا حسن معاملہ میں داخل ہے۔ مال کا جمع کرنا حلال سے اور مال کا صرف کرنا اپنے موقع پر اور ترک تبذیر و اسراف یعنی خلاف شرع بیہودہ طور پر مال کو برباد نہ کرنا انفاق فی الحق میں داخل ہے اور سلام کا جواب دینا اور چھینکنے والے کو دعائے خیر دینا اور لوگوں کو ضرر نہ پہنچانا اور لہو ولعب سے پرہیز کرنا اور تکلیف کی چیز کو راہ سے ہٹا دینا۔

معاصی کے بعضے دنیوی نقصانات

علم سے محروم رہنا، رزق کم ہو جانا، خدا تعالیٰ سے وحشت ہونا، آدمیوں سے وحشت ہونا، خصوصاً نیک آدمیوں سے، اکثر کاموں میں دشواری پیش آنا، قلب میں ایک تاریکی سی معلوم ہونا دل اور بعض اوقات جسم میں کمزوری ہونا، طاعت سے محروم رہنا، عمر گھٹنا، معاصی کا سلسلہ چلنا، ارادۂ توبہ کا کمزور ہو جانا، چند روز میں معصیت کی بُرائی دل سے نکل جانا، دشمنانِ خدا کا وارث بننا افعالِ شنیعہ میں، خدائے تعالیٰ کے نزدیک خوار ہو جانا، دوسری مخلوق کو اس کا ضرر پہنچنا اور اس وجہ سے ان کا اس پر لعنت کرنا، عقل میں فتور ہو جانا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس پر لعنت ہونا، فرشتوں کی دعا سے محروم ہو جانا، پیداوار وغیرہ میں کمی ہونا، حیا و غیرت کا جاتا رہنا، اللہ تعالیٰ کی عظمت اس کے دل سے نکل جانا، نعمتوں کا سلب ہونا، بلاؤں کا ہجوم ہونا، مدح و شرف سے القاب سلب ہو کر بجائے اس کے مذمت اور ذلت کے خطاب ملنا، شیاطین کا مسلط ہونا قلب کا پریشان رہنا، مرتے وقت منہ سے کلمہ نہ نکلنا، خدائے تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا

اور اس وجہ سے بے توبہ مرنا۔

طاعات کے بعض دنیوی منافع

رزق بڑھنا، طرح طرح کی برکت ہونا، تکلیف و پریشانی دور ہونا، مقاصد میں آسانی ہونا، زندگی بالطف ہونا، بارش ہونا، ہر قسم کی بلا کا ٹل جانا، اللہ تعالیٰ کا حامی اور مددگار ہونا فرشتوں کو حکم ہونا کہ ان کے قلوب کو قوی رکھو، سچی عزت ملنا، مراتب بلند ہونا، دلوں میں محبت پیدا ہو جانا، قرآن کا اس کے حق میں شفا ہونا، مالی نقصان کا نعم البدل ملنا، روز بروز نعمت میں ترقی ہونا، مال بڑھنا، قلب میں راحت و اطمینان پیدا ہونا، آئندہ نسل میں یہ نفع پہنچنا، زندگی میں غیبی بشارتیں نصیب ہونا، مرتے وقت فرشتوں کا خوشخبری سنانا، حاجات میں مدد ملنا، تردّدات کا رفع ہو جانا، حکومت باقی رہنا، اللہ تعالیٰ کا غصہ فرد ہو جانا، عمر بڑھنا، افلاس و فاقہ سے بچنا، تھوڑی چیز میں زیادہ برکت ہونا۔

اعمال وعبادات

۱۔ وضو اچھی طرح کرو گو کسی وقت نفس کو ناگوار ہو ۲۔ ہر وقت وضو سے رہنے کی کوشش کرو ۳۔ تازہ وضو بہتر ہے اگرچہ پہلے سے وضو ہو ۴۔ مذی سے غسل واجب نہیں، پیشاب گاہ دھو کر وضو کرنا چاہیئے ۵۔ وہم و شک سے وضو نہیں ٹوٹتا جب تک یقیناً کوئی امر وضو توڑنے والا واقع نہ ہو ۶۔ اُونگھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا یا نماز کی ہیئت پر سو رہنے سے ۷۔ پیشاب پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پشت مت کرو، داہنے ہاتھ سے استنجا مت کرو، تین کلوخ سے بلا ضرورت کم مت لو، پلیدی اور ہڈی اور کوئلہ سے استنجا مت کرو۔ ۸۔ پیشاب سے احتیاط نہ کرنے سے عذاب قبر ہوتا ہے۔ ۹۔ سڑک پر یا سایہ میں پاخانہ مت کرو ۱۰۔ پاخانہ میں جاتے وقت انگوٹھی جس میں اللہ رسول کا نام لکھا ہو باہر اُتار دو ۱۱۔ میدان میں ایسی جگہ پاخانہ کو بیٹھو جہاں کوئی نہ دیکھتا ہو اور دامن اس وقت اُٹھاؤ جب زمین سے قریب ہو جاؤ ۱۲۔ پیشاب ایسی جگہ کرو جہاں سے چھینٹ نہ اُڑے اور کسی سوراخ میں پیشاب مت کرو، شاید اس میں سے کوئی موذی چیز نکل کر تم کو ایذا پہنچا دے ۱۳۔ پاخانہ پھرتے وقت پُشت پر کوئی آڑ ہونا چاہیئے اگر اور کچھ نہ ہو تو ریت کا ڈھیر ہی لگا لے ۱۴۔ غسل خانہ میں پیشاب مت کرو اور پاخانہ تو اور بھی بیہودہ بات ہے۔ ۱۵۔ پاخانہ پھرتے وقت باتیں مت کرو ۱۶۔ جب پاخانہ میں جانے لگو یہ پڑھو بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ
جب نکل آؤ یہ پڑھو غُفْرَانَكَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ
۱۷۔ کلوخ کے بعد پانی سے بھی استنجا کرو ۱۸۔ پیشاب کھڑے ہو کر مت کرو۔
۱۹۔ حتی الامکان ہر نماز کے وقت مسواک کرو ۲۰۔ جب سو کر اٹھو جب تک ہاتھ اچھی طرح نہ دھو لو، پانی کے اندر نہ ڈالو۔ ۲۱۔ ایڑی پر پانی پہنچانے کے لئے زیادہ اہتمام کرو۔ ۲۲۔ وضو میں ہاتھ پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرو اور داڑھی میں بھی خلال کرو ۲۳۔ وضو میں اس طرح کے وہم مت کرو کہ خدا جانے پانی ناپاک تو نہیں، فلاں

عضو پر پانی پہنچا یا نہیں تین دفعہ دھوچکا ہوں یا نہیں۔ ۲۴۔ وضو میں پانی مت ضائع کرو ۲۵۔ اگر انگوٹھی پہنے ہو اس کو ہلا لیا کرو ۲۶۔ غسل اس طرح کرو، پہلے دونوں ہاتھ پاک کرلو پھر جو نجاست بدن پر لگی ہو اس کو دُور کرو، پھر وضو کرو۔ پھر تین بار سَر دھوؤ پھر تمام بدن پر پانی ڈالو ۲۷۔ غسل کے بعد پھر وضو کی ضرورت نہیں۔

۲۸۔ حالت جنابت میں اگر سونا چاہے یا کھانا کھانا چاہے یا بی بی کے پاس دوبارہ جانا چاہے بہتر ہے کہ استنجا اور وضو کرلے لیکن اگر وضو نہ کیا تب بھی کوئی گناہ نہیں ۲۹۔ جو پانی نہ بہتا ہو گو کتنا ہی زیادہ ہو بلا ضرورت اس میں پیشاب نہ کرو ۳۰۔ جو پانی دھوپ سے گرم ہو گیا ہو اس کے استعمال سے اندیشہ برص کی بیماری کا ہے ۳۱۔ جمعہ کے روز غسل کرنا سُنت ہے اور مردے کو نہلا کر غسل کرلینا بہتر ہے۔

باب الصلوٰۃ

۳۲۔ نماز اچھے وقت پڑھو، رکوع سجدہ اچھی طرح کرو، خشوع خضوع جس قدر ہو سکے بجالاؤ۔ ۳۳۔ جب بچہ سات برس کا ہو جاوے اس کو نماز کی تاکید کرو جب دس برس کا ہو جاوے تو مار کر پڑھواؤ۔

۳۴۔ نماز خوب پابندی سے پڑھو ۳۵۔ عشاء سے پہلے سوؤ مت اور عشاء کے بعد باتیں مت کرو۔ جلدی سے سو رہو تاکہ تہجد یا صبح کی نماز خراب نہ ہو ۳۶۔ عصر کا وقت بہت نازک ہوتا ہے اس کو تنگ مت کرو، سویرے نماز پڑھ لیا کرو ۳۷۔ اگر اتفاق سے سو گیا یا بھول گیا اور نماز قضاء ہو گئی تو جس وقت آنکھ کھلے یا یاد آوے فوراً قضا پڑھ لے اس کو دوسرے وقت پر نہ ٹلے البتہ اگر مکروہ وقت ہو تو اس کو گزر جانے دو۔ ۳۸۔ اذان کے بعد لوگوں کو مت بلاؤ، اذان بُلانے ہی کے واسطے ہے البتہ سوتے ہوئے کو جگا دینا مضائقہ نہیں۔

۳۹۔ بہتر یہ ہے کہ جو شخص اذان کہے اسی کو تکبیر کہنے دیں۔ اس کو ناراض کرکے دوسرا شخص تکبیر نہ کہنے لگے ۴۰۔ سات برس تک اذان کہنے پر رہائی دوزخ کا وعدہ آیا ہے ۴۱۔ نماز کے لئے دوڑ کر مت چلو۔ سانس پھُولنے سے سکونِ قلب نہ رہے گا۔ ۴۲۔ اذان اور تکبیر کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے ۴۳۔ جتنی دُور سے مسجد میں نماز

پڑھنے آؤ گے اسی قدر ثواب ملے گا ۴۴۔ جب مسجد میں جانے لگو داہنا پاؤں پہلے اندر ڈالو اور یہ پڑھو اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ـــــ اور جب نکلنے لگو بایاں پاؤں پہلے نکالو اور یہ پڑھو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔
۴۵۔ مسجد میں جاکر بہتر ہے کہ دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو۔
۴۶۔ مسجد میں شور و غل مت کرو کوئی بدبودار چیز مثل حقہ تمباکو، لہسن، پیاز خام، مولی کھا پی کر مت جاؤ۔ وہاں تھوکنے کی احتیاط رکھو، وہاں ریح مت نکالو، فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے کوئی چیز وہاں بیچو نہیں خرید و نہیں، اس میں خرافاتِ اشعار مت پڑھو، کسی کو مار پیٹ کی سزا مت دو۔ شاید پیشاب وغیرہ خطا ہو جائے، دنیا کی باتیں مت کرو ۴۷۔ ایسے کپڑے سے یا ایسی جگہ میں نماز پڑھنا اچھا نہیں کہ اس کے نقش و نگار سے دل بارہ باٹ ہو جاوے ۴۸۔ نماز کے روبرو کوئی آڑ ہونا ضرور ہے۔ اگر کچھ نہ ہو ایک لکڑی یا کوئی اونچی چیز رکھ لے اور اس چیز کو داہنے یا بائیں ابرو کے مقابل رکھے تاکہ مشابہت بُت پرستوں کے ساتھ نہ ہو جاوے ۴۹۔ اگر امام بنو بہت ہلکی نماز پڑھاؤ کیونکہ مقتدی ہر قسم کے ہیں کسی کو تکلیف نہ ہو جس کی وجہ سے جماعت سے نفرت ہو جاوے ۵۰۔ نماز میں رکوع و سجدہ اور تمام ارکان اطمینان سے ادا کرو۔
۵۱۔ نماز میں دامن سمیٹنا یا بال سنوارنا بُری بات ہے ۵۲۔ نماز میں ہاتھ کے سہارے سے مت اُٹھو ۵۳۔ فرض پڑھ کر بہتر ہے کہ اس جگہ سے ہٹ کر سنن و نوافل پڑھے۔
۵۴۔ نماز میں اِدھر اُدھر مت دیکھو اُوپر نگاہ مت اٹھاؤ، حتی الوسع جمائی کو روکو، بار بار کنکریاں، مٹی برابر مت کرو، پھونک مت مارو، نماز کے واسطے جاتے ہوئے بھی کوئی حرکت خلافِ نماز مت کرو، نگاہ سجدہ کی جگہ رکھو۔ ۵۵۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھو، جماعت چھوڑنے پر بڑی وعید آئی ہے البتہ کوئی قوی عذر ہو تو جماعت معاف ہو جاتی ہے ۵۶۔ جب بھوک کا بہت غلبہ ہو یا پیشاب پاخانہ کا دباؤ ہو تو پہلے فراغت کر لو پھر نماز پڑھو ۵۷۔ اگر امام بنو تو دُعا میں سب مقتدیوں کو شریک کر لو یعنی سب کے لئے دُعا کرو۔ ۵۸۔ جب مسجد میں اذان ہو جاوے وہاں سے ہرگز مت جاؤ، البتہ

اگر کسی مختصر ضرورت سے جاکر معاً پھر لوٹ آؤ مضائقہ نہیں۔ ۵۹۔ صف کو خوب سیدھی کرو اور خوب مل کر کھڑے ہو اور پہلے اوّل صف پوری کرو پھر دوسری پھر تیسری اور امام کے دونوں طرف برابر مقتدی ہونا چاہیئے ۶۰۔ اگر اکثر مقتدی کسی وجہ معقول سے امام سے ناخوش ہوں اس کو امامت نہ کرنا چاہیئے۔ ۶۱۔ امامت میں بہانہ مت کرو کہ ہر شخص دوسرے پر ٹالے اور اپنی جان بچالے، یہ علامات قیامت سے ہے ۶۲۔ اگر امام ہو مقتدیوں سے اونچی جگہ مت کھڑے ہو ۶۳۔ امام سے پہلے رکوع، سجدہ یا اور کوئی فعل مت کرو ۶۴۔ اگر جماعت میں ایسے وقت آؤ کہ امام سجدہ یا قعدہ میں ہو تو اس کے کھڑے ہونے کا انتظار مت کرو فوراً شریک ہو جاؤ۔ ۶۵۔ تہجد پڑھنے کی کوشش کرو اس کی بڑی فضیلت ہے ۶۶۔ نوافل وظائف کی اتنی کثرت مت کرو جس کا نباہ نہ ہوسکے۔ ۶۷۔ جب نماز پڑھتے پڑھتے تھک جاؤ یا نیند زور کی آنے لگے تو ذرا آرام لے لو پھر نماز میں مشغول ہو ۶۸۔ جب بستر پر سونے کے لئے لیٹو وضو کرلو اور اللہ اللہ کرتے سو جاؤ۔ ۶۹۔ گھر میں بھی کچھ نفلیں پڑھنے کا معمول رکھو ۷۰۔ جمعے کے روز درود شریف کی کثرت کرو ۷۱۔ جمعے میں نہا دھو کر کپڑے بدل کر خوشبو لگا کر سویرے جاؤ اور لوگوں کی گردن پر سے مت پھاندو، کسی کو اٹھا کر اسکی جگہ مت بیٹھو۔ زبردستی دو آدمیوں کے بیچ میں گھس کر مت بیٹھو، خطبے میں باتیں مت کرو ایسی طرح مت بیٹھو کہ نیند آوے اگر نیند غالب ہو جگہ بدل ڈالو ۷۲۔ جب سورج یا چاند کو گہن لگے اس وقت نماز پڑھو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو خیرات کرو، استغفار کرو، اگر غلام پاس ہو اس کو آزاد کرو۔ ۷۳۔ عیدگاہ میں ایک راستے سے جاؤ دوسرے سے آؤ ۷۴۔ جس شخص کا ارادہ قربانی کرنے کا ہو، مستحب ہے کہ بقرعید کا چاند دیکھ کر خط و ناخن نہ بنوادے جب تک قربانی نہ کرلے۔
۷۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی قربانی کیا کرو تو اچھا ہے اس سے محبت بڑھتی ہے ۷۶۔ تازہ بارش میں برکت ہوتی ہے اس کو اپنے بدن پر لینا بہتر ہے ۷۷۔ استسقاء کے لئے اگر نکلیں، میلے کچیلے کپڑے ہوں عاجزی زاری کرتے ہوئے جاویں۔

کتاب الجنائز

۷۸۔ جب آدمی مرنے لگے اُس کے پاس بیٹھ کر باآواز بلند کلمۂ توحید پڑھتے رہو ۷۹۔ کفن نہ بالکل کم قیمت نہ بہت بیش قیمت متوسط درجے کا دو ۸۰۔ اگر پرانی مصیبت صدمہ یاد آجاوے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پڑھو جیسا ثواب پہلے ملا تھا ویسا ہی پھر ملے گا۔
۸۱۔ رنج کی کیسی ہی خفیف بات ہو اُس پر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھو تو ثواب ملے گا ۸۲۔ گاہ بگاہ مقابر میں جایا کرو اس سے دنیا کی محبت کم ہوتی ہے اور آخرت یاد آتی ہے خصوصاً والدین کی قبر پر جمعے کو جانا بہتر ہے۔

کتاب الزکوٰۃ والصدقات

۸۳۔ زکوٰۃ پیشگی بھی دینا درست ہے۔ ۸۴۔ پہننے کے زیور اور گوٹے پٹھے میں بھی زکوٰۃ ہے ۸۵۔ زکوٰۃ حتی الامکان ایسے لوگوں کو دو جو مانگتے نہیں آبرو لئے گھر میں بیٹھے ہیں ۸۶۔ تھوڑی چیز دینے سے مت شرماؤ جو توفیق ہووے دو ۸۷۔ یوں نہ سمجھو کہ زکوٰۃ دے کر تمام حقوق سے سبکدوش ہوگئے، مال میں اور بھی حقوق ہیں جو وقوع ضرورت کے وقت ادا کرنے پڑتے ہیں ۸۸۔ عزیز و اقارب کو صدقہ دینے سے دو ثواب ہیں ایک صدقہ دوسرا صلۂ رحم ۸۹۔ اگر پڑوسی غریب ہوں تو شوربا بڑھا دیا کرو اور ان کو بھی پہنچایا کرو ۹۰۔ سائل کو کچھ دے دیا کرو خواہ کتنا ہی قلیل ہو۔ ۹۱۔ بی بی شوہر کے مال سے محتاج کو اتنا ہی دے سکتی ہے جس میں اگر شوہر کو اطلاع ہو تو اس کو ناگوار نہ ہو ۹۲۔ جو چیز کسی کو خیرات دو اور وہ اس کو فروخت کرنا ہو تو بہتر ہے کہ تم اس کو اس سے مت خریدو شاید تمہاری رعایت کرے تو گویا ایک طرح کا صدقے کو واپس کرنا ہے۔

کتاب الصوم

۹۳۔ روزے میں فحش بات مت کرو، شور و غل مت مچاؤ جو کوئی لڑے بھی کہہ دو کہ میاں ہمارا روزہ ہے ہم کو معاف کرو ۹۴۔ چاند دیکھ کر ہرگز اٹکل مت کرو کہ یہ فلاں دن کا ہے اس کے حساب سے آج فلاں تاریخ ہے جب لوگوں نے دیکھا ہو جب ہی سے حساب شروع ہوگا۔ ۹۵۔ عورت نفل روزہ بدون اجازت شوہر کے نہ رکھے جب کہ وہ گھر پر موجود ہو ۹۶۔ کبھی کبھی

نفل روزہ بھی رکھ لیا کرو ۹۷۔ اگر روزے میں کوئی دعوت کرے اس کا جی خوش کرنے کو اس کے گھر چلے جاؤ اور وہاں جا کر اس کے لئے دُعا کرو اور اگر روزہ نہ ہو تو کھانا کھا بھی لو ۹۸۔ جب رمضان شریف کے دس دن باقی رہ جاویں عبادت میں کسی قدر زیادہ کوشش کرو۔

باب تلاوۃ القرآن

۹۹۔ اگر قرآن شریف اچھی طرح نہ چلے گھبرا کر چھوڑ دو مت، پڑھتے جاؤ، ایسے شخص کو دوہرا ثواب ملتا ہے ۱۰۰۔ سوتے وقت قل ہو اللہ، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس پڑھ کر دونوں ہاتھوں میں دم کر کے جہاں تک ہاتھ پہنچیں بدن پر پھیر کر سو رہا کرو، تین بار اسی طرح کرو ۱۰۱۔ اگر قرآن پڑھا ہو اس کو ہمیشہ پڑھتے رہو ورنہ اس کو بھول جاؤ گے اور سخت گنہگار ہو گے۔ ۱۰۲۔ جب تک جی لگے قرآن پڑھو، جب طبیعت اُلجھنے لگے موقوف کر دو۔ مگر یہ اس شخص کے لئے ہے جو تلاوت کا عادی ہو ورنہ خلاف عادت کام کرنے سے ضرور طبیعت گھبراتی ہے، اس کا خیال نہ کرے اور بتکلف عادت ڈالے، جب عادت ہو جاوے پھر اس کے لئے وہی حکم ہے جو اُوپر گزرا۔ ۱۰۳۔ قرآن مجید اسطرح پڑھو کہ تمہارے لہجے سے یہ معلوم ہو کہ خدائے تعالیٰ سے ڈر رہا ہے۔ بڑی خوش آوازی یہ ہے۔

باب الدُّعاء والذکر والاستغفار

۱۰۴۔ دُعا میں ان امور کا لحاظ رکھو، خوب شوق و رغبت سے مانگو، گناہ کی چیز مت مانگو اگر قبولیت میں دیر ہو تنگ ہو کر چھوڑ دو مت، قبولیت کا یقین رکھو ۱۰۵۔ غصے میں آکر اپنے مال اولاد جان وغیرہ کو مت کوسو، کبھی قبولیت کی گھڑی ہو اور اسی طرح ہو جاوے ۱۰۶۔ جب کہیں بیٹھو لیٹو دنیا کی باتیں کرو اس میں کچھ اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور درود شریف تھوڑا ہی سہی ضرور کیا کرو مجلس خالی نہ رہنے پائے ورنہ وہ مجلس ہی وبال ہے ۱۰۷۔ اکثر اوقات عقد انامل سے شمار وظیفہ کی رکھو۔ تسبیح بھی جائز ہے۔ ۱۰۸۔ استغفار کی کثرت رکھو سب مشکلیں اس سے آسان ہوں گی اور جہاں سے شان

گمان نہ ہوگا روزی ملے گی۔ ۱۰۹۔ اگر شامتِ نفس سے گناہ ہو جاوے تو یہ سمجھ کر توبہ میں دیر مت لگاؤ کہ شاید ہماری توبہ قائم نہ رہے اور پھر گناہ ہو جاوے بلکہ فوراً توبہ صدقِ دل سے کرو اگر اتفاقاً توبہ ٹوٹ جاوے پھر توبہ کرلو۔ ۱۱۰۔ بعضی دعائیں خاص حالات و خاص اوقات کی مذکور ہوتی ہیں۔ سوتے وقت یہ دُعا پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰی جاگتے وقت یہ پڑھو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ صبح کو یہ دعا پڑھو اَللّٰھُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ اور شام کے وقت یہ دعا پڑھو اَللّٰھُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ بی بی کے پاس جاتے وقت یہ دعا پڑھو بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا لشکر کفار پر اگر بددعا کرنا ہو یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَسَرِيْعَ الْحِسَابِ اَللّٰھُمَّ اَهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰھُمَّ اَهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ کسی کے مہمان ہو کھانے پینے سے فارغ ہو کر میزبان کے لیے یوں دعا کرو اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھو۔ اَللّٰھُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ کسی کو مصیبت زدہ دیکھ کر یہ دعا پڑھو تم کو اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے محفوظ رکھیں گے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا جب کوئی تم سے رخصت ہونے لگے اس سے اس طرح کہو اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ کسی کو نکاح کی مبارکباد دو اس طرح کہو بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِیْ خَيْرٍ جب کوئی مصیبت آوے یہ پڑھو يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ ٭

بابُ الحج والزّیارۃ

۱۱۱۔ جس کو حج کرنا ہو جلدی چل دینا چاہیے، خدا جانے کیا موانع پیش آجاویں ۱۱۲۔ کافی خرچ لے کر حج کو جانا چاہیے ۱۱۳۔ حج کر کے اگر استطاعت ہو مدینہ طیبہ جا کر روضہ منوّرہ کی زیارت سے بھی مشرف ہو ۱۱۴۔ اگر اس قدر روپیہ پاس ہے کہ حج کر سکتے ہو مگر مدینہ منوّرہ نہیں جا سکتے تو حج فرض ادا کرنا پڑے گا پھر جب وسعت ہو مدینہ طیبہ چلے جاؤ یہ نہیں کہ حج بھی نہ کرو۔

۱۱۵۔ حاجی جب تک اپنے گھر نہ آوے اس کی دعا قبول ہوتی ہے اگر اس سے ملاقات ہو اس کو سلام کرو اس سے مصافحہ کرو اپنے لئے دعا و استغفار کراؤ۔

یمین و نذر

غیر اللہ کی قسم کبھی مت کھاؤ جیسے بیٹے کی، باپ کی یا اور کسی مخلوق کی اور جس شخص کو ایسی عادت پڑ گئی ہو اور منہ سے نکل جاتا ہو تو فوراً کلمہ پڑھے ۱۱۷۔ اس طرح کبھی قسم مت کھاؤ کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو بے ایمان ہو جاؤں اگرچہ سچی ہی ہو اور جھوٹ میں ایسی قسم تو اور بھی غضب ہے۔

۱۱۸۔ اگر غصے میں ایسی قسم منہ سے نکل گئی جس کے پورا کرنے میں کوئی بات خلافِ شرع لازم آتی ہے مثلاً یہ کہ باپ سے نہ بولوں گا یا مانند اس کے ایسی قسم کو توڑ دو اور کفارہ دو اور یہ خیال نہ کرو کہ قسم توڑنے سے گناہ ہوگا کیونکہ نہ توڑنے سے زیادہ گناہ ہوگا۔

۱۱۹۔ کسی کا حق مارنے کے لئے پھیر سے قسم مت کھاؤ صاحبِ حق جو مطلب سمجھے گا اسی پر قسم ہوگی ۱۲۰۔ مصیبت میں پھنس کر منت ماننا اور ویسے کبھی پھوٹی کوڑی اللہ کے نام نہ دینا نہایت کنجوسی کی دلیل ہے اور گویا نعوذ باللہ اللہ میاں کو پھسلانا ہے۔

زنہار ازاں قوم نہ باشی کہ فریبند
حق را بسجودے و نبی را بدرودے

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ اهْدِنَآ اِلٰی سَوَآءِ الصِّرَاطِ وَاجْعَلْنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

معاملات و سیاسیات

۱۔ سب سے بہتر کسب دستکاری ہے۔ انبیاء علیہم السلام نے دستکاری کی ہے ۲۔ زانیہ کی خرچی اور جھوٹے تعویذ، گنڈے، فال کھلائی وغیرہ کا نذرانہ سب حرام ہے۔ آجکل کے پیر زادے ان دونوں بلاؤں میں مبتلا ہیں۔ رنڈیوں سے خوب نذرانے لیتے ہیں اور خود واہی تباہی تعویذ گنڈے کرتے ہیں، فال کھولتے ہیں اور لوگوں کو ٹھگتے ہیں۔
۳۔ مانگنے کا پیشہ سب سے بدتر اور ذلیل اور گناہ ہے۔ اس سے تو گھاس کھودنا اور لکڑی کاٹ کر بیچنا ہزار درجہ بہتر ہے ۴۔ اگر ایسی ہی سخت مصیبت پڑ جاوے اور بدون مانگے کسی طرح بن ہی نہ پڑے تو لاچاری کی بات ہے اس میں بھی بہتر یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے مانگے جو نیک بخت دیندار عالی ہمت، بلند حوصلہ، ذی استطاعت ہوں کہ پھر کسی قدر کم ذلت ہے ۵۔ اگر بدون حرص و طلب کہیں سے کچھ ملے اس کے لینے میں کچھ مضائقہ نہیں اس میں سے کھائے کھلائے اللہ واسطے بھی دے۔ ۶۔ جو چیز شرع میں حرام ہے اس میں ایر پھیر کر کے حیلہ و تاویل مت کرو۔ اللہ تعالیٰ دل کو دیکھتا ہے ۷۔ مفت خوری سے یہ بہتر ہے کہ عالی ہمتی سے کمائے اور دوسروں کی خدمت کرے البتہ جو لوگ خدمت دین میں مشغول ہیں کہ اگر طریق معیشت کو اختیار کریں تو دینی کام برباد ہو جاوے، ایسے لوگوں کو ترک اسباب جائز بلکہ بعض اوقات اولیٰ ہے ان کی خدمت عام مسلمانوں کے ذمے ہے۔ ۸۔ جس چیز میں طبیعت صاف نہ ہو دل کھٹکتا ہو وہ چھوڑ دینے کے قابل ہے ۹۔ جس پیشے میں ہر وقت نجاسات کے ساتھ تلبس ہوتا ہو جیسے بھنگی کا کام کرنا، پچھنے لگانا، ایسے پیشے اور کمائی سے بچنا چاہیے ۱۰۔ جو چیز گناہ کا آلہ بنائی جاوے اس کو مت بیچو ۱۱۔ ہمارے زمانہ میں روپیہ پیسہ بڑے کام کی چیز ہے اس کی قدر کرنا چاہیے اور وجہ حلال سے کمانے میں عار نہ کرے گو عرف میں نام دھرا جاوے ۱۲۔ جس طریقے سے آدمی کی بسر ہوتی ہو بلا ضرورت

شدیدہ اس کو چھوڑ کر دوسرا طریقہ اختیار نہ کرے ۱۳۔ خرید و فروخت اور اپنے حق کے مطالبہ کے وقت نرمی برتے، تنگ گیری اچھی نہیں ۱۴۔ سودا بیچنے کے لئے بہت قسمیں مت کھاؤ اس میں ایک آدھ جھوٹ بھی نکل جاتا ہے پھر برکت مٹ جاتی ہے ۱۵۔ تجارت بہت عمدہ چیز ہے، امانت و راستی اس کا جزو اعظم ہے۔ اس سے دنیا میں اعتبار ہوتا ہے اور آخرت میں انبیاء و صدیقین و شہدا کی ہمراہی نصیب ہوتی ہے۔ ۱۶۔ معمول رکھو کہ منافع تجارت سے کچھ خیر خیرات نکالتے رہو بعض باتیں تجارت میں ناہموار ہو ہی جاتی ہیں، خیر خیرات سے کسی قدر اس کے وبال میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ ۱۷۔ اگر تمہارے سودے میں یا داموں میں کچھ عیب ہو ہرگز اس کو پوشیدہ مت کرو، صاف کہہ دو اس کے چھپانے سے برکت مٹ جاتی ہے ۱۸۔ سود کا لین دین، تحریر گواہی کچھ مت کرو سب پر لعنت آئی ہے ۱۹۔ جو چیزیں کہ ناپ تول کر بکتی ہیں اور وہ ایک طرح کی ہیں جیسے گیہوں گیہوں اس کے مبادلے میں دو باتیں ضرور ہیں، ایک یہ کہ برابر سرابر ہو اگرچہ اعلیٰ ادنیٰ کا تفاوت ہو، دوسرے یہ کہ دست بدست ہو، اگر ایک امر میں بھی خلاف ہوا تو سود ہو جاوے گا اور اگر ناپ تول کر بکتی ہیں مگر جنس الگ الگ ہے جیسے گیہوں اور جو اس میں برابر سرابر ہونا ضرور نہیں مگر دست بدست ہونا ضروری ہے اور اگر جنس تو ایک ہے مگر ناپ تول کر نہیں بکتی جیسے بکری بکری تب بھی برابر سرابر ہونا ضروری نہیں اور اگر نہ جنس ایک نہ ناپ تول کر بکتی ہے جیسے گھوڑا اونٹ، اس وقت نہ برابر سرابر ہونا ضرور ہے نہ دست بدست ہونا ضرور ہے، یہ فقہ حنفی کے موافق سود کی تفصیل ہے۔

آج کل جو زیور خریدا یا بنوایا جاتا ہے اس میں اکثر بوجہ تفاوت نرخ کے برابر بھی نہیں لیا جاتا اور اکثر اُدھار بھی رہ جاتا ہے یہ بالکل سود ہے۔ ایسی صورت میں جس طرف چاندی کم ہے اس میں کچھ پیسے بھی ملانے جاویں چاندی چاندی برابر ہو جاوے گی زائد چاندی کے عوض میں پیسے ہو جاویں گے اور اُدھار کی اگر ضرورت ہو تو صاحب معاملہ ہی سے جداگانہ قرض لے کر اس معاملے کو طے کر لیں پھر اس کا قرض بعد میں ادا کر دیں۔

۲۰۔ اکثر ایسا کرتے ہیں کہ روپیہ دے کر آٹھ آنے پیسے اب لے لیے اور آٹھ آنے ایک

گھنٹے بعد کے لئے یہ بھی جائز نہیں اگر ایسی ہی ضرورت ہو تو روپیہ امانۃً اس کے پاس رکھا دیں جب اس کے پاس پیسے پورے آجاویں تب یہ معاملہ مبادلے کا کریں۔

۲۱۔ اگر تم خراب گیہوں کے عوض میں اچھے گیہوں لینا چاہتے ہو اور دوسرا شخص برابر سرابر نہیں دیتا تو یوں کرو کہ اپنے گیہوں مثلاً ایک روپیہ کو اس کے ہاتھ بیچ ڈالو پھر جتنے گیہوں وہ تم کو دے وہ اس روپیہ کے عوض میں جو اس کے ذمہ تمہارا قرض ہے اس سے خرید لو۔

۲۲۔ اگر چاندی یا سونے کا زیور جڑاؤ یا جس میں اور کوئی چیز ملی ہو چاندی یا سونے کے بدلے میں، یعنی چاندی کا زیور چاندی کے بدلے اور سونے کا زیور سونے کے بدلے خریدنا یا بیچنا چاہو تو یہ مبادلہ اس وقت ہے جب زیور میں چاندی یا سونا یقیناً کم ہو اور داموں کی چاندی یا سونا زائد ہو اگر برابر یا زائد ہونے کا گمان ہو تو درست نہیں۔

۲۳۔ اگر کوئی شخص تمہارا مقروض ہو اور اسی حالت میں وہ تم کو ہدیہ دے یا دعوت کرے اگر پہلے سے راہ و رسم باہمی جاری نہ ہو تو ہرگز مت قبول کرو، اسی سے رہن کی آمدنی کا حال معلوم کرو کیونکہ راہن تمہارا قرضدار ہے اور قرض کے دباؤ میں تم کو انتفاع کی اجازت دیتا ہے تو وہ کس طرح حلال ہوگا ۲۴۔ بعض لوگ کوئی خاص چیز ایک معین مقدار روپیہ سے خرید کرتے ہیں اور جب قیمت نہیں بن پڑتی تو اس چیز کو اسی بائع کے ہاتھ کچھ کم قیمت میں بیچ ڈالتے ہیں سو چونکہ بائع کو اس بچت کا کوئی حق نہیں اس لئے یہ داخلِ سود ہو کر ممنوع ہوگیا البتہ اگر ایسی ضرورت پیش آوے تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ اصل بائع تھوڑی دیر کے لئے مشتری کو بقدر قیمت قرارداد سابق روپیہ بطور قرض دے دے اور مشتری اس روپیہ کو اصل قیمت میں ادا کر دے اس کے بعد وہ چیز کم قیمت میں بائع کے ہاتھ بیچ ڈالے اور جو باقی رہے وہ اس کے ذمے قرض رہے گا مثلاً دس روپیہ کو تم نے ایک گھڑی خریدی اور جب روپے کا بندوبست نہ ہو سکا تو اسی بائع کے ہاتھ فرض کرو کہ آٹھ روپیہ کو بیچ ڈالی، یہ معاملہ سود اور ناجائز ہے ضرورت پڑے تو یوں کرو کہ دس روپیہ بائع سے قرض لے کر پہلے گھڑی کی قیمت ادا کر دو۔ اب وہ گھڑی اس کے ہاتھ جتنی کمی پر چاہو بیچو، جتنے کو بائع نے خریدا، اتنا قرض تو ابھی ادا ہوا اور باقی تمہارے ذمہ رہا۔

۲۴۔ جب تک پھل کام میں آنے کے لائق نہ ہو اس کا خریدنا اور بیچنا ممنوع ہے کیونکہ معلوم نہیں پھل رہے یا جاتا رہے۔ ۲۵۔ صرف بیجک آنے پر مال فروخت نہ کرو، جب تک تمہارے قبضہ میں نہ آجاوے اور جب بائع کے قبضے میں آجاوے تو بیجک دیکھ کر مشتری کو خریدنا درست ہے مگر جب مال کو دیکھے اس وقت اختیار ہے خواہ معاملہ رکھے یا انکار کر دے۔
۲٦۔ بنجارہ کچھ غلہ لایا اس کو شہر میں آنے دو، اس وقت خرید کرو شہر سے باہر ہی باہر معاملہ کر لینا اچھا نہیں، اس میں کبھی تو اس کو دھوکہ دیا جاتا ہے کہ شہر میں اس نرخ کو فروخت نہ ہوگا اور شہر والوں کا بھی اس میں نقصان ہے کہ سب اس کے محتاج ہو گئے۔ جتنے کو چاہیے فروخت کرے اور ایک آدمی اگر سودا چکاتا ہو اور ابھی بائع نے اس کو نامنظور نہیں کیا بلکہ منظوری و نامنظوری دونوں کا احتمال ہے تو تم جا کر اس کے سودے کو خراب کر کے خود مت لینے لگو، البتہ جب وہ صاف انکار کر دے اس وقت خریدنے میں مضائقہ نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ نیلام میں کسی کی بولی پر بولی بولنا کچھ ڈر نہیں کیونکہ خود بائع نے ابھی اس بولی کو منظور نہیں کیا اور کسی کو دھوکہ دینے کو چیز کے دام مت بڑھاؤ کہ دوسرا آدمی اور زیادہ بولی بول دے اور وہ چیز اس کے گلے پڑ جاوے اور کوئی دیہاتی اپنی چیز شہر میں فروخت کرنے آوے سو خواہ مخواہ خیر خواہی جتلانے کو اس کو بیچنے سے مت روکو کہ میاں ہمارے پاس رکھ جاؤ ہم موقع پر گراں قیمت سے بیچ دیں گے بلکہ اسکو بیچنے دو، شہر والوں کو کسی قدر کفایت سے مل جاوے گی، البتہ اگر صریح نقصان ہوتا ہو تو مضائقہ نہیں، اگر گائے بکری بیچنا ہو خریدار کو دھوکہ دینے کی غرض سے ایسا مت کرو کہ کئی وقت دودھ نہ نکالو تاکہ تھن کو دودھ سے بھرا ہوا دیکھ کر خریدار دھوکہ میں آجاوے اور زیادہ دام کو خرید کر پیچھے پچھتاوے۔
۲۷۔ خودرو گھاس کا بیچنا درست نہیں، اگرچہ وہ تمہاری مملوکہ زمین میں ہی کھڑی ہو۔ اسی طرح پانی ۲۸۔ کوئی ایسی کارروائی مت کرو جس سے خریدار کو دھوکہ ہو۔
۲۹۔ اگر کوئی مصیبت زدہ اپنی ضروریات کو کوئی چیز بیچتا ہو تو اس کو صاحب ضرورت سمجھ کر مت دباؤ اور اس چیز کے دام مت گراؤ یا تو اس کی اعانت کر دو یا مناسب قیمت سے اس کو خرید لو۔ ۳۰۔ جو چیز تمہارے ملک و قبضے میں نہ ہو اس کا معاملہ کسی

سے مت ٹھہراؤ، اِس اُمید پر کہ ہم بازار سے خرید کر اس کو دے دیں گے۔ ۲۱۔ رہن میں یہ شرط ٹھہرانا کہ اگر اتنی مدت تک زرِ رہن ادا نہ ہو تو اسی کو بیع سمجھا جاوے۔ باطل ہے اور مدت گزرنے پر بیع نہ ہو گی ۲۲۔ ناپ تول میں دغا بازی مت کرو۔
۲۳۔ اگر کوئی چیز بطور بدلی کے خریدی اور فصل پر بائع سے وہ چیز نہ بن پڑی تو جتنا روپیہ اس کو دیا تھا واپس لے لو نہ زیادہ روپیہ لینا درست ہے اور نہ اس روپیہ کے بدلے اور کوئی چیز خریدنا درست ہے البتہ اپنا روپیہ لے کر پھر اس سے جو چاہو خرید لو۔
۲۴۔ غلہ ارزاں خرید کر گراں بیچنا درست ہے مگر جب مخلوق کو تکلیف ہونے لگے، اس وقت زیادہ گرانی کا انتظار کرنا حرام اور موجب لعنت ہے۔ ۲۵۔ حاکم کو اختیار نہیں ہے کہ زبردستی نرخ مقرر کرے۔ البتہ تاجر کو فہمائش اور صلاح دینا مناسب ہے۔
۲۶۔ اگر تمہارا دین دار غریب ہو اس کو پریشان مت کرو بلکہ مہلت دو یا جزو یا کل معاف کر دو اللہ تعالیٰ تم کو قیامت کی سختی سے نجات دیں گے ۲۷۔ تم کسی کے دین دار ہو تو خراب چیز سے اس کا حق مت ادا کرو بلکہ اس کی ہمت رکھو کہ اس کے حق سے بہتر اس کو ادا کیا جاوے مگر معاملے کے وقت یہ معاہدہ جائز نہیں ۲۸۔ اگر تمہارے پاس دینے کے واسطے ہے، اس وقت ٹالنا بڑا ظلم ہے ۲۹۔ اگر تمہارا مدیون تم کو دوسرے سے دلا دے اور اس سے تم کو وصول ہونے کی بھی اُمید ہو تو خواہ مخواہ ضد میں آ کر اسی کو دق مت کیے جاؤ بلکہ اس حوالہ کو منظور کر لو ۳۰۔ حتی الامکان کسی کے مدیون مت بنو اور اگر بضرورت مدیون ہونا پڑے تو اس کے ادا کی فکر رکھو۔ بے پرواہ مت بن جاؤ اور دائن تم کو کچھ کہے سنے صبر کرو کہ اس کا حق ہے۔ ۴۱۔ اگر تم کو وسعت ہو تو کسی مدیون کی طرف سے اس کا دین ادا کر دیا کرو ۴۲۔ سودا جھکتا تول کر دیا کرو۔ ۴۳۔ جب کسی کا قرض ادا کیا کرو تو ادا کرنے کے ساتھ اس کو دعا بھی دیا کرو اور اس کا شکریہ ادا کرو۔
۴۴۔ شرکت میں دونوں ساجھیوں کو امانت دیانت سے رہنا چاہیے، ورنہ پھر برکت سلب ہونے لگتی ہے ۴۵۔ امانت میں ہرگز خیانت مت کرو ۴۶۔ جو معاملہ ظلم سے، دباؤ سے، کسی کی وجاہت لحاظ سے کسی کی شرما شرمی سے وصول ہو وہ حلال نہیں۔ ایسے

چندہ جمع کرنے والو ذرا اس کو اچھی طرح غور کرلیجیو، حلال وہی مال ہے جو بالکل طیب خاطر
سے دیا جاوے ۴۷۔ ہنسی ہنسی میں کسی کی چیز اُٹھا کر چیز والے کو پریشان مت کرو خصوصاً
جب یہ نیت ہو کہ اگر معلوم ہوگیا تو ہنسی ہے ورنہ خُرد بُرد کریں گے اور جو ہنسی میں اُٹھالی
تو جلدی واپس کر دو ۴۸۔ پڑوسی کی رعایت کیا کرو ضعیف باتوں میں اس سے مسامحت
کرو، مثلاً تمہاری دیوار میں میخ گاڑنے لگے اور تمہارا کوئی نقصان بھی نہ ہو تو اجازت
دیدو ۴۹۔ اگر کوئی گھر یا زمین بے میل ہونے کی وجہ سے فروخت کرو تو مصلحت یہ
ہے کہ جلدی سے اس کا دوسرا مکان یا زمین خرید کرلو، ورنہ روپیہ رہنا مشکل ہے۔
۵۰۔ جس درخت کے سائے میں آدمیوں کو، جانوروں کو آرام ملتا ہو اور وہ تمہارے
ملک میں بھی نہیں ہے تو اس کو مت کاٹو کہ جانوروں کو تکلیف ہوگی اس سے عذاب
ہوتا ہے ۵۱۔ بکریاں چرانا پیغمبروں کا طریقہ ہے ۵۲۔ مزدوروں سے کام لے کر اس کی
مزدوری دینے میں کوتاہی مت کرو، اس مقدمے میں سرکار عالی مدعی ہوں گے، عہد کرکے
خلاف مت کرو، خصوصاً جب کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے نام کا واسطہ ہو اس مقدمے میں
بھی سرکار عالی مدعی ہوں گے ۵۳۔ اکثر ایام قحط میں بعض لوگ اپنی اولاد کو یا بعضے
ظالم دوسروں کے بچوں کو بیچ ڈالتے ہیں، اس کا بیچنا یا خرید کر غلام سمجھنا سب حرام ہے۔
اس مقدمے میں بھی سرکار عالی مدعی ہوں گے ۵۴۔ جو جھاڑ پھونک شرع کے موافق ہو
اس پر کچھ نذرانہ لینا جائز ہے ۵۵۔ اگر کھانا پکانے کو کسی کو آگ دے دے تو ایسا ثواب
ہے جیسا کہ وہ کھانا دے دیا جو اس آگ سے پکا ہے اسی طرح نمک دے دینے کا ثواب ہے
۵۶۔ جہاں پانی بکثرت میسر ہو وہاں کسی کو پلانے سے غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب
ہے اور جہاں بکثرت میسر نہیں وہاں پلانے سے ایسا ثواب ہے جیسا کہ کسی مردے کو زندہ
کردیا ۵۷۔ اگر کسی کو کوئی یہ کہہ کر دے کہ تم عمر بھر کے لئے دیتے ہیں اور بعد تمہارے مرنے
کے واپس کرلیں گے وہ شئے بہمہ وجوہ اس کی ملک ہو جاتی ہے بعد موت کے اس کے ورثہ
کو ملے گی تو اس امید باطل پر اپنے مال کو خراب برباد مت کرو، پھر حسرت ہوگی، اپنے
ہی پاس رہنے دو ۵۸۔ اگر ایک بیٹے کو کوئی چیز دو تو دوسرے کو بھی ویسی ہی دو،

ناانصافی بُری بات ہے ۵۹۔ ہدیہ ایسے شخص کا قبول کرو جو بدلے کا طالب ہو ورنہ باہمی رنج کی نوبت آوے گی لیکن تم اپنی طرف سے کوشش کرو کہ اس کو کچھ بدلہ دیا جاوے اور اگر بدلہ دینے کو میسر نہ ہو تو اس کی ثنا وصفت ہی کرو اور لوگوں کے روبرو اس کے احسان کو ظاہر کرو اور ثنار وصفت کے لئے اتنا کہہ دینا کافی ہے جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا. اور جب محسن کا شکر ادا نہ کیا تو خدا کا شکر بھی ادا نہ ہوگا اور جس طرح ملی ہوئی چیز کا مٹانا بُرا ہے اسی طرح نہ ملی ہوئی پر شیخی بگھارنا کہ ہمارے پاس اتنا آیا یہ بھی بُرا ہے ۶۰۔ باہم تحفہ تحائف کی راہ رسم جاری رکھو اس سے دلوں کی صفائی ہوتی ہے، محبت بڑھتی ہے اور یہ نہ خیال کرو کہ تھوڑی چیز ہے کیا بھیجیں، جو کچھ ہو بے تکلف دے دو ۶۱۔ جو کوئی تمہاری خاطر داری کو خوشبو، تیل یا دودھ یا تکیہ پیش کرے کہ خوشبو سونگھ لو یا تیل لگا لو۔ دودھ پی لو، تکیہ کمر سے لگا لو تو قبول کر لو۔ انکار و عذر مت کرو، کیوں کہ ان چیزوں میں کوئی لمبا چوڑا احسان نہیں ہوتا، جس کا بار تم سے نہیں اُٹھ سکتا اور دُوسرے کا دل خوش ہو جاتا ہے ۶۲۔ نیا پھل اول جب تمہارے پاس پہنچے۔ اس کو آنکھوں اور لبوں سے لگاؤ اور یہ دعا پڑھو اَللّٰھُمَّ کَمَا اَرَیْتَنَا اَوَّلَہٗ فَاَرِنَا اٰخِرَہٗ۔ پھر کوئی بچہ پاس ہو اُس کو دے دو ۶۳۔ اگر تمہارے ذمہ کسی کا قرضہ یا کسی کی امانت یا اور کوئی حق ہو تو اُس کی یادداشت بطور وصیت لکھ کر اپنے پاس رکھو۔

بابُ النکاح

۶۴۔ اگر حاجت و استطاعت ہو تو نکاح کرنا افضل ہے اور اگر حاجت ہے مگر استطاعت نہ ہو تو روزے کی کثرت سے شہوت ٹوٹ جاتی ہے ۶۵۔ نکاح میں زیادہ تر منکوحہ کی دینداری کا لحاظ رکھو۔ مال و جمال اور حسب نسب کے پیچھے زیادہ مت پڑو ۶۶۔ اگر سفر سے گھر آنا ہو تو دفعتہً گھر میں مت چلے جاؤ، اس قدر توقف کرو کہ بی بی کنگھی چوٹی سے اپنے کو سنوار لے کیونکہ شوہر کی عدم موجودگی میں اکثر میلی کچیلی رہتی ہے کبھی اس حالت میں دیکھ کر اس سے نفرت نہ ہو جاوے۔

۶۷۔ اگر کوئی شخص تمہاری عزیزہ کے لئے پیغامِ نکاح بھیجے تو زیادہ تر قابلِ لحاظ اس شخص کی نیک وضعی اور دینداری ہے۔ دولت حشمت عالی خاندانی کے اہتمام میں رہ

جلانے سے خرابی ہی خرابی ہے۔ ۶۸۔ اگر اتفاقاً کسی غیر منکوحہ عورت اور کسی مرد کا باہم تعشق ہو جاوے تو بہتر ہے کہ اُن کا نکاح کر دیا جاوے ۶۹۔ اس نکاح میں زیادہ برکت ہوتی ہے جس میں خرچ کم پڑے اور مہر بھی ہلکا ہو ۷۰۔ اکثر عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ غیر عورتوں کی صورت شکل کے حالات اپنے خاوند سے بیان کیا کرتی ہیں، یہ بہت بُری بات ہے، اگر اس کا دل آ گیا تو پھر روتی پھریں گی ۷۱۔ ایک کپڑے میں دو مردوں کا اسی طرح ایک کپڑے میں دو عورتوں کا لیٹنا بالکل نامناسب اور بے غیرتی ہے اور جس طرح مرد کو دوسرے مرد کا ستر دیکھنا گناہ ہے، اسی طرح عورت کو دوسری عورت کا بدن ناف سے گھٹنے تک دیکھنا گناہ ہے، اکثر عورتیں اس کی احتیاط نہیں رکھتیں۔

۷۲۔ اگر کسی عورت پر اچانک نگاہ پڑ جاوے فوراً نگاہ اُدھر سے پھیر لو اور اگر اس کا خیال کچھ دل میں رہے تو اپنی بی بی سے فراغت کر لینا چاہئیے اس سے وہ وسوسہ دفع ہو جاتا ہے ۷۳۔ اگر کسی عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اگر بن پڑے تو اس کو ایک نگاہ دیکھ لو کبھی بعد نکاح کے اس کی صورت سے نفرت نہ ہو ۷۴۔ بلا ضرورتِ شدیدہ پیشاب، پاخانہ، مجامعت کے برہنہ مت ہو، فرشتوں سے اور اللہ تعالیٰ سے شرم کرنا چاہئیے ۷۵۔ تنہائی میں غیر عورت کے پاس بیٹھنا زہر قاتل ہے اور سخت گناہ ہے۔ اسی طرح اس کے ساتھ سفر کرنا بھی ممنوع ہے آج کل پیروں اور رشتہ داروں سے اس کی بالکل احتیاط نہیں ہے، غیر عورت اس کو کہتے ہیں جس سے نکاح کبھی عمر بھر میں حلال ہو سکے۔ ۷۶۔ بلا ضرورت عورت کے لئے یہ منع ہے کہ غیر مرد کو دیکھے، اکثر عورتوں کو جھانکنے تاکنے کی عادت ہوتی ہے بڑی واہیات بات ہے ۷۷۔ اولاد کا حق ہے کہ اس کا نام اچھا رکھو، علم و لیاقت سکھلاؤ، جب جوان ہو جائے نکاح کر دو، ورنہ اس سے اگر کوئی گناہ ہو گیا تو اس کا وبال تمہاری گردن پر ہوگا۔ اکثر لوگ لڑکیوں کو بٹھلا رکھتے ہیں، بڑی بے احتیاطی ہے ۷۸۔ اگر کسی جگہ ایک شخص پیغام نکاح بھیج چکا ہے، جب تک اس کو جواب نہ مل جائے یا وہ خود چھوڑ بیٹھے تم پیغام مت دو۔

۷۹۔ اگر کوئی شخص اپنا دوسرا نکاح کرنا چاہے تو اس عورت کو یا اس کے ورثہ کو مناسب

نہیں کہ شوہر سے شرط ٹھہرائیں کہ پہلی منکوحہ کو طلاق دے دے، جب نکاح کیا جاوے گا اپنی تقدیر پر قانع رہنا چاہئے ۸۰۔ نکاح مسجد میں ہونا بہتر ہے تاکہ اعلان بھی خوب ہو اور جگہ بھی برکت کی ہے ۸۱۔ رضاع میں بڑی احتیاط درکار ہے، بدون تحقیق علاقہ رضاع روبرو نہ آجاوے اور جہاں شبہ و شک شرکت رضاع کا بھی ہو نکاح نہ کرے۔

۸۲۔ میاں بی بی کے باہمی معاملات خلوت کا دوست احباب سے یا ساتھنوں سہیلیوں سے ذکر کرنا خدا تعالیٰ کو نہایت ناپسند ہے۔ اکثر دولہا دلہن اسکی پرواہ نہیں کرتے۔

۸۳۔ ولیمہ مستحب ہے مگر اس میں تکلف و تفاخر نہ کرے، حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بی بی کا ولیمہ دو سیر جو سے کیا، حضرت صفیہؓ کے ولیمہ میں خرما اور پنیر اور گھی کا مالیدہ تھا اور سب سے بڑا ولیمہ حضرت زینبؓ کا تھا کہ ایک بکری ذبح ہوئی اور گوشت روٹی لوگوں کو پیٹ بھر کے کھلائی گئی ۸۴۔ اگر کئی بیبیاں ہوں سب کو برابر رکھے۔

۸۵۔ بی بی کی کج خلقی پر صبر کرو اس سے عداوت مت کرو۔ اگر ایک بات ناپسند ہوگی، دوسری بات پسند آجاوے گی، بے ضرورت اس کو مت مارو اور ضرورت ہو تب بھی زیادہ مت مارو اور منہ پر ہرگز مت مارو، آخر رات کو اسی سے پیار اخلاص کرتے شرم بھی آوے گی، اس کا دل بہلاتے رہو گالی گلوچ مت کرو۔ روٹھ کر گھر سے مت نکل جاؤ۔ زیادہ خفگی ہو دوسری چارپائی پر سو رہو۔ جب دیکھو کسی طرح نباہ نہیں ہوتا۔ آزاد کردو ۸۶۔ عورت کو چاہیئے کہ خاوند کی اطاعت کرے، اس کو خوش رکھے، اس کے حکم کو ٹالے نہیں خصوصاً جب وہ ہم بستری کے لئے بلاوے، اس کی وسعت سے زیادہ اس سے نان نفقہ طلب کرے اس کے روبرو زبان درازی نہ کرے، بلا اجازت اس کے نوافل نہ پڑھے نہ نفل روزے رکھے، اس کا مال بدون اس کی رضا کے کسی کو نہ دے، نہ خود ضرورت سے زیادہ اٹھاوے، بلا اجازت کسی کو گھر میں نہ آنے دے بلا سخت مجبوری کے اپنے منہ سے طلاق نہ مانگے ۸۷۔ بی بی کو بھڑکا کر میاں سے لڑا دینا یا نفرت ڈال دینا نہایت گناہ ہے ۸۸۔ اگر معمولی طور پر کوئی شخص اپنی بی بی کو مارے اس کی وجہ غیر لوگوں کو دریافت کرنا خلاف تہذیب ہے، شائد وہ بات بتلانے کی نہ ہو، مثلاً اس نے ہمبستری سے انکار کیا

اور اس پر مارا ہو تو وہ کیا بتلائے گا ۸۹۔ بلاضرورت طلاق مت دو ۹۰۔ حیض میں طلاق مت دو کہ شاید بلاضرورت بوجہ نفرت طبعی کے بسبب حیض کے دی ہو ۹۱۔ حلالہ کی شرط ٹھہرانا نہایت بے غیرتی کی بات ہے ۹۲۔ محض قرائن سے اپنی بی بی کو بدکار یقین کرلینا یا جو اولاد اس سے ہو اسکی صورت شباہت دیکھ کر کہہ دینا کہ یہ میری نہیں ہے۔ بہت گناہ ہے ۹۳۔ اگر عورت بدچلن ہو اور اس کا انتظام نہ کر سکے تو اس کو طلاق دے دینا چاہیئے لیکن اگر اس سے محبت ہو اور ڈرتا ہو کہ بعد طلاق کے میں بھی اس سے مبتلا ہو جاؤں گا تو نہ چھوڑے مگر حتی الوسع انتظام اور انسداد کرنا چاہیئے۔ ۹۴۔ اگر اپنی آنکھ سے عورت کو زنا کرتے دیکھ لیا تو اس کے مار ڈالنے سے خدا کے نزدیک گنہگار نہ ہوگا گو حاکم دنیا بوجہ عدم ثبوت شرعی کے اس سے قصاص لے۔ ۹۵۔ خواہ مخواہ بلا قرینہ بی بی پر بدگمانی کرنا جہالت اور تکبر ہے اور قرائن ہوتے ہوئے چشم پوشی کرنا بے غیرتی و دیوثی ہے۔
۹۶۔ اگر نکاح کے بارے میں تم سے کوئی مشورہ کرے تو خیر خواہی کی بات یہ ہے کہ اگر اس موقع کی کوئی خرابی تم کو معلوم ہو، ظاہر کر دو یہ غیبت حرام نہیں ہے اور اسی طرح جس جگہ تم کو خاص کسی کی بُرائی کرنا مقصود نہ ہو بلکہ کسی کی خیر خواہی کی ضرورت سے اس کا عیب بیان کرنا پڑے، شرعاً اس کی اجازت ہے بلکہ بعض جگہ واجب ہے ۹۷۔ اگر خاوند باوجود مقدرت کے بوجہ بخل کے بی بی کو بقدر کفایت کے خرچ نہ دیتا ہو تو بی بی چھپا کر لے سکتی ہے مگر حاجت سے زیادہ فضول خرچی کرنے کو لینا جائز نہیں ہے۔ ۹۸۔ اللہ تعالیٰ اگر مال دے تو اول خویش، بعدہٗ درویش۔

معاملۂ سیاست

۹۹۔ اگر کوئی کافر تم کو زخمی کر کے یا کوئی عضو قطع کر کے جب تم بدلہ لینے لگو فوراً کلمہ پڑھ لے پھر یہ سمجھ کر کہ اس نے جان بچانے کو کلمہ پڑھ لیا ہے ہرگز مت قتل کرو، اس سے اسلام کے حلم رحم اور حق پرستی کا اندازہ کرنا چاہیئے ۱۰۰۔ کافر رعایا سے بلا قصور کسی کو قتل کرنا بڑا سخت گناہ ہے۔ بہشت سے دور کر دیتا ہے ۱۰۱۔ خودکشی کرنے کی سخت ممانعت ہے کسی طرح ہو۔ ۱۰۲۔ مساجد میں سزا جاری نہ کی جاوے شاید بول و براز خطا ہو جاوے ۱۰۳۔ مسلمان کسی کافر

ذمی کو قتل کر ڈالے وہ اس کے مقابلہ میں قتل کیا جاوے گا ۱۰۴۔ اگر لشکر اسلام میں سے
ادنیٰ درجہ کا آدمی بھی لشکر کفار کو امان دے دے، تمام اعلیٰ ادنیٰ مسلمانوں پر لازم ہو جاوے
گا اس کے خلاف کارروائی نہیں کر سکتے البتہ اگر لڑنا ہی مصلحت ہو تو کفار کو جدید اطلاع
دی جاوے کہ ہم اپنے معاہدے کو واپس لیتے ہیں ۱۰۵۔ اگر کئی آدمی مل کر ایک آدمی کو قتل
کریں، سب قتل کئے جاویں گے اور سب گنہگار ہوں گے ۱۰۶۔ جو شخص فن طب میں
مہارت نہ رکھتا ہو اور اس کی عملی بد تدبیری سے کوئی مر جاوے تو اس سے خون بہا
لیا جائے گا ۱۰۷۔ اپنی جان و مال و دین و آبرو کی حفاظت کے لئے لڑنا درست ہے۔
اگر خود مارا گیا، شہید ہو گا، اگر مقابل مارا گیا، اس شخص پر کوئی الزام نہیں۔

۱۰۸۔ لہو و لعب کے طور پر کنکریاں اچھالنا، غلہ چلانا ممنوع ہے۔ مبادا کسی کا دانت،
آنکھ ٹوٹ پھوٹ جائے ۱۰۹۔ اگر مجمع میں کوئی دھار والی چیز لے کر گزرنے کا اتفاق ہو تو
دھار کی جانب چھپا لینا چاہئے، کسی کے لگ نہ جائے ۱۱۰۔ دھار والی چیز سے کسی کی طرف
اشارہ کرنا گو ہنسی ہی میں ہو، ممنوع ہے۔ شاید ہاتھ سے چھوٹ کر لگ جاوے۔

۱۱۱۔ ایسی وحشیانہ سزا جس کی برداشت نہ ہو سکے، جیسے دھوپ میں کھڑا کر کے تیل چھوڑنا،
ہنٹروں سے بے درد ہو کر بے حد مارنا نہایت گناہ ہے ۱۱۲۔ تلوار، چاقو کھلا ہوا کسی کے ہاتھ
میں مت دو یا تو بند کر کے دو یا زمین پر رکھ دو، دوسرا شخص اپنے ہاتھ سے اٹھا لے۔

۱۱۳۔ کسی آدمی یا جانور کو آگ سے جلانا جائز نہیں ۱۱۴۔ واجب القتل کو ہاتھ پاؤں
کاٹ کر چھوڑنا کہ تڑپ تڑپ کر مر جاوے، درست نہیں ۱۱۵۔ پرندوں کے بچوں کو گھونسلوں
سے نکال لانا کہ ان کے ماں باپ بے قرار ہوں درست نہیں ۱۱۶۔ جس کے جادو سے
لوگوں کو ضرر پہنچتا ہے اور وہ باز نہیں آتا، وہ گردن زنی کے لائق ہے ۱۱۷۔ جو مجرم زنا
اقراری ہو حتی الامکان اس کو ٹال دینا چاہئے، جب وہ برابر اپنے اقرار پر جما ہے اور
چار بار اقرار کر لے اس وقت سزا جاری کی جاوے ۱۱۸۔ اگر ایسا اقراری مجرم اثنائے
سزا میں اپنے اقرار کو واپس لے چھوڑ دینا چاہئے ۱۱۹۔ اگر حاملہ عورت پر جرم زنا ثابت
ہو، جب تک بچہ نہ جن لے اور اگر کوئی دوسری دودھ پلانے والی نہ ہو تو جب تک

دودھ نہ چھوٹ جاوے اس وقت سنگسار نہ ہوگی ۱۲۰۔ سزا پانے کے بعد مجرم کو طعن و تشنیع و تحقیر کرنا بہت بُرا ہے ۱۲۱۔ جو زانی مستحق تازیانہ ہو اور بوجہ مرض کے سزا دینے میں مرجانے کا احتمال ہو تو صحت تک سزا موقوف رکھی جاوے ۱۲۲۔ سزائیں دو قسم کی ہیں، ایک معیّن دوسری مفوض برائے حاکم، اول کو حد دوسری کو تعزیر کہتے ہیں، حدود میں شریف رذیل وجیہہ ذلیل سب برابر ہیں، اس میں کسی کی رعایت نہیں تعزیر میں شریف وجیہہ آدمی سے چشم پوشی مناسب ہے اور صرف فہمائش کافی ہے ۱۲۳۔ جھوٹے مقدمے کی یا جس کا سچا جھوٹا ہونا معلوم نہ ہو اس مقدمے کی پیروی یا کسی قسم کی اعانت کرنا ممنوع ہے ۱۲۴۔ شراب کا استعمال دوا میں بھی ممنوع ہے۔ ۱۲۵۔ چونکہ نشہ والی چیزوں کی خاصیت ہے کہ تھوڑی سے زیادہ ہو جاتی ہے اس لئے اس کے تھوڑے استعمال سے بھی ممانعت کی گئی۔

حکومت و انتظام مُلکی

۱۲۶۔ جو شخص خود حکومت کی درخواست کرے وہ قابل حکومت نہیں ہے، وہ خود غرض ہے جو اس سے بھاگتا ہو وہ زیادہ عدل کرے گا، اس کو حکومت دینا سزاوار ہے ۱۲۷۔ سُلطان کی اہانت کی اجازت نہیں ۱۲۸۔ حکام کو بھی حکم ہے کہ رعایا سے نرم برتاؤ کریں سختی نہ کریں ۱۲۹۔ حکام کے پاس جا کر ان کی خوشامد سے ان کی ہاں میں ہاں ملانا، ان کو ظلم کے طریقے بتلانا اس میں اعانت کرنا سخت مذموم ہے ۱۳۰۔ حق بات کہہ دینے میں حکام سے مت دبو ۱۳۱۔ حکام کو مناسب نہیں کہ رعایا کے عیوب و جرائم کا بلا ضرورت تجسس کریں کہ

کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود

۱۳۲۔ بلا قصور کسی کو گھور کر دیکھنا، جس سے ڈر جاوے جائز نہیں ۱۳۳۔ اگر حکام ظلم کرنے لگیں، ان کو بُرا مت کہو، سمجھ جاؤ کہ ہم سے حاکم حقیقی کی نافرمانی ہوئی ہے۔ یہ اس کی سزا ہے۔ اپنی حالت دُرست کر لو۔ اللہ تعالیٰ حکام کے قلوب کو نرم کر دیں گے۔ ۱۳۴۔ حاکم کا ایسی جگہ بیٹھنا جہاں نہ حاجت مند جا سکے، نہ کسی ذریعہ سے اپنی فریاد وہاں پہنچا سکے، جائز نہیں ۱۳۵۔ غصے کی حالت میں حواس دُرست نہیں رہتے

اس وقت مقدمہ فیصل کرنا نہ چاہئیے ۱۲۶۔ رشوت لینے کی سخت ممانعت ہے گو ہدیہ کے طور پر ہو ۱۲۷۔ جھوٹا دعویٰ، جھوٹی گواہی، جھوٹی قسم، جھوٹا انکار کسی کے حق کا یہ سب گناہ ہے ۱۲۸۔ اپنا حق ثابت کرنے کے لئے کوشش کرنا کوئی بری بات نہیں بلکہ اس میں کاہلی کی راہ سے بیٹھ رہنا کم ہمتی قرار دی گئی ہے اور باوجود کوشش کرنے کے ناکامی ہو اس کا زیادہ غم کرنا بھی برا ہے۔ سمجھ لے کہ حاکم حقیقی کو یہی منظور تھا۔ ۱۲۹۔ قوی شبہے میں حوالات کر دینے کی اجازت ہے ۱۴۰۔ سواری اور نشانہ بازی کی مشق کا حکم ہے ۱۴۱۔ گھوڑے کی دم کی دم کے بال اور ایال اور پیشانی کے بال مت کاٹو دم کے بال سے مکھی اڑاتا ہے ایال سے اس کو گرمی پہنچتی ہے، پیشانی کے بالوں میں برکت ہے۔

سفر

۱۴۲۔ راہ میں سواری کے جانور کو کہیں کہیں گھاس چرنے چھوڑ دیا کرو اور اگر خشکی کا زمانہ ہو اور گھاس نہ ہو تو راہ میں حرج مت کرو، جلدی منزل پر پہنچ کر اس کے کھانے پینے کا انتظام کرو اور جہاں ٹھہرنا ہو سڑک کو چھوڑ کر ٹھہرو ۱۴۳۔ جہاں تک ممکن ہو سفر تنہا مت کرو ۱۴۴۔ جب کام ہو چکے جلدی اپنے ٹھکانے آ جاوے، خواہ مخواہ سفر میں بے آرام مت رہو ۱۴۵۔ شب کے سفر میں منزل جلدی کٹتی ہے ۱۴۶۔ سفر میں مصلحت یہ ہے کہ رفیقوں میں سے ایک کو اپنا سردار بنا لیں، شاید باہم کچھ تکرار اختلاف ہو جاوے تو فیصلہ آسان ہو۔

۱۴۷۔ سالار قافلے کو چاہیئے تمام مجمع کا خیال رکھے کوئی چھوٹ تو نہیں گیا ہے کسی کو سواری وغیرہ کی تکلیف تو نہیں ہے ۱۴۸۔ قافلہ جب منزل پر اترے تو متفرق نہ اترے سب قریب قریب مل کر ٹھہریں اگر کسی پر آفت آوے تو دوسرے مدد تو کر سکیں۔

۱۴۹۔ اگر بوجہ قلت سواریوں کے ہمراہیوں میں باری مقرر ہو تو سب کو ہی انصاف کی رعایت ضروری ہے۔ اپنی کو ترجیح نہ دے، قاعدہ مقررہ کے موافق سب کو عملدرآمد ضرور ہے۔ گو سردار ہی کیوں نہ ہو ۱۵۰۔ اگر چلتے چلتے کوئی بات چیت کرنے کے لئے زیادہ ٹھہرنا ہو تو سواری سے اتر جانا چاہیئے اس پر بیٹھے بیٹھے گھنٹوں نہ باتیں کرتے

رہیں، اس میں جانور کو تکلیف ہوتی ہے، سواری قطع مسافت کے لئے موضوع ہے۔ ۱۵۱۔ جب منزل پر پہنچو، دوسرا کام پیچھے کرو، پہلے جانور پر سے اسباب، زین وغیرہ جدا کردو ۱۵۲۔ اگر اللہ تعالیٰ فراغت کی سواری دے تو پیادہ چلنے والوں کو اس پر سوار کر دو۔ یہ نہیں کہ ان کے پاؤں میں تو چھالے پڑ جاویں اور تم نام آوری کے لئے ان کو کوتل لے چلو ۱۵۳۔ جب مقابلۂ غنیم کے لئے سفر کرنا ہو، حتی الامکان اس کے پوشیدہ کرنے کی کوشش کرنا چاہیے لیکن اگر اظہار میں مصلحت ہو تو اظہار کر دینا چاہیئے۔

۱۵۴۔ جو لوگ لڑنے کے قابل نہیں یا ان کو لڑنا منظور نہیں جیسے بچہ، عورت، بڈھا، مزدور، خدمتگار، عالم۔ درویش کفار کا، ان کو مقاتلہ میں قتل کرنا منع ہے ۱۵۵۔ دشمن کو امن دے کر بدعہدی کرنا بہت ہی بڑا گناہ ہے ۱۵۶۔ ایلچی کو کبھی قتل نہ کرنا چاہیے۔

۱۵۷۔ اخفائے واردات جرم ہے ۱۵۸۔ جو شخص کافر رعایا پر ظلم کرے یا اس کے حقوق میں کمی کرے یا اس کو بے موقع تکلیف دے یا اس کی ناراضی سے اسکی چیز لے جاوے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں اس پر دعویٰ دائر فرمائیں گے ۱۵۹۔ اگر جانور ذبح کرنا ہو تو چھری خوب تیز کر دو اس کو ترسا کر مت مارو، گلا گھونٹنے میں جانور کو کس قدر اذیت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام فرمایا ہے ۱۶۰۔ کتا ایذا دینے والا جانور ہے، غریب پردیسی کی کیسی ٹانگ لیتا ہے اور اس میں ایک خصلت ایسی بری ہے کہ قومی ہمدردی نہیں اپنے جنس کو دیکھ کر کس قدر ناراض ہوتا ہے۔ اس وجہ سے بلاضرورت اس کا پالنا ممنوع قرار دیا گیا ہے ۱۶۱۔ جانوروں کو باہم لڑانا جیسے مرغوں بکروں کو لڑاتے ہیں، ممنوع کیا گیا ۱۶۲۔ اکثر اوقات شکار میں مشغول رہنا آدمی کو بیکار اور بدعقل کر دیتا ہے اپنے ضروری کاموں سے جاتا رہتا ہے۔

آدابِ معاشرت و خورد و نوش

۱۔ اگر سالن میں مکھی گر پڑے تو اس کو غوطہ دے کر پھینک دو، پھر اگر دل چاہے کھانا کھاؤ اس کے ایک بازو میں بیماری دوسرے میں شفا ہے، زہریلے بازو کو اول ڈالتی ہے

دُوسرے بازو کے ڈالنے سے اس کا تدارک ہو جاوے گا ۲۔ بسم اللہ کر کے کھانا شروع کرو اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ البتہ اگر اس برتن میں کھانے کی چیز کئی قسم کی ہے مثلاً کئی طرح کا پھل، میوہ، شیرینی اس وقت جو مرغوب ہو جس طرف سے چاہو اُٹھا لو۔ ۳۔ جس چیز میں سب انگلیاں نہ لگانی پڑیں اس کو تین انگلی سے کھاؤ اور انگلیاں چاٹ لیا کرو اور برتن میں اگر سالن ختم ہو چکے تو اس کو بھی صاف کر لیا کرو اس سے برکت ہوتی ہے ۴۔ اگر ہاتھ سے لقمہ چھوٹ کر گر جاوے، اس کو اُٹھا لو صاف کر کے کھالو، تکبر مت کرو یہ سرکاری نعمت ہے، ہر شخص کو نصیب نہیں ہوتی۔ ۵۔ کھانا تواضع کے ساتھ بیٹھ کر کھاؤ متکبروں کی طرح تکیہ لگا کر مت کھاؤ ۶۔ اگر کھانا کم ہے اور آدمی زیادہ ہیں، سب آدھا آدھا پیٹ کھا لو، یہ نہیں کہ ایک تو سیر ہو کر کھاوے دوسرا پیٹ پیٹتا پھرے۔ ۷۔ کھجور انگور مٹھائی وغیرہ اس قسم کی چیزیں اگر کئی آدمی مل کر کھا دیں تو ہر شخص ایک ایک دانہ اُٹھاوے دو دو ایک دم لینا بے تمیزی اور حرص کی دلیل ہے ۸۔ پیاز، لہسن خام یا کوئی اور بدبودار چیز کھا کر مجمع میں نہ جاؤ کہ لوگوں کو تکلیف ہوگی ۹۔ جنس ناپ تول کر پکاؤ، زنانِ ہند کی طرح اندھا دُھند مت اٹھاؤ کہ آٹھ دن کی جنس چار ہی دن میں تمام ہو جاوے لیکن بچے ہوئے کو مت ناپو تولو، اس میں بے برکتی ہوتی ہے ۱۰۔ کھانے سے فارغ ہو کر اپنے رزّاق کا شکر بجالاؤ، اسی طرح پانی پینے کے بعد ۱۱۔ کھانے کے قبل اور بعد بھی ہاتھ دھوؤ، کلّی کرو ۱۲۔ بہت جلتا ہوا کھانا مت کھاؤ، اس سے نقصان ہوتا ہے ۱۳۔ مہمان کی خاطر داشت دِ مدارات کرو، ایک روز کسی قدر تکلّف کا کھانا کھلا دو، تین دن تک اس کا حق مہمانی ہے۔ مہمان کو بھی زیبا نہیں کہ میزبان کے گھر جم ہی جاوے کہ وہ تنگ آجاوے ۱۴۔ کھانا سب مِل کر کھاؤ، اس میں برکت ہوتی ہے ۱۵۔ جب کھانا کھا چکو تو پہلے دسترخوان اُٹھوا دو، خود اس کو چھوڑ کر اُٹھنا خلافِ ادب ہے اور اگر اپنے ساتھی سے پہلے کھا چکو تب بھی اس کا ساتھ دو، تھوڑا تھوڑا کھاتے رہو، کہیں تمہارے اُٹھنے سے وہ بھوکا نہ اٹھ کھڑا ہو اور اگر کسی وجہ سے اٹھنا ہی ضرور ہے تو اس سے عُذر کر دو ۱۶۔ مہمان کو گھر کے دروازے تک پہنچانا سُنت ہے ۱۷۔ پانی ایک سانس میں مت پیو، تین سانس میں پیو اور سانس

لینے کے وقت برتن منہ سے جُدا کرلو اور پانی بسم اللہ کہہ کر پیو اور پی کر الحمد للہ کہو۔ ۱۸۔ مشک سے منہ لگا کر پانی مت پیو، اسی طرح جو برتن ایسا ہو جس سے دفعتاً زیادہ پانی آجانے کا احتمال ہے یا یہ اندیشہ ہے کہ اس میں سے کوئی سانپ بچھو نہ آجاوے ۱۹۔ بلا ضرورت کھڑے ہو کر پانی مت پیو۔ ۲۰۔ چاندی سونے کے برتن میں کھانا پینا حرام ہے ۲۱۔ پانی پی کر اگر دوسرے کو بھی دینا ہو تو پہلے داہنے والے کو دو پھر اس کے داہنے والے کو اسی طرح دَور ختم ہونا چاہئے۔ ۲۲۔ کنارہ ٹوٹے برتن سے ٹوٹن کی طرف سے پانی مت پیو۔ ۲۳۔ شام کے وقت بچوں کو باہر مت نکلنے دو اور شب کو بسم اللہ کہہ کے دروازے بند کرلو اور بسم اللہ کر کے برتنوں کو ڈھانک دو اور چراغ سوتے وقت گل کر دو ۲۴۔ کھانے پینے کی چیز کسی کے پاس لے جاؤ تو ڈھانک کر لے جاؤ ۲۵۔ سوتے وقت آگ کھلی مت چھوڑو، بجھا دو یا اچھی طرح دبا دو۔

پوشش و زینت

۲۶۔ مردوں کو ٹخنوں سے نیچے کرتا یا پائجامہ یا لنگی پہننا ممنوع ہے، اسی طرح حریر یا زری کا کپڑا پہننا ممنوع ہے۔ البتہ چار انگشت چوڑی گوٹ بیل وغیرہ جائز ہے۔ اس سے زیادہ ممنوع ہے۔ ۲۷۔ ایک جُوتی پہن کر مت چلو، سر سے پاؤں تک ایک کپڑے کے اندر مت لپٹ جاؤ کہ چلنے میں یا جلدی سے ہاتھ نکالنے میں تکلیف ہو، جس طرح بعضے موسم سردی میں لحاف میں لپٹ جاتے ہیں، ایسی وضع سے کپڑا مت پہنو کہ اُٹھتے بیٹھتے ستر کھُل جاوے۔

۲۸۔ کپڑا داہنی طرف سے پہننا شروع کرو مثلاً داہنی آستین پہلے پہنو علیٰ ہذا۔

۲۹۔ کپڑا پہن کر اپنے مولیٰ کا اس طرح شکریہ ادا کرنے سے بہت سے گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا وَ رَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ ۳۰۔ امیروں کے پاس زیادہ بیٹھنے سے دنیا کی ہوس بڑھتی ہے، عمدہ پوشاک کی فکر ہوتی ہے بہتر یہ ہے کہ جب تک کپڑے میں پیوند نہ لگ جاوے، اس کو پُرانا نہ سمجھے ۳۱۔ کپڑے میں نہ اس قدر زینت و اہتمام کرے کہ انگشت نما ہونے لگے کہ ریا اور تکبر ہے اور نہ بالکل بدحیثیت میلا گندا ہے کہ نعمت کی ناشکری ہے، سادگی کے ساتھ

توسط رکھے ۲۲۔ اپنی وضع کو چھوڑ کر دوسری قوموں کی وضع وپوشش سے ایسی نفرت ہونا چاہیے جیسا کہ مرد کو انگیا لہنگے کے پہننے سے جو کہ عورتوں کی وضع ہے ۲۳۔ عورت کو باریک کپڑا پہننا گویا ننگا پھرنا ہے ۲۴۔ اگر تانا ریشم کا اور بانا سوت کا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ۲۵۔ مرد کو سونے کی انگشتری پہننا حرام ہے۔ البتہ چاندی کی انگشتری کا مضائقہ نہیں مگر ساڑھے چار ماشہ سے کم ہونی چاہیئے ۲۶۔ بجتا زیور جیسے گھنگھرو وغیرہ پہننا ممنوع ہے۔ ۲۷۔ جوتے کئی کئی جوڑے رکھا کرو، اس میں بہت سی مصلحتیں ہیں، داہنے پاؤں میں اوّل پہنو اور اُتارنے میں پہلے بائیں سے اتارو ۲۸۔ جوتا پہننے میں اگر ہاتھ سے کام لینا پڑے۔ مثلاً تنگ ہے یا تسمہ وغیرہ باندھنا ہے تو کھڑے ہو کر مت پہنو ۲۹۔ جہاں جوتا چوری ہو جانے کا ڈر ہو تو اٹھا کر اپنے پاس رکھو ۴۰۔ یہ چیزیں فطرت سلیمہ کا مقتضا ہیں۔ ختنہ کرنا، لبیں کٹانا، زیر ناف بال لینا، ناخن کٹانا، بغل کے بال لینا اور چالیس روز سے زیادہ بال وناخن چھوڑنے کی اجازت نہیں ۴۱۔ سفید بالوں میں خضاب کرنا مستحب ہے مگر سیاہ خضاب سے ممانعت آئی ہے ۴۲۔ مردوں کو عورتوں کا لباس اور عورتوں کو مردوں کا لباس اور شکل وصورت بنانا حرام ہے ۴۳۔ کسی کے بال ملا کر اپنے بال بڑھانا اور بدن گودنا حرام ہے اور موجب لعنت ہے ۴۴۔ کسم اور زعفران کا رنگا کپڑا پہننا مرد کے لئے ممنوع ہے ۴۵۔ داڑھی کٹانا جب مٹھی سے زائد نہ ہو، منع ہے، البتہ اگر ایک آدھ بال بڑھا ہوا ہو اس کو برابر کرنے میں مضائقہ نہیں ۴۶۔ اگر سر پر بال ہوں تو ان کو دھوتے رہو، کنگھی کرتے رہو، تیل لگا لیا کرو، اسی طرح داڑھی مگر ہر وقت کنگھی چوٹی میں رہنا واہیات بات ہے ۴۷۔ اگر بال سفید ہونا شروع ہو جاویں تو ان کو اکھاڑ کر مت نکالو ۴۸۔ لڑکوں کا سر منڈا دینا بال رکھنے سے بہتر ہے ۴۹۔ عورت کے لئے بہتر ہے کہ ہاتھوں کو مہندی لگائے اور کچھ نہیں تو ناخن ہی کو لگا لے ۵۰۔ سرمہ سوتے وقت تین تین سلائیاں دونوں آنکھوں میں لگا لیا کرو ۵۱۔ گھر کو صاف رکھو بلکہ گھر کے روبرو بھی خس وخاشاک جمع مت کرو ۵۲۔ کبھی کبھی عطر مل لیا کرو ۵۳۔ تصویر گھر میں مت رکھو۔

۵۴۔ چوسر، گنجفہ، شطرنج وغیرہ کھیلنا، کبوتر اڑانا، راگ باجے میں مشغول رہنا، یہ سب

ممنوع ہے۔

آدابِ طِبّ

۵۵۔ دَوا دارو کرنے کی اجازت بلکہ ترغیب دی گئی ہے۔
۵۶۔ مریض کو کھانے پینے پر زیادہ زبردستی مت کرو۔
۵۷۔ حرام چیز کو دوا میں استعمال مت کرو ۵۸۔ خلافِ شرع تعویذ گنڈا ٹوٹکہ ہرگز استعمال مت کرو ۵۹۔ نظرِ بد اگر لگ جاوے جس کی نظر لگنے کا احتمال ہو اس کا منہ اور دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت اور دونوں پاؤں اور دونوں زانو اور استنجے کا موضع دھلوا کر پانی جمع کر کے اس شخص کے سر پر ڈال دو جس کی نظر لگی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہو جاوے گی۔
۶۰۔ حتی الامکان معدے کی اصلاح وحفاظت کا اہتمام کرو، تمام بدن درست رہتا ہے۔ اور اگر معدے میں بگاڑ ہوا تو تمام بدن میں بیماری ہو جاتی ہے ۶۱۔ جن بیماریوں سے لوگوں کو نفرت ہوتی ہے جو شخص ان امراض میں مبتلا ہو، اس کے لئے بہتر ہے کہ لوگوں سے علیحدہ رہے تاکہ ان کو تکلیف و ایذا نہ پہنچے ۶۲۔ بدشگونی وغیرہ کا ماننا ایک قسم کا شرک ہے ۶۳۔ نجوم ورَمل اور ہمزاد کا عمل سب چیزیں ایمان کو تباہ کرنے والی ہیں۔

آدابِ خواب

۶۴۔ اگر وحشت ناک خواب نظر آوے تو بائیں طرف تین بار تھتکار دو اور تین بار اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم ط پڑھو اور جس کروٹ لیٹے ہو، اس کو بدل ڈالو اور کسی سے ذکر مت کرو۔ انشاء اللہ تعالیٰ کچھ ضرر نہ ہوگا ۶۵۔ اگر خواب کہنا ہو ایسے شخص سے کہو جو عاقل ہو، یا دوست ہو تاکہ بُری تعبیر نہ دے کیونکہ اکثر تعبیر کے موافق ہو جاتا ہے۔
۶۶۔ جھوٹا خواب کبھی مت بناؤ بڑا سخت گناہ ہے۔

آدابِ سلام

۶۷۔ باہم سلام کیا کرو، اس سے محبت بڑھتی ہے
۶۸۔ سلام میں جان پہچان والوں کی تخصیص مت کرو، جو مسلمان مل جاوے اس کو سلام کرو ۶۹۔ سوار کو چاہیئے کہ پیادے کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھنے والے کو اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو اور کم عمر زیادہ عمر والے کو ۷۰۔ جو شخص اِبتداءً سلام کرتا ہے اس کو زیادہ ثواب ملتا ہے ۷۱۔ اگر کئی

شخصوں میں سے ایک شخص سلام کرے، سب کی طرف سے کافی ہے اسی طرح کئی شخصوں میں ایک شخص جواب دے دے بس ہے۔

آدابِ استیذان ۷۲۔ اگر کسی سے ملنے جاؤ تو بدون اطلاع و اجازت کے اس کے مکان میں مت جاؤ اگرچہ وہ مکان مردانہ ہو اور تین بار پکارنے سے اگر اجازت نہ ملے تو واپس چلے آؤ، اسی طرح اپنے گھر کے اندر بھی بے پکارے اور بے بلائے مت جاؤ، شاید کوئی بے پردہ ہو، البتہ اگر کوئی شخص عام مجلس میں بیٹھا ہے اس کے پاس جانے کے لئے اجازت لینے کی حاجت نہیں ۷۳۔ اگر پکارنے کے وقت مکان والا پوچھے کہ کون تو یوں مت کہو کہ میں ہوں بلکہ اپنا نام بتلاؤ کہ زید ہے مثلاً۔

آدابِ مصافحہ و معانقہ و قیام

۷۴۔ مصافحہ کرنے سے دل صاف ہو جاتا ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں ۷۵۔ محبت سے معانقہ کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں البتہ بشہوت حرام ہے ۷۶۔ کسی بزرگ یا معزز آدمی کے آنے کے وقت تعظیماً کھڑا ہونا مضائقہ نہیں مگر اس کے بیٹھنے سے بیٹھ جانا چاہیئے، یہ کفار کی مشابہت ہے کہ سردار بیٹھا ہے اور سب حشم و خدم دست بستہ کھڑے رہیں، یہ تکبر کا شعبہ ہے البتہ جہاں زیادہ بے تکلفی ہو اور بار بار اٹھنے سے ان بزرگ کو تکلیف ہوتی ہو تو نہ اٹھے۔

بیٹھنا، لیٹنا، چلنا ۷۷۔ ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر اس طرح لیٹنا جس سے بے پردگی ہو ممنوع ہے البتہ اگر بدن نہ کھلے تو مضائقہ نہیں ۷۸۔ بن ٹھن کر اتراتے ہوئے مت چلو ۷۹۔ چار زانو بیٹھنا اگر براہ تکبر نہ ہو تو مضائقہ نہیں ۸۰۔ اُلٹے مت لیٹو ۸۱۔ ایسی چھت پر مت سوؤ جس میں آڑ نہ ہو، شاید لڑھک کر گر پڑو ۸۲۔ کچھ دھوپ میں کچھ سائے میں مت بیٹھو ۸۳۔ عورت اگر بضرورت باہر نکلے تو سڑک کے کنارہ کنارہ چلے، بیچ میں نہ چلے۔

آدابِ مجلس ۸۴۔ بے ضرورت لب سڑک مت بیٹھو اور اگر بضرورت

سر راہ بیٹھنا ہو تو ان امور کا لحاظ رکھو، نامحرم کو مت دیکھو، کسی راہ چلنے والے کو تکلیف مت دو نہ اس کا راستہ تنگ کرو جو شخص سلام کرے اس کا جواب دو، نیک بات بتلاتے رہو، بُری بات سے منع کرتے رہو اگر کسی پر ظلم ہوتا دیکھو، اُٹھ کر مدد کرو کوئی راہ بھول گیا ہو، اس کو راہ بتلا دو۔ اگر کسی کو سوار ہونے میں یا اسباب لادنے میں معین کی ضرورت ہو اس کی مدد کرو ۸۵۔ کسی کو اس کی جگہ سے اُٹھا کر خود اس کی جگہ مت بیٹھو ۸۶۔ جو شخص اپنی جگہ سے اُٹھ کر چلا جاوے اور پھر جلدی واپس آکر بیٹھنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ جگہ اسی کا حق ہے دوسرے شخص کو وہاں نہ بیٹھنا چاہیے۔

۸۷۔ صدرِ مجلس کو مناسب ہے کہ اگر کسی ضرورت سے مجلس سے اُٹھتا ہو اور پھر آکر بیٹھنا ہو تو اٹھتے وقت کوئی چیز رومال، عمامہ وغیرہ وہاں چھوڑ دے تاکہ حاضرین کو معلوم ہو جاوے ۸۸۔ جو دو شخص قصداً مجلس میں ایک جگہ بیٹھے ہوں، اُن کے درمیان میں بلا ان کی اجازت کے مت بیٹھو ۸۹۔ جو شخص تم سے ملنے آوے تم کو چاہیے کہ ذرا اپنی جگہ سے کھسک جاؤ۔ گو مجلس میں گنجائش ہو، اس میں اس کا اکرام ہے ۹۰۔ نہ کسی کی پُشت کی طرف بیٹھو، نہ کسی کی طرف پُشت کرکے بیٹھو ۹۱۔ جب مجلس میں جاؤ جہاں جگہ ملے بیٹھ جاؤ۔ یہ نہیں کہ تمام حلقے کو پھاند کر ممتاز جگہ پہنچو ۹۲۔ چھینکنا راحت بخش چیز ہے بعد چھینکنے کے الحمد للہ کہے سُننے والا یرحمک اللہ کہے پھر چھینکنے والا اس کو کہے یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ۔ ۹۳۔ جب کسی کو کثرت سے چھینک آنا شروع ہوں پھر یرحمک اللہ کہنا ضروری نہیں ۹۴۔ جب چھینک آوے تو منہ پر کپڑا یا ہاتھ رکھ لے اور پست آواز سے چھینک لے ۹۵۔ جمائی کو حتی الامکان روکنا چاہیے اور اگر نہ رُکے تو منہ ڈھانک لینا چاہیے ۹۶۔ بہت زور سے مت ہنسو۔

۹۷۔ مجلس میں ناک بھوں چڑھا کر مت بیٹھو۔ حاضرین سے ہنستے بولتے رہو، ان میں ملے جُلے رہو، جس قسم کی باتیں ہوں، ان میں شریک رہو، بشرطیکہ خلافِ شرع کوئی بات نہ ہو۔

آدابِ متفرقہ

۹۸۔ مسلمان کے مسلمان پر یہ حقوق ہیں جب

ملے سلام کرو، پکارے تو جواب دو، دعوت کرے تو قبول کرو اور چھینکے تو یرحمک اللہ کہو، جب کہ اس نے الحمد للہ کہا ہو۔ بیمار ہو جائے تو عیادت کرو، مر جاوے تو اس کے جنازے کے ہمراہ جاؤ اور جو اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی اس کے لئے پسند کرو ۹۹۔ اپنے گھر جا کر گھر والوں کو سلام کرو ۱۰۰۔ خط لکھ کر اس پر مٹی چھوڑ دیا کرو ۱۰۱۔ لکھتے لکھتے اگر مضمون سوچنے لگو، قلم کان میں رکھ لیا کرو، اس سے مضمون خوب یاد آتا ہے۔

۱۰۲۔ اپنے چھوٹے بچوں سے پیار محبت کرنے میں بھی ثواب ہے ۱۰۳۔ دوسرے شخص کے کپڑے سے ہاتھ مت پونچھو۔ البتہ اگر اس کو ناگوار نہ ہو تو مضائقہ نہیں مثلاً وہ تمہارا ہی دیا ہوا کپڑا پہن رہا ہے، ایسی صورت میں غالباً اس کو ناگوار نہ ہوگا۔

۱۰۴۔ مجلس میں کسی کی طرف پاؤں مت پھیلاؤ ۱۰۵۔ جس سے ملو کشادہ روئی سے ملو بلکہ تبسم مناسب ہے تاکہ وہ خوش ہو جاوے ۱۰۶۔ سب سے اچھا نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے ۱۰۷۔ نہ ایسا نام رکھو جس سے فخر و دعویٰ پایا جاوے، نہ ایسا جس کے بُرے معنے ہوں ۱۰۸۔ بندۂ حسن، بندۂ حسین وغیرہ نام مت رکھو ۱۰۹۔ زمانے کو بُرا مت کہو کیونکہ زمانہ تو کچھ نہیں کر سکتا وہ بات نعوذ باللہ اللہ کی طرف پہنچتی ہے ۱۱۰۔ افواہی باتوں کی حکایت کرتے وقت اکثر کہا جاتا ہے کہ لوگ یوں کہتے ہیں اور سننے والا اس کو معتبر خبر جانتا ہے۔ اس لیے اس کہنے سے ممانعت آئی ہے کہ لوگ یوں کہتے ہیں۔ غرض بلا سند بات نہ کہے ۱۱۱۔ یوں نہ کہو کہ اگر خدا چاہے اور فلانا شخص چاہے یا یہ کہ اوپر خدا نیچے تم بلکہ یوں کہو کہ اگر خدا چاہے پھر فلانا چاہے ۱۱۲۔ فساق و فجار کے لئے زیادہ تعظیمی الفاظ مت کہو ۱۱۳۔ بُرا شعر کہنا تو بُرا ہی ہے۔ مباح اشعار میں بھی اس قدر مشغولی بُری ہے جس سے دین و دنیا کی ضروریات میں حرج ہونے لگے اور اسی کی دُھن ہو جاوے ۱۱۴۔ باتیں بہت تکلف سے چبا چبا کر مت کرو نہ کلام میں زیادہ مبالغہ کرو ۱۱۵۔ اپنے وعظ پر خود عمل نہ کرنے کا بڑا وبال ہے۔ ۱۱۶۔ کلام میں میں توسط کا لحاظ رکھے۔ نہ اس قدر اختصار کہ مطلب بھی سمجھ میں نہ آوے نہ اس قدر طول کہ لوگ گھبرا جاویں۔ ۱۱۷۔ جس طرح عورت کو احتیاط ضروری ہے کہ غیر مرد کے

کان میں اس کی آواز نہ پڑے، اسی طرح مرد کو احتیاط واجب ہے کہ خوش آوازی سے غیر عورتوں کے رُوبرو اشعار وغیرہ پڑھنے سے اجتناب رکھے کیونکہ رقیق القلب ہوتی ہیں ان کی خرابی کا اندیشہ ہے۔

۱۱۸۔ گانے بجانے کا شغل قلب کو خراب کر دیتا ہے کیونکہ نفوس میں خبث غالب ہے اور گانے بجانے سے کیفیت موجودہ کو حرکت و قوت ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ مقدمہ حرام کا حرام ہی ہے۔

حفظِ لسان

۱۱۹۔ مزن بے تامل بگفتار دم
نکو گوئی گر دیر گوئی چہ غم

بعض اوقات سرسری طور پر ایسی بات منہ سے نکل جاتی ہے کہ جہنم میں لے جاتی ہے جب سوچ کے بولوگے اس آفت سے محفوظ رہوگے ۱۲۰۔ گالیاں دینا فاسقوں کا کام ہے ۱۲۱۔ کسی کو فاسق، کافر، ملعون، خدا کا دشمن، بے ایمان مت کہو۔ اگر وہ شخص ایسا نہ ہوگا تو یہ سب چیزیں لوٹ کر کہنے والے پر پڑیں گی۔ اسی طرح یہ کہنا کہ فلانے پر خدا کی مار، خدا کی پھٹکار، خدا کا غضب پڑے یا دوزخ نصیب ہو خواہ کسی آدمی کو کہا جائے یا جانور کو یا کسی بے جان چیز کو ۱۲۲۔ اگر کوئی تم کو سخت کلمہ کہے اسی قدر تم بھی کہہ سکتے ہو اور زیادتی کرنے میں پھر تم گنہگار ہوگے ۱۲۳۔ اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رحم فرمادے لوگوں میں بڑی غفلت ہے، گناہوں پر بڑی جراءت ہے ونحو ذلک۔ اگر یہ بات تاسفاً وشفقةً کہی جاوے مضائقہ نہیں اور اگر براہِ خودپسندی وخودبینی کہا جاوے تو یہ اوّل اسی الزام کا مورد ہے جو اوروں پر عائد کر رہا ہے۔
۱۲۴۔ ڈورویہ پن کبھی مت کرو کہ جیسوں میں گئے ویسی ہی باتیں بنانے لگے۔ بقول شخصے جمنا پر گئے جمنا داس، گنگا پر گئے گنگا داس، ۱۲۵۔ چغلخوری ہرگز مت کرو۔
۱۲۶۔ سچ بولو، جھوٹ ہرگز مت بولو۔ البتہ دو شخصوں میں مصالحت کرانے کے لئے جھوٹ بولنے کا مضائقہ نہیں ۱۲۷۔ کسی کے منہ پر خوشامد سے اس کی تعریف مت کرو۔ اسی طرح غائبانہ بھی تعریف کرنا ہو تو اس میں مبالغہ اور یقینی دعوٰی

مت کرو کیونکہ حقیقتِ حال تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے بلکہ یوں کہو کہ میرے علم میں فلاں شخص ایسا ہے اور یہ بھی اسوقت کہو جب اسکو اپنے علم میں ویسا سمجھتے ہو۔
۱۲۸۔ غیبت کبھی مت کرو اس سے علاوہ گناہ کے دینوی طرح طرح کے فساد پیدا ہوتے ہیں اور حقیقت غیبت کی یہ ہے کہ کسی کی پیٹھ پیچھے اسکی ایسی بات کہنا کہ اگر وہ سُنے تو اُس کو ناگوار ہو۔ اگرچہ وہ بات اس کے اندر موجود ہی ہو اور اگر وہ بات اس میں نہیں ہے تو وہ غیبت سے بھی بڑھ کر بہتان ہے ۱۲۹۔ اگر اتفاقاً غلبۂ نفس و شیطان سے کوئی معصیت سرزد ہو جاوے تو اس کو گاتے مت پھرو۔ ۱۳۰۔ بحث مباحثہ میں کسی سے مت اُلجھو جب دیکھو کہ مخاطب حق بات نہیں مانتا خاموش ہو جاؤ اور ناحق سخن پروری تو بہت ہی بُری ہے ۱۳۱۔ محض لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹی باتیں بنانے کی عادت مت ڈالو ۱۳۲۔ جس کلام سے نہ کوئی دینوی فائدہ ہو نہ دینی اس کو زبان سے مت نکالو ۱۳۳۔ اگر کسی شخص سے کوئی گناہ خطا ہو جاوے اس کو دلسوزی سے نصیحت کرنا تو اچھی بات ہے مگر محض اس کی تحقیر کی غرض سے ملامت کرنا، عار دلانا بُری بات ہے ڈرنا چاہیئے کہیں ناصح صاحب اسی بلا میں نہ مبتلا ہو جاویں۔
۱۳۴۔ غیبت جیسے زبان سے ہوتی ہے اسی طرح کسی کی نقل اتارنے سے بھی بلکہ یہ زیادہ قبیح ہے مثلاً آنکھ دبا کر دیکھنا، لنگڑا کر چلنا ۱۳۵۔ زیادہ مت ہنسو اس سے دل مُردہ ہو جاتا ہے یعنی اس میں قساوت و غفلت آجاتی ہے اور چہرے کی رونق جاتی رہتی ہے ۱۳۶۔ جس شخص کی غیبت ہوگئی ہو اور اس سے کسی وجہ سے معاف کرانا دُشوار ہو تو ہائے دیجے اس کا علاج یہ ہے کہ اس شخص کے لئے اور اس کے ساتھ اپنے لئے استغفار کرو اس طرح: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ۔
۱۳۷۔ جھوٹا وعدہ مت کرو حتیٰ کہ بچے کے بہلانے کو بھی جھوٹ مت کہو کہ تجھ کو مٹھائی دیں گے بسکٹ دیں گے۔ اگر کہو تو دینے کی نیت رکھو ۱۳۸۔ کسی کا دل خوش کرنے کے لئے خوش طبعی کرنا مضائقہ نہیں مگر اس میں دو امر کا لحاظ رکھو۔ ایک یہ کہ جھوٹ نہ بولو۔ دوسرے یہ کہ اس شخص کا دل آزردہ مت کرو یعنی اگر وہ بُرا مانتا ہے تو ہنسی مت

کرد ۔ ۱۳۹۔ حسب نسب یا اور کسی کے مال پر شیخی مت بھگارو۔

حقوق و خدمت

۱۴۰۔ ماں باپ کی خدمت کرو گو وہ کافر ہی ہوں اور ان کی اطاعت بھی کرو، جب تک کہ خدا اور رسول کے خلاف نہ کہیں ۱۴۱۔ کسی کے ماں باپ کو بُرا کہنا جس کے جواب میں وہ اس کے ماں باپ کو بُرا کہے گویا خود اپنے ماں باپ کو بُرا کہنا ہے ۱۴۲۔ والدین کی خدمت کا یہ بھی تتمہ سمجھنا چاہیئے کہ بعد ان کے انتقال کے ان کے ملنے والوں سے سلوک و احسان کیا جاوے ۱۴۳۔ اعزہ و اقارب سے سلوک کرو اگرچہ وہ تم سے بدسلوکی کریں۔

۱۴۴۔ ادائے حقوق کے لئے اپنے سلسلۂ قرابت کی تحقیق کرلو ۱۴۵۔ خالہ کا حق بھی مثل ماں کے ہے ۱۴۶۔ اگر ماں باپ ناخوش مر گئے ہوں تو ان کے لئے ہمیشہ دعا و استغفار کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ ان کو رضامند کردیں گے ۱۴۷۔ چچا کا حق مثل باپ کے ہے ۱۴۸۔ بڑے بھائی کا حق مثل باپ کے ہے ۱۴۹۔ یوں تو اولاد کی پرورش کا ثواب ہی ہے مگر لڑکیوں کی پرورش کی زیادہ فضیلت ہے۔

۱۵۰۔ جو کما کما کر بیواؤں اور غریبوں کی خبر گیری کرے اس کو جہاد کے برابر ثواب ملتا ہے ۱۵۱۔ یتیم خواہ اپنا ہو یا غیر ہو اس کی کفالت سے سرکار نبوی ؐ کی معیت بہشت میں نصیب ہوگی ۱۵۲۔ اولاد کا یہ بھی حق ہے کہ اس کو علم و لیاقت سکھلاؤ ۱۵۳۔ پڑوسی کو کسی قسم کی تکلیف نہ دو بلکہ جس قدر ہو سکے نفع پہنچاؤ۔ ۱۵۴۔ ایک دوسرے کی اس طرح ہمدردی کرو کہ

چو عضوے بدرد آورد روزگار دگر عضوہا را نماند قرار

۱۵۵۔ حاجت مند کی کاربرآری میں حتی الامکان سعی کرو۔ اگر خود استطاعت نہ ہو کسی سے سفارش ہی کردو۔ بشرطیکہ جس شخص سے سفارش کرتے ہو اس کو کوئی ضرر یا تکلیف نہ ہو۔ ۱۵۶۔ ظالم کی خیر خواہی اس طرح کرو کہ اس کو ظلم سے باز رکھو اور مظلوم کی نصرت تو بہت ہی ضروری ہے ۱۵۷۔ کسی کا عیب دیکھو تو اس کو پوشیدہ کرو، گاتے مت پھرو۔

۱۵۸۔ کسی کو سختی تنگی میں مبتلا دیکھو تو حتی الامکان اسکی مدد کرو ۱۵۹۔ کسی کو حقیر مت

سمجھو، کسی کی جان و مال و آبرو کا نقصان مت گوارا کرو ۱۶۰۔ کسی کو دُکھ مت دو۔
۱۶۱۔ جو بات اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی دُوسرے کے لئے پسند کرو ۱۶۲۔ جس جگہ صرف تین آدمی ہوں، دو آدمی تیسرے سے علیحدہ ہو کر سرگوشی نہ کریں۔ وہ یہی سمجھے گا کہ میرے بارے میں کچھ کہتے سنتے ہوں گے، اس سے اس کو رنج ہوگا۔ اگر ایسی ہی کوئی ضروری بات کہنا ہے تو ایک اور شخص کو کہیں سے بُلالیں۔ یہ دونوں علیحدہ ہو جاویں وہ دونوں علیحدہ۔
۱۶۳۔ سب کی خیر خواہی کرو ۱۶۴۔ مخلوق پر رحم و شفقت رکھو ۱۶۵۔ چھوٹوں پر مہربانی بڑوں کی تعظیم کرو۔ خصوصاً بُوڑھوں کی ۱۶۶۔ اگر تمہارے رُوبرو کسی کی غیبت ہوتی ہو، حتیٰ الامکان اس سے روکو، اس کی طرف سے جواب دو ۱۶۷۔ کسی میں کوئی عیب دیکھو بلطف و نرمی اس کو مطلع کرو ورنہ دُوسرا شخص اس کو دیکھ کر اس کو رُسوا کرے گا۔
۱۶۸۔ اپنے دوستوں سے اور رفیقوں سے اچھی طرح پیش آؤ ۱۶۹۔ ہر شخص کے رُتبے کے موافق اس کی قدر و منزلت کرو، سب کو ایک لکڑی سے مت ہانکو ۱۷۰۔ بڑی سنگدلی کی بات ہے کہ تم پیٹ بھر کر بیٹھے رہو اور تمہارا پڑوسی بھوکا پڑا رہے ۱۷۱۔ غرض کی دوستی بالکل ہیچ ہے محض اللہ کے واسطے بے غرض دوستی و محبت رکھو ۱۷۲۔ جس شخص سے تم کو محبت ہو اس کو بھی خبر کردو۔ اس سے اس کو بھی محبت ہو جاتی ہے اور اس کا نام ونشان و نسب بھی دریافت کرلو اس سے محبت اور بڑھ جاتی ہے ۱۷۳۔ جس سے دوستی کرنا ہو، اس کا دین و وضع و خیالات اوّل دریافت کرلو ورنہ اثر صحبت سے کہیں تم بھی نہ بگڑ جاؤ۔
۱۷۴۔ اگر اتفاقاً کسی سے رنجش ہو جاوے تو تین دن تک غصہ ختم کردو پھر اس سے مل جاؤ اس سے زیادہ بول چال چھوڑ دینا گناہ ہے اور جو پہلے ملاقات کریگا اس کو زیادہ ثواب ملے گا ۱۷۵۔ کسی پر بدگمانی مت کرو، کسی کا عیب مت ڈھونڈو، باہم حسد مت کرو، بغض مت رکھو، قطع تعلق مت کرو، حرصا حرصی مت کرو۔ سب بھائی بن کر رہو۔
۱۷۶۔ اگر دو شخصوں میں رنجش ہو جاوے تو اصلاح کر دیا کرو ۱۷۷۔ اگر تم سے کوئی معذرت کرے اور معافی چاہے اس کا قصور معاف کر دو ۱۷۸۔ جو کام کرو سوچ سمجھ کر انجام دیکھ کر اطمینان سے کرو۔ جلدی میں اکثر کام بگڑ جاتے ہیں مگر ع

"درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

۱۷۹۔ دانا اس کو سمجھو، جو تجربہ کار ہو ۱۸۰۔ ہر امر میں توسط ملحوظ رکھو ۱۸۱۔ تم سے کوئی مشورہ لے وہی صلاح دو جس کو اپنے نزدیک بہتر سمجھتے ہو ۱۸۲۔ کفایت اور انتظام سے خرچ کرنا گویا آدھی معاش ہے، لوگوں کی نظروں میں محبوب رہنا گویا نصف عقل ہے اور اچھی طرح کسی بات کا دریافت کرنا گویا نصف علم ہے ۱۸۳۔ لوگوں سے نرمی و خوش خلقی سے پیش آؤ ۱۸۴۔ لوگوں سے ملنا اور ان کے کام آنا اور ان کی ایذا پر صبر و استقلال کرنا اس سے بہتر ہے کہ گوشۂ عافیت میں اپنی جان بچا کر بیٹھ رہے اور کسی کے کام نہ آوے البتہ اگر نفس کو بالکل برداشت نہ ہو تو لاچاری ہے ۱۸۵۔ غصے کو جہاں تک ہو سکے روکو ۱۸۶۔ تواضع سے رہو تکبر ہرگز مت کرو ۱۸۷۔ لوگوں سے اپنا کہا سنا لیا دیا معاف کرالو ورنہ قیامت میں بڑی مصیبت ہوگی ۱۸۸۔ دوسروں کو بھی نیک کام بتلاتے رہو، بری باتوں سے منع کرتے رہو۔ البتہ اگر قبول کرنے کی امید بالکل نہ ہو یا یہ اندیشہ ہو کہ یہ ایذا پہنچائے گا تو سکوت جائز ہے مگر دل سے بری بات کو برا سمجھتے رہو

سلوک و مقامات

اس میں چند باب اور ایک فائدہ ہے، فائدہ جلیلہ صحت طریقۂ اہل تصوف کے بیان میں۔ اوّل تو اوپر کی تقریر سے اس طریق کی صحت معلوم ہو چکی ہے مگر چونکہ اکثر خشک مزاج اس طریق سے انکار کرتے ہیں اس لئے زیادت تقویت و تائید کے لئے بالاستقلال مختصر مذکور ہوتا ہے[۱] قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كَانَ فِيْمَا قَبْلَكُمْ مِّنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ وَاِنْ يَّكُ فِيْ اُمَّتِيْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا

---

[۱] فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس سمجھا دیا ہم نے وہ واقعہ سلیمان علیہ السلام کو اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق گزرے ہیں تم سے پیشتر امتوں میں صاحب الہام۔ پس اگر ہے میری امت میں کوئی وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور سکھلایا ہم نے اپنے پاس سے ان کو علم۔

بعض عارفین کا قول ہے کہ جس کو علم باطن سے کچھ بھی حصہ میسر نہ ہو اس کے خاتمہ بُرا ہونے کا اندیشہ ہے اور ادنیٰ حصہ یہ ہے کہ اس کی تصدیق اور تسلیم تو کرتا ہو، منکر کی یہی کافی سزا ہے کہ وہ اس سے محروم ہے ؎

با مدعی مگوئید اسرارِ عشق و مستی — بگذار تا بمیرد در رنج خود پرستی

یہ خلاصہ ہے امام غزالیؒ کے ارشاد کا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ [1] اس کو بعد ایمان و اسلام کے ارشاد فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ علاوہ عقائد ضروریہ و اعمال ظاہرہ کے کوئی اور چیز بھی ہے اس کا نام اس حدیث میں احسان آیا ہے اور اس کی حقیقت بیان فرمانے سے معلوم ہوا کہ وہ یہی طریق باطن ہے کیونکہ بدون اس طریق کے ایسی حضوری ہرگز میسر نہیں ہوتی اور لاکھوں معتبر آدمیوں کی شہادت موجود ہے جس کے غلط ہونے کا عقل کو احتمال نہیں ہو سکتا کہ ہم کو اہل باطن کے پاس بیٹھنے سے ایک نئی حالت اپنے باطن میں عقائد و فقہ کے علاوہ محسوس ہوتی ہے جو پہلے نہ تھی اور اس حالت کا اثر یہ ہے کہ طاعت کی رغبت اور معاصی سے نفرت، عقائد کی پختگی روز افزوں ہے یہ بھی نہایت قوی دلیل ہے کہ طریق باطن بھی کوئی چیز ہے اس کے علاوہ بزرگوں کے کشف و کرامات اس درجہ منقول ہیں کہ جس کی انتہا نہیں اگرچہ یہ کوئی قوی دلیل نہیں مگر استقامت شرع کے ساتھ اگر خرق عادات ہوں تو صاحب خوارق کے کامل ہونے پر اطمینان بخش ضرور ہوتے ہیں۔ یہ خلاصہ ہے قاضی ثناء اللہؒ کے ارشاد کا، بہرحال ہمت کا مقتضاء تو یہ ہے کہ صاحب ذوق بنو۔ اگر اتنی توفیق نہ ہو تو خدا کے لئے انکار تو نہ کرو۔

---

[1] فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان یہ ہے کہ اللہ کی اسطرح عبادت کرو کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ اگر تم اسے نہیں دیکھتے تو وہ تمہیں دیکھ ہی رہا ہے۔

پہلا باب

بیعت میں

عادۃ اللہ یوں ہی جاری ہے کہ کوئی کمال مقصود بدون استاد کے حاصل نہیں ہوتا تو جب اس راہ میں آنے کی توفیق ہو، استاد طریق کو ضرور تلاش کرنا چاہیئے جس کے فیض تعلیم و برکت صحبت سے مقصودِ حقیقی تک پہنچے

گر ہوائے ایں سفر داری دلا دامن رہبر بگیر و پس بر آ
در ارادت باش صادق اے فرید تا بیابی گنج عرفاں را کلید
بے رفیقے ہر کہ شد در راہِ عشق عمر بگذشت و نشد آگاہ عشق

چونکہ بدون علامت تلاش ممکن نہیں۔ اس لئے اس مقام پر شیخ کامل کے شرائط و علامات مرقوم ہوتے ہیں۔

اوّل : علمِ شریعت سے بقدرِ ضرورت واقف ہو، خواہ تحصیل سے یا صحبت علماء سے۔ تا فساد عقائد و اعمال سے محفوظ رہے اور طالبین کو بھی رکھ سکے ورنہ مصداق "او خویشتن گم ست کرا رہبری کند" کا ہو گا۔

دوم : متقی ہو یعنی ارتکاب کبائر و اصرار علی الصغائر سے بچتا ہو۔

سوم : تارک دنیا راغب آخرت ہو۔ ظاہری و باطنی طاعات پر مداومت رکھتا ہو، ورنہ طالب کے قلب پر بُرا اثر پڑے گا۔

چہارم : مریدوں کا خیال رکھے کہ کوئی امر ان سے خلافِ شریعت و طریقت ہو جاوے تو ان کو متنبہ کرے۔

---

[۱] اے دل اگر اس سفر کی خواہش رکھتا ہے تو رہبر کا دامن پکڑ اور سیر حاصل کر [۲] ارادت میں اے فقیر سچا ہو تا کہ معرفت کے خزانے کی چابی کر پالے [۳] بغیر ساتھی کے جو بھی راہِ عشق چلا ہے عمر گزر گئی عشق سے آگاہ نہ ہوا۔

پنجم : یہ کہ بزرگوں کی صحبت اُٹھائی ہو ان سے فیوض و برکات حاصل کیئے ہوں اور یہ ضرور نہیں کہ اس سے کرامات و خوارق بھی ظاہر ہوتے ہوں، نہ یہ ضرور ہے کہ تارکِ کسب ہو، دنیا کا حریص و طامع نہ ہو۔ اتنا کافی ہے (از قولِ جمیل) اور باقی متعلقات اس کے مثلاً آدابِ طالب و شیخ و حکم تعددِ شیوخ وغیرہ مسائل جزئیہ میں بیان کیئے جاویں گے۔

فائدہ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاوہ بیعت اسلام و غزوہ وغیرہ کے مقاماتِ سلوک کی بیعت بھی لی ہے۔ کَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ وَّاَنْ لَّا یَخَافُوْا فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ وَّاَنْ لَّا یَسْئَلُوا النَّاسَ شَیْئًا[1] پس اس کے سنت ہونے میں کوئی شک نہیں بعدہ بوجہ اشتباہ بیعتِ خلافت کے سلف نے صحبت پر اکتفا فرمایا۔ پھر خرقہ کی رسم بجائے بیعت جاری ہوئی۔ جب وہ رسم خلفاء میں نہ رہی صوفیہ نے اس سنتِ مردہ کو پھر زندہ کیا (قولِ جمیل) رہی ابتداء اس لقب صوفی کی سو خیر القرون میں تو صحابی تابعی، تبع تابعی امتیاز اہلِ حق کے لئے کافی القاب تھے پھر خواص کو زہاد و عباد کہنے لگے۔ پھر جب فتن و بدعات کا شیوع ہوا اور اہلِ زیغ بھی اپنے کو عباد و زہاد کہنے لگے۔ اس وقت اہلِ حق نے امتیاز کے لئے صوفی کا لقب اختیار کیا اور دوسری صدی کے اندر اس لقب کی شہرت ہوگئی (قشیریہ)

---

[1] جیسے ہر مسلمان کے لئے خیرخواہی کرنا اور اللہ کے حکم کے مقابلے میں کسی کی ملامت کا خوف و خیال نہ کرنا اور لوگوں سے کچھ نہ مانگنا۔

دُوسرا باب

ریاضت و مجاہدہ میں

اس میں دُو رکن ہیں، رُکن اول مجاہدۂ اجمالی میں ، جاننا چاہیئے کہ اصول اس کے چار امور ہیں ، قلتِ کلام، قلتِ طعام قلتِ منام قلت اختلاط مع الانام ، ان سب امور میں مرتبہ اوسط حسب تعلیم شیخ کامل ملحوظ رکھے ، نہ اس قدر کثرت کرے جس سے غفلت و قساوت پیدا ہو ، نہ اس قدر قلت کرے جس سے صحت و قوت زائل ہو جائے خلاصہ یہ کہ نفس کے مطالبات دو قسم کے ہیں ، حقوق و حظوظ ، حقوق وہ جس سے قوام بدن و بقائے حیات ہے ، حظوظ جو اس سے زائد ہے ، حقوق کو باقی اور حظوظ کو فانی کرے

فائدہ عظیمہ سالکانِ طریق نے حزن و غم کو اعلیٰ درجہ کا مجاہدہ قرار دیا ہے کہ اس سے نفس کو پستی و شکستگی حاصل ہوتی ہے جو کہ آثارِ عبودیت سے ہے اور یہ امر مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے ، یہاں سے یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ سالک کو جو قبض پیش آجاتا ہے وہ علامت اس کے بُعد و طرد کی نہیں کیا عجب کہ اس کا تصفیہ و مجاہدہ مقصود ہو ، ہرگز اس کی شکایت نہ کرے ، سرِ تسلیم خم کر کے اپنا کام کرتا رہے ؎

باغباں گر پنج روزے صحبت گل بایدش ‏ ‏ ‏ بر جفائے خارِ ہجراں صبر بلبل بایدش[1]
ای دل اندر بند زلفش از پریشانی منال ‏ ‏ ‏ مرغ زیرک چوں بدام افتد تحمل بایدش[2]

ابوعلی دقاق فرماتے ہیں : صَاحِبُ الْحُزْنِ يَقْطَعُ مِنْ طَرِيْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَا لَا يَقْطَعُهُ مِنْ فَقْدِ حُزْنِهٖ سِنِيْنَ۔

البتہ فکر لایعنی قلب کا ستیاناس کر دیتی ہے ۔

دُوسرا رکن : ریاضت تفصیلی میں : اس میں دو قسم ہیں قسم اوّل اخلاق حمیدہ میں اور وہ چند مقامات ہیں ، توبہ، صبر، شکر، خوف، رجاء، زُہد

---

[1] باغبان کو اگر پانچ دن پھول کی صحبت چاہیئے تو فراق کے کانٹے کے ظلم پر بلبل کا سا صبر چاہیئے
[2] اے دل اس کی زلف کے بندھن میں بوجہ پریشانی نہ رو عقل مند پرندہ جب جال میں پھنسے تحمل چاہیئے

توحید، توکل، محبت و شوق، اخلاص و صدق، مراقبہ، محاسبہ، تفکر، ہر ایک مقام کو ایک فصل میں بیان کیا جاتا ہے۔ مع اس دلیل اور ماہیت و طریق و تحصیل کے یہ سب احیاء العلوم سے لیا گیا ہے اور جو مضمون دوسری جگہ کا ہے اس پر حاشیہ لکھ دیا ہے ـــــــــ

فصل پہلی توبہ میں ۱؎ قَالَ اللہُ تَعَالٰی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا ط وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ تُوْبُوْٓا اِلَی اللہِ (رواہ مسلم)

ماہیت: خطا کو یاد کر کے دل دُکھ جانا اور اس کے لئے لازم ہے۔ اس گناہ کا ترک کر دینا اور آئندہ کو پختہ ارادہ رکھنا کہ اب نہ کریں گے اور خواہش کے وقت نفس کو روکنا۔

طریقِ تحصیل: قرآن و حدیث میں جو وعیدیں گناہوں پر آئی ہیں، ان کو یاد کرے اور سوچے۔ اس سے گناہ پر دل میں سوزش پیدا ہوگی یہی توبہ ہے۔ **احکام** اگر نماز روزہ وغیرہ قضا ہوا ہو اس کی قضا کرے۔ اگر بندوں کے حقوق ضائع ہوئے ہوں اُن سے معاف کرائے یا ادا کرے۔

فصل دوسری صبر میں ۲؎ قَالَ اللہُ تَعَالٰی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَہٗ کُلَّہٗ خَیْرٌ وَّلَیْسَ ذٰلِکَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْہُ سَرَّآءُ شَکَرَ وَاِنْ اَصَابَتْہُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَّہٗ (رواہ مسلم)

ماہیت: انسان کے اندر دو قوتیں ہیں، ایک دین پر اُبھارتی ہے دوسری ہوائے نفسانی پر، سو محرک دینی کو محرک ہوا پر غالب کر دینا صبر ہے۔

۱؎ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف توبہ خالص اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے لوگو اللہ کی طرف توبہ کرو ۲؎ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو صبر کرو اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب ہے مومن پر کہ اس کی ہر بات بہتر ہے اور نہیں میسر ہے یہ کسی کو مگر مومن ہی کو پہنچی اس کو خوشی شکر کیا۔ اور اگر پہنچی اس کو سختی صبر کیا۔ پس اس کے لئے بہتر ہے۔

طریق تحصیل: اس قوتِ ہوا کو ضعیف اور کمزور کر دینا چاہیے۔

فصل تیسری شکر میں: [۱] قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاشْکُرُوْا لِیْ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنْ اَصَابَتْہُ سَرَّآءُ شَکَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَہٗ (رواہ مسلم)

ماہیت: نعمت کو منعمِ حقیقی کی طرف سمجھنا اور سمجھنے سے دو باتیں ضرور پیدا ہوتی ہیں ایک منعم سے خوش ہونا دوسری اس کی خدمت گزاری و امتثالِ اوامر میں سرگرمی کرنا۔

طریق تحصیل: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو سوچا کرے اور یاد کیا کرے۔

فصل چوتھی رجا میں: [۲] قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَوْ یَعْلَمُ الْکَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰہِ مِنَ الرَّحْمَۃِ مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِہٖ اَحَدٌ متفق علیہ

ماہیت: محبوب چیزوں یعنی فضل و مغفرت و نعمت و جنت کے انتظار میں قلب کو راحت پیدا ہونا اور ان چیزوں کے حاصل کرنے کی تدبیر اور کوشش کرنا۔ سو جو شخص رحمت و جنت کا منتظر رہے مگر اس کے حاصل کرنے کے اسباب یعنی عملِ صالح و توبہ وغیرہ کو اختیار نہ کرے۔ اس کو مقامِ رجا حاصل نہیں وہ دھوکہ میں ہے جیسے کوئی شخص تخم پاشی نہ کرے اور غلہ پیدا ہونے کا منتظر رہے۔ صرف ہوسِ خام ہے۔

طریق تحصیل: اللہ تعالیٰ کی وسعتِ رحمت اور عنایت کو یاد کیا کرے اور سوچا کرے۔

فصل پانچویں خوف میں: [۳] قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاخْشَوْنِیْ وقال رسول اللہ

---

[۱] فرمایا اللہ تعالیٰ نے شکر کرو میرا [۲] فرمایا اللہ تعالیٰ نے ناامید نہ ہو اللہ کی رحمت سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کافر بھی اللہ کی رحمت کا حال جانے تو اس کی جنت سے ناامید نہ ہو [۳] فرمایا اللہ تعالیٰ نے ڈرو مجھ سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ڈرتا ہے رات ہی سے چلتا ہے اور جو رات سے چلتا ہے منزل پر پہنچ جاتا ہے سن لو اللہ کا سودا گراں ہے آگاہ رہو اللہ کا سودا جنت ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم من خوف ادلج ومن ادلج بلغ المنزل الا ان سلعۃ اللہ غالیۃ الا ان سلعۃ اللہ الجنۃ (رواہ الترمذی)

ماہیت: قلب کو درد ناک ہونا ایسی چیز کے خیال میں جو ناگوار طبع ہو اور اس کے آئندہ واقع ہونے کا اندیشہ ہو۔

طریق تحصیل: اللہ تعالیٰ کے قہر و عتاب کو یاد کیا کرے اور سوچا کرے۔

فصل چھٹی زہد میں: [1] قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِکَیْلَا تَأْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا اٰتَاکُمْ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَوَّلُ صَلَاحِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْیَقِیْنُ وَالزُّهْدُ وَاَوَّلُ فَسَادِهَا الْبُخْلُ وَالْاَمَلُ

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ماہیت: کسی رغبت کی چیز کو چھوڑ کر اس سے بہتر چیز کی طرف مائل ہونا مثلاً دنیا کی رغبت علیحدہ کر کے آخرت کی رغبت کرنا۔

طریق تحصیل: دنیا کے عیوب اور مضرتوں اور فنا ہونے کو آخرت کے منافع اور بقا کو یاد کرے اور سوچے۔

فصل ساتویں توحید میں: یہاں توحید افعالی مراد ہے [2] قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَّنْفَعُوْكَ بِشَیْءٍ لَّمْ یَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَهُ اللّٰہُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی اَنْ یَّضُرُّوْكَ بِشَیْءٍ لَّمْ یَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ

---

[1] تاکہ افسوس نہ کرو فوت ہوئی چیز پر اور خوشی سے نہ اتراجاؤ اس پر جو تم کو دیا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول بہتری اس اُمت کی یقین ہے اور زہد اور اول بگاڑ اس امت کا بُخل ہے اور طولِ امل ہے [2] فرمایا اللہ تعالیٰ نے اللہ ہی نے پیدا کیا تم کو اور تمہارے سب عملوں کو اور فرمایا نہیں چاہتے ہو تم کسی چیز کو مگر یہ کہ چاہیے اللہ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جان لو کہ اگر سب کے سب متفق ہو جاویں اس پر کہ تم کو کچھ نفع پہنچا دیں ہرگز نفع نہ پہنچا دیں گے مگر اسی چیز کا جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے اور اگر سب کے سب متفق ہو جاویں اس پر کہ تم کو کچھ ضرر پہنچا دیں ہرگز ضرر نہ پہنچاویں گے مگر اسی چیز کا جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے۔

كَتَبَهُ اللهُ عَلَيْكَ (رواہ احمد والترمذی)

ماھیت: یہ یقین کر لینا کہ بدون ارادۂ خداوندی کے کچھ نہیں ہو سکتا۔

طریق تحصیل: مخلوق کی عجز اور خالق کی قدرت کو یاد کیا کرے اور سوچا کرے۔

فصل آٹھویں توکل میں: [۹۱] قَالَ اللهُ تَعَالیٰ وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَاِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ (رواہ احمد الترمذی)

ماھیت: صرف وکیل یعنی کارساز پر قلب کا اعتماد کرنا۔

طریق تحصیل: اس کی عنایتوں اور وعدوں اور اپنی گزشتہ کامیابیوں کا یاد کرنا اور سوچنا

فصل نویں محبت میں: [۹۲] قَالَ اللهُ تَعَالیٰ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ اَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهٗ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهٗ (متفق علیہ)

ماھیت: طبیعت کا مائل ہونا ایسی چیز کی طرف جس سے لذت حاصل ہو یہی میلان اگر قوی ہو جاتا ہے اس کو عشق کہتے ہیں۔

طریق تحصیل: دنیا کے علائق کو قطع کرے یعنی غیر اللہ کی محبت کو دل سے نکالے کیونکہ دو محبتیں ایک دل میں جمع نہیں ہوتیں اور اللہ تعالیٰ کے کمالات و اوصاف و انعام کو یاد کرے اور سوچے۔

فصل دسویں شوق میں: [۹۳] قَالَ اللهُ تَعَالیٰ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ اللهِ فَاِنَّ

---

[۹۱] فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اللہ ہی پر چاہئیے کہ توکل کریں ایمان والے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مانگو اللہ ہی سے مانگو اور جب مدد چاہو تو اللہ ہی سے مدد چاہو [۹۲] فرمایا اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اللہ ان کو اور وہ دوست رکھتے ہیں اللہ کو اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دوست رکھتا ہے اللہ کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اللہ اس کی ملاقات کو اور جو بُرا سمجھتا ہے اللہ کی ملاقات کو بُرا سمجھتا ہے اللہ اس ملاقات کو [۹۳] اس میں اہل شوق کی تسلی ہے بکذا قال ابو عثمان الحیری القشیریہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو اللہ کی ملاقات کا امیدوار ہے سو اللہ کی مدت یعنی موت تو آنیوالی ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگتا ہوں تجھ سے زیارت تیری وجہ مبارک کی اور شوق تیری ملاقات کا۔

اَجَلَ اللہ لَاٰتٍ (وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَسْئَلُکَ النَّظَرَ اِلٰی وَجْہِکَ وَالشَّوْقَ اِلٰی لِقَآئِکَ (رواہ النسائی) ماہیت: جس محبوب چیز کا من وجہ علم ہو اور من وجہ علم نہ ہو اُس کو جمالہ جاننے اور دیکھنے کی خواہش طبعی ہونا۔

طریق تحصیل: محبت کا پیدا کر لینا کیونکہ محبت کے لئے شوق لازم ہے۔

فصل گیارھویں انس میں: [1] قَالَ اللہ تَعَالٰی ھُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ الآیۃ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَقْعُدُ قَوْمًا یَذْکُرُوْنَ اللہَ اِلَّا حَفَّتْھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَغَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ وَنَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ وَذَکَرَھُمُ اللہُ فِیْمَنْ عِنْدَہٗ (رواہ مسلم)

ماہیت: جو چیز من وجہ ظاہر و معلوم ہو اور من وجہ مخفی و مجہول ہو اگر وجوہ مخفیہ پر نظر واقع ہو کر اس کے ادراک کی خواہش ہو اُس کو شوق کہتے ہیں اور اگر وجوہ معلومہ پر نظر واقع ہو کر اُس پر فرح و سرور ہو اُس کو انس کہتے ہیں۔ یہ فرحت کبھی یہاں تک غلبہ کرتی ہے کہ مطلوب کی صفت جلال پیش نظر نہیں رہتے اور اُس وجہ سے اس کے اقوال و افعال میں کسی قدر بے تکلفی ہونے لگتی ہے اُس کو انبساط اور ادلال کہتے ہیں چونکہ یہ بھی آثار محبت سے ہے اس کی تحصیل کے لئے کوئی جدا گانہ طریق نہیں ہے۔

فصل بارھویں رضا میں: [2] قَالَ اللہ تَعَالٰی رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ (الآیۃ) وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ سَعَادَۃِ ابْنِ اٰدَمَ رِضَاءُہٗ بِمَا قَضَی اللہُ لَہٗ (رواہ احمد الترمذی)

---

[1] انس میں جملہ احوال ہے مقامات میں اس کا ذکر طبعاً آگیا کیونکہ یہ آثار محبت سے ہے [2] فرمایا اللہ تعالیٰ نے وہ اللہ ایسا ہے کہ اتارا تسکین اور اطمینان کو مومنین کے دلوں میں اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں بیٹھتے ہیں لوگ کہ ذکر کرتے ہیں اللہ کا مگر گھیر لیتے ہیں ان کو ملائکہ رحمت اور ڈھانپ لیتی ہے ان کو رحمت خداوندی اور اترتی ہے ان پر تسکین اور اطمینان اور یاد کرتا ہے اللہ ان کو ان میں جو اس کے پاس ہیں یعنی ملائکہ کی جماعت میں [3] راضی ہوا اللہ اُن سے اور وہ اللہ سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کی سعادت سے ہے راضی رہنا اس پر جو کس کے لئے اللہ نے مقرر کر دیا۔

ماہیت: حکم قضا پر اعتراض نہ کرنا، نہ زبان سے نہ دل سے۔ بعض اوقات اس کا یہاں تک غلبہ ہوتا ہے کہ تکلیف بھی محسوس نہیں ہوتی۔ یہ بھی آثار محبت سے ہے اس کی تحصیل کا جداگانہ طریق نہیں ہے۔

فصل تیرھویں نیت و ارادہ میں:

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ[1] وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (متفق علیہ) **ماہیت**: دل کا ابھرنا ایسی چیز کی طرف جس کو اپنی غرض اور نفع کے موافق سمجھتا ہو۔

طریق تحصیل: اس چیز کو مثلاً عمل صالح و سلوک طریق آخرت کے منافع و مصالح کی معرفت حاصل کرکے ان میں غور کرے دل کو حرکت پیدا ہوگی۔

فصل چودھویں اخلاص میں:

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ (الآیۃ)[2] وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّ الْعَبْدَ اِذَا صَلّٰی فِی الْعَلَانِیَةِ فَاَحْسَنَ وَصَلّٰی فِی السِّرِّ فَاَحْسَنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی هٰذَا عَبْدِیْ حَقًّا (رواہ ابن ماجہ)

ماہیت: اپنی طاعت میں صرف اللہ تعالیٰ کے تقرب و رضاء کا قصد رکھنا اور مخلوق کی خوشنودی و رضامندی یا اپنی کسی نفسانی خواہش کے قصد کو نہ ملنے دینا۔

طریق تحصیل: معالجہ ریا میں معلوم ہوگا کیونکہ ریا کو دفع کرنا عین اخلاص کا حاصل کرنا ہے۔

---

[1] اور نہ دھتکار والے محمد ان کو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام (یعنی ہر وقت) چاہتے ہیں خاص ذات باری تعالیٰ کو اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعمال کا اعتبار تو نیت سے ہے [2] فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور نہیں حکم ہوا ان کو مگر اس کا کہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی خالص کرنے والے ہوں اس کے واسطے دین کو اور طرف سے پھرے ہوئے ہوں اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آدمی سب کے سامنے نماز اچھی طرح پڑھتا ہے اور تنہائی میں بھی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرا بندہ ہے ٹھیک۔

فصل پندرھویں صدق میں: مراد اس سے خاص صدق ہے یعنی مقامات میں صادق ہونا[۵] قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ط اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۰ وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَبِیْ بَکْرٍ وَّھُوَ یَلْعَنُ بَعْضَ رَقِیْقِہٖ فَالْتَفَتَ اِلَیْہِ فَقَالَ لَعَّانِیْنَ وَصِدِّیْقِیْنَ اِلٰی قَوْلِ اَبِیْ بَکْرٍ لَا اَعُوْدُ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ماہیت: جس مقام کو حاصل کرے کمال کو پہنچاوے اس میں کسر نہ رہے۔

طریق تحصیل: ہمیشہ نگران رہے اگر کچھ کمی ہو جاوے تو اس کا تدارک کرے اسی طرح چند روز میں کمال حاصل ہو جاوے گا۔

فصل سولھویں مراقبے میں: [۲] قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ رَّقِیْبًا ۰ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ (رواہ مسلم) وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِحْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ تُجَاھَکَ (رواہ احمد الترمذی)

ماہیت: دل سے دھیان رکھنا اس شخص کا جو اس کو دیکھ بھال رہا ہے

طریق تحصیل: یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ میرے ظاہر و باطن پر مطلع ہے اور کوئی بات کسی وقت اس سے پوشیدہ نہیں اور اس کے ساتھ ہی اس کی عظمت و قدرت و جلال اور اس کے عذاب و عقوبت کو بھی یاد کرے اس کی مواظبت سے وہ

---

[۱] فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومن تو وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر پھر کچھ تردد نہیں کیا اور جہاد کیا اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں یہی لوگ ہیں پورے سچے [۲] اور حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام کا گزر حضرت ابوبکرؓ پر ہوا۔ وہ اپنے ایک غلام پر لعنت کر رہے تھے آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا لعنت کرنے والے اور پھر صدیق بھی ابوبکر نے کہا اب ایسا نہ کروں گا [۳] فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیشک اللہ ہے ہر چیز کا نگہبان ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان یہ ہے کہ اللہ کی ایسی عبادت کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور تم اسے نہیں دیکھتے تو وہ تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے اور فرمایا اللہ کا دھیان رکھو پاؤ گے اپنے مقابل۔

دھیان بندھنے لگے گا۔ پھر کوئی کام خلاف مرضی اللہ تعالیٰ کے اس سے نہ ہوگا۔

فصل سترھویں فکر میں

؎۱ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ ۞ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فَاٰثِرُوْا مَا یَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْنٰی (رواہ احمد)

ماہیت: دو معلوم چیزوں کا ذہن میں حاضر کرنا جس سے تیسری بات ذہن میں آ جائے مثلاً ایک بات یہ جانتا ہے کہ آخرت باقی ہے دوسری بات یہ جانتا ہے کہ باقی قابلِ ترجیح کے ہے۔ ان دونوں سے تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آخرت قابلِ ترجیح کے ہے ان دونوں چیزوں کا حاضر فی الذہن کرنا ہی اس کی تحصیل کا طریق ہے۔ ان مقاماتِ مذکورہ کی تصحیح سے اور مقامات بھی درست ہو جاتے ہیں۔ تقویٰ، ورع، قناعت یقین، عبودیت، استقامت، حیا، حریت، فتوت، خلق، ادب، معرفت، جن کا ذکر ان نصوص میں ہے۔ اِتَّقُوا اللّٰہَ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیْہِ اَلْقَنَاعَۃُ کَنْزٌ لَّا یَفْنٰی وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ۞ وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ ۞ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا الاٰیۃ اِسْتَحْیُوْا مِنَ اللّٰہِ حَقَّ الْحَیَاءِ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ الاٰیۃ، قولہ علیہ السلام یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۞ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ (قشیریہ) چونکہ یہ ترتیب بہت ظاہر ہے اس لیے ہم نے تفصیل کو موجب تطویل سمجھا۔

دوسری قسم اخلاق ذمیمہ میں

اور وہ چند چیزیں ہیں شہوت، آفاتِ لسان، غضب، حقد، حسد، حُبِّ دنیا،

؎۱ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ اور بیان کرتا ہے اللہ لوگوں کے لئے مثالیں شاید کچھ سوچیں۔ فکر کریں اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند اختیار کرو باقی چیز کو فانی پر۔

بُخل، حرصِ جاہ، ریا، عجب، غرور، اِن چیزوں کا زائل کرنا سالک کو ضرور ہے، ان کو بھی چند فصلوں میں ذکر کرتے ہیں مثل قسم اول کے یہ بھی احیا سے منقول ہے۔

فصل شہوت میں: ؎ قَالَ اللہُ تَعَالیٰ وَیُرِیْدُ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الشَّہَوٰتِ اَنْ تَمِیْلُوْا مَیْلًا عَظِیْمًا ؕ

ماہیت: ظاہر ہے معالجہ مجاہدہ کرنا چاہیئے مجاہدے کا طریق باب دوم میں معلوم ہو چکا ہے

فصل آفاتِ لسان میں ؎ قَالَ اللہُ تَعَالیٰ مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ" وقال رسول اللہ صلی اللہ وسلم مَنْ صَمَتَ نَجَا (رواہ احمد الترمذی) یہ بہت سی آفتیں ہیں، فضول باتیں کرنا، خلاف شرع باتیں کرنا، بحث و مباحثہ ناحق کا تکرار لڑائی کرنا، کلام میں بناوٹ و تکلف کرنا، گالی گلوچ کرنا، کسی پر لعنت کرنا، گانا بجانا، دل لگی کرنا جس سے دوسرے کو ایذا پہنچے یا اس میں زیادہ مشغولی کرنا، کسی کا راز ظاہر کر دینا، جھوٹا وعدہ کرنا، جھوٹ بولنا یا جھوٹی قسم کھانا یا جھوٹی گواہی دینا، غیبت کرنا، چغلخوری کرنا، دونوں طرف جاکر دو رخیہ باتیں بنانا، کسی کی زیادہ تعریف و خوشامد کرنا، ذات و صفاتِ الٰہی میں محض اٹکل پچو گفتگو کرنا، علماء سے فضول باتیں پوچھنا۔

معالجہ: جو بات کہنا ہو تھوڑی دیر پہلے تأمل کرلے کہ اس سے اللہ تعالیٰ جو کہ سمیع و بصیر ہیں ناخوش تو نہ ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کوئی بات گناہ کی منہ سے نہ نکلے گی۔

فصل غضب میں: ؎ قَالَ اللہُ تَعَالیٰ اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِہِمُ الْحَمِیَّۃَ حَمِیَّۃَ الْجَاہِلِیَّۃِ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَغْضَبْ (رواہ البخاری)

ماہیت: جوش مارنا خونِ قلب کا بدلہ لینے کے لئے۔

؎ اور چاہتے ہیں وہ لوگ کہ پیروی کرتے ہیں خواہشوں کی، پھر جاؤ تم بہت پھر جانا ؎ نہیں بولتا ہے کچھ بات مگر نزدیک اس کے نگہبان ہے تیار۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو خاموش رہا نجات پاگیا۔

؎ جب کیا ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے اپنے دلوں میں کد جاہلیت کی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ نہ کرو۔

معالجہ: یہ یاد کرے کہ اللہ تعالیٰ کی مجھ پر زیادہ قدرت ہے اور میں اس کی نافرمانی بھی کیا کرتا ہوں اگر وہ بھی مجھ سے یہی معاملہ کریں تو کیا ہو اور یہ سوچے کہ بدون ارادۂ خداوندی کے کچھ واقع نہیں ہوتا۔ سو میں کیا چیز ہوں کہ مشیت الٰہی میں مزاحمت کروں اور زبان سے اعوذ باللہ پڑھے اور اگر کھڑا ہو بیٹھ جاوے جو بیٹھا ہو لیٹ جاوے اور ٹھنڈے پانی سے وضو کر ڈالے۔ اگر اس سے بھی نہ جائے تو اس شخص سے علیحدہ ہو جاوے یا اس کو علیحدہ کردے۔

فصل حقد میں: [۱] قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاھِلِیْنَ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَبَاغَضُوْا (متفق علیہ)

ماہیت: جب غصے میں بدلہ لینے کی قدرت نہیں ہوتی۔ اس کے ضبط کرنے سے اس شخص کی طرف سے دل پر ایک گرانی سی ہو جاتی ہے اسکو حقد یعنی کینہ کہتے ہیں

مُعالجہ: اس شخص کا قصور معاف کرکے اس سے میل جول شروع کرے گو بتکلف سہی۔ چند روز میں کینہ دل سے نکل جائے گا۔

فصل حسد میں: [۲] قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۵ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَحَاسَدُوْا (رواہ البخاری)

ماھیت: کسی شخص کی اچھی حالت کا ناگوار گزرنا اور یہ آرزو کرنا کہ یہ اچھی حالت اس کی زائل ہو جاوے۔

مُعالجہ: گو بتکلف ہی سہی اس شخص کی خوب تعریف کیا کرو اور اس کے ساتھ خوب احسان سلوک تواضع سے پیش آؤ۔ ان معاملات سے اس شخص کے قلب میں تمہاری محبت پیدا ہوگی پھر وہ تم سے اسی طور پیش آوے گا۔ اس سے تمہارے دل میں اس کی محبت پیدا ہوگی اور حسد جاتا رہے گا۔

---

[۱] اختیار کرو معاف کردینے کو اور حکم کرو اچھی بات کا اور منہ موڑلو جاہلوں سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپس میں بغض نہ رکھو [۲] اور پناہ مانگتا ہوں میں حاسد کے شر سے جب حسد کرے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپس میں حسد نہ کرو۔

فصل حُبِّ دُنیا میں: ۹۱؎ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ (رواہ مسلم)

ماہیّت دُنیا: جس چیز میں فی الحال حظ نفس ہو اور آخرت میں اس کا کوئی نیک ثمرہ مرتب نہ ہو وہ دُنیا ہے۔

معالجہ: موت کو کثرت سے یاد کرے اور مدتوں کے لیے منصوبے اور سامان نہ کرے۔

فصل بُخل میں: ۹۲؎ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِہٖ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَالْبَخِیْلُ بَعِیْدٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّارِ (رواہ الترمذی)

ماہیت: جس چیز کا خرچ کرنا شرعاً یا مروۃً ضروری ہو اسمیں تنگ دِلی کرنا۔

معالجہ: مال کی محبت کو دِل سے نکالے اور حُبِّ مال کے نکالنے کا وہی طریق ہے جو معالجہ حبِ دنیا میں مذکور ہوا۔

فصل حرص میں: ۹۳؎ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِہٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْھُمْ زَھْرَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَھْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَیَشِبُّ مِنْہُ اِثْنَانِ اَلْحِرْصُ عَلَی الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَی الْعُمُرِ (متفق علیہ)

ماہیت: قلب کا مشغول ہونا مال وغیرہ کے ساتھ۔

معالجہ: خرچ گھٹا دے تاکہ زیادہ آمدنی کی فکر نہ ہو اور آئندہ کی فکر نہ کرے

۹۱؎ اور نہیں ہے زندگانی دُنیا مگر دھوکے کی پُونجی، اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ۹۲؎ جو بُخل کرتا ہے وہ نہیں بُخل کرتا مگر اپنے آپ سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنجوس آدمی دُور ہے اللہ سے، دُور ہے جنت سے، دُور ہے لوگوں سے، قریب ہے دوزخ سے ۹۳؎ ہرگز نہ بڑھاؤ اپنی آنکھیں اس چیز کی طرف جس سے ہم نے نفع دیا ان کافروں کے مختلف گروہوں کو آرائش زندگانی دنیا کی اور فرمایا رسول اللہ علیہ السلام نے آدمی بوڑھا ہوتا رہتا ہے اور اس کی دو چیزیں بڑھتی رہتی ہیں حرص کرنا مال پر اور حرص کرنا عمر پر۔

کر کیا ہوگا اور یہ سوچے کہ حریص و طامع ہمیشہ ذلیل و خوار رہتا ہے۔

فصل حُبِّ جاہ میں: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ[1] وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِیْ غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَی الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِیْنِهٖ (رواہ الترمذی)

ماہیّت: لوگوں کے دلوں کا مسخر ہو جانا جس سے وہ لوگ اسکی تعظیم و اطاعت کریں۔

معالجہ: یوں سوچے کہ جو لوگ میری تعظیم و اطاعت کر رہے ہیں نہ یہ رہیں گے نہ میں رہوں گا پھر ایسی موہوم و فانی چیز پر خوش ہونا نادانی ہے اور دوسرا علاج یہ ہے کہ کوئی ایسا کام کرے کہ شرع کے خلاف تو نہ ہو مگر عُرفاً اس شخص کی شان کے خلاف ہو اس سے لوگوں کی نظر میں ذلیل ہو جاوے مگر مقتدا کو ایسا کام کرنا زیبا نہیں دین میں فتور پڑے گا۔

فصل ریا میں: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یُرَآءُوْنَ النَّاسَ[2] وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّ یَسِیْرَ الرِّیَاءِ شِرْكٌ (رواہ ابن ماجہ)

ماہیّت: اللہ تعالیٰ کی طاعت میں یہ قصد کرنا کہ لوگوں کی نظر میں میری قدر ہو جاوے۔

معالجہ: حُبِّ جاہ کو دل سے نکالے کیونکہ ریا اسی کا شعبہ ہے اور عبادت پوشیدہ کیا کرے۔ یعنی جو عبادت کہ جماعت سے نہیں ہے اور جس عبادت کا اظہار ضرور ہے۔ اس کے لئے ازالہ حُبِّ جاہ کافی ہے۔ ایک طریق معالجے کا حضرت سیدی مرشدی مولائی الحاج حافظ امداد اللہ دامت برکاتہم کا ارشاد فرمودہ ہے۔ وہ یہ کہ جس عبادت میں ریا ہو اس کو خوب کثرت سے کرے پھر نہ کوئی التفات کرے گا نہ اس کو یہ خیال رہے گا وہ

---

[1] اور وہ جو دار آخرت ہے کریں گے ہم اس کو ان ہی لوگوں کے لئے جو نہیں چاہتے ہیں زمین میں اپنی بڑائی اور نہ فساد مچانا اور انجام کار ہے متقیوں ہی کے لئے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بھوکے بھیڑیے کہ بکریوں کے گلے میں چھوڑ دیئے جاویں اس گلے کو اتنا تباہ نہیں کرتے جتنا آدمی کی حرص مال پر اور جاہ پر اس کے دین کو تباہ کر دیتی ہے

[2] دکھلاتے ہیں وہ لوگوں اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق تھوڑی ریا بھی شرک ہے

چند روز میں اُسے عادت پھر عادت سے عبادت اور اخلاص بنادے گی۔

فصل تکبر میں: ۱؎ قَالَ اللہُ تَعَالیٰ اِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اَحَدٌ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ کِبْرٍ (رواہ مسلم)

ماہیت: اپنے کو صفات کمال میں دوسرے سے بڑھ کر سمجھنا۔

معالجہ: اللہ تعالیٰ کی عظمت کو یاد کرے اس کے مقابلے میں اپنے کمالات کو ہیچ پاوے گا اور جس شخص کو اپنے سے بڑا سمجھتا ہے اس کے تعظیم و تواضع سے پیش آوے یہاں تک کہ اس کا خوگر ہوجاوے۔

فصل عجب میں: ۲؎ قَالَ اللہُ تَعَالیٰ اِذْ اَعْجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَمَّا الْمُھْلِکَاتُ فَھَوًی مُّتَّبَعٌ وَّشُحٌّ مُّطَاعٌ وَّاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِہٖ وَھِیَ اَشَدُّھُنَّ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ماہیت: اپنے کمال کو اپنی طرف نسبت کرنا اور اس کا خوف نہ ہونا کہ شاید سلب ہوجاوے۔

معالجہ: اس کمال کو عطائے خداوندی سمجھے اور اس کی استغنا قدرت کو یاد کرکے ڈرے کہ شاید سلب ہوجاوے۔

فصل غرور میں: ۳؎ قَالَ اللہُ تَعَالیٰ وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللہِ الْغَرُوْرُ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلتَّجَافِیْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ماہیت: کسی شبہ اور شیطان کے دھوکے کے سبب اس پر نفس کو اطمینان حاصل ہونا جو اعتقاد خواہش نفسانی کے موافق ہو اور اس کی طرف طبیعت مائل ہو۔

معالجہ: ہمیشہ اپنے اعمال واحوال کو قرآن وحدیث و بزرگان دین کے اقوال وافعال

۱؎ تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا ہے اپنی بڑائی کرنیوالوں کو اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جائیگا جنت میں وہ جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہو ۲؎ جب کہ بھلا معلوم ہوا تم کو تمہارا زیادہ ہونا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رہے مہلکات سو وہ خواہش ہے جس کی پیروی کی جائے بخل ہے جس کے موافق عملدرآمد ہو اور اچھا سمجھنا آدمی کا اپنے آپ کو اور یہ ان سب سے بڑھ کر ہے ۳؎ اور نہ دھوکہ دے اللہ کی باتوں میں تم کو شیطان اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الگ رہنا دھوکے کی ٹٹی یعنی دنیا سے۔

سے ملاتا ہے اِن رذائل کے ازالہ سے باقی رذائل سب دفع ہو جاویں گے۔ ان اوصافِ حمیدہ و ذمیمہ کو کسی بزرگ نے دو رباعیوں میں اختصار و اجمال کے ساتھ جمع فرما دیا ہے وہ رباعیاں قابل یاد رکھنے کے بلکہ وظیفہ بنانے کے ہیں۔

رُباعی

خواہی کہ شوی بمنزلِ قربِ عظیم ۔۔۔ دہ چیز بنفسِ خویش فرما تعلیم[1]
صبر و شکر و قناعت و علم و یقین ۔۔۔ تفویض و توکل و رضا و تسلیم

رُباعی

خواہی کہ شود دل تو چوں آئینہ ۔۔۔ دہ چیز برون کن از درونِ سینہ[2]
حرص و امل و غضب دروغ و غیبت ۔۔۔ بخل و حسد و ریا و کبر و کینہ

فصل: جاننا چاہیے کہ مقام مراقبے کے متعلق دو چیزیں اور ہیں۔ ایک مشارطہ کہ مراقبے سے پہلے ہے دوسری محاسبہ جو مراقبے کے بعد ہے۔ مشارطت یہ کہ روزانہ صبح کو اُٹھ کر تھوڑی دیر تنہائی میں بیٹھ کر اپنے نفس کو خوب فہمائش کرے کہ دیکھو فلاں فلاں کام کیجیو۔ اس کے بعد مراقبہ یعنی نگہداشت اس معاہدہ کی رکھنا چاہیے۔ جب دن ختم ہو پھر سوتے وقت محاسبہ کرے یعنی صبح سے شام تک جو اعمال کیے ہیں ان کو تفصیلاً یاد کرے جو نیک کام کیے ہوں ان پر شکر الٰہی بجا لاوے جو بُرے کام ہوئے ہوں یا نیک کاموں میں کوئی آمیزش ہوگئی ہو اس پر نفس کو ملامت و زجر و توبیخ کرے اور اگر خالی زجر و توبیخ کافی نہ ہو تو کچھ مناسب سزا بھی تجویز کر کے عملدرآمد کرے[3] قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ (احیا العلوم)

---

[1] تو چاہتا ہے کہ ہو جائے قریبی منزل پر مقیم تو دس چیزوں کو اپنے دل کو تعلیم دے۔ صبر و شکر و قناعت و علم و یقین و تفویض و توکل و رضا و تسلیم [2] تو چاہتا ہے کہ تیرا دل ہو جائے آئینہ کی طرح تو دس چیزوں کو دل سے نکال دے۔ حرص، لمبی اُمید، غصہ، جھوٹ، غیبت، بخل، حسد، ریا، تکبر، کینہ [3] چاہیے کہ دیکھ بھال لے ہر شخص کیا چیز آگے بھیجی ہے کل (قیامت) کے لئے

تیسرا باب

مسائل فرعیہ میں

اس باب میں بعض بعض ضروری مسائل بیان کئے جاتے ہیں چند فصلوں میں :

فصل : بعد وصول کے مردود نہیں ہوتا جو مردود ہوا وصول سے پہلے ہوا۔

فصل : اولیاء کو عبادت میں دوسروں سے زائد ثواب ملتا ہے کیونکہ عبودیت و اخلاص زیادہ ہوتا ہے۔

فصل : خرقِ عادت کئی قسم پر ہے۔ ایک کشف ہے وہ دو طرح ہے کشف کونی، کشفِ الٰہی کشفِ کونی یہ کہ بُعد مکانی یا زمانی اس کے لئے حجاب نہ رہے کسی چیز کا حال معلوم ہو جاوے۔ کشفِ الٰہی یہ کہ علوم و اسرار و معارف متعلق سلوک کے یا متعلق ذات صفات کے اس کے قلب پر وارد ہوں یا عالمِ مثال میں یہ چیزیں متمثل ہو کر مکشوف ہوں۔ دوسری قسم الہام ہے کہ صوفی کے دل پر اطمینان کے ساتھ کوئی علم القا ہو کبھی ہاتفِ غیبی کی آواز سن لیتا ہے۔ تیسری قسم تصرف و تاثیر ہے یہ دو طرح ہے تاثیر کرنا باطنِ مرید میں جس سے اس کو حق تعالیٰ کی طرف کشش پیدا ہو اور تاثیر کرنا دوسری اشیائے عالم میں خواہ ہمت سے یا دعا سے، بے شمار حکایتیں اس باب میں اولیاء اللہ سے منقول ہیں۔

فصل : کشف و الہام سے علمِ ظنی حاصل ہوتا ہے اگر موافق قواعد شرعیہ کے ہے قبول ہوگا[1] ورنہ واجب الترک ہے[2] اور اگر قواعد شرعیہ کے خلاف نہ ہو لیکن خود کشف کشف میں باہم اختلاف ہوا تو اگر وہ دونوں کشف ایک شخص کے ہیں تب تو اخیر کشف پر اعتماد ہوگا اور اگر وہ دونوں کشف دو شخصوں کے ہیں تو صاحبِ صحو کا کشف بہ نسبت صاحبِ سکر کے قابلِ عمل ہے اور اگر دونوں صاحبِ صحو ہیں تو جس کا کشف اکثر شرع کے موافق ہوتا ہو

---

[1] بعض صحابہ نے خواب میں اذان دیکھی اور حضور ؐ کے قبول فرمانے سے اس پر عمل ہوا۔ ۲. اتر مذی اور صحابہ کو غسلِ نبوی میں تردد ہوا کہ کپڑے اتاریں یا نہیں سب کو اونگھ آئی اور آواز ہاتف کی سُنی کہ مع پارچہ غسل دیں اس پر عمل ہوا۔

[2] کیونکہ شریعت دائمی ہے منسوخ نہیں ہو سکتی۔

وہ قابلِ اعتبار ہے اور اگر اس میں بھی دونوں برابر ہیں تو جس شخص میں آثار قُربِ الٰہی و قبولیت کے زیادہ پائے جاویں اس کے کشف کو ترجیح ہوگی اور اگر اس میں بھی برابر ہیں تو جس کو اپنا دل قبول کرے اس پر عمل جائز ہے اور اگر ایک کشف ایک شخص کا دُوسرا کشف کئی شخصوں کا ہو تو جماعت کے کشف کو قوت ہوگی البتہ اگر وہ تنہا سب سے اکمل ہے تو اس کے کشف کو ترجیح ہوگی۔

فصل : خوارق کا ہونا ولایت کے لئے ضروری نہیں بعض صحابہؓ سے عُمر بھر میں ایک خرق عادت بھی واقع نہیں ہوا حالانکہ وہ سب اولیاء سے افضل ہیں۔ فضیلت کا مدار قرُبِ الٰہی و اخلاص عبادت پر ہے۔ خوارق اکثر جوگیوں سے بھی واقع ہوتے ہیں۔ یہ ثمرہ ریاضت کا ہے۔ خرقِ عادت کا رُتبہ ذکر قلبی سے بھی کم ہے صاحبِ عوارف نے غیر اہلِ خوارق کو اہلِ خوارق سے افضل کہا ہے۔ عارفین کی بڑی کرامت یہ ہے کہ شریعت پر مستقیم ہوں اور بڑا کشف یہ ہے کہ طالبان حق کی استعداد معلوم کر کے اس کے موافق ان کی تربیت کریں۔ شیخ اکبر نے لکھا ہے کہ بعضے اہل کرامت نے مرنے کے وقت تمنا کی ہے کہ کاش ہم سے کرامتیں ظاہر نہ ہوتیں۔ رہا یہ شُبہ کہ پھر اولیاء کا اولیاء ہونا کس طرح معلوم ہو سو اول تو ولایت ایک امر خفی ہے اس کے معلوم ہونے کی ضرورت ہی کیا ہے اور اگر معلوم کرنے سے یہ مقصود ہے کہ ہم اُن سے مستفید ہوں تو ان کی صحبت و تعلیم سے شرف حاصل کرو جب اپنی حالت روز بروز متغیر پاؤ گے خود ہی معلوم ہو جاوے گا کہ یہ شخص صاحب تاثیر ہے۔

فصل طریق تلاشِ پیر : کمالِ باطنی کا حاصل کرنا جب ضرور ٹھہرا اور عادتُ اللہ یوں ہی جاری ہے کہ بے توسل پیر کے یہ راہ قطع نہیں ہوتی اس لئے پیر کا تلاش کرنا ضرور ٹھہرا۔ طریق اس کا یوں ہے کہ اکثر درویشوں سے جن پر احتمال کمال کا ہو ملتا رہے اور کسی کی عیب جوئی اور انکار میں مبادرت نہ کرے ــــ مگر جلدی سے بیعت بھی نہ کرے اوّل یہ دیکھے کہ شریعت پر مستقیم ہے یا نہیں۔ اگر مستقیم نہیں اس سے علیحدہ ہو گو خوارق وغیرہ

اس سے صادر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے [۹۱] وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا الآیۃ وقال لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا اور اگر شرع پر مستقیم ہے تو خود اس کا نیک اور ولی ہونا تو ثابت ہوگیا مگر اس شخص کو تو ضرورت تربیت و تکمیل کی ہے اس لئے بیعت نہ کرے بلکہ یہ بھی دیکھے کہ اس کی صحبت سے قلب میں کچھ اثر (یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت دنیا و معاصی کی نفرت) پیدا ہوتا ہے یا نہیں کیونکہ حدیث شریف میں اولیاء اللہ کی یہی علامت آئی ہے اِذَا رُءُوْا ذُكِرَ اللهُ ۔ لیکن اکثر عوام کو تھوڑی صحبت میں اس کا محسوس کرنا دشوار ہے۔ اس وقت یوں چاہیئے کہ اس کے مریدوں میں سے جس کو عاقل راست گو دیکھے اس سے شیخ کی تاثیر کا حال معلوم کرلے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے [۹۲] فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور حدیث میں ہے [۹۳] اِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ اگر کوئی معتبر آدمی شہادت دے اس کا اعتبار کرے اور جو بہت سے آدمی ویسی شہادت دیں تو زیادہ اطمینان کا باعث ہے مگر وہ گواہی دینے والے قرائن سے سچے معلوم ہوتے ہوں "مریدان می پرانند" کے مصداق نہ ہوں۔ اس اطمینان کے بعد اس سے بیعت ہو جاوے اور اس کے ارشاد کے موافق عملدرآمد کرے۔

فصل تعدد پیر میں: اگر ایک شیخ کی خدمت میں خوش اعتقادی کے ساتھ ایک معتدبہ مدت تک رہا مگر اس کی صحبت میں کچھ تاثیر نہ پائی تو دوسری جگہ اپنا مقصود تلاش کرے کیونکہ مقصود خدا تعالیٰ ہے نہ شیخ۔

رُباعی

باہر کہ نشستی و نشد جمع دلت ۔۔۔ وز تو نرمید صحبت آب و گلت [۹۴]

زنہار ز صحبتش گریزاں می باش ۔۔۔ ورنکند روح عزیزاں بحلت

---

[۹۱] اور مت کہا مانو اے محمد ان میں سے کسی گنہگار کا اور نہ کسی کافر کا اور فرمایا اللہ نے اور نہ کہا مانو اس کا جس کے دل کو ہم نے غافل کردیا اپنی یاد سے اور وہ اپنی خواہش کا پیرو ہے اور ہے اس کا کام حد سے بڑھا ہوا [۹۲] پس پوچھ لو اہل علم سے اگر تم نہیں جانتے [۹۳] بیماری جہل کی شفا اور دوا سوال کرنا اور دریافت کرلینا ہے اور دوں ہے۔

[۹۴] جس شخص کی صحبت میں تو رہے اور تیرا دل مطمئن نہ ہو اور تجھ سے پانی و مٹی (خواہشات نفسانی) کا اثر دور نہ ہو تو ضرور بالضرور اسکی صحبت سے دُور ہوجا ورنہ اسکی روح تیرے اندر کشادگی پیدا نہ کرے گی۔

لیکن شیخ اوّل سے بداعتقاد نہ ہو ممکن ہے کہ وہ کامل مکمل ہو مگر اُس کا حصہ وہاں نہ تھا۔ اسی طرح اگر شیخ کا انتقال قبل حصول مقصود کے ہو جاوے یا ملاقات کی اُمید نہ ہو جب بھی دوسری جگہ تلاش کرے اور یہ خیال نہ کرے کہ قبر سے فیض لینا کافی ہے۔ دوسرے شیخ کی کیا ضرورت ہے کیونکہ قبر سے فیضِ تعلیم نہیں ہو سکتا البتہ صاحب نسبت کو احوال کو ترقی ہوتی ہے سو یہ شخص تو ابھی محتاجِ تعلیم ہے ورنہ کسی کو بھی بیعت کی ضرورت نہ ہوتی لاکھوں قبریں کاملین بلکہ انبیا کی موجود ہیں۔

فصل: اور بلا ضرورت محض براہ ہوسنا کی کئی کئی جگہ بیعت کرنا بہت بُرا ہے۔ اس سے بیعت کی برکت جاتی رہتی ہے اور شیخ کا قلب مکدّر ہو جاتا ہے اور نسبت قطع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اور ہر جائی مشہور ہو جاتا ہے۔

فصل: اور اگر شیخ کی صحبت سے قلب میں کچھ تاثیر معلوم ہوتی ہو تو اس کی صحبت کو غنیمت سمجھو اور اس کے عشق و محبت کو دل میں محکم کرے اور اس کی پوری پوری اطاعت کرے اور اس کو خوش رکھے کوئی ایسی حرکت نہ کرے جو اس کے تکدّر کا باعث ہو کہ اس سے فیوض بند ہو جاتے ہیں۔ سورۂ حجرات کی اوّل کی آیتوں میں آداب نبویہ بتلائے گئے ہیں شیخ چونکہ خلیفہ کامل نبی کا ہے اس کی محبت و ادب کا بھی وہی حکم ہے۔

فصل: مشہور ہے کہ اپنے پیر کو سب سے افضل سمجھے ظاہراً اسمیں اشکال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے [۱] وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ پس سمجھنا چاہیے کہ اگر سُکر محبت میں ایسا سمجھا تو معذور ہے اور اگر غلبۂ سُکر نہیں ہے تو اتنا سمجھے کہ میری تلاش سے زندہ لوگوں میں اس سے زیادہ نفع پہنچانے والا شخص مجھ کو نہیں مل سکتا ہکذا قال سیّدی سندی مرشدی شیخی الحاج الحافظ محمد امداد اللہ دامت برکاتہم۔

فصل: شیخ سے اگر کوئی احیاناً کوئی فعل قابلِ اعتراض سرزد ہو جاوے تو اعتراض نہ کرے۔ حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کا قصہ یاد کرلے ؎

آں پسر را کش خضر ببرید حلق [۲] | سرِ آں را درنیابد عام خلق
گر خضر در بحر کشتی را شکست [۳] | صد درستی در شکست خضر ہست

---

۱ ہر صاحب علم سے بڑھ کر کوئی ذی علم ہے۔
۲ وہ لڑکا جس کی گردن کاٹ کر خضر علیہ السلام نے قتل کیا، اس کا راز عام مخلوق نے نہیں پایا۔
۳ اگر خضر علیہ السلام نے دریا میں کشتی کو توڑ دیا تو خضر علیہ السلام کے توڑنے میں سو درستگی ہے۔

یا تو تاویل کرلے یا یوں سمجھ لے کہ اولیاء معصوم نہیں ہوتے ہیں اور توبہ سے سب معاف ہو جاتا ہے مگر یہ اس شیخ کے لئے ہے جو شرع کا پابند صاحب استقامت ہو اور اتفاقاً اس سے کوئی فعل ہو جاوے اور اگر اس نے فسق و فجور کو عادت بنا رکھا ہے وہ ولی نہیں۔ اس کے قول و فعل کی تاویل کچھ ضرور نہیں اس سے علیحدگی اختیار کرے۔

فصل: جس طرح اولیاء کے آداب میں تقصیر ممنوع ہے۔ اسی طرح افراط و غلو اور بھی بدتر ہے کہ اس میں اللہ و رسول کی شان میں تفریط ہوتی ہے مثلاً انکو عالم الغیب سمجھنا اس سے کفر لازم آتا ہے۔ قَالَ اللهُ تَعَالٰى لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللهُ وَقُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ یا ان کو کسی چیز کے موجود یا معدوم کر دینے پر یا اولاد و رزق وغیرہ دینے پر یا خدا سے زبردستی دلانے پر قادر سمجھنا یہ بھی کفر ہے[۲] قَالَ تَعَالٰى قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللهُ یا ان کے ساتھ عبادت کے طریقوں میں کوئی طریق برتنا، مثلاً ان کی منت ماننا یا ان کا یا ان کی قبر کا طواف کرنا یا اُن سے دعا مانگنا یا ان کے نام کو عبادتاً جپنا یہ سب بعض معصیت و بدعت کے اور بعض کفر و شرک کے طریقے ہیں[۳] قَالَ اللهُ تَعَالٰى اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ،

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[۴] اَلطَّوَافُ بِالْبَيْتِ صَلٰوةٌ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ تَلَا قوله تعالى رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ وقال اللہ

---

۱ فرمایا اللہ تعالیٰ نے نہیں جانتے جو آسمان اور زمین میں ہیں غیب کی بات مگر اللہ تعالیٰ اور فرمایا کہہ دو اے محمدؐ کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب کی بات جانتا ہوں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ذرا سے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنے کا کہ خود اللہ چاہے ۲؎ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہہ دو اے محمدؐ کہ میں نہیں مالک ہوں اپنے لئے نفع کا اور نہ ضرر کا مگر جتنا اللہ چاہے ۳؎ تجھ ہی کو پوجتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ۴؎ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کرنا نماز کی مثل عبادت ہے اور فرمایا دعا مانگنا بھی بڑی عبادت ہے ۵؎ اور فرمایا تمہارے رب نے مجھ سے مانگو میں قبول کروں گا بیشک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب داخل ہوں گے جہنم میں ذلیل ہو کر اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ بندے ہیں

تعالیٰ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ الآیۃ

فصل : ولی کبھی کسی نبی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔ نہ عبادت کبھی معاف ہو سکتی ہے بلکہ خواص کو زیادہ عبادت کا حکم ہے البتہ مجذوب کہ مسلوب الحواس ہوتا ہے معذور ہے۔ نہ ولی معصوم ہوتا ہے نہ صحابہ کے مرتبے کو کوئی ولی پہنچ سکتا ہے لقولہ تعالیٰ[۱] کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ وقولہ علیہ السلام خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ وَلِاِجْمَاعِھِمْ عَلٰی اَنَّ الصَّحَابَۃَ کُلُّھُمْ عُدُوْلٌ وَلِقَوْلِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مبارکٍ مِّنَ التَّابِعِیْنَ اَلْغُبَارِ الَّذِیْ دَخَلَ اَنْفَ فَرَسِ مُعَاوِیَۃَ خَیْرٌ مِّنْ اُوَیْسِ الْقَرْنِیِّ وَعُمَرَ الْمَرْوَانِیِّ۔

فصل : قبریں اونچی اونچی اور اُن پر گنبد بنانا، عُرس میں بڑی دھوم دھام کرنا، بہت سی روشنی کرنا جیسا آج کل رائج ہے۔ زندے یا مُردے کو سجدہ کرنا سب ممنوع ہے البتہ زیارت کرنا اور ایصالِ ثواب کرنا اور اگر صاحبِ نسبت ہو ان سے فیوض لینا یہ سب اچھی باتیں ہیں۔

فصل : پیر بھی فارغ نہ بیٹھا رہے۔ کمالات میں ترقی کرتا رہے[۲] قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا دعویٰ کمال کا نہ کرے ہاں اظہارِ نعمت میں مضائقہ نہیں[۳] قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَا تُزَکُّوْٓا اَنْفُسَکُمْ وقال اللہ تعالیٰ[۴] وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ اور افشائے طریقہ پر حریص رہے قال اللہ تعالیٰ[۵] حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ مُریدوں کے ساتھ شفقت محبت رہے۔ قال اللہ تعالیٰ[۶] بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ اُن کی خطا وقصور سے درگزرے۔

---

[۱] کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم لوگ بہترین اُمت ہو اور رسول علیہ السلام نے فرمایا سب زمانوں میں بہتر میرا زمانہ ہے اور اس لئے کہ سب کا اجماع ہے کہ صحابہ سب کے سب عادل ہیں اور بسبب قول عبداللہ بن مبارک کے جو تابعین میں سے ہیں کہ جو غبار کہ حضرت معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں گیا ہے وہ بہتر ہے حضرت اویس قرنی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز مروانی سے [۲] فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اے محمد اے رب بڑھائیے میرا علم [۳] فرمایا اللہ تعالیٰ نے نہ پاکی بیان کرو اپنے نفسوں کی اور فرمایا اور جو نعمت تمہارے رب کی ہے اس کو بیان کرو [۴] فرمایا اللہ تعالیٰ نے وہ رسول حریص ہیں تمہاری بھلائی پر [۵] فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر شفیق اور مہربان ہے۔

قال اللہ تعالیٰ[1] وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ
دنیا داروں کی خاطر سے ان کو علیحدہ نہ کرے۔ قال اللہ تعالیٰ[2] لَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ
رَبَّهُمْ الی قولہ فَتَكُونَ مِنَ الظّٰلِمِينَ اور مریدوں سے متوقع دنیا و طالب نفع دنیوی
کا نہ ہو۔ قال اللہ تعالیٰ[3] يُرِيدُونَ زِينَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَقَالَ لَا اَسْئَلُكُمْ
عَلَيْهِ اَجْرًا اور ایذائے خلق پر صبر کرے۔ لقولہ علیہ السلام[4] وَرَحِمَ اللّٰهُ اَخِي
مُوسٰى لَقَدْ اُوْذِيَ اَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ۔ اپنے کو متانت و وقار سے رکھے
ورنہ مریدوں کی نظر میں بے وقعتی ہونے سے ان کو فیض نہ ہوگا[5] لِمَا وَرَدَ فِي حَقِّهِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ رَاٰهُ مِنْ بَعِيْدٍ هَابَهٗ وَمَنْ رَاٰهُ مِنْ قَرِيبٍ اَحَبَّهٗ
وَنَحْوَهٗ اور ایک مرید کو دوسرے مرید پر ترجیح نہ دے لقولہ تعالیٰ[6] عَبَسَ وَتَوَلّٰى
البتہ اگر ایک کو خدا کی طلب زیادہ ہے اس کو ترجیح دینے میں مضائقہ نہیں اور ایسی حرکت
نہ کرے جس سے خلقت کو بداعتقادی ہو کہ اس میں طریق ارشاد مسدود ہوتا ہے۔
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى[7] دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ۔ اوّل باب سے یہاں تک یہ مضامین
ارشاد الطالبین کے ہیں جو قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کی عمدہ تصانیف سے ہے۔

فصل تصور شیخ میں: اس کو برزخ اور رابطہ اور واسطہ بھی کہتے ہیں، اس کے یہ معنی
تو آج تک کسی محقق نے نہیں فرمائے کہ خدائے تعالیٰ کو پیر کی شکل میں سمجھے یہ تو محض باطل ہے اور
اگر[8] اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ سے دھوکہ ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ

---

[1] فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر ہوتے تم تند خو سخت دل بیشک چل دیتے وہ تمہارے پاس سے پس معاف کر دو ان کے قصور کو۔
[2] نہ ہٹاؤ اپنے پاس سے ان لوگوں کو جو پکارتے رہتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام چاہتے ہیں اس کی ذات کو اور نہیں تم
پر ان کا کچھ حساب اور نہ ان پر ہے تمہارا حساب کچھ جو ہٹا دو تم ان کو اور ہو جاؤ ناانصافوں سے [3] فرمایا اللہ تعالیٰ نے
چاہتے ہو زیب و زینت دنیا کی اور فرمایا نہیں مانگتا ہوں اس پر کسی کا بدلہ [4] اللہ تعالیٰ میرے بھائی موسیٰ پر رحم
فرمائے وہ اس سے بھی زیادہ ایذا پہنچائے گئے تھے تب بھی انہوں نے صبر کیا [5] کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام
کے حق میں حدیث میں آیا ہے کہ جو دیکھتا تھا آپ کو دور سے خوف کھاتا تھا اور جو دیکھتا تھا نزدیک سے محبت کرتا تھا یا
ایسا ہی کچھ مضمون ہے [6] تیوری چڑھائی منہ موڑا [7] بلانے والے اللہ کی طرف [8] تحقیق اللہ نے پیدا کیا
آدم کو اپنی صورت پر۔

صورت ناک منہ ہی کو نہیں کہتے مثلاً یہ بولتے ہیں اس مسئلے کی یہ صورت ہے حالانکہ اس مسئلہ کی ناک منہ نہیں ہے بلکہ صورت کے معنی صفت کے بھی آتے ہیں تو انسان کو آخر سمع، بصر وغیرہ عنایت ہوا ہے اس لئے اس کو صورتِ حق کہا گیا۔ غرض یہ معنی تصورِ شیخ کے بالکل بے اصل ہیں، کتبِ فن میں اس قدر مذکور ہے کہ شیخ کی صورت اور اس کے کمالات کے زیادہ تصور کرنے سے اس سے محبت پیدا ہو جاتی ہے اور نسبت قوی ہوتی ہے اور قوتِ نسبت سے طرح طرح کے برکات ہوتے ہیں اور بعض محققین نے تصور شیخ میں صرف یہ فائدہ فرمایا ہے کہ ایک خیال دوسرے خیال کا دافع ہوتا ہے اس سے یکسوئی میسر ہو جاتی ہے اور خطرات دفع ہو جاتے ہیں چنانچہ حضرت شاہ کلیم اللہ صاحب قدس سرہٗ نے کشکول میں یہی حکمت فرمائی ہے اس کے بعد فرماتے ہیں و ہر چند برزخ لطیف تر بود و از معانی معقولہ بود کارنیکو بود و ہر چند کثیف بود و از صور مرئیہ بود کار زبوں تر بود۔ بہرحال اس میں جو کچھ حکمت و فائدہ ہو راقم کا تجربہ ہے کہ یہ شغل خواص کو تو مفید ہوتا ہے اور عوام کو سخت مضر کہ صورت پرستی کی نوبت آجاتی ہے۔ اسی واسطے امام غزالیؒ وغیرہ محققین نے عوام اور مبتدیوں کے لئے ایسے اشغال کی تعلیم سے منع فرمایا ہے جس سے کشف وغیرہ ہوتا ہے اس لئے عوام کو تو بالکل اس سے بچنا چاہئیے اور خواص بھی اگر کریں تو احتیاط کی حد تک محدود رکھیں۔ اس کو حاضر و ناظر اور ہر وقت اپنا معین دستگیر نہ سمجھ لیں کیونکہ کثرتِ تصور سے کبھی صورتِ مثالیہ روبرو حاضر ہو جاتی ہے کبھی تو وہ محض خیال ہوتا ہے اور کبھی کوئی لطیفۂ غیبی اس شکل میں متمثل ہو جاتا ہے[۱] اور شیخ کو اکثر اوقات خبر تک بھی نہیں ہوتی اس مقام پر اکثر ناواقف لوگوں کو لغزش ہو جاتی ہے

فصل: عورتوں کو دست بدست بیعت نہ کرنا چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی عورت کو بیعت میں ہاتھ نہیں لگایا۔ اجنبی عورت کو ہاتھ لگانا حرام ہے۔

---

[۱] جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے وقت اصرار زلیخا کے حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت دیکھی تو شرما گئے یقیناً وہ حضرت یعقوب علیہ السلام نہ تھے اگر حضرت یعقوب علیہ السلام ہوتے تو ان کو حضرت یوسف علیہ السلام کا مصر میں ہونا معلوم ہو جانا چاہئیے پھر پریشان ہونا اور بیٹوں سے جستجو کرنے کے لئے ارشاد فرمانا کیا معنے، خوب سمجھ لو۔

صاحب محبوب السالکین می نویسد "بیعت کنانیدن نسواں ایں است اگر نساء غائب است بوکالت محارم نسبی یا رضاعی بیعت کند و آنچہ شرائط است بموکلہ بفرمائید و خرقہ دامنے دہد و اگر نسواں حاضر است در پردہ مرید کند بیعت دست نہ کند چنانچہ عہد با رجال کند با عورت نکند و ہم در کتاب مذکور است کہ ایں در حق مرداں است کہ مار اقبول کردی دلعولت امر و نہی بسند است۔

فصل سماع میں: ہر چند یہ مسئلہ اختلافی ہے لیکن اگر مانعین کے دلائل سے بالکل قطع نظر کر کے اس کو جائز سمجھا جاوے تب بھی تو جواز کے بہت سے شرائط ہیں، انصاف سے دیکھنا چاہیئے کہ اس زمانے میں کونسی مجلس ان آداب و شرائط کے ساتھ ہوتی ہے نہ اخوان ہیں نہ زمان نہ مکان، صرف ایک رسم رہ گئی ہے، ہر قسم کے لوگ مختلف نفسانی اغراض سے جمع ہوتے ہیں اور بزرگوں کے طریقے کی سخت بدنامی ہوتی ہے۔ اس مقام پر صرف حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ کا ارشاد فوائد الفوائد سے نقل کئے دیتے ہیں، چند چیز موجودہ شود سماع آنگاہ شنود۔ آں چیست مسمع است و مسموع و مستمع و آلہ سماع ست فرمودند مسمع گوئندہ است می باید کہ مرد تمام باشد و کودک و عورت نباشد اما مسموع آنچہ می گوید باید کہ ہزل و فحش نباشد و اما مستمع آنکہ می شنود باید بحق شنود و مملو باشد از یاد حق و اما آلہ سماع و آں مزامیر است چوں چنگ و رباب و مثل آں باید کہ درمیان نباشد ایچنیں سماع حلال است۔ اب آگے انصاف درکار ہے اور اگر ان شرائط سے بھی قطع نظر کی جاوے تب بھی سمجھنا چاہیئے کہ سماع میں ایک خاص اثر ہے کہ کیفیت غالبہ کو قوت دیتا ہے اس زمانے میں چونکہ اکثر نفوس میں خبث و حب غیر اللہ غالب ہے اسی کو غلبہ ہوگا پھر جب حب غیر اللہ حرام ہے تو اس کے سبب کو کیا فرمائیے گا۔

فصل: خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ استغراق میں ترقی نہیں ہوتی کیونکہ ترقی دوام عمل سے ہے اور اس میں عمل کا انقطاع ہو جاتا ہے۔

فصل: شارح گلشن راز فرماتے ہیں کہ محض اہل کمال کی تقلید سے بدون غلبۂ حال کے خلاف شریعت کلمات منہ سے نکال کر کافر مست بنو، صاحب گلشن راز کا شعر ہے ؎

تراگر نیست احوال مواجید مشو کافر بنا دانی بہ تقلید[1]

فصل : مرج البحرین میں ہے کہ اگر شکر و غلبے میں صوفی کے منہ سے کچھ نکل جاوے تو اس پر نہ اعتراض کرو نہ اس کی تقلید طریق اسلم سکوت ہے راقم کہتا ہے کہ مطلب ہے کہ اس شخص پر اعتراض نہ کرو باقی وہ بات ضرور قابلِ اعتراض ہے خصوصاً جب کہ عوام کو مضر ہو۔ اس وقت اسکی غلطی ظاہر کر دینا واجب ہے۔

فصل : قرآن وحدیث کے ظاہری معنیٰ کا انکار کرنا کفر ہے۔ البتہ ظاہر کو تسلیم کرنا اس کے باطن کی طرف عبور کرنا محققین کا مسلک ہے ـــــــ مثلاً حدیث میں آیا ہے کہ جس گھر میں کتا ہو وہاں فرشتے نہیں جاتے۔ اہلِ ظاہر نے تو کتا پالنے کو برا سمجھا مگر دل میں صفاتِ کلبیہ کو ہمیشہ جمع رکھا۔ ان میں تو یہ کسر رہی مگر ایمان موجود ہے جس سے مر مٹ کر جنت تو مل جائے گی۔ منکرینِ ظاہر نے تو کتا پالنے کی اجازت دی اور کہا کہ مولوی لوگ حدیث کا مطلب نہیں سمجھے۔ بیت سے مراد قلب ہے اور ملائکہ سے مراد انوارِ غیبیہ اور کلب سے مراد صفاتِ سبعیہ وغیرہا۔ یہ لوگ شرع کا انکار کرکے کافر اور مستحقِ جہنم ہوئے۔ محققین نے کہا کہ مطلب تو حدیث کا وہی ہے جو اہلِ ظاہر سمجھے مگر اس میں غور کرنا چاہیئے کہ ملائکہ کو کتے سے کیوں نفرت ہے صرف اس کے صفاتِ ذمیمہ سبعیہ و نجاست و حرص و غضب وغیرہ کی وجہ سے تو معلوم ہوا کہ یہ صفات مذموم ہیں پھر جب ظاہری گھر میں کتا رکھنا جائز نہیں تو باطنی گھر میں ان صفات کا رکھنا کیسے جائز ہوگا۔ اس محقق نے ظاہراً کتا پالنے کو بھی حرام کہا کیوں کہ وہ مدلول مطابقی ہے اور باطناً ان صفاتِ مذمومہ کے ساتھ متصف ہونے کو بھی حرام کہا کیوں کہ وہ مدلول التزامی ہے۔

فصل : اہلِ کشف نے فرمایا ہے کہ ہر لطیفے میں دس دس ہزار حجابات ظلمانی و نورانی ہیں اور لطیفہ قالبیہ کو ملا کر سات لطیفے ہیں تو ستر ہزار حجاب ہوئے ذکر سے ظلمت دفع ہوتی ہے اور نور لطیفے کا سالک کو نظر آتا ہے۔ یہ علامت ان حجابات کے اُٹھ جانے کی ہے مثلاً حجابِ نفس کا شہوت و لذت ہے اور حجابِ دل کا نظر کرنا غیرِ حق پر اور حجابِ عقل کا معانی فلسفہ میں خوض کرنا اور حجابِ روح کا مکاشفاتِ عالمِ مثال کے۔ وعلی ہذا ان میں کسی کی طرف ملتفت نہ ہو۔ مقصودِ حقیقی کی طرف متوجہ رہے اور غیر مقصود کی نفی کرتا رہے۔

---

[1] اگر تجھ میں وجد کے احوال نہیں تو محض ناواقفیت سے (اہلِ کمال کی تقلید میں کفریہ کلمات کہہ) کافر نہ ہو۔

عشق آں شعلہ است کوچوں بر افروخت	ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت[1]
تیغ لادر قتل غیر حق براند	در نگر آخر کہ بعد لاچہ ماند
ماند الا اللہ باقی جملہ رفت	مرحبا اے عشق شرکت سوز رفت

فصل اقسام حجاب و وقوف سالک میں:

فوائد الفواد میں ہے کہ سالک وہ ہے کہ راہ چلے اور واقف وہ ہے جو بیچ میں اٹک جاوے۔ پس جب سالک عبادت میں کوتاہی کرتا ہے اگر جلدی سے توبہ و استغفار کر کے بدستور پھر سرگرم ہوگیا تو پھر سالک بن جاوے گا اور خدانخواستہ اگر وہی غفلت رہی تو اندیشہ ہے کہ کہیں راجع یعنی واپس نہ ہوجاوے۔ اس راہ کی لغزش کے سات درجے ہیں۔ اعراض، حجاب، تفاصل، سلب مزید، سلب قدیم، تسلی، عداوت۔ اوّل اعراض ہوتا ہے اگر معذرت و توبہ نہ کی حجاب ہوگیا اگر پھر بھی اصرار رہا تفاصل ہوگیا۔ اگر اب بھی استغفار نہ کیا تو عبادت جو ایک زائد کیفیت ذوق شوق کی تھی وہ سلب ہوگئی یہ سلب مزید ہے اگر اب بھی اپنی بیہودگی نہ چھوڑی تو جو راحت وحلاوت کہ زیادتی کے قبل اصل عبادت میں تھی وہ بھی سلب ہوگئی۔ اس کو سلب قدیم کہتے ہیں۔ اگر اس پر بھی توبہ میں تقصیر کی تو جدائی کو دل گوارہ کرنے لگا یہ تسلی ہے۔ اگر اب بھی وہی غفلت رہی تو محبت مبدل بعداوت ہوگئی۔ نعوذ باللہ منہا۔

---

[1] عشق وہ شعلہ ہے کہ جب ابھرے معشوق کے سوا سب کو جلادے [2] غیر اللہ کے قتل کرنے میں لا کی تلوار کو چلا پھر دیکھ کہ لا کے بعد کیا رہا [3] رہا ہے الا اللہ باقی سب چلا گیا۔ مرحبا اے عشق شرکت کو جلا کر بھگا دیا۔

چوتھا باب

اصلاح اغلاط میں

غلطیاں تو بیشمار ہیں مگر جن میں آج کل لوگ زیادہ مبتلا ہیں ان کی اصلاح چند فصلوں میں ذکر کرتے ہیں۔

اس غلطی کی اصلاح کہ فقیری میں اتباع شریعت کی ضرورت نہیں فتوحات میں ہے۔

كُلُّ حَقِيْقَةٍ عَلٰى خِلَافِ الشَّرِيْعَةِ زَنْدَقَةٌ بَاطِلَةٌ اور اسی میں ہے مَا لَنَا طَرِيْقٌ اِلَى اللّٰهِ اِلَّا عَلَى الْوَجْهِ الْمَشْرُوْعِ لَا طَرِيْقَ لَنَا اِلَى اللّٰهِ اِلَّا مَا شَرَعَهٗ اسی میں ہے فَمَنْ قَالَ اِنَّ ثَمَّ طَرِيْقًا اِلَى اللّٰهِ خِلَافَ مَا شَرَعَ فَقَوْلُهٗ زُوْرٌ فَلَا يُقْتَدٰى بِشَيْخٍ لَا اَدَبَ لَهٗ حضرت بایزید فرماتے ہیں لَوْ نَظَرْتُمْ اِلٰى رَجُلٍ اُعْطِىَ مِنَ الْكَرَامَاتِ حَتّٰى يُرْتَقٰى فِى الْهَوَاءِ فَلَا تَغْتَرُّوْا بِهٖ حَتّٰى تَنْظُرُوْنَهٗ كَيْفَ تَجِدُوْنَهٗ عِنْدَ الْاَمْرِ وَالنَّهْىِ وَحِفْظِ الْحُدُوْدِ وَاَدَاءِ الشَّرِيْعَةِ حضرت جنید فرماتے ہیں الطُّرُقُ كُلُّهَا مَسْدُوْدَةٌ عَلَى الْخَلْقِ اِلَّا عَلٰى مَنِ اقْتَفٰى اَثَرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور فتوحات میں ہے فَمَا عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّمْ يَعْلَمْ بِحُكْمِهٖ بِمَكَانٍ لِاَنَّ اللّٰهَ مَا اتَّخَذَ وَلِيًّا جَاهِلًا فِيْهِ اَنَّ اِبْطَالَةً مَّعَ الْعِلْمِ خَيْرٌ مِّنَ الْعَمَلِ مَعَ الْجَهْلِ۔ انتہی۔

---

۱ جو حقیقت شریعت کے خلاف ہو بد دینی اور مردود ہے ۲ نہیں ہے ہمارے لئے اللہ کی طرف کوئی راستہ مگر شرعی طور سے اور نہیں ہے کوئی راہ ہمارے لئے اللہ کی طرف مگر وہی جو اس نے شریعت میں تبلا دیا ہے ۳ جو شخص کہے کہ ادھر کوئی اور راہ ہے اللہ کی طرف برخلاف اس کے جو شریعت نے تبلا دیا اس کا قول جھوٹا ہے پس ایسے شخص کو مقتدا نہ بنایا جاوے جس کو ادب نہ ہو ۴ اگر تم ایسا آدمی دیکھو کہ کرامتیں دیا گیا ہے یہاں تک کہ ہوا میں اُڑتا ہے تو دھوکے میں نہ آجاؤ جب تک نہ دیکھ لو کہ امر و نہی اور حفظ حدود اور پابندی شریعت میں کیسا ہے۔

۵ سب راہیں بند ہیں کل مخلوق پر سوائے اس کے جو قدم بقدم چلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ۶ نہیں ہے اللہ کے نزدیک جو شخص نہ جانتا ہو اس کے حکم کو کسی مرتبے میں کیونکہ اللہ نے نہیں بنایا کسی جاہل کو ولی اور اسی فتوحات میں ہے کہ باوجود علم کے بیہودگی کرنا بہتر ہے ایسی عمل سے جو جہل سے ہو فقط اور یہ اس لئے

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اور اس باب میں ہزاروں ارشادات بزرگوں کے مذکور ہیں، کہاں تک لکھا جاوے قشیریہ میں حضرت ذوالنون مصری و سری سقطی و ابو سلیمان و احمد بن ابی الحواری و ابو حفص حداد و ابو عثمان و نوری و ابو سعید خراز سے اور دوسری کتابوں میں بھی مثل دلیل العارفین، ملفوظات حضرت خواجہ معین الدین چشتی و مکتوبات قدسیہ حضرت شیخ قطب العالم عبد القدوس گنگوہی اور قوت القلوب ابو طالب مکی وغیرہا میں یہ مضمون نہایت استحکام کے ساتھ مذکور و منقول ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ فقر میں اوّل علم شریعت کی سخت ضرورت ہے اور بدون اس کے آگے راہ نہیں کھلتی اور کبھی کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرکے اور طریق بدعت کو اختیار کرکے ولی نہیں ہو سکتا، جب بدعت قاطع طریق ہے تو کفر و شرک کا تو کیا پوچھنا ہے آجکل لوگوں نے علم و عمل کے اڑانے کو دو لفظ یاد کئے ہیں علم کی نسبت حجاب اکبر اور عمل کی نسبت دعویٰ آزادی ـــــ سو جو حجاب اکبر کے اگر یہ معنی ہوں تو جتنے بزرگوں کے نام لکھے گئے ہیں یہ جھوٹے بلکہ محجوب ٹھہرتے ہیں، یہ ایک اصطلاحی لفظ ہے بحقائق کے قاعدے سے اس کے بہت باریک معنیٰ ہیں مگر موٹے سے معنیٰ یہ سمجھو کہ حجاب اکبر اس پردے کو کہتے ہیں جو بادشاہ کے قریب پڑا رہتا ہے کہ وہاں پہنچ کر بادشاہ کا بہت ہی قرب ہو جاتا ہے تو اسمیں علم کی مدح ہے یعنی جب علم حاصل کرلیا تو جتنے حجاب تھے سب اُٹھ گئے یہاں تک کہ حجاب اکبر تک پہنچ جائے، اب ایک تجلی سے حیرت کا غلبہ ہو یہ حجاب بھی اُٹھ جاوے واصل ہو جاوے اور جس نے سرے ہی سے علم حاصل نہیں کیا خواہ تحصیل سے یا صحبت علماء سے وہ تو ابھی بہت پردوں کے پیچھے ہے اور بہت دُور رہا۔ دعویٰ آزادی تو آزادی کے معنی باب اصطلاحات میں گزر چکے ہیں کہ قید شہوت و غفلت سے آزاد ہونا ہے نہ کہ احکام محبوب حقیقی سے ؎

گر تو خواہی حرّی و دل زندگی ــ بندگی کن بندگی کن بندگی [1]

زندگی مقصود بہر بندگی ست ــ زندگی بے بندگی شرمندگی ست [2]

کہ عالم اگر بیہودہ بات بھی کرے تو وہ ایسی بُری نہیں ہوتی کہ کفر و شرک تک نوبت پہنچ جاوے اور چونکہ اس کی بُرائی سے واقف ہے توبہ کی اُمید ہے بخلاف جاہل کے کہ بسا اوقات ضروری اعمال نماز روزہ بھی درست نہیں ہوتا اور لاعلمی سے کفر و شرک لازم آجاتا ہے اور چونکہ اس کی بُرائی سے واقف نہیں تو یہ بھی نصیب نہیں ہوتی۔

[1] اگر آزادی اور دل کی زندگی کی خواہش ہے تو عبادت کیجئے [2] زندگی سے مقصود عبادت ہے بغیر عبادت کے زندگی شرمندگی ہے

جز خضوع و بندگی و اضطرار اندریں حضرت ندارد اعتبار[۱]

ہر کہ اندر عشق یابد زندگی کفر باشد پیش او جز بندگی[۲]

ذوق باید تا دہد طاعات بر مغز باید تا دہد دانہ شجر[۳]

اور اگر یہ شبہ ہے کہ علم حقیقت اگر علم شریعت کے خلاف نہیں ہے تو بزرگوں نے اسرار کو کیوں پوشیدہ کیا ہے. شریعت تو اظہار کے قابل ہے تو اس کا حل اچھی طرح سمجھ لو کہ ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ علم شریعت ہی کو علم حقیقت کہتے ہیں بلکہ دعویٰ یہ ہے کہ علم حقیقت علم شریعت کے خلاف نہیں ہے یعنی یہ نہیں ہے کہ شریعت نے ایک چیز کو حرام یا کفر کہا حقیقت میں وہ حلال اور ایمان ہو جاوے مثلاً دیوانی کا قانون اور ہے اور فوجداری کا اور، مگر یہ نہیں کہ جو چیز قانونِ اوّل میں جائز ہو وہ قانونِ دوم میں ناجائز ہو یا بالعکس ہاں البتہ ہر ایک کے مضامین جُداگانہ ضرور ہیں سو یوں تو شریعت میں بھی مضامین مختلفہ ہیں اور خود حقیقت میں بھی مگر وہ مضامین شریعت کے مضامین کی نفی نہیں کرتے. پوشیدہ کرنے سے جو شُبہ پیدا ہوا تھا وہ تو رفع ہو گیا. اب یہ بات سمجھ لینے کی ہے کہ پوشیدہ رکھنے کی کیا وجہ ہے تو سمجھنا چاہیئے کہ قابلِ اخفاء کے تین امر ہوتے ہیں، ایک اسرار، سو امام غزالیؒ نے اس کی کئی وجہ فرمائی ہیں. جن کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ مضامین خلافِ شرع تو نہیں ہوتے مگر دقیق زیادہ ہوتے ہیں جو عوام کے فہم میں نہیں آسکتے اور ان کو مضر ہوتے ہیں، دوسرے تعلیم سلوک کے طریقے. اس میں اخفاء کی وجہ یہ ہے کہ اعلان میں اس کی بے قدری اور دوسرے طالب کی ہوس ناکی کا احتمال ہے. تیسرے ثمرات مجاہدہ و مکاشفات وغیرہ اس کا اخفاء بوجہ احتمال ریاء و دعویٰ کے ہے. غرض کسی امر کا اخفاء اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ مخالف شرع ہے اور اگر فرضاً ایسا ہو تو وہ قابلِ ردّ و انکار کے ہے. خلاصۂ کلام یہ کہ جس کو دولت وصول میسر ہوتی ہے. علم شریعت و اتباع سُنت سے ہوتی ہے اور اگر کسی بُزرگ کا کوئی قول و فعل خلافِ سنت منقول ہے یا تو سُکر اور غلبۂ حال میں وہ امر صادر ہوا یا وہ حکایات غلط منقول ہیں یا ان سے کسی باریک مسئلہ میں جہاں دلیل شرعی خفی و دقیق تھی خطا اجتہادی ہو گئی جس میں وہ شرعاً معذور ہے اور خدائے تعالیٰ

---

[۱] عاجزی، بے کسی اور عبادت کے ماسوا اس دربار میں کسی کا امتیاز نہیں [۲] جس شخص نے عشق میں زندگی حاصل کرلی، اس کے سامنے عبادت کے سوا سب کچھ کفر ہے [۳] ذوق چاہیئے تاکہ طاعت نفع دے مغز چاہیئے تاکہ درخت ... پھل دے

سے ان کو بُعد نہیں ہُوا۔ یہاں تو کُھلم کُھلا مخالفت بلکہ اسکی نفی اور اس کے ساتھ استہزاد تمسخر کیا جاتا ہے جس کے کفر ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں یہاں سے معلوم ہوا کہ خلاف شرع کوئی کام کرنا دُرست نہیں مثل طواف قبر و سجدۂ مشائخ وغیرہ ان کا ذکر باب مسائل میں بھی آچکا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شیخ کی اطاعت بھی جبھی تک ہے کہ وہ اللہ اور رسول کے خلاف نہ کہے ورنہ اس شیخ ہی کو سلام رخصت کرنا چاہیئے، حضرت نوری فرماتے ہیں۔ مَنْ رَاَیْتَہٗ یَدَّعِیْ مَعَ اللّٰہِ تَعَالٰی حَالَۃً تُخْرِجُہٗ عَنْ حَدِّ الْعِلْمِ الشَّرْعِیِّ فَلَا تَقْرَبَنَّ مِنْہُ۔ شیخ سعد الدین شرح رسالہ مکیہ میں فرماتے ہیں اگر بنادانی خود بجاہل یا اہل بدعت ارادت آورد یا از دست او خرقہ بباطل پوشید باز بخدمت شیخ حق رود و تجدید ارادت کند تا گمراہ نشود۔

فصل عورتوں اور مردوں کی مخالطت کا مضر ہونا

جواہر غیبی میں حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص طواف کرتا جاتا ہے اور کہتا تھا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْکَ کسی نے اس کا حال دریافت کیا کہنے لگا کہ ایک بار کسی امرد حسین کو نظر شہوت سے دیکھا تھا اسی وقت سے غیب سے ایک طمانچہ لگا جس سے آنکھ جاتی رہی، یوسف بن حسین فرماتے ہیں رَاَیْتُ اٰفَاتَ الصُّوْفِیَّۃِ فِیْ صُحْبَۃِ الْاَحْدَاثِ وَمُعَاشَرَۃِ الْاَضْدَادِ وَرِفْقِ النِّسْوَانِ شیخ واسطی فرماتے ہیں اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ ھَوَانَ عَبْدٍ اَلْقَاہُ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ الْاَنْتَانِ وَالْجِیَفِ یُرِیْدُ بِہٖ صُحْبَۃَ الْاَحْدَاثِ منظفر قرمیسی فرماتے ہیں اَخَسُّ الْاِرْفَاقِ اِرْفَاقُ النِّسْوَانِ عَلٰی اَیِّ وَجْہٍ کَانَ۔ کسی نے حضرت شیخ نصیر آبادی سے کہا کہ لوگ عورتوں کے پاس بیٹھتے اور کہتے ہیں کہ

ع جس کو دیکھو کہ اللہ کی معیت اور قرب میں ایسی حالت کا دعویٰ کرتا ہے کہ حد شرعی سے خارج ہے اس کے قریب مت پھٹکو ع دیکھا میں نے آفات صوفیہ کو امردوں کے میل جول کرنے میں اور ناجنسوں سے ملنے میں اور عورتوں سے نرمی برتنے میں ع جب اللہ کسی بندے کی ذلت و خواری چاہتا ہے ان گندوں اور مرداروں کی طرف اس کو ڈالتا ہے اور اس سے ان کی مراد امردوں سے میل جول کرنا ہے ع نرمی اور مہربانی کرنے میں سب سے بُرا عورتوں سے نرمی اور مہربانی کرنا ہے جس طرح ہو۔

ان کے دیکھنے میں ہماری نیت پاک ہے انھوں نے فرمایا مَا دَامَتِ[للعہ] الْاَشْبَاحُ بَاقِیَۃً فَاِنَّ الْاَمْرَ وَالنَّھْیُ بَاقٍ وَالتَّحْلِیْلُ وَالتَّحْرِیْمُ مُخَاطَبٌ بِہٖ اور غضب ہے کہ بعض اس کو ذریعہ قربِ الٰہی سمجھتے ہیں خدا کی پناہ۔ اگر معصیت ذریعہ قربِ الٰہی کا ہو تو سارے رنڈی بھڑوے کامل ولی ہوا کریں اور یہ جو مشہور ہے کہ بدون عشق مجازی کے عشقِ حقیقی حاصل نہیں ہوتا۔ اوّل تو یہ قاعدہ کلیہ نہیں۔ دوسرے عشق حلال موقع پر بھی ہو سکتا ہے صرف نکتہ اس قاعدے میں تو یہ ہے کہ عشق مجازی سے قلب کے تعلقات منتشرہ قطع ہو جاتے ہیں اور نفس ذلیل ہو جاتا ہے۔ اب صرف ایک بلا کو دفع کرنا رہ جاتا ہے۔ اس کے دفع کرتے ہی کام بن گیا سو یہ غرض تو اوّل دل بی گائے بھینس ہر چیز کے ساتھ زیادہ محبت کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ غیر عورت اور امرد کی کیا تخصیص ہے اور اگر اتفاقاً بلا اختیار کہیں دل پھنس ہی گیا تو اس وقت مجازی سے حقیقی حاصل ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ محبوب اور محب میں دُوری ہو ورنہ وصل و قرب میں تمام عمر اسی میں مبتلا رہے گا۔ اسی لئے مولانا جامی فرماتے ہیں ؂

ولی باید کہ صورت۔ نمانی دزیں پل زود خود را بگذرانی[۱]

یہاں تو ہر روز نیا معشوق تجویز ہوتا ہے بقول شاعر ؂

زن نو کن اے یار در ہر بہار کہ تقویم پارینہ ناید بکار[۲]

حظوظِ نفسانیہ و لذاتِ شہوانیہ حاصل کرنے کے لئے بزرگوں کے اقوال کو آڑ بنا رکھا ہے اور دل کا حال اللہ کو خوب معلوم ہے اور خود ان سے بھی پوشیدہ نہیں انصاف اور حق پرستی ہو تو سب کچھ امید ہے۔

خلق را گیرم کہ بفریبی تمام در غلط اندازی تا ہر خاص و عام[۳]
کارہا با خلق آری جملہ راست با خدا تزویر و حیلہ کے رواست

للعہ جب تک جسم انسانی باقی ہے اور نہی بھی باقی ہے اور تحلیل و تحریم کے ساتھ مخاطب ہے۔
۱ لیکن تجھے صورت میں نہیں پڑا رہنا چاہیے اس پل سے اپنے آپ کو جلدی سے گزار دے ۲ نئی بیوی کر لے یار ہر بہار کے دوست کہ پرانی جنتری کسی کام نہیں آتی ۳ میں نے مانا کہ مخلوق کو تو نے فریب دیدیا۔ ہر خاص و عام کو غلطی میں ڈال دیا ہے تمام کام مخلوق کے سامنے درست کرتا ہے۔ خدا عزوجل کے ساتھ حیلہ و مکر کیسے جائز ہے۔

کار با او راست باید داشتن   رایت اخلاص و صدق افراشتن

فصل: مرشد کو خدا جاننا اس غلطی کی اصلاح باب مسائل میں ہو چکی ہے۔

فصل: جنت و دوزخ کو موجود نہ سمجھنا یہ اعتقاد صریح قرآن مجید کے خلاف ہے، اور اگر اسکی تفصیل بدلی جاوے تو اسکی تحقیق اوپر باب مسائل میں ہو چکی ہے اس سے اطمینان کر لیجئے۔

قرآن مجید کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سمجھنا موٹی بات ہے۔ اس صورت میں ایسی آیتوں کا کیا مطلب ہوگا مثلاً کِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَیْكَ۔ الآیۃ یعنی یہ کتاب ہے جس کو ہم نے آپ کی طرف نازل کیا، یہ کون کہہ رہا ہے اور کس سے کہہ رہا ہے۔ الٰہی تو بہ ایمان تو گیا ہی تھا عقل بھی گئی گزری۔ خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ۔ ابراہیم خواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو شیطان نے گرا رکھا تھا، میں اس کے کان میں دفعیہ کے لئے اذان کہنے لگا۔ اندر سے شیطان نے پکارا کہ مجھے چھوڑ دو اس کو قتل کر ڈالوں یہ قرآن کو مخلوق کہتا ہے فقط اللہ اکبر قرآن کو حادث اور کلام مخلوق کہنے سے شیطان کو بھی نفرت ہے اور افسوس کہ آدمی کا ایسا اعتقاد ہو پھر ولی ہونے کا دعویٰ۔

فصل: ایک غلطی یہ کہ زبان اور پیٹ کی احتیاط نہیں کرتے یعنی زبان سے جو کلمہ چاہتے ہیں، بیباک نکال دیتے ہیں خواہ اس سے کفر ہو جاوے یا حق تعالیٰ کی جناب میں بے ادبی اور گستاخی ہو جاوے، یہ نہیں سمجھتے کہ ؎

بے ادب را اندریں رہ بار نیست   جائے او بر دار شد در دار نیست
از خدا جوئیم توفیق ادب   بے ادب محروم ماند از فضل رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد   بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
ہر کہ گستاخی کند اندر طریق   باشد و در لجۂ حسرت غریق
ہر کہ گستاخی کند در راہ دوست   رہزن مرداں شد نامرد اوست

ع؎ ٹوٹا پایا دنیا اور آخرت میں یہی نقصان ہے کھلا ہوا۔
لہ کام اس کے سامنے درست رکھنے چاہئیں اخلاص اور صدق کا جھنڈا بلند کرنا چاہیے ۱۲ م ۔
راستے میں بے ادب کے لئے کوئی بھل نہیں ہے اس کا ٹھکانہ پھانسی پر ہے گھر میں نہیں [illegible]
[illegible]

بد ز گستاخی کسوفِ آفتاب شد عزازیلے ز جرأت ردّ باب

خصوصاً وحدۃ الوجود کے دعوے میں تو زبان کو لگام ہی نہیں کبھی خدا کو بندہ بنا دیا، کہیں بندے کو خدا ٹھہرا دیا۔

رُباعی

اے بردہ گماں کہ صاحبِ تحقیقی واندر صفت صدیق دلقین صدیقی

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد گر حفظِ مراتب نکنی زندیقی

اس مسئلے کی جو خاص غرض تھی کہ غیر اللہ کو دل سے نکال دیا جاوے اس کی تو ہوا بھی نہیں لگتی زبانی جمع خرچ سے کیا ہوتا ہے ؎

از ساحتِ دل غبار کثرت رفتن خوشتر کہ بہرزہ در وحدت سفتن

مغرور سخن مشو کہ توحیدِ خُدا واحد دیدن بود نہ واحد گفتن

اور شکم کی بے احتیاطی یہ کہ حلال وحرام کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ سود خوار زن بازاری جو کوئی ہو سب کی دعوت نذرانہ قبول کر لیتے ہیں بزرگوں نے صاف فرما دیا ہے کہ بدون اکلِ حلال انوار الٰہی نصیب نہیں ہوتے۔ شاہ کرمانی فرماتے ہیں۔ مَنْ غَضَّ بَصَرَہٗ عَنِ الْمَحَارِمِ[لہ] وَاَمْسَكَ نَفْسَهٗ عَنِ الشَّهَوَاتِ وَعَمَّرَ بَاطِنَهٗ بِدَوَامِ الْمُرَاقَبَةِ وَظَاهِرَهٗ بِاتِّبَاعِ السُّنَّةِ وَعَوَّدَ نَفْسَهٗ اَكْلَ الْحَلَالِ لَمْ تُخْطِئْ فِرَاسَتُهٗ۔

فصل: ایک غلطی یہ کہ بعض کا اعتقاد ہے کہ فقیری میں کوئی ایسا درجہ ہے کہ وہاں پہنچ کر احکامِ شرعی ساقط اور معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ اعتقاد صریح کفر ہے جب تک ہوش وحواس قائم رہیں۔ ہرگز احکامِ شرع معاف نہیں ہو سکتے البتہ بے ہوشی کی

(بقیہ پچھلا صفحہ)

سے ادب کی توفیق چاہتے ہیں بے ادب اللہ کے فضل سے محروم رہتا ہے [لہ] بے ادب اکیلا اپنی ذات کو بُرائی نہیں پہنچاتا بلکہ پورے جہان کو آگ میں ڈالتا ہے [۵] جو کوئی گستاخی کرتا ہے دوست کے راہ میں وہ مردوں کا ڈاکو اور نامرد ہوگا [لہ] جو شخص طریق میں گستاخی کرتا ہے حسرت کے دریا میں غرق ہوتا ہے۔

[لہ] جس نے جھکا لی اپنی آنکھ نادیدنی چیزوں سے اور روکا اپنے نفس کو شہوات ولذات سے اور آباد کیا اپنے باطن کو دوام مراقبے سے اور ظاہر اپنے کو اتباع سُنت سے اور خوگر کیا نفس کو اکل حلال کا اس کی فراست کبھی خطا نہ کرے گی۔

(باقی صفحہ آئندہ)

کی حالت میں معذور ہے حضرت ابراہیم بن شیبان فرماتے ہیں[1] عِلْمُ الْفَنَاءِ وَالْبَقَاءِ تَدُوْرُ عَلٰی اِخْلَاصِ الْوَحْدَانِیَّۃِ وَصِحَّۃِ الْعُبُوْدِیَّۃِ وَمَا کَانَ غَیْرَ ھٰذَا فَھُوَ الْمَغَالِیْطُ وَالزَّنْدَقَۃُ۔ کسی نے حضرت جنیدؒ سے ذکر کیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو واصل ہو گئے اب ہم کو ان ظاہری احکام کی کیا حاجت ہے آپ نے فرمایا واصل تو ہو گئے مگر جہنم واصل ہوئے خدارسیدہ نہیں ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ زنا کرنے والا اور چوری کرنے والا بہتر ہے ایسے شخص سے جس کا یہ اعتقاد ہو اور فرمایا اگر میں ہزار برس زندہ رہوں بلا عذر شرعی وظیفہ بھی ناغہ نہ کروں۔

فصل: ایک غلطی یہ ہے کہ اپنے کمالات کا صراحۃً یا اشارۃً دعویٰ افتخار کے ساتھ ہوتا ہے اور دوسروں کی تحقیر ذلوازی قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَلَا تُزَکُّوْٓا اَنْفُسَکُمْ۔ البتہ اگر اظہار نعمت کی غرض سے کوئی بات موقع کی کہی جاوے اور اس کو اپنا کمال نہ سمجھیں محض فضل خداوندی سمجھیں مضائقہ نہیں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ۔ بعض جہلاء ایک عجیب قسم کا دعویٰ کیا کرتے ہیں کہ ہماری نسبت ایسی قوی ہے کہ گناہ کرنے سے بھی اس میں فتور نہیں آتا اور بعضے کہتے ہیں کہ ہم کو لونڈوں، زنڈیوں کے گھورنے سے ترقی ہوتی ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ نسبت جس کو معصیت سے بقا یا ترقی ہو شیطانی نسبت ہے اور ایسی ترقی کو مکر و استدراج کہتے ہیں خدا کی پناہ ایسے شخص کے راہ پر آنے کی کوئی امید نہیں۔ عمر بھر اسی دھوکہ میں پھنسا رہتا ہے۔ رشحات میں ہے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار فرمودند کہ مکر الٰہی دو ہست۔ یکے بہ نسبت عوام دیگرے بہ نسبت خواص مکرے کہ بہ نسبت عوام ست ارداف نعمت ست۔ باوجود تقصیر در خدمت و مکرے کہ بہ نسبت خواص ست ابقائے حال ست۔ باوجود ترک ادب۔ حضرت شیخ قطب العالم عبدالقدوس گنگوہیؒ فرماتے ہیں در کار مستقیم باش و در شرع مستدیم، ہر چند استقامت شرع ست درکارست انوار انوار ست و اسرار اسرار دمی آرند مریدے نورے می وید پیش پیر عرض

بقیہ پچھلے صفحہ

[5] گستاخی سے سوزش بے نور ہوتا ہے گستاخی سے شیطان باب رحمت سے دور ہوا ۱۲ و شخص جس کا گمان یہ ہے کہ صاحب تحقیق ہے۔ صدق اور یقین کی صفت میں سچا ہو۔ ہر مرتبہ وجود کا ایک حکم

[1] علم فنا و بقاء یعنی علم تصوف کا مدار وحدانیت کے اخلاص اور عبودیت کے ٹھیک کرنے پر ہے اور جو اس کے سوا ہے وہ سب دھوکہ بازی اور بددینی ہے۔

داشت کہ من چنیں نور می بینم پیر دانائے روزگار فرمود برو دیگمشت کار از حق غیرے بے اذن بگیر مرید ہمچناں کرد مر نور در پردہ شد مرید پیش پیر ازیں حال عرض داشت پیر حق رسید فرمودہ خاطر جمع دار کہ آں نور حق ست کہ اگر بار تکاب خلاف شرع آں نور مکشوف بودے نور نبودے بلکہ ظلمت بودے حق نبودے باطل بودے۔

ہرچہ درو داعیہ شرع نیست   وسوسۂ دیو بود بے نزاع [۱]

فصل: ایک غلطی یہ ہے کہ احادیث کے بیان کرنے میں نہایت بے احتیاطی ہوتی ہے۔ حدیث کی تحقیق علمائے حدیث سے کرنا چاہیئے یہ کسی طرح درست نہیں کہ کسی اردو فارسی کی کتاب یا کسی عربی کی غیر معتبر کتاب میں حدیث کا نام دیکھ لیا اور اس سے استدلال شروع کر دیا۔ بہت سی عجیب و غریب حدیثیں جن کا کہیں پتہ نہیں مشہور ہیں جیسے اَنَا عَرَبٌ بِلَا عَیْنٍ اور مثل ان کے نہ الفاظ کا پتہ نہ معانی کا نشان۔ حدیث شریف میں اس مقدمے میں سخت وعید آئی ہے۔ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ اسی قبیل سے یہ دعوے کرنا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کئی ہزار کلمات تصوف کے جو شب معراج میں آپ لائے تھے سب سے علیحدہ تلقین فرمائے اور کوئی اس کے قابل نہ تھا۔ اس دعوے میں کتنے جھوٹ جمع ہوئے ہیں۔ اوّل یہ کہ آپ کو کئی ہزار کلمہ تصوف کے معراج میں عطا ہوئے۔ مدعی کو اس کی اطلاع کس طرح ہوئی وہاں تو اس قدر ابہام ہے کہ فرشتے تک کو اطلاع نہیں ہوئی یہ کہاں کھڑے سنتے تھے بھلا ایسے مقام کا راز کس کو معلوم ہو سکتا ہے [۲]

اکنوں کرا دماغ کہ پرسد زباغباں   بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد

دوسرا جھوٹ یہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آپ نے تلقین خفیہ فرمایا۔ خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ کو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

(بقیہ گذشتہ صفحہ)

رکھتا ہے۔ اگر تو حفظ مراتب نہ کرے بے دین ہو جائے گا۔ [۳] صحرا و دل سے غیر اللہ کی محبت دور ہو جانا یہ اس سے بہتر ہے کہ توحید کے موتی کو ہر لڑی پر پرو دیا جائے باتوں میں مغرور نہ ہو کہ خدا عزوجل کی توحید واحد جانتا ہے نہ کہ واحد کہہ دینا

---

[۱] ہر وہ شخص جس میں شریفانہ جذبہ نہیں ہے وہ شیطان کا وسوسہ ہے بغیر کسی اختلاف کے۔
[۲] اب کس کا یہ دماغ ہے کہ وہ باغبان سے پوچھے بلبل نے کیا کہا پھول نے کیا سنا صبا نے کیا کیا۔

کچھ خاص باتیں بتلائیں ہیں، آپ نے نہایت اہتمام سے اس کا انکار کیا اور ارشاد کیا کہ ہمارے پاس کوئی خاص چیز نہیں مگر قرآن مجید کا سمجھنا۔ جو آدمی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت ہوتا ہے۔ سو یہی فہم ثمرہ تھا اس نور نسبت کا جو بدولت صحبتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے سینے میں پہنچی تھی اور وہی اب تک سینہ بسینہ منتقل ہوتی آتی ہے۔ یہی معنی ہیں اس قول کے تصوف سینہ بسینہ آتا ہے اور یہ نہیں کہ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوشیدہ باتیں کانا پھوسی کے ذریعے سے اب تک آرہی ہیں۔ اگر ایسے بے اصل دعویٰ کا اعتبار کیا جاوے تو تمام کارخانہ ہی درہم برہم ہوا جاتا ہے۔ کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ کتابوں میں گو لکھا ہے کہ حاتم بڑا سخی تھا مگر یہ علم سفینہ ہے اور مجھ کو اپنے بزرگوں سے سینہ بسینہ یہ راز پہنچا ہے کہ بڑا کنجوس تھا مگر یہ بات کسی سے کہنا نہیں ورنہ خشک ملّا نے تم کو جھٹلا دیں گے۔ اسی طرح جس چیز کو چاہو سینہ بسینہ لے آؤ پھر کس چیز کا اعتبار رہے گا۔

تیسرا جھوٹ یہ کہ سب صحابہؓ کو نعوذ باللہ ناقابل ٹھہرایا اور قرآن و حدیث سے صحابہؓ کے خصوصاً خلیفۂ اول کے فضائل دیکھو تو سب اشتباہ جاتا رہے۔ سیر الاولیاء میں ہے کہ فاضل ترین ہمہ اُمت حضرۃ امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اند وسید اہل تجرید و بادشاہ اہل تفرید مشائخ حضرت ایشاں را مقدم ارباب مشاہد میدارند (جواہر غیبی)

فصل : ایک غلطی یہ کہ جس طرح حق تعالیٰ کا جنت میں دیدار ہوگا اسی طرح دنیا میں دیدار کے قائل ہیں جاننا چاہیئے کہ قرآن مجید میں موسیٰ علیہ السلام کا قصہ مذکور ہے کہ دنیا میں دیدار کی تمنا کی اور لَن تَرَانِی جواب سُنا، حدیث شریف میں موجود ہے۔ اَنَّکُمْ لَنْ تَرَوْا رَبَّکُمْ حَتّٰی تَمُوْتُوْا یعنی موت سے پہلے کبھی خدائے تعالیٰ کو نہ دیکھو گے دوسری حدیث میں ہے حِجَابُہُ النُّوْرُ لَوْ کَشَفَہٗ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْہِہٖ مَا انْتَہٰی اِلَیْہِ بَصَرُہٗ مِنْ خَلْقِہٖ (رواہ مسلم) اب قرآن و حدیث کے بعد اور کون

---

[1] اور اسی فہم کی بدولت حقائق و اسرار قرآنی آپ پر مکشوف ہوتے تھے [2] تحقیق تم ہرگز نہ دیکھو گے اپنے رب کو جب تک نہ مر جاؤ [3] اس کا حجاب نور ہے اگر اسے اٹھا دے تو اس کے انوارِ ذاتیہ مد و جز تک خلقت کو جلا دیں یعنی کل خلقت کو۔

خبر ہے جس پر یقین آوے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ۔
اب عارفین کا کلام سنیئے کیا فرماتے ہیں، مصباح الہدایہ میں ہے۔ رویت عیاں درجہاں متعذر ست چہ باقی درفانی نگنجد، اما در آخرت مومناں را موعود ست و کافراں را ممنوع کشف الآثار میں ہے۔ روزے درمجلس جناب ارشاد مآب قبلہ کونین غوث الثقلین شیخ محی الدین ابومحمد سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ مذکور شد کہ فلاں مرید آں جناب می گوید کہ من جناب حق سبحانہ وتعالیٰ را بچشم سر می بینم آں حضرت اورا بحضور خود خواندند پرسیدند اعتراف نمود پس آں جناب اورا ازیں قول منع فرمودند وعہد گرفتند کہ بار دیگر ایں چنیں نہ گوید، حاضراں سوال کردند کہ ایں مرد محق ست یا مبطل فرمودند محق ست لیکن امر بروے ملتبس گشتہ ودجہش آں ست وے بچشم سر نور جمال را دید درمیاں دفت از بصیرت کہ رویت قلبی ست سوراخے بطرف بصر او پیدا گشت شعاع بصرش منور شد حق تعالیٰ متصل شد پس آنچہ ببصیرتش مشاہدہ کرد مظنون اوشد کہ بصرمن دیدہ است وفرق نہ کرد کہ اینجا دورویت ست۔ حضرت شیخ قوام الدین کا ارشاد ہے۔ مکاشفہ نہ آنست کہ رویت حق سبحانہٗ تعالیٰ ادراک کنند دیا درپابند ہرچہ خواہی نام نہ رویت قلبی را خواہ رویت بصیرت گو خواہ مکاشفہ خواہ مشاہدہ۔ باصطلاح صوفیہ رویت قلبی ست نہ رویت عیانی کہ بحاسہ بصر تعلق دارد۔ بحرالعلوم شرح مثنوی میں فرماتے ہیں۔ دریں تجلی حضرت موسیٰ علیہ السلام مشاہدہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نمودند وبہ سبب مشاہدہ فانی شدند ورویت حاصل نشد۔ مکتوبات قدسی میں ہے آنچہ اینجا بود یقین گویند کہ حجاب درمیان ست وآنچہ آنجا بود عیاں دانند کہ ارتفاع حجاب ازمیان ست انوار العارفین احیاء العلوم میں ہے۔ مَرْئِیٌّ بِالْاَعْیُنِ وَالْاَبْصَارِ فِی الدَّارِ الْاٰخِرَۃِ دَارُ الْقَرَارِ وَلَا یُرٰی فِی الدُّنْیَا مُخْتَصِرًا اور کتب سلوک میں مقام فنا میں جو مشاہدہ ہونا لکھا ہے وہ رویت قلبی ہے جیسا اوپر گزر چکا اور نیز مقام فنا مشابہ خواب کے ہوتا ہے سو خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیکھنا ممکن ہے ____

تنبیہ: بعض اوقات سالک روحانی تجلی کو تجلی ربانی سمجھ کر گمراہ ہوتا ہے اس مقام

سے اب اس کے بعد کس پر ایمان لادیں گے۔

پر شیخ کامل محقق کی ضرورت ہے۔ در مکتوبات پہاردہم حضرت یحییٰ منیری ست بداں کہ تجلّی عبارت از ظہور ذات وصفات الوہیہ است جل جلالہٗ و روح رانیز تجلّی باشد و بسیار روندگاں دریں مقام مغرور شدہ اند و پنداشتند کہ تجلّی حق یافتند اگر شیخ صاحب تصرف نباشد ازیں ورطۂ خلاصی دشوار بود۔ اکنوں بداں کہ فرق ست میان تجلّی ربانی و تجلّی روحانی۔ چوں آئینہ دل از کدورت وجود ماسوی اللہ صقالت پذیرد و مشرقہ آفتاب جمال حضرت گردد جام جہاں نمائے ذات وصفات او شود ولیکن نہ ہر کس را ایں سعادت مشاہدہ نماید از میان روندگاں صاحب دولتے باشد کہ چوں آئینۂ دل از صفات بشریت صاف کند بعضی صفات روحانی بر دل وے تجلّی کند۔ پس گاہ بود کہ ذات روح کہ خلیفہ حق است در تجلّی آید و بخلافت خود دعویٰ انا الحق کردن گیرد و گاہ بود کہ جملہ موجودات را پیش تخت خلافت روح در سجود بیند۔ در غلط افتد داند کہ مگر حضرت حق ست قیاس بریں حدیث اِذَا تَجَلَّى اللّٰهُ لِشَيْءٍ خَضَعَ لَهٗ كُلُّ شَيْءٍ و ازیں جنس غلطہا بسیار افتد کہ تجلّی روحانی سمت حدوث دارد و آں را قوت افنا نباشد و از تجلّی روحانی عزور و پندار پدید آید و در طلب نقصان پدید آید و از تجلّی حق سبحانہ وتعالیٰ ایں جملہ برخیزد و ہستی بنیستی مبدل شود و در طلب بیفزاید و تشنگی زیادہ گردد اور بعض بزرگوں کے جو اس قسم کے اقوال ہیں ؎

دیگراں را وعدۂ فردا بود لیک مارا نقد ہم اینجا بود[ف]

اس کے معنی شیخ عبد القدوس فرماتے ہیں۔ معنے او آن است آنچہ آنجا وعدہ دہند بر رؤیت بود ایں جا بچشم یقین مشاہدہ ایں منقود را محققان مشاہدہ خوانند محض رؤیت

رفع اشتباہ

بعض بزرگوں کے کلام میں جو تجلّی ذاتی کا لفظ پایا جاتا ہے اس سے دھوکہ نہ کھاویں کیونکہ یہ اصطلاحی لفظ ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ سالک کی توجہ الی الذات میں اس قدر استغراق ہو جاوے کہ غیر ذات کی طرف اصلا التفات باقی نہ رہے حتیٰ کہ

ف دوسروں کے لئے کل کا وعدہ ہوتا ہے لیکن ہمارے لئے یہاں نقد ہوتا ہے۔

صفات بھی اس وقت ذہن میں مستحضر نہ رہیں اور ایک معلوم کے حضور سے دوسرے معلومات کی غیبت محل استبعاد نہیں بلکہ بکثرت واقع ہے سو اس کو رویت سے کوئی علاقہ نہیں علم الکتب میں اس تفسیر کی تصریح کی ہے۔ علاوہ اس کے خود لغوی معنی کے اعتبار سے بھی تجلی و رویت میں فرق ہے کیونکہ تجلی کے معنی ہیں ظہور کے سو یہ صفت حق تعالیٰ کی ہے اور رویت کے معنی ہیں دیکھنا سو رویت ذات میں یہ صفت عبد کی ہے تجلی کے اثبات سے رویت کا اثبات لازم نہیں آتا کیونکہ اس کا حاصل یہ ہوا کہ ذات کی طرف سے ظہور ہو سکتا ہے مگر عبد کی طرف سے دید و بینش نہیں ہوتی سو اس میں کوئی اشکال نہیں، یہی وجہ ہے کہ قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام میں تجلی کا اثبات فرمایا ہے۔ بقولہ تعالیٰ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ اور رویت کی نفی فرمائی ہے۔ بقولہ تعالیٰ لَنْ تَرٰىنِیْ غرض قرآن و حدیث و کلام اہلِ حق سے واضح ہے کہ رویت ذاتِ حق تعالیٰ کی آخرت میں بلا کیف واقع ہوگی اور دنیا میں ممتنع ہے اور بعض اکابر کے کلام میں جو امکان کا کلمہ کہا ہے اور امتناع کا معتزلہ کا مذہب قرار دیا ہے اس سے مراد امکان و امتناع عقلی ہے نہ شرعی اور مدعا ہمارا امتناع شرعی ہے بوجہ ورود نصوص عدم الوقوع کے دنیا میں اور امتناع عقلی مدعا نہیں ورنہ آخرت میں کیسے وقوع ہوتا اس لئے کہ مستحیل عقلی ممکن نہیں ہو سکتا چہ جائے وقوع۔ فقط

: ایک غلطی یہ کہ شیخ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت جسدِ عنصری خدا سمجھنا یہ اعتقاد صریح کفر ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کا تغیر، تبدل، حدوث، احتیاج، تقیید، حلول و اتحاد، ہزاروں خرابیاں لازم آتی ہیں۔ ظاہری جسد ظاہری حواس سے محسوس ہے وہاں تو اس قدر تنزیہ ہے کہ حواس باطنی اور عقل کی بھی رسائی نہیں خیال و فکر میں جو چیز آوے اللہ تعالیٰ اس سے بھی منزہ ہے۔ عمرو بن عثمان رح مکی فرماتے ہیں۔

كُلُّ مَا تَوَهَّمَهٗ قَلْبُكَ اَوْ سَنَحَ فِيْ مَجَارِيْ فِكْرِكَ اَوْ خَطَرَ فِيْ مُعَارِضَاتِ قَلْبِكَ مِنْ حُسْنٍ اَوْ بَهَاءٍ اَوْ اُنْسٍ اَوْ جَمَالٍ اَوْ ضِيَاءٍ اَوْ شَبَحٍ اَوْ نُوْرٍ اَوْ شَخْصٍ اَوْ خَيَالٍ فَاللّٰهُ تَعَالٰى بَعِيْدٌ مِّنْ ذٰلِكَ اَلَا تَسْمَعُ اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ.

پانچواں باب

موانع طریق میں

یاں تو جتنے معاصی اور تعلقات ماسوے اللہ ہیں سب اس راہ کے رہزن ہیں مگر چند ضروری چیزوں کو چند فصول میں بیان کیا جاتا ہے۔

فصل : ایک مانع مخالفت کرنا سُنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس کا بیان اوپر گزر چکا ہے افسوس اس زمانے میں رسوم و بدعات کی بڑی کثرت ہے اور تصوف ان ہی رسوم کا نام رہ گیا ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقٰى مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُهٗ وَلَا يَبْقٰى مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان) جو حقیقت تصوف کی تھی کہ فنا و بقا کی نسبت حاصل کریں اس کے معنے بھی نہیں جانتے ان رسوم کے مقید ہو گئے۔ ابو العباس دینوریؒ نے اپنے زمانے کا حال فرمایا ہے تو ہمارے زمانے کا کیا ٹھکانا ہے ان کا ارشاد ہے۔ نَقَضُوْا اَرْكَانَ التَّصَوُّفِ وَهَدَمُوْا سَبَبَهَا وَغَيَّرُوْا مَعَانِيَهَا بِاَسَامِيْ اَحْدَثُوْهَا سَمُّوا الطَّمَعَ زِيَادَةً وَّسُوْءَ الْاَدَبِ اِخْلَاصًا وَّالْخُرُوْجَ عَنِ الْحَقِّ شَطْحًا وَالتَّلَذُّذَ بِالْمَذْمُوْمِ طَيِّبَةً وَّاِتِّبَاعَ الْهَوٰى اِبْتِلَاءً وَالرُّجُوْعَ اِلَى الدُّنْيَا وَصْلًا وَّسُوْءَ الْخُلُقِ صَوْلَةً وَّالْبُخْلَ جَلَادَةً وَّالسُّؤَالَ عَمَلًا وَّبَذَاءَةَ اللِّسَانِ مَلَامَةً وَمَا كَانَ هٰذَا طَرِيْقَ الْقَوْمِ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ ان رسوم کی نسبت فرماتے ہیں نسبتِ صوفیہ غنیمتے ست کبریٰ و رسوم ایشان ہیچ نمی ارزد۔

عنقریب آنے گا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ کہ نہ باقی رہے گا اسلام سے مگر نام ہی نام اور نہ باقی رہے گا قرآن سے مگر خطوط و نقوش۔ توڑ دیا لوگوں نے ارکان تصوف کو اور تباہ کر دیا اس کے طریقوں کو اور بدل دیا اس کے معنوں کو ایسے ناموں سے جو خود گڑھے طمع کا بہتات نام رکھا اور بے ادبی کا اخلاص اور دین حق سے نکل جانے کا شطح اور بری چیزوں سے لذت لینے کا خوش طبعی اور خواہش کی پیروی کا امتحان اور دنیا کی طرف لوٹ آنے کا وصل اور بدخلقی کا رعب اور بخل کا قوت اور سوال کا عمل اور بد زبانی اور جھگڑا گوئی کا ملامت اور نہیں ہے قوم کا یہ طریقہ۔

فصل: ایک مانع یہ ہے کہ غلطی سے کسی بے شرع پیر سے بیعت کرلی. اب ساری عمر اسی کو نباہتا رہا جب وہ خود واصل نہیں تو اس کو کیسے واصل کرے گا حضرت بندار رح کا قول ہے ۔ صُحْبَۃُ اَھْلِ الْبِدَعِ تُوْرِثُ الْاِعْرَاضَ عَنِ الْحَقِّ ۔ شیخ قوام الدین رح فرماتے ہیں اے درویش محک معیار این کار کتاب و سنت ست و سیر سلف کہ اھل اقتدا بودند نہ اجازت مجرد و مقام متبرک کہ فلاں فرزند درویش ست در جائے آباؤ اجداد خود نشستہ و چیزے کہ از شان شیخی مخالف معیار ست آں فاسد و باطل یعنی اگر قول و فعل شیخ مخالف کتاب و سنت و اجماع بود ہیچ بنا شد آں شیخ لائق شیخی و مقتدائی بنود ہر کہ بدو اقتدا کند بمقصود نرسد. بلکہ اس کو چھوڑ کر دوسرے کامل سے بیعت کرے. شیخ سعد الدین رح فرماتے ہیں اگر از نادانی خود بجاہل یا اھل بدعت ارادت آورد تجدید ارادت کند و از دست او خرقہ پوشد تا گمراہ نشود اور یہ مشہور ہے کہ شیخ من خس ست اعتقاد من بس ست سو اوّل تو ایسے جاھل فاسق آدمی سے اعتقاد باقی رہنا مشکل ہے. دوسرے یہ قاعدہ کلیہ نہیں شاذ و نادر ایسا بھی ہو گیا ہے جو اس فن سے ذرا بھی واقف ہے جانتا ہے کہ وصول مطلب کا طریقہ شیخ کامل کی صحبت و تعلیم ہے. و بس. اور شیخ کامل وہی ہے جو جامع ہو ظاہر و باطن کا. تیسرے یہ کہ اس سے بے شرع پیر مراد نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر پیر بہت بڑے درجے کا کامل نہ ہو مگر شرع کے خلاف بھی نہ ہو تو یوں سمجھے کہ اگرچہ ان سے بڑھ کر اور کامل ہوں مگر میرے لئے یہی کافی ہے اور میرا اعتقاد مجھے مقصود تک پہنچا دے گا۔

فصل: ایک مانع لڑکوں، عورتوں کو دیکھنا یا ان کے پاس بیٹھنا اٹھنا ہے. اس کا بیان بھی اوپر ہو چکا ہے. ایک بزرگ کا قول ہے کہ میں اپنے پیر کے ساتھ چلا جاتا تھا کہ ایک حسین لڑکے کو دیکھ کر اپنے شیخ سے عرض کیا کہ حضرت کیا اللہ تعالیٰ اس صورت کو عذاب دیں گے. انھوں نے فرمایا کہ تو نے اس کو دیکھا ہے جلدی اس کا نتیجہ بھگتو گے وہ کہتے ہیں کہ بیس برس بعد میں قرآن بھول گیا. اسی طرح عورتوں سے ملنا جلنا خدا تعالیٰ سے کوسوں دور پھینکتا ہے. باب الاغلاط میں تفصیل مرقوم ہو چکا ہے۔

سہ بدعتیوں کی صحبت اللہ سے منہ موڑ لینے کی باعث ہوتی ہے۔

فصل : ایک مانع زبان درازی اور دعوئے کمالات و دعوئے توحید اور گستاخی، بے ادبی شریعت کے ساتھ یا حق تعالیٰ کے ساتھ۔ اس کا بیان بھی اوپر ہو چکا ہے۔

فصل : ایک مانع شیخ کی تعلیم سے زائد ٹوٹ کر مجاہدہ کرنا کہ چند روز میں گھبرا کر وہ تھوڑا تعلیم کیا ہوا بھی چھوٹ جاوے۔ چنانچہ بہت سے لوگوں کو ایسا اتفاق ہوا۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُذُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِیْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَمَلُّ حَتّٰی تَمَلُّوْا (رواہ الشیخان)

فصل : ایک مانع یہ کہ حصولِ ثمرات و مجاہدہ میں تقاضا و عجلت کرنا کہ اتنے دن مجاہدہ کرتے ہو گئے۔ اب تک کچھ نتیجہ نہیں ہوا۔ اس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ یا تو شیخ سے بداعتقاد ہو جاتا ہے یا مجاہدہ ترک کر دیتا ہے۔ طالب کو سمجھنا چاہیئے کہ کوئی چیز بھی ایسی دفعۃً حاصل ہوتی ہے۔ دیکھو یہی شخص کسی وقت بچہ تھا۔ کتنے دن میں جوان ہوا۔ پہلے جاہل تھا کتنے دنوں میں عالم ہوا۔ غرض عجلت و تقاضا گویا اپنے ہادی پر فرمائش ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُسْتَجَابُ لِاَحَدِکُمْ مَا لَمْ یُعَجِّلْ۔ (ترمذی)

اگر کسی وقت دل گھبرایا کرے ان اشعار سے تسلی کر لیا کرے۔

اشعار

قرنہا باید کہ تا یک کودکے از لطف طبع — عاقلے کامل شود یا فاضلے صاحب سخن

سالہا باید کہ تا یک سنگ اصلی ز آفتاب — لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن

ے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال میں سے اتنا اختیار کرو کہ اکتاؤ نہیں کیونکہ اللہ نہیں اکتاتا جب تک تم نہ اکتا جاؤ ے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم میں ہر ایک کی دعا قبول کی جاتی ہے جب تک کہ جلدی نہ کرے۔

لے بہت زمانہ چاہیئے کہ ایک ناسمجھ بچہ طبع لطیف سے پوری عقل والا یا فاضل صاحب کلام بن جائے۔

لے بہت سال چاہیئے کہ ایک اصلی پتھر سورج سے لعل ہو جائے۔ بدخشاں میں عقیق یمن میں۔

ماہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش　　صوفی را خرقہ گردد یا حمارے را رسن

ہفتہ ہا باید کہ تا یک پنبہ از آب و گل　　شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن

روزہا باید کشیدن انتظار بے شمار　　تا کہ در جوف صدف باران شود دُرِّ عدن

: ایک مانع یہ کہ شیخ سے محبت وعقیدت میں فتور ڈالنا یا اس سے بڑھ کر یہ کہ شیخ کا آزردہ کرنا حدیث میں ہے۔

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ۔

ے جو میرے ولی سے عداوت کرے میں اس کو لڑائی کی اطلاع دیتا ہوں۔

[1] بہت سے مہینہ چاہیے کہ بھیڑ کی پشت سے ایک مشت اون صوفی کی گدڑی ہو جاتے یا گدھے کی رسّی ہو جائے [2] بہت سے ہفتے چاہئیں کہ پانی اور مٹی سے حاصل شدہ کپاس کسی محبوب کا لباس ہو یا شہید کا کفن ہو [3] بہت دن چاہئیں جن میں شدید انتظار کرنی پڑے گی تاکہ سیپی کے پیٹ میں بارش عدن کا موتی ہو جائے

چھٹا باب
وصایائے جامعہ میں

اس میں چند فصلیں ہیں۔

فصل: امام قشیری کے وصایا کا خلاصہ یہ ہے کہ اول عقائد موافق اہلِ سنت والجماعت درست کرے پھر ضرورت کے موافق علم حاصل کرے خواہ درس سے یا صحبتِ علماء سے اور اختلافی مسئلہ میں احتیاط پر عمل کرے اور معاصی سے توبہ خالص کرے اور اہلِ حق کو راضی کرے مال وجاہ کے تعلقات کو قطع کرے۔ اپنے شیخ کی مخالفت نہ کرے نہ اس پر کوئی اعتراض کرے اپنے باطنی حالات شیخ سے پوشیدہ نہ کرے اور کسی سے ظاہر نہ کرے۔ اگر کچھ قصور شیخ کا ہو جاوے تو فوراً معذرت کرے، اور اقرار خطار کا کرے تاویل نہ کرے۔ بلاضرورت شدیدہ سفر نہ کرے، بہت ہنسے نہیں، کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے۔ اپنے پیر بھائیوں پر حسد نہ کرے۔ لڑکوں عورتوں کی صحبت سے بچے بلکہ اُن سے زیادہ گھل مل کر باتیں بھی نہ کرے جب تک صاحبِ نسبت نہ ہو جاوے کسی کو مُرید نہ کرے، آدابِ شرع کا بہت پاس رکھے مجاہدہ و عبادت میں سُستی نہ کرے، تنہائی میں رہے اور اگر مجمع میں رہنے کا اتفاق ہو تو ان کی خدمت کرے۔ اپنے کو اُن سے کم سمجھ کر برتاؤ کرے۔ دنیا داروں کی صحبت سے پرہیز رکھے۔

فصل: شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی وصایا کا خلاصہ یہ ہے کہ بلاضرورت و مصلحت دینی اغنیار سے صحبت نہ رکھے صوفیانِ جاہل اور جاہلانِ عابد اور علمائے زاہدانِ خشک اور جو محدثین اہلِ فقہ سے عداوت رکھیں اور جو لوگ کلام و معقول میں انہماک رکھتے ہیں ان سب کی صحبت سے بچے۔ ایسے شخص کے پاس بیٹھے جو عالم صوفی ہو۔ دنیا کا تارک ذکر اللہ و اتباعِ سنّت کا عاشق اور مذاہب میں ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دے کہ حنفیوں کا مذہب سب سے اچھا ہے یا شافعیہ کا سب سے بڑھ کر ہے۔ اپنے مذہب پر عمل کرتا رہے۔ نہ صوفیوں کے طرق میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دے کہ چشتیہ کی نسبت بڑے زور کی ہے یا دُوسرا کہے کہ نقشبندیوں میں اتباعِ سنّت زیادہ ہے اور اسی قسم کے خرافات سے بچے جو لوگ

مغلوب الحال ہیں یا کسی تا دیل سے کوئی امر کرتے ہیں، جو اس شخص کے نزدیک خلاف سُنت ہے اُن کو بُرا بھلا نہ کہے اور خود وہی کرے جو قواعد شرعیہ کے موافق ہے۔

فصل اس فصل میں حضرت سیدنا مرشدنا الشیخ الحافظ الحاج محمد امداد اللہ صاحب کی وصایا کا خلاصہ لکھ کر رسالہ ہذا کو ختم کرتا ہوں۔ اس کو اخیر میں اسی واسطے لکھا کہ خاتمہ میں برکت ہو ورنہ میرا حق یہ تھا کہ اس کو سب سے مقدم کرتا ؎

وَلِلنَّاسِ فِيمَا يَعْشِقُونَ مَذَاهِبُ

طالب حق پر لازم ہے کہ اول مسائل ضروری وعقائد اہل سُنت والجماعت کے حاصل کرے پھر ان مسائل سے تزکیہ کرے۔ حرص، امل، غضب، جھوٹ، غیبت، بُخل، حسد، ریا، تکبر، کینہ اور یہ اخلاق پیدا کرے۔ صبر، شکر، قناعت، علم، یقین، تفویض، توکل، رضا، تسلیم اور شرع کا پابند رہے اور اگر گناہ ہو جاوے جلدی کر کے نیک عمل سے تدارک کرے نماز باجماعت وقت پر پڑھے کسی وقت یاد الٰہی سے غافل نہ ہو۔ لذت ذکر پر شکر بجا لاوے اور کشف وکرامات کا طالب نہ ہو۔ اپنا حال یا سخن تصوف غیر محرم سے نہ کہے، دنیا و مافیہا کو دل سے ترک کرے خلاف شرع فقرا کی صحبت سے بچے۔ لوگوں سے بقدر ضرورت خلق کے ساتھ ملے۔ سب سے اپنے کو کمتر جانے کسی پر اعتراض نہ کرے۔ بات نرمی سے کرے سکوت وخلوت کو محبوب رکھے۔ اوقات منضبط رکھے۔ تشویش کو دل میں نہ آنے دے جو کچھ پیش آوے حق کی طرف سے سمجھے۔ غیر اللہ کا خطرہ نہ آنے دے۔ دینی کاموں میں نفع پہنچاتا رہے۔ نیت خالص رکھے خورد ونوش میں اعتدال رہے نہ اتنا زیادہ کھانے کہ کسل ہو اور نہ اس قدر کم کہ عبادت سے ضعف ہو جاوے۔ کسب حلال افضل ہے۔ اگر توکل کرے تو بھی مضائقہ نہیں۔ بشرطیکہ کسی سے طمع نہ رکھے نہ کسی سے اُمید وخوف کرے۔ حق تعالیٰ کی طلب میں بے چین رہے نعمت پر شکر بجا لاوے فقر وفاقہ سے تنگدل نہ ہو۔ اپنے متعلقین سے نرمی برتے۔ ان کی خطا وقصور سے درگزر کرے ان کا عذر قبول کرے کسی کی غیبت و عیب جوئی نہ کرے، عیب پوشی کرے، اپنے عیوب کو پیش نظر رکھے کسی سے تکرار نہ کرے۔ مہمان نواز ومسافر پرور رہے۔ غربا ومساکین، علما وصلحا کی صحبت اختیار کرے۔

قناعت و ایثار کی عادت رکھے۔ بھوک پیاس کو محبوب سمجھے۔ کم ہنسے زیادہ روئے۔ عذاب الٰہی اور اس کی بے نیازی سے لرزاں رہے۔ موت کا ہر وقت خیال رکھے۔ روزانہ اپنے اعمال کا محاسبہ کر لیا کرے۔ نیکی پر شکر بدی پر توبہ کرے۔ صدق مقال اکل حلال اپنا شعار کرے۔ غیر مشروع مجلس میں نہ جاوے۔ رسوم جہل سے بچے۔ شرگیں، کم گو، کم رنج، صلاح جو، نیکو کار، نیکو رفتار، باوقار، بُردبار رہے۔ ان صفات پر مغرور نہ ہو۔ اولیاء کے مزارات سے مستفید ہوتا رہے۔ گاہ گاہ عوام مسلمین کی قبور پر جا کر ایصال ثواب کرے۔ مرشد کا ادب اور فرمانبرداری کامل طور پر بجالاوے اور ہمیشہ استقامت کی دعا کرے۔

الحمد للہ کہ ۲۷ صفر روز پنجشنبہ ۱۳۱۵ھ وقت چاشت مقام کانپور مدرسہ جامع العلوم میں رسالہ "تعلیم الدین" اختتام کو پہنچا۔ یا الٰہی اس کو قبول فرما کر اپنے بندوں میں نفع بخش ۔

نہ بہ نقش بستہ مشوشم نہ بحرف ساختہ سرخوشم [۱]
نفسے بیاد مے کشم چہ عبارت و چہ معانیم

اَللّٰھُمَّ اخْتِمْ لَنَا بِالْخَیْرِ وَالسَّعَادَۃِ

اس رسالہ میں جن امور کی تعلیم ہے ہر چند کہ ان کی تحصیل میں سعی کرنا ضرور ہے مگر بدوں امداد اللہ تعالیٰ کے ظاہر ہے کہ سب ہیچ ہے بقول مولانا :

نظم

ایں ہمہ گفتیم دلیک اندر بسیچ بے عنایات خدا ہیچیم و ہیچ [۲]
بے عنایات حق و خاصان حق گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قبلہ و کعبہ کی ارشاد فرمودہ ایک مناجات جس میں بزرگوں کے توسل سے تمام خیر و سعادت طلب کی ہے اس کو آخر میں لگا دی جاوے تاکہ اس کو ذوق و شوق سے جناب الٰہی میں عرض کیا کریں اور اسمیں یہ بھی فائدہ ہے کہ بزرگوں کے توسل سے دعا جلد قبول ہوتی ہے دوسرا فائدہ خاص حضرت صاحب کے متوسلین کے لئے یہ بھی ہے کہ ان کو اپنے سلسلے کا اتصال ہو جاوے گا۔ وھو ہذا۔

---

[۱] نہ میں لکھے ہوئے نقوش پر فریفتہ ہوں نہ کسی بناکے ہوئے حرف پر مست ہوں تیری یاد میں سانس لیتا ہوں کیا عبارت ہے اور کیا میرا معنی ہے [۲] یہ کچھ ہم نے کہا لیکن پسینہ پسینہ ہو کر کیونکہ خدا تعالیٰ کی مہربانی

(بقیہ صفحہ آئندہ)

شجرۂ پیرانِ چشت اہلِ بہشت

حمد ہے سب تیری ذاتِ کبریا کے واسطے — اور درود و نعت ختم الانبیاء کے واسطے
اور سب اصحاب و آلِ مصطفےٰ کے واسطے

در بدر پھرتی ہے خلقت التجا کے واسطے — آسرا تیرا ہے پر مجھ بے نوا کے واسطے
رحم کر مجھ پر الٰہی اولیاء کے واسطے

ان بزرگوں کو شفیع لایا ہوں میں ہو کر ملول — کیجیو یہ عرض میری ان کی برکت سے قبول
ہاتھ اٹھاؤں جب تیرے آگے دعا کے واسطے

کر مجھے علم و عمل سے اے خدا آراستہ — بابِ عرفاں کا کشادہ ہووے مجھ پر راستہ
حضرتِ اشرف علی شمس الہدےٰ کے واسطے

دین و دنیا میں نہ کھاؤں ٹھوکریں اے کبریا — عاجز و مسکین ہوں طالب تری امداد کا
حاجی امداد اللہ پارسا کے واسطے

ایسے مرنے پر کروں قرباں یارب لاکھ عید — اپنی تیغِ عشق سے کر لے اگر مجھ کو شہید
حاجی عبد الرحیم اہلِ غزا کے واسطے

پاک کر ظلماتِ عصیاں سے الٰہی دل مرا — کر منور نورِ عرفاں سے الٰہی دل مرا
حضرت نور محمد پر ضیاء کے واسطے

کر وہ پیدا درد و غم میرے دلِ افگار میں — بار پاؤں جس سے اے باری تیرے دربار میں
شیخ عبد الباری شہِ بے ریا کے واسطے

شرک و عصیاں و ضلالت سے بچا کر اے کریم — کر ہدایت مجھ کو تو راہِ صراطِ مستقیم
شاہ عبد الہادی پیرِ ہدیٰ کے واسطے

دین و دنیا کی طلب عزت نہ سرداری مجھے — اپنے کوچہ کی عطا کر ذلت و خواری مجھے
شاہ عزیز الدین عزیز دوسرا کے واسطے

بقیہ پچھلے صفحہ

کے بغیر سب ہیچ ہے ۲۔ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کی توجہ کے بغیر اگر فرشتہ بھی ہو تو اس کا نامہ اعمال سیاہ ہوگا۔

دے مجھے عشقِ محمد اور محمدیوں میں گن ہو محمد ہی محمد وِرد میرا رات دن
شہ محمد اور محمدی التقیا کے واسطے

حبِّ حق حبّ الٰہی حبِّ مولیٰ حبِّ رب الغرض کر دے مجھے محو محبت سب کا سب
شہ محبّ اللہ شیخ باصفا کے واسطے

گرچہ میں غرقِ شقاوت ہوں سعادت سے بعید پر توقع ہے کرے مجھ سے شقی کو توسعید
بوسعید اسعد اھلِ ورا کے واسطے

قال ابتر حال ابتر سب مرے ابتر ہیں کام لطف سے اپنے مرے کر ملک دین کا انتظام
شہ نظام الدین ملجی مقتدا کے واسطے

ہے یہی بس دین میرا اور یہی سب ملک و مال یعنی اپنے عشق میں کر مجھ کو باجاہ و جلال
شہ جلال الدین جلیل اصفیا کے واسطے

حبِّ دنیاوی سے کر کے پاک مجھ کو اے حبیب اپنے باغِ قدس کی کر سیر تو میرے نصیب
عبد قدوس شہ قدس و صفا کے واسطے

کر معطر روح کو بوئے محمد سے مری اور منور چشم کر روئے محمد سے مری
اے خدا شیخ محمد رہنما کے واسطے،

کر عطا راہِ شریعت روئے احمد سے مجھے اور دکھا نورِ حقیقت خوئے احمد سے مجھے
شیخ عارف صاحبِ لطف و عطا کے واسطے

کھول دے راہ طریقت قلب پر یا حق مرے کر تجلی حقیقت قلب پر یا حق مرے
احمد عبدالحق شہ ملک بقا کے واسطے

دین و دنیا کا نہیں درکار کچھ جاہ و جلال ایک ذرہ درد کا یا حق مرے دل میں تو ڈال
شہ جلال الدین کبیر الاولیاء کے واسطے،

ہے مکدر ظلمتِ عصیاں سے میرا شمس دین کر منور نور سے عرفاں کے میرا شمس دین
شیخ شمس الدین ترک شمس الضحیٰ کے واسطے

اے مرے اللہ رکھ ہر وقت ہر لیل و نہار عشق میں اپنے مجھے بے صبر بیتاب و قرار

شیخ علاء الدین صابر بارضا کے واسطے
دے ملاحت مجھ کو رب نمکینیٔ ایمان سے　　　اور حلاوت بخش گنج شکر عرفاں سے
شہ فرید الدین شکر گنج بقا کے واسطے
عشق کی رہ میں ہوئے جوں اولیا اکثر شہید　　　خنجر تسلیم سے اپنے مجھے بھی کر شہید
خواجہ قطب الدین مقتول ولا کے واسطے
بے ترسے ہے نفس و شیطاں درپے ایمان و دین　　　جلد ہو آکر مرا یارب مددگار و معین
شہ معین الدین حبیب کبریا کے واسطے
یا الٰہی بخش الیسا بے خودی کا مجھ کو جام　　　جس سے اٹھ جا پردۂ شرم وحیا و ننگ و نام
خواجہ عثمان باشرم وحیا کے واسطے
دور کر مجھ سے غم موت و حیات مستعار　　　زندہ کر ذکر شریعت حق سے اے پروردگار
شہ شریف زندنی با اتقیا کے واسطے
آتش شوق اس قدر دل میں مرے بھر اے ودود　　　ہر بن مو سے مرے نکلے تری الفت کا دود
خواجہ مودود چشتی پارسا کے واسطے
رحم کر مجھ پر نواب چاہ ضلالت سے نکال　　　بخش عشق و معرفت کا مجھ کو یارب ملک و مال
شاہ بو یوسف شہ شاہ و گدا کے واسطے
مست اور بے خود بنا بو نے محمد سے مجھے　　　محترم کر خواری کوئے محمد سے مجھے
بو محمد محترم شاہ ولا کے واسطے
صدقے احمد کے یہی امید تیری ذات سے　　　کہ بدل کر دے عصیاں کو حسنات سے
احمد ابدال چشتی باصفا کے واسطے
حد سے گزرا رنج و ذقت اب تو اے پروردگار　　　کر مری شام خزاں کو وصل سے روز بہار
شیخ ابو اسحاق شامی خوش ادا کے واسطے
شادی و غم سے دو عالم کی مجھے آزاد کر　　　اپنے درد غم سے یارب دل کو مرے شاد کر
خواجہ ممشاد علوی بو العلا کے واسطے

ہے مرے تو پاس ہر دم لیک میں اندھا ہوں پر بخش وہ نورِ بصیرت جس سے تو آوے نظر
بوہبیرہ شاہ بصری پیشوا کے واسطے
عیش و عشرت کی دو عالم سے نہیں مطلب مجھے چشم گریاں سینہ بریاں کر عطا یارب مجھے
شیخ حذیفہ مرعشی شاہِ صفا کے واسطے
نے طلب شاہی نے خواہش گدائی کی مجھے بخش اپنے در تلک طاقت رسائی کی مجھے
شیخ ابراہیم ادہم بادشاہ کے واسطے
راہزن میرے ہیں دو قزاق باگرز گراں تو پہنچ فریاد کو میری کہیں اے مستعان
شہ فضیل ابن عیاض اہلِ دعا کے واسطے
کر مرے دل سے تو اے واحد دوئی کا حرف دور دل میں اور آنکھوں میں بھر دے سر بسر وحدت کا نور
خواجہ عبدالواحد بن زید شاہ کے واسطے
کر عنایت مجھ کو توفیق حسن اے ذوالمنن تا کہ ہوں سب کام مرے تیری رحمت سے حسن
شیخ حسن بصری امام اولیاء کے واسطے
دور کر دل سے حجاب جہل و غفلت میرے رب کھول دے دل میں درِ علم حقیقت میرے اب
ہادیٔ عالم علی مشکل کشا کے واسطے
کچھ نہیں مطلب دو عالم کے گل و گلزار سے کر مشرف مجھ کو تو دیدارِ پُر انوار سے
سرورِ عالم محمد مصطفیٰ کے واسطے
آ پڑا اوپر ترے ہر طرف سے ہو کر ملول کر تو ان ناموں کی برکت سے دعا میری قبول
یا الٰہی اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے
ان بزرگوں کے تئیں یارب غرض ہر کار میں کر شفاعت کا وسیلہ اپنے تو دربار میں
مجھ ذلیل و خوار و مسکین و گدا کے واسطے
اس دوئی نے کر دیا ہے دور وحدت سے مجھے کر دوئی کو دور کر پُر نورِ وحدت سے مجھے
تا ہوں سب مرے عمل خالص رضا کے واسطے
کر دیا اس عقل نے بے عقل دیوانہ مجھے کر ذرا اس ہوش سے بیہوش و مستانہ مجھے

یارب اپنے عاشقانِ باوفا کے واسطے

کشمکش سے نااُمیدی کی ہوا ہوں میں تباہ   دیکھ مت میرے عمل کر لطف پر اپنی نگاہ
یارب اپنے رحم و احسان و عطا کے واسطے

چرخِ عصیاں سر پہ ہے زیرِ قدم بحرِ اَلم   چار سُو ہے فوجِ غم کر جلدی اب بہرِ کرم
کچھ رہائی کا سبب اس مُبتلا کے واسطے

گرچہ میں بدکار و نالائق ہوں اے شاہِ جہاں   پر ترے در کو بتا اب چھوڑ کر جاؤں کہاں
کون ہے تیرے سوا مجھ بے نوا کے واسطے

ہے عبادت کا سہارا عابدوں کے واسطے   اور تکیہ زُہد کا ہے زاہدوں کے واسطے
ہے عصائے آہ مجھ بے دست و پا کے واسطے

نے فقیری چاہتا ہوں نے امیری کی طلب   نے عبادت نے زُہد نے خواہش علم و ادب
دَردِ دل پر چاہیئے مجھ کو خُدا کے واسطے

عقل و ہوش و فکر اور نعمائے دُنیا بے شمار   کی عطا تُو نے مجھے پر اب تو اے پروردگار
بخش وہ نعمت جو کام آوے سدا کے واسطے

گرچہ عالم میں الٰہی سعی ہے بسیار کی   پر نہ کچھ تحفہ ملا لائق ترے دربار کی
جان و مال لایا ولے تجھ پر فدا کے واسطے

گرچہ ہدیہ نہ میرا قابلِ منظور ہے   پر جو ہو مقبول کیا رحمت سے تیری دور ہے
کشتگانِ تیغِ تسلیم و رضا کے واسطے

حد سے ابتر ہوگیا ہے حال مجھ ناشاد کا   کر میری امداد اللہ وقت ہے امداد کا
اپنے لطف و رحمت بے انتہا کے واسطے

جس[1] نے یہ شجرہ دیا ہے جس نے یہ شجرہ لیا   جس نے یہ شجرہ لکھایا جس نے یہ شجرہ پڑھا
بخش دیجئے سب کو ان اہلِ صفا کے واسطے

---

[1] یہ شعر حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ کا فرمودہ ہے۔
تغمدہ اللہ بغفرانہ

فروع الایمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء تؤتی اکلہا کل حین باذن ربہا ویضرب اللہ الامثال للناس لعلہم یتذکرون والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ وخلیلہ وحبیبہ محمد الذی جعل الایمان بضعا وسبعین شعبۃ فافضلہا قول لا الٰہ الا اللہ وادناہا اماطۃ الاذی عن الطریق والحیاء شعبۃ من الایمان متفق علیہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ علیٰ عبادہ العلماء الصالحین الذین استنبطوا ہٰذہ الشعب من الکتاب والسنۃ وعینوہا للعاملین لامۃ جعلنا اللہ تعالیٰ من یفتحم ہٰذہ الشعاب ویدخل تلک الابواب ورزقنا عندہ حسن مآب ویسرنا فی یوم الحساب:

جاننا چاہیئے کہ قرآن مجید کی آیت مرقومہ بالا سے مجملاً معلوم ہوتا ہے کہ ایمان میں کچھ اصول اور کچھ فروع ہیں اور حدیث مذکور میں ان کا عدد بھی متعین فرما دیا گیا ہے ستر سے کچھ زائد ہیں اور انکی تعیین وتفصیل کے پتہ بتلانے کو اس کے تین شعبے ایک ادنیٰ اور ایک اعلیٰ ایک اوسط بھی فرما دیئے گئے تاکہ علمائے مستنبطین ومستخرجین شعب باقیہ کو خود اپنے ذہن خداداد کی قوت سے نکال کر دوسروں کو بتلا دیں چنانچہ علمائے محدثین ومحققین نے قرآن وحدیث میں غور کر کے ان سب شعبوں کو جمع کیا اور متعدد کتابیں اس بحث میں تصنیف فرمائیں جزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

مدت سے میرے خیال میں تھا کہ ان سب شعبوں کو اپنے ہم وطن اسلامی بھائیوں کی آگاہی کے واسطے عام فہم اردو میں لکھوں تاکہ ان کو یہ تو معلوم ہو کہ جس ایمان کا ہم دعویٰ کیا کرتے ہیں اس کے اس قدر شعبے ہیں اور غور کریں کہ ہم میں کتنی باتیں ہیں کتنی نہیں ہیں تاکہ اس سے اپنے ایمان کے نقصان وکمال کا اندازہ کر سکیں اور جن اوصاف کی کمی اپنے اندر پائیں انکی تحصیل وتکمیل کی کوشش کریں اور بدون تکمیل اس دعوے سے شرمائیں۔ گو

اصولِ دین کے مان لینے سے ادنیٰ درجہ کا ایمان میسّر ہوجاتا ہے مگر وہ ایمان ایسا ہی ہے جیسا، لنگڑا لنجا اندھا کانا اپاہج آدمی آدمی کہلایا جاتا ہے سب جانتے ہیں کہ ایسا آدمی کس درجہ کا آدمی ہے۔

دُوسری غرض ان شعبوں کے بتلانے سے یہ بھی ہے کہ غیر قوموں کو یہ بات معلوم ہوجاوے کہ اسلام کی تعلیم کافی وتام[1] ہے۔ اور اسلام اسی کو کامل مسلمان جانتا ہے جس میں یہ سب خصالِ خیر و اوصافِ کمال ہوں، ناقص مسلمانوں کی حالت دیکھ کر اسلام کی تعلیم کو بے وقعت نہ سمجھیں، کیونکہ اسلام کا کام بتلا دینا ہے نہ کہ زبردستی کسی کو ویسا ہی بنا دینا۔ یہ قصور ہم لوگوں کا ہے۔ اسلام پر کوئی الزام نہیں۔

بھائیو! اسلام کے شُعبے سُننے کے لئے تیار ہوجاؤ اور ہمتِ قوّی رکھو کہ یہ سب شُعبے تم کو حاصل ہو جاویں اس وقت البتہ مؤمن کامل بن سکتے ہو۔

مقدّمہ : یہ سب شعبے حسبِ تعداد محققین ستّتر ہیں جن میں تیس تو قلب سے متعلق ہیں اور سات زبان کے ساتھ اور چالیس باقی جوارح کے ساتھ ہم تینوں قسموں کو تین باب میں ذکر کرتے ہیں۔

وباللہ التوفیق :

---

[1] اسی لئے تمام شعبہ کے متعلق آیات و احادیث بھی ذکر کر دیئے گئے ہیں تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ سب تعلیم شارع کی ہے کسی کا قیاس نہیں ہے۔ ۱۲

پہلا باب

بیان میں ان شعب ایمان کے جو قلب سے متعلق ہیں وہ تیس شعبے ہیں :

۱۔ ایمان لانا اللہ تعالیٰ پر
۲۔ یہ اعتقاد رکھنا کہ ماسوائے اللہ تعالیٰ کے حادث اور مخلوق ہے۔
۳۔ ایمان لانا فرشتوں پر
۴۔ ایمان لانا اسکی سب کتابوں پر
۵۔ ایمان لانا پیغمبروں پر
۶۔ ایمان لانا تقدیر پر
۷۔ ایمان لانا قیامت کے دن پر
۸۔ جنّت کا یقین کرنا
۹۔ دوزخ کا یقین کرنا
۱۰۔ محبّت رکھنا اللہ تعالیٰ سے
۱۱۔ محبّت کرنا کسی سے اللہ تعالیٰ کے واسطے اور بغض کرنا اللہ تعالیٰ کے واسطے
۱۲۔ محبّت رکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

۱۳۔ اخلاص ۱۴۔ توبہ ۱۵۔ خوف
۱۶۔ رجاء ۱۷۔ حیا ۱۸۔ شُکر
۱۹۔ وفا کرنا عہد کا ۲۰۔ صبر ۲۱۔ تواضع
۲۲۔ رحمت و شفقت مخلوق پر
۲۳۔ راضی ہونا قضائے الٰہی پر ۲۴۔ توکّل کرنا
۲۵۔ ترک کرنا خود پسندی کا

۲۶۔ ترک کرنا کینہ کا

۲۷۔ ترک کرنا حسد کا　　　۲۸۔ ترک کرنا غصّہ کا

۲۹۔ ترک کرنا بدخواہی کا　　　۳۰۔ ترک کرنا حُبّ دنیا کا

ان شعبوں کی مختصر فضیلت اور کچھ کچھ متعلقات چند فصلوں میں بیان کرتے ہیں :

فصل : فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایمان یہ ہے کہ یقین لائے اللہ پر اور اس کے سب فرشتوں پر اور اُس کے سب پیغمبروں پر ـــــــ اور اسکی سب کتابوں پر اور آخرت کے دن پر اور تقدیر پر اور اس کے خیر پر بھی اور شر پر بھی۔

(روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے اور یقین لانا جنّت پر اور دوزخ پر اور مرنے کے بعد زندہ ہونے پر اور ترمذی کی روایت میں ہے کوئی بندہ ایمان والا نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ ایمان لاوے تقدیر پر اور یہاں تک کہ یقین کرلے کہ جو بات آنیوالی ہے ہرگز ٹل نہیں سکتی اور جو رہ گئی وہ پہنچ نہیں سکتی ۔

ف : اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے میں یہ سب داخل ہیں اسکی ذات پر ایمان لانا، اس کے صفات پر ایمان لانا، اس کو واحد جاننا ۔

تنبیہ اوّل : جاننا چاہیئے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات بیچون وبیچگون ہے۔ اسی طرح اُنکی صفات بھی بیچون وبیچگون ہیں سو اللہ تعالیٰ کی صفات میں رائے وقیاس سے کلام کرنا اور اُنکی کیفیات و توجیہات معیّن کرنا نہایت محل خطر ہے۔ اس بات میں اکثر عوام کا عقیدہ بہت سلامتی پر ہے کہ مجملاً صفاتِ الٰہی کا اعتقاد رکھتے ہیں اس کی تکلیف و تفتیش کی طرف التفات بھی نہیں کرتے اور سلف صالحین صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اعتقاد بھی اسی طور تھا پچھلے زمانے میں جب مبتدعین[1] کی کثرت ہوئی اور علم و کلام کا شیوع ہوا اس وقت صفات میں کلام زیادہ ہوگیا اور اکثر دعاوی و احکام میں بے احتیاطی کی نوبت آگئی مثلاً قرآن مجید میں ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی۔ اب اسمیں یہ تفتیش کرنا کہ استوا سے کیا مراد ہے اور اسکی کیا تاویل ہے۔ بیشک نہایت

---

[1] چونکہ اہل بدعت نے تشبیہ و تجسیم میں غلو کیا اس میں اہل حق کو بضرورت تاویل نصوص صفات کے واقع ہوئی تاکہ تنزیہ محفوظ رہے اس لئے مشہور ہے کہ تاویل متاخرین کا مسلک ہے۔ غرض متقدمین کا مسلک احوط و اسلم ہے اور

(بقیہ صفحہ آئندہ)

جرأت کی بات ہے۔ اپنی صفات کے حقائق تو پورے طور پر معلوم نہیں۔ تا بخالق چہ رسد۔
بس سیدھی بات یہی ہے کہ مجملاً اعتقاد رکھے کہ جو کچھ ارشاد فرمایا ہے حق ہے جیسی اُس کی ذات ہے ویسا ہی استواء ہوگا۔ زیادہ تفتیش کی ضرورت ہی کیا ہے نہ ہم اس کے مکلّف ہیں نہ ہم سے اس کا سوال ہوگا۔ البتہ یہ یقینی طور پر اعتقاد رکھے کہ یہ استواء ہمارے استواء کے مثل نہیں ہے بقولہٖ تعالیٰ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ رہا یہ کہ پھر کیسا ہے اس سے بحث نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دے یا حدیث شریف میں آیا ہے۔

ینزل ربنا تبارک وتعالیٰ	نزول فرماتا ہے ہمارا رب ہر شب
کل لیلۃ الی السماء الدنیا	آسمان دنیا کی طرف۔

اب اس فکر میں پڑیئے کہ نزول سے کیا مراد ہے اور یہ کس طرح ہے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس نزول کے خبر دینے سے جو مقصود ہے کہ لوگ ذوق وشوق وحضورِ قلب سے اس وقت ذکر وعبادت میں مشغول ہوں اس کام میں لگنا چاہیئے۔ ان فضول تحقیقات میں پڑ کر حقیقت کا پتہ قیامت تک بھی لگنے کی اُمید نہیں، خواہ مخواہ اپنا وقتِ عزیز ضائع کرنا ہے

نیست کس را از حقیقت آگہی[1]
جملہ می گیرند بادست تہی

قال اللہ تعالیٰ

فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَہَ مِنْہُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَۃِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِہٖ :	سو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے سو وہ پیچھے پڑتے ہیں اس مضمون کے جس کا مطلب پوشیدہ ہے اس قرآن میں سے فتنہ تلاش کرنے کو اور اس کی تاویل ڈھونڈنے کو۔

(آل عمران۔ ۷)

(بقیہ پچھلا صفحہ)
ضعیف العقیدہ کے لئے متاخرین کا مسلک احکم ہے ۱۲ منہ ؎ رحمٰن نے عرش پر قرار پکڑا ۱۲ منہ ؎ یعنی تفصیلی دعویٰ کرنا ۱۲ منہ

؎[1] کوئی شخص حقیقت خداوندی پر آگاہ نہیں اس بارہ میں سب خالی ہاتھ ہو کر مر رہے ہیں۔

تنبیہ ثانی : حضرت شارع علیہ السلام سے توحید کے دو معنی ثابت ہوئے ہیں۔ ایک لا معبود الا اللہ دوسرا لا مقصود الا اللہ۔ پہلے معنوں کا ثبوت تو اظہر من الشمس ہے۔

قال اللہ تعالیٰ،

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَہَّارُ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْھَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سُلْطَانٍ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (یوسف ۳۹-۴۰)	اے قید خانہ کے ساتھیو! کیا بہت سے متفرق مالک بہتر ہیں یا اللہ تعالیٰ جو اکیلا ہے، زبردست ہے نہیں پوجتے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر مگر چند ناموں کو جن کو مقرر کر رکھا ہے تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں اتاری اللہ نے ان کی کوئی دلیل نہیں ہے حکم مگر اللہ کا حکم کیا ہے اس نے کہ مت پوجو مگر اس کو یہ دین ہے سیدھا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔
وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ (بینہ ۵) (الآیۃ)	اور نہیں حکم ہوا انکو مگر اس کا کہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی خالص کرنیوالے ہوں اس کے واسطے دین کے اور طرف سے پھرے ہوں۔

اور تمام قرآن مجید اس سے بھرا پڑا ہے اور یہی توحید ہے جس کے اتلاف اور نقصان سے کافر اور مشرک ہو جاتا ہے اور جہنم میں ہمیشہ رہنا پڑتا ہے یہ ہرگز معاف نہ ہوگا۔

قال اللہ تعالیٰ،

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ (النساء ۱۱۶)	بیشک اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا اس کو کہ شرک کیا جاوے اس کے ساتھ اور بخش دیگا اس سے کم جس شخص کے لئے چاہے گا۔

دوسرے معنی کا ثبوت اس طرح پر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریا کو شرک اصغر فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ ریا میں غیر اللہ معبود نہیں ہوتا البتہ مقصود ضرور ہوتا ہے

جب غیر اللہ کا مقصود ہونا شرک ٹھہرا تو توحید جو مقابل شرک ہے اس کی حقیقت یہ ٹھہرے گی کہ اللہ تعالیٰ ہی مقصود ہو غیر اللہ بالکل مقصود نہ ہو یہی معنی ہیں لا مقصود الا اللہ۔

اب ہم وہ حدیث نقل کرتے ہیں جس میں ریا کو شرک فرمایا گیا ہے:

محمود بن لبید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بڑی خوفناک چیز جس سے میں تم پر اندیشہ کرتا ہوں، شرکِ اصغر ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! شرکِ اصغر کیا چیز ہے۔ آپؐ نے فرمایا ریا۔ (روایت کیا اس کو احمد نے)[1]

اور بھی بہت حدیثیں اس مطلب میں وارد ہیں تفسیر مظہری میں سورۂ کہف کے ختم پر جمع کی گئی ہیں۔ بوجہ اختصار یہاں نہیں لکھی گئیں، اس معنی کے نہ ہونے سے اخلاص جاتا رہتا ہے جس پر کسی قدر عقوبت کا استحقاق ہوتا ہے لیکن خلود فی النار نہ ہوگا۔

وحدۃ الوجود

تیسرے معنیٰ توحید کے اصطلاح صوفیہ میں ایک اور ہیں۔ لا موجود الا اللہ جس کو وحدت الوجود کہتے ہیں۔ اس معنیٰ کو قرآن و حدیث سے ثابت کرنا بڑا تکلف ولایعنی ہے۔ یہی غنیمت ہے کہ اس معنیٰ کی اس طرح تقریر کی جاوے کہ قرآن و حدیث سے خلاف نہ پڑے۔ آج کل اسی کی مشکل پڑ رہی ہے چونکہ مسئلہ نازک ہے اور مدار ثبوت اس کا محض ذوق اور کشف ہے اس لئے اولاً تو اس کی تعبیر کے لئے کافی عبارات ہی ملنا دشوار ہے اور جو کچھ قلیل و کثیر تعبیر ممکن ہے اس کے سمجھنے کے لئے علاوہ ذوق و مناسبت کشفی کے علوم عقلیہ و نقلیہ میں تبحّر کی حاجت ہے۔ اس زمانے میں اکثر مدعیان وحدۃ الوجود کی حالت دیکھ کر سخت رنج ہوتا ہے کہ نہ ان کو علم نہ ذوق محض زبانی طامات و شطحیات فرما دینے سے کام نہ یہ پروا ہے کہ ان ملحدانہ کلمات سے جو بے سمجھے بوجھے زبان سے نکال رہے ایمان جاتا رہے گا نہ اس کا کچھ خیال ہے کہ دوسرے عوام ہم کو محقق سمجھ کر مقلدانہ اس کا نہ صرف اعتقاد بلکہ دعویٰ کرنے لگیں گے ان کا ٹوٹا پھوٹا جو ایمان تھا وہ بھی رخصت ہو جاوے گا۔ نماز روزہ الگ چھوڑ بیٹھیں گے کہ جب ہم خدا ہو گئے تو پھر نماز اور روزہ کس کا' حاشا و کلا۔ وحدۃ الوجود کے ہرگز یہ معنیٰ نہیں، حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک حالت ہے جس پر گزرتی ہے

---

[1] کذا فی المظہری ۱۲

وہی جانتا ہے نہ اس کو قصداً منہ سے نکالنا چاہئیے نہ دُوسرے کی سمجھ میں آسکتی ہے، اس حالت کے غلبہ میں یہ کیفیت ہوجاتی ہے ؎

بس کہ در جان فگار و چشم بیدارم توئی[1]
ہر کہ پیدا میشود از دُور پندارم توئی

؎ سمایا ہے جب سے تو آنکھوں میں میری
جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تُو ہی تُو ہے

کبھی یہ حالت دائمی ہوتی ہے کبھی زائل ہوجاتی ہے۔ انشاء اللہ بشرطِ خیریت کسی موقع پر اس مسئلہ کی زیادہ تحقیق کی جاوے گی۔ اس مقام پر صرف خیرخواہانہ یہ عرض کرکے بس کرتا ہوں کہ خدا کے واسطے اپنی جان اور اُمتِ محمدیہ پر رحم فرمائیے اور اس مسئلہ میں غلو سے بچئے بلکہ احتیاط یہ ہے کہ بعد کشف کے بھی اس کو قطعی نہ سمجھئے کیونکہ کشف میں خصوصاً کشف الٰہیات میں بعض اوقات لغزش ہوجاتی ہے جو اصل مقصود ہے یعنی عبودیت اس میں لگے رہئیے اور زبانی جمع خرچ کو الگ پھینکئے ع کارکن کار بگذر از گفتار

قدم باید اندر طریقت نہ دم[2]
کہ اصلے ندارد دمے بے قدم

اقسامِ شرک

تتمیم شرک کی دو قسمیں ہیں، شرک فی العقیدہ اور شرک فی العمل۔ شرک فی العقیدہ یہ ہے کہ غیر اللہ کو مستحق عبادت سمجھا جائے۔ یہی شرک ہے جس کی نسبت ارشاد ہوا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ	بے شک اللہ نہ بخشیں گے اس کو کہ ان کے
یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ	ساتھ شرک کیا جاوے اور بخش دیں گے اس
ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ (النساء ۱۱۶)	سے کم کو جس شخص کے لئے چاہیں گے۔

شرک فی العمل یہ ہے کہ جو معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرنا چاہئیے وہ غیر اللہ کے ساتھ کیا جاوے، اس شرک میں اکثر عوام بالخصوص مستورات کثرت سے مبتلا ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی قسم کھانا، کسی کی منت ماننا، کسی چیز کو طبعاً مؤثر سمجھنا، کسی کے رُوبرو سجدہ

---

[1] میری زخم خوردہ جان میں اور بیدار آنکھوں میں تو سمایا ہوا ہے حتیٰ کہ جو درد مجھے محسوس ہوتا ہے وہ بھی تجھ سے

تعظیم کرنا، سوا بیت اللہ کسی اور چیز کا طواف کرنا کسی قبر پر نقرہ یا کچھ چڑھانا کسی سے یہ کہنا کہ اُوپر خدا نیچے تم۔ اسی طرح کے ہزاروں افعال ہیں یہ افعال سخت معصیت ہیں۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنے گھروں میں اس کا پورا انسداد کریں۔ قال اللہ تعالیٰ۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا — اے ایمان والو بچاؤ اپنی جانوں کو
قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَ اَهْلِیْکُمْ نَارًا — اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے

فرشتوں پر مرد یا عورت کا حکم لگانا

چونکہ فرشتوں کا مرد یا عورت ہونا کسی دلیل سے ثابت نہیں اس لئے ان کے مرد ہونے کا اعتقاد رکھے نہ عورت ہونے کا اس کو اللہ تعالیٰ کے علم کے حوالہ کرے یہی مطلب ہے اہلِ کلام کی اس عبارت کا۔

لا یوصفون بذکورۃ ولا انوثۃ فافہم۔

رسل و کتب کا عدد معین نہ کرنا

چونکہ پیغمبروں کی تعداد کسی دلیل سے ثابت نہیں اس لیے اعتقاد میں کوئی عدد معین نہ کرے۔ شاید کمی بیشی ہو جائے۔ اسی طرح کتابوں کی تعداد معین نہ کرے۔

فائدہ: آخرت کے دن پر ایمان لانے میں یہ سب کچھ داخل ہو گیا۔ یقین لانا ثواب و عذاب قبر پر ایمان لانا حشر و نشر پر یقین لانا پل صراط پر وحوضِ کوثر و میزانِ اعمال اور تمام واقعات قیامت پر ان ابواب میں بیشمار نصوص وارد ہیں۔

تحقیق تقدیر

فائدہ متعلقہ تقدیر۔ اس میں ہرگز کلام نہیں ہو سکتا کہ بندہ کو کسی قدر اختیار ضرور حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی بعض ناشائستہ حرکات پر طبعاً واضطراراً سخت نادم ہوتا ہے کہ دل کو کسی طرح سکون نہیں ہوتا۔ رعشہ والے کو کسی نے نہ دیکھا ہوگا کہ حرکت ارتعاشی پر اس کو ندامت ہوئی ہو اور معذرت کرتا ہو۔ اس سے یقیناً معلوم ہوا کہ وجود اختیار کا تو بدیہی ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی ظاہر ہے کہ اس کی صفت اختیار مخلوق ہے اور ہر مخلوق کا سلسلہ خالق تک پہنچتا ہے تو ضرور اس کا اختیار

کسی کے اختیار کے ماتحت ہوگا یہ مرتبہ بے اختیاری کا نکلا بس بندہ نہ پورا مجبور ہے نہ پورا مختار یہی خلاصہ ہے مسئلہ تقدیر کا اور اس قدر سمجھ لینے میں نہ کوئی دقت ہے نہ کوئی اشکال اور اسی قدر سمجھنے کا ہم کو بھی حکم ہے۔ اس سے آگے نہ ہمارے سمجھنے کے لائق تھا نہ ہم کو اس کے سمجھنے کا حکم ہوا بلکہ زیادہ تفتیش کرنے کی ممانعت ہوئی کیونکہ اس کے لئے تبحر علوم عقلیہ و نقلیہ وکشف کی ضرورت ہے بلکہ اس کے ہوتے بھی حل ہونے میں کچھ تردد سا معلوم ہوتا ہے اور عوام کے بعض شبہات کا جواب جو اس مسئلہ سے متعلق ہیں رسالہ جزاء الاعمال کے خاتمہ میں ذکر کئے گئے ہیں ان کا دیکھ لینا ضروری ہے

فصل: شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں وہ پائی جاویں وہ ایمان کی حلاوت پاتا ہے۔ اللہ اور رسولؐ اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوں اور جس سے محبت کرے اللہ ہی کے واسطے کرے اور کوئی وجہ نہ ہو۔ ابوداؤد و ترمذی نے روایت کیا کہ اللہ کے واسطے محبت اور بغض رکھنا ایمان سے ہے۔

اللہ اور رسولؐ کیساتھ سب سے زیادہ محبت رکھنے کا واقع ہونا

شاید کسی کو تعجب ہو کہ اللہ و رسولؐ کا سب سے زیادہ محبوب ہونا کیسے ممکن ہے اور اگر ممکن ہے تو شاید دنیا بھر میں دو ہی چار ایسے ہوں گے تو سارا جہان ایمان سے بے نصیب ہی ٹھہرا۔ اس کا جواب محققین نے مختلف طور پر دیا ہے مگر احقر کے نزدیک تو ادنیٰ درجہ کے مسلمان کو بفضلہٖ تعالیٰ یہ دولت[1] حاصل ہے۔ امتحان اس کا یہ ہے کہ یہ جس کے ساتھ سب سے زائد محبت رکھتا ہے مثلاً بیٹا، بیوی۔ اگر یہ لوگ اس شخص کے روبرو اللہ و رسولؐ کی شان میں کوئی سخت گستاخی کریں تو ہرگز اس شخص کو تاب رہے گی جو کچھ اس کے امکان میں ہوگا انتقام لینے میں کوئی بات اٹھا نہ رکھے گا۔ اگر اللہ و رسولؐ کے ساتھ اس درجہ کی محبت نہیں تھی یہ جوش کہاں سے پیدا ہوا۔ اور اس محبوب کی محبت کیسے مضمحل و مغلوب ہو

---

[1] خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ والذین آمنوا اشد حباً للہ ۱۲۔

ہوگئی۔ پس معلوم ہوا کہ اللہ و رسول کے ساتھ اس درجہ کی محبت ہر مسلمان کو میسر ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

رہا یہ کہ نافرمانی کیوں ہوجاتی ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ محبت تہہ دل کے اندر چھپی ہے اس کا استحضار اور ابھار ہر وقت نہیں ہے کوئی محرک آ پہنچتا ہے۔ تو موئے سر سے ناخن پا تک اس کا نور پھیل جاتا ہے بعد زوال محرک وہ پھر اندر کو اتر جاتی ہے۔

صرف اللہ کے واسطے محبت کا واقع ہونا

اللہ کے واسطے محبت کرنا یہ ہے کہ دنیا کی کوئی غرض نہ ہو اور اہل ذوق یوں کہتے ہیں کہ ثواب بھی غرض نہ ہو۔ اس میں بھی تعجب کیجئے۔ روزمرہ کے برتاؤ سے یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے۔ آپ اپنے استاد یا پیر کے لئے کوئی بہت نفیس چیز تحفہ میں لے جائیے اس وقت نہ آپ کو دنیا مطلوب ہے نہ ثواب کا خیال بلکہ محض ان بزرگوں کا دل خوش کرنا مقصود ہے۔ میرے نزدیک تو حب فی اللہ بایں معنی کچھ عجیب نہیں بلکہ بکثرت واقع ہے۔

تعظیم و اتباع نبوی ﷺ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے میں یہ امور بھی داخل ہوگئے اعتقاد رکھنا آپ کی تعظیم کا۔ آپ ﷺ پر درود شریف پڑھنا۔ آپ کے طریقہ کی پیروی کرنا فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ۔

اے ایمان والو مت بلند کرو آوازیں اپنی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر۔ (الحجرات ۲)

اس میں تعلیم تعظیم کی ہے۔ محققین نے فرمایا کہ یہی ادب حضور ﷺ کے کلام مقدس یعنی حدیث شریف کا ہے کہ اس کے درس کے وقت پست آواز سے بولنا چاہیئے اور فرمایا۔

وَتُوَقِّرُوهُ

توقیر کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

اور فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے

النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔	صلوٰۃ بھیجتے ہیں نبی پر اے ایمان والو صلوٰۃ بھیجو ان پر اور سلام پڑھو سلام
(الاحزاب ۔ ۵۶)	پڑھنا ۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے :

مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۔	جو کچھ تم کو دیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی مال اور حکم) پس قبول کرو اس کو اور جس چیز سے روک دیں پس رُک جاؤ تم ۔

اس میں آپ کی اتباع کا حکم ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۔

" ہرگز کامل نہ کرے گا کوئی شخص تم میں سے اپنے ایمان کو یہاں تک کہ اس کی نفسانی خواہش میرے حکم کے تابع ہو جاوے ۔"

(روایت کیا اس کو اصفہانی نے ترغیب و ترہیب میں)

اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۔

لازم پکڑو تم اپنے اوپر میرے طریقہ کو اور خلفائے راشدین کے طریقہ کو پکڑ لو اس کو دانتوں سے اور جو نئی بات ہے کیونکہ ہر نئی بات بدعت[1] ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے ۔"

(روایت کیا اس کو ترمذی نے)

اخلاص

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزیں ہیں کہ مسلمان کا دل ان کے قبول کرنے میں پس و پیش نہیں کرتا ۔

۱۔ عمل کا خالص کرنا

۲۔ حکام کی اطاعت

۳۔ جماعت سے لگا رہنا (روایت کیا اس کو احمد نے)

اور اخلاص میں داخل ہو گیا ترک کرنا ریا و نفاق کا ۔

ابن ماجہ نے شداد بن اوس سے روایت کیا کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] یعنی جس چیز کا ثبوت دلائل شرعیہ سے نہ ہو وہ بدعت ہے ۔

نے کہ مجھ کو جس چیز کا اپنی اُمّت پر بڑا اندیشہ ہے وہ شریک ٹھہرانا ہے اللہ تعالیٰ کیساتھ۔ یاد رکھو میں یہ نہیں کہتا کہ وہ آفتاب کی پرستش کریں گے یا چاند کی یا بُت کی لیکن وہ غیر اللہ کے واسطے کچھ عمل کیا کریں گے اور پوشیدہ خواہشِ نفسانی کے لئے اور اس آیت میں شرک کی تفسیر ریا کے ساتھ کی گئی ہے۔ ولا یشرک بعبادة ربه احدا۔

ف : ریا کا شرک ہونا فصل توحید میں کسی قدر بیان ہو چکا ہے وہاں دیکھ لینا چاہیئے اور نفاق کہتے ہیں کفر دل میں رکھ کر اسلام کے ظاہر کرنے کو۔

اقسام نفاق

نفاق کی دو قسمیں ہیں، ایک نفاق اعتقادی، تفسیر مذکور اسی نفاق کی تھی اور اسی نفاق کے بارے میں یہ وعید آئی ہے

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (النساء: ۱۴۵) بے شک منافق لوگ نیچے کے درجہ میں ہوں گے جہنم کے،

دوسری قسم، نفاق عمل یعنی اعتقاد تو دُرست ہے مسلمانوں کا سا مگر بعضے افعال ایسے صادر ہوتے ہیں جیسے منافقین کے ہوتے تھے جیسے حدیث میں عبداللہ بن عمرو رض سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، چار خصلتیں ہیں جس شخص میں وہ چاروں ہوں وہ تو پورا منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہو اُسمیں نفاق کی ایک خصلت ہوگی جب تک کہ اس خصلت کو نہ چھوڑے گا۔

۱۔ جب اس کے پاس کچھ امانت رکھوائی جائے خیانت کرے۔

۲۔ جب بات کرے جھوٹ بولے۔

۳۔ جب معاہدہ کرے بدعہدی کرے۔

۴۔ جب لڑے جھگڑے گالیاں بکنے لگے۔

(روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے)

اس حدیث میں نفاق سے مراد یہی نفاقِ عمل ہے۔ جیسے کسی شریف زادہ کو جو دناءت کے افعال اختیار کرلے چمار کہہ دیتے ہیں یعنی چماروں کا سا کام کرنے والا۔

ریا کے خیال سے اعمالِ صالحہ کو ترک کرنا

ریا کے آفات عظیم ہیں اس سے بچنے کا بہت ہی اہتمام چاہیے مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ شیطان کے اغوا اور اعمالِ صالحہ کے ترک کرانے کا یہ بھی ایک طریقہ ہے کہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ اس عمل کو مت کرو یہ ریا ہو جائے گی۔ اس صورت میں اس کا جواب دینا چاہیے کہ ریا اس وقت ہو سکتی ہے جب ہمارا قصد یہی ہو کہ مخلوق کو دکھلاویں اور وہ خوش ہوں اور ہم کو اس خیال سے حظ ہو اور جس حالت میں کہ ہم اس کو بُرا سمجھ رہے ہیں اور دفع کرنا چاہتے ہیں خواہ دفع ہو یا نہ ہو تو یہ ریا کدھر سے ہے جواب دے کر اعمالِ صالحہ میں مشغول ہو وساوس و خطرات کی کچھ پرواہ نہ کرے دو چار مرتبہ کسی قدر وسوسہ آوے گا پھر شیطان جھک مار کر خود دفع ہو جاوے گا۔

حضرت پیر و مرشد قبلہ و کعبۂ عقیدت مندان مولانا الحاج الحافظ محمد امداد اللہ دامت برکاتہم کا ارشاد ہے کہ:

"ریا ہمیشہ ریا نہیں رہتی اوّل ریا ہوتی ہے پھر ریا سے عادت ہو جاتی ہے اور عادت سے عبادت اور اخلاص"

مطلب یہ ہے کہ جو ریا بلا قصد ہو اس کی پرواہ نہ کرے اور اس کی وجہ سے عمل کو ترک نہ کرے۔

توبہ

فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ یعنی رجوع کرو اللہ کی طرف سب کے سب اے ایمان والو! تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اور بہت حدیثیں اس باب میں وارد ہیں۔

طریق توبہ

توبہ کی پوری حقیقت ایک بزرگ نے نہایت مختصر الفاظ میں بیان کی ہے هو حرق الحشا علی الخطا۔ یعنی دل میں سوزش پیدا ہو جانا گناہ پر۔

حضرت ابن مسعودؓ کا ارشاد ہے کہ الندم توبۃ اس کا مؤید ہے۔ آداب توبہ کے بہت ہیں مگر مختصر یوں سمجھ لیجئے کہ جب کسی بڑے آدمی کا قصور ہو جاتا ہے تو کسطرح

اس سے معذرت کرتے ہیں، ہاتھ جوڑتے ہیں، پاؤں پر ٹوپی ڈال دیتے ہیں، خوشامد کے الفاظ کہتے ہیں، رونے کا سامنہ بناتے ہیں، طرح طرح کے عنوانات سے معذرت کرتے ہیں، بھلا اللہ تعالیٰ کے روبرو جب معذرت کریں کم از کم ایسی حالت تو ضرور ہونا چاہئے ایسی توبہ حسبِ وعدۂ خداوندی ضرور قبول ہوتی ہے۔

خوف اصفہانی نے ترغیب میں معاذؓ سے روایت کیا ہے کہ ایمان والے کا دل بے خوف نہیں ہوتا اور اس کے خوف کو کسی طرح سکون نہیں ہوتا۔

خوف پیدا ہونے کا طریقہ طریقہ خوف پیدا ہونے کا یہ ہے کہ ہر وقت یہ خیال رکھے کہ اللہ تعالیٰ میرے تمام اقوال و احوال ظاہری و باطنی پر ہر وقت مطلع ہیں اور مجھ سے باز پرس کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بندہ کی فضیلت ایمان سے یہ ہے کہ یقین رکھے کہ اللہ تعالےٰ اس کے ساتھ ہیں وہ جہاں کہیں بھی ہو۔
(روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان کے باب خوف میں اور طبرانی نے اوسط میں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ	بے شک نہیں نا اُمید ہوتے اللہ کی رحمت
مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ	سے مگر وہ لوگ جو کافر ہیں۔

(یوسف ۸۷)

اس سے معلوم ہوا کہ اُمید رکھنا جز ایمان ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک گمان رکھنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسنِ عبادت سے ہے۔

(روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے)

اللہ تعالیٰ سے نیک گمان رکھنے کا عمدہ طریقہ

یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے نیک گمان اور اُمید رکھنے کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ اس کی پوری اطاعت کی کوشش کرے یہ طبعی بات ہے کہ جس کی اطاعت کی جاتی ہے اس سے

سب طرح کی اُمیدیں رہتی ہیں اور نافرمانی سے ضرور دل کو وحشت اور نااُمیدی سی ہوجاتی ہے اور توبہ کرنے کے وقت اُمید رکھنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کی وسعتِ رحمت پر نظر کر کے یقین کرے کہ میرا عذر ضرور قبول ہوجائے گا، مقصودِ شارع علیہ السلام کا مرجیا سے بھی دو امر معلوم ہوتے ہیں۔ ایک اصلاح عمل دُوسرے توبہ۔

آج کل اکثر لوگ گناہ میں انہماک اور توبہ میں تاخیر کرنے کے وقت بہانہ حسنِ ظن و امید نیک کا لایا کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے مقصودِ شارع علیہ السلام بالکل منعکس کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فہم سلیم عطا فرما دیں بلکہ رحمتِ الٰہیہ کی وسعت دریافت کر کے تو زیادہ شرمانا چاہیئے کہ اللہ اکبر ؎

تصدق اپنے خدا کے جاؤں
یہ پیار آتا ہے مجھ کو انشا
اِدھر سے ایسے گناہ پیہم
اُدھر سے وہ دم بدم عنایت

جب یہ شرم غالب ہوگی ہرگز نافرمانی نہیں ہوسکتی۔

حیار | فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیا ایک شاخ ہے ایمان کی۔ (روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے)

خدا سے شرمانے کا طریقہ | حیا عجب چیز ہے۔ اگر مخلوق سے حیا ہوگی ایسی حرکت کوئی نہ ہوگی جس کو مخلوق پسند نہ کرتی ہو، اور اگر خالق سے حیا ہوگی تو ان افعال سے بچے گا جو خالق کے نزدیک ناپسند ہیں مخلوق سے تو حیار کرنا ایک طبعی امر ہے البتہ خالق سے حیا کرنے کا طریقہ معلوم کرنا ضرور ہے سو طریقہ اس کا یہ ہے کہ کوئی وقت تنہائی کا مقرر کر کے بیٹھ کر اپنی نافرمانیاں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد کیا کرے، چند روز میں کیفیت حیا کی قلب میں خود بخود پیدا ہوجائے گی، اور ایک شعبۂ عظیم ہاتھ آجاوے گا

شُکر | شکر کی دو قسمیں ہیں شکر کرنا خالق کا جو منعم حقیقی ہے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ (البقرۃ: ۱۵۲) تم میرا شکر کرو اور میری ناشکری مت کرو۔

دوسری قسم شکر کرنا مخلوق کا جو واسطۂ نعمت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ جس نے آدمیوں کی ناشکری کی اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا۔

اور ابو داؤد نے حدیث روایت کی ہے کہ جس شخص کو کوئی چیز ملی اگر اس کو میسر ہو تب تو اس کا عوض دے اور اگر میسر نہ ہو تو دینے والے کی ثناء اور صفت ہی کر دے۔ پس جس نے ثناء و صفت کر دی اس نے شکر ادا کیا اور جس نے اس کو پوشیدہ رکھا اس نے ناشکری کی۔

شکر حقیقت نعمت کی قدردانی کرنا

شکر کی حقیقت نعمت کی قدردانی کرنا جب نعمت کی قدر ہو گی تو منعم کی بھی ضرور قدر ہو گی اور جس کے ذریعہ سے وہ نعمت پہنچی ہے اس کی بھی قدر ہو گی۔ اس طرح سے خالق اور مخلوق دونوں کا شکر ادا ہو جائے گا۔

اب سمجھو کہ دل میں جس کی قدر ہوتی ہے اس کی تعظیم و محبت بھی کرتا ہے اس کی بات ماننے کو بھی بالاضطرار دل چاہتا ہے سو کمال شکر خالق کا یہی ہو گا کہ دل میں انکی تعظیم ہو اور زبان پر ثناء و صفت جوارح سے احکام کی حتی الامکان پوری تعمیل یہی راز ہے مفہوم شکر کے تمام ہونے میں کہ قلب و لسان جوارح تینوں اس کے محل و مورد ہیں۔

دوسری بات ضروری سمجھنے کے قابل یہ ہے کہ جب واسطۂ نعمت کی شکرگزاری بھی ضروری ٹھہری یہاں سے استاد و پیر وغیرہما کا حق بھی نکل آیا کہ یہ لوگ نعمت حقیقی علم دین عرفان و یقین کے واسطے ہیں سو جتنی بڑی نعمت ہو گی اتنا ہی واسطۂ نعمت کا بھی حق ہو گا اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ استاد و پیر کا حق کتنا بڑا ہے۔ افسوس اس زمانے میں یہ دونوں علاقے ایسے کمزور ہو گئے ہیں کہ کوئی ان کی وقعت ہی نہیں رہی۔

اب ہم بہت اختصار کے ساتھ دونوں کے حقوق جُدا جُدا لکھ دیتے ہیں۔ آگے توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

حقوقِ استاد

۱۔ استاد کے پاس مسواک کرکے صاف کپڑے پہن کر جاوے
۲۔ ادب کے ساتھ پیش آوے۔
۳۔ نگاہِ حرمت و تعظیم سے اس پر نظر کرے۔
۴۔ جو بتلاوے اس کو خوب توجہ سے سُنے
۵۔ اس کو خوب یاد رکھے۔
۶۔ جو بات سمجھ میں نہ آوے اپنا قصور سمجھے۔
۷۔ اس کے روبرو کسی اور کا قول مخالف ذکر نہ کرے۔
۸۔ اگر کوئی استاد کو بُرا کہے حتی الوسع اس کا دفعیہ کرے ورنہ وہاں سے اُٹھ کھڑا ہو
۹۔ جب حلقہ کے قریب پہنچے سب حاضرین کو سلام کرے پھر استاد کو بالخصوص سلام کرے لیکن اگر وہ تقریر وغیرہ میں مشغول ہو تو اس وقت سلام نہ کرے۔
۱۰۔ استاد کے روبرو نہ ہنسے نہ بہت باتیں کرے۔ اِدھر اُدھر نہ دیکھے نہ کسی اور کی طرف متوجہ ہو بالکل استاد کی طرف متوجہ رہے۔
۱۱۔ استاد کی بدخلقی کا سہار کرے۔
۱۲۔ اس کی تند خوئی سے اس کے پاس جانا نہ چھوڑے نہ اس کے کمال سے بداعتقاد ہو بلکہ اس کے اقوال اور افعال کی تاویل کرے۔
۱۳۔ جب استاد کام میں لگا ہو یا ملول و مغموم ہو یا بھوکا پیاسا ہو یا اُونگھ رہا ہو یا اور کوئی عذر ہو جس سے تعلیم شاق ہو یا حضورِ قلب نہ ہو ایسے وقت نہ پڑھے۔
۱۴۔ حالتِ بُعد و غیبت میں بھی اس کے حقوق کا خیال رکھے۔
۱۵۔ گاہ گاہ تحفہ تحائف خط و کتابت سے اس کا دل خوش کرتا رہے اور بہت سے ہیں مگر ذہین آدمی کے لئے اسی قدر لکھنا کافی ہے وہ اسی سے باقی حقوق کو بھی سمجھ سکتا ہے۔

حقوقِ پیر

جس قدر حقوق استاد کے لکھے گئے ہیں یہ سب پیر کے بھی حقوق

ہیں اور کچھ زائد حقوق ہیں وہ لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ یہ اعتقاد کرے کہ میرا مطلب اسی مرشد سے حاصل ہوگا اور اگر دوسری طرف توجہ کرے گا تو مرشد کے فیض و برکات سے محروم رہے گا۔

۲۔ ہر طرح مرشد کا مطیع ہو اور جان و مال سے اسکی خدمت کرے کیونکہ بغیر محبت پیر کے کچھ نہیں ہوتا اور محبت کی پہچان یہی ہے۔

۳۔ مرشد جو کچھ کہے اس کو فوراً بجا لائے اور بغیر اجازت اس کے فعل کی اقتدا نہ کرے کیونکہ بعض اوقات وہ اپنے حال اور مقام کے مناسب ایک کام کرتا ہے کہ مرید کو اس کو کرنا زہر قاتل ہے

۴۔ جو ورد و وظیفہ مرشد تعلیم کرے اسی کو پڑھے اور تمام وظیفے چھوڑ دے خواہ اس نے اپنی طرف سے پڑھنا شروع کیا ہو یا کسی دوسرے نے بتایا ہو۔

۵۔ مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن اسی کی طرف متوجہ رہنا چاہیے یہاں تک کہ سوائے فرض و سنت کے نماز نفل اور کوئی وظیفہ بغیر اس کی اجازت کے نہ پڑھے۔

۶۔ حتی الامکان ایسی جگہ کھڑا نہ ہو کہ اس کا سایہ مرشد کے سایہ پہ یا اس کے کپڑے پر پڑے۔

۷۔ اس کے مصلٰی پر پیر نہ رکھے۔

۸۔ اس کی طہارت اور وضو کی جگہ طہارت یا وضو نہ کرے۔

۹۔ مرشد کے برتنوں کو استعمال میں نہ لاوے۔

۱۰۔ اس کے سامنے نہ کھانا کھائے نہ پانی پیئے اور نہ وضو کرے ہاں اجازت کے بعد مضائقہ نہیں۔

۱۱۔ اس کے روبرو کسی سے بات نہ کرے بلکہ کسی کی طرف متوجہ بھی نہ ہو۔

۱۲۔ جس جگہ مرشد بیٹھا ہو اس طرف پیر نہ پھیلائے اگرچہ سامنے نہ ہو۔

۱۳۔ اور اس کی طرف تھوکے بھی نہیں۔

۱۴۔ جو کچھ مرشد کہے یا کرے اس پر اعتراض نہ کرے کیونکہ جو کچھ وہ کرتا ہے یا کہتا ہے الہام سے کرتا اور کہتا ہے اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آوے تو حضرت موسٰی اور حضرت خضر علیہما السلام کا قصہ یاد کرے۔

۱۵۔ اپنے مرشد سے کرامت کی خواہش نہ کرے۔

۱۶۔ اگر کوئی شُبہ دل میں گزرے تو فوراً عرض کرے اور اگر وہ شُبہ حل نہ ہو تو اپنے فہم کا نقصان سمجھے اور اگر مرشد اس کا کچھ جواب نہ دے تو جان لے کہ میں اس کے جواب کے لائق نہ تھا۔

۱۷۔ خواب میں جو کچھ دیکھے وہ مرشد سے عرض کرے اور اگر اس کی تعبیر ذہن میں آوے تو اُسے بھی عرض کرے۔

۱۸۔ بے ضرورت اور بے اذنِ مرشد سے علیحدہ نہ ہو۔

۱۹۔ مرشد کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے اور بآوازِ بلند اس سے بات نہ کرے اور بقدرِ ضرورت مختصر کلام کرے اور نہایت توجہ سے جواب کا منتظر رہے۔

۲۰۔ اور مرشد کے کلام کو رَدّ نہ کرے اگرچہ حق مرید ہی کی جانب ہو بلکہ یہ اعتقاد کرے کہ شیخ کی خطا میرے صواب سے بہتر ہے۔

۲۱۔ جو کچھ اس کا حال ہو بھلا ہو یا بُرا اسی مرشد سے عرض کرے کیونکہ مرشد طبیب قلبی ہے اطلاع کے بعد اس کی اصلاح کریگا۔ مرشد کے کشف پر اعتماد کر کے سکوت نہ کرے۔

۲۲۔ اس کے پاس بیٹھ کر وظیفہ میں مشغول نہ ہو۔ اگر کچھ پڑھنا ضرور ہو تو اس کی نظر سے پوشیدہ بیٹھ کر پڑھے۔

۲۳۔ جو کچھ فیضِ باطنی اسے پہنچے اُسے مرشد کا طفیل سمجھے اگرچہ خواب میں یا مراقبہ میں دیکھے کہ دوسرے بزرگ سے پہنچا ہے تب بھی یہ جانے کہ مرشد کا کوئی لطیفہ اس بزرگ کی صورت ظاہر ہوا ہے۔ (کذا فی ارشاد رحمانی)

قال العارف الرومی رح چوں گزیدی پیرِ من تسلیم شو
ہمچو موسیٰ زیرِ حکمِ خضر رو[1]
صبر کن در کارِ خضر اے بے نفاق
تا نگوید خضر رو ہٰذا فراق

---

[1] جب تو نے کسی بزرگ کو چُن لیا تو اس کے سُپرد ہو جا۔ موسے علیہ السلام کی طرح خضر علیہ السلام کے ماتحت ہو جا۔ اے نفاق سے دُور رہنے والے خضر علیہ السلام کے کام پر صبر کرتا کہ خضر یہ نہ کہے چلو جُدائی ہے۔

قال العطار رحمہ

گر ہوائے ایں سفر داری ولا
دامن رہبر بگیر و پس بیا
در ارادت باش صادق اے فرید
تا بیابی گنج عرفاں را کلید
دامن رہبر بگیر اے راہ جو
ہر چہ داری کن نثار راہ او
گر روی صد سال در راہِ طلب
رہبرے نبود چہ حاصل زاں تعب
بے رفیقے ہر کہ شد در راہِ عشق
عمر بگذشت و نشد آگاہِ عشق
پیر خود را حاکم مطلق شناس
تا براہ فقر گردی حق شناس
ہر چہ فرماید مطیع امر باش
طوطیائے دیدہ کن از خاک پاش
آنچہ می گوید سخن تو گوش باش
تا نگوید او بگو خاموش باش

تنبیہ: مگر یہ سب آداب مذکورہ شیخ کامل کے ہیں اس کے چند علامات بتلائے جاتے ہیں جس سے طالب دھوکہ سے بچا رہے۔

۱۔ خواص یعنی علماء و فقراء کے نزدیک اس کی قبولیت زیادہ ہو بہ نسبت عوام کے۔
۲۔ اس کی صحبت میں یہ اثر ہو کہ توجہ الی اللہ میں زیادتی اور خیالاتِ دنیوی میں کمی معلوم ہوتی ہو۔
۳۔ اس کا کلام بزرگانِ پیشین کے کلام کے مشابہ ہو۔

۴۔ کسی کامل کی جانب سے اجازت یافتہ ہو۔

۵۔ متقی ہو یعنی دلائل شرعیہ صحیحہ صریحہ کے خلاف کسی فعل پر اصرار نہ ہو اور احیاناً لغزش ہوجانا منافی کمال نہیں اور اگر بظاہر کوئی قول یا فعل مخالف شرع سرزد ہوتا ہو اس کی توجیہہ و تاویل موافق قواعد شرعیہ کے ممکن ہو۔

اگر ان اوصاف کا جامع کوئی شخص مل جاوے تو اس کو غنیمت سمجھے اور دل سے اس کا غلام بن جاوے ورنہ اس سے علیحدگی اختیار کرے خصوصاً قرآن وحدیث کیخلاف کرنے والے سے ہرگز مجالست ومخالطت نہ کرے کہ صحبت اس کی برہم کن دین و ایمان ہے۔

قال العارف الرومیؒ ؎ لے بسا ابلیس آدم رُوئے ہست ؎
پس بہر دستے نباید داد دست
کار شیطان می کند نامش ولی
گر ولی ایں ست لعنت بر ولی

قال العارف الشیرازیؒ ؎ نخست موعظت پیر ایں طریق ایں است ؎۲
کہ از مصاحب ناجنس احتراز کنید

ف: اسی طرح شکر میں داخل ہے تمام اہل حقوق کے حقوق ادا کرنا باپ، ماں، اولاد، چچا، ماموں، میاں، بی بی، پڑوسی، عام مسلمان عام بنی آدم، بہائم۔ اس مضمون پر کتاب حقیقۃ الاسلام تصنیف قاضی ثناء اللہ صاحب کافی وافی ہے۔

وفا فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ۔ — اے ایمان والو! پورا کرو عہدوں کو۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا — پورا کرو اللہ کا عہد جب تم

لہ بہت سے شیطانوں کا چہرہ آدمی جیسا ہے پس ہر ہاتھ میں نہ دینا چاہیئے شیطان جیسا کام کرتا ہے اور اس کا نام ولی ہے اگر یہ ولی ہے تو ایسے ولی پر لعنت ہے ۲ؔ پہلی نصیحت اس راہ کے بزرگ کی یہ ہے کہ ناجنس شخص سے دُور رہو۔

عَاهَدْتُّمْ — عہد کرو۔

اور فرمایا:

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ط — پورا کرو عہد کو بے شک عہد پوچھا جائے گا۔

یعنی قیامت میں سوال ہوگا کہ پورا کیا یا نہیں اور اوپر حدیث میں گزر چکا ہے کہ عہد پورا نہ کرنا علامت نفاق کی ہے۔

تاسف؛ افسوس ہمارے زمانے میں عہد پورا کرنے کا بہت ہی کم لوگوں کو خیال ہے۔ وعدہ کر کے دوسرے کو امید دلا کر آخر میں ناامید کر دیتے ہیں۔ اس کا بہت خیال چاہئے خوب سوچ سمجھ کر وعدہ کرنا چاہیئے پھر جس طرح ممکن ہو ایفا کرنا چاہیئے البتہ خلاف شرع ہو تو پورا کرنا درست نہیں۔

صبر؛ حدیث میں ہے صبر نصف ایمان ہے۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے ابن مسعودؓ سے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۔ — بے شک اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہے۔

تواضع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے تواضع کی اللہ کے واسطے بلند مرتبہ فرمایا اس کو اللہ تعالیٰ نے پس وہ شخص اپنے دل میں چھوٹا ہے اور لوگوں کی آنکھوں میں بڑا ہے اور جو شخص تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بے قدر کر دیتے ہیں۔ پس وہ لوگوں کی آنکھ میں چھوٹا ہے اور اپنے دل میں بڑا۔ یہاں تک کہ وہ شخص لوگوں کے نزدیک کتے سور سے بھی زیادہ ذلیل وخوار ہو جاتا ہے۔ روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں

اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں داخل ہوگا دوزخ میں کوئی ایسا شخص جس میں رائی برابر بھی ایمان ہو اور نہیں داخل ہوگا جنت میں کوئی ایسا شخص جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہو اور ایک روایت میں ہے کہ جس کے

دل میں ذرہ برابر تکبر ہو۔
ایک شخص نے عرض کیا کہ آدمی کا جی چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، اس کا جوتا اچھا (یعنی کیا یہ سب کچھ تکبر ہے) آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ خود جمیل ہیں جمال کو پسند کرتے ہیں تکبر تو یہ ہے کہ حق کا رد کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔
(یعنی خوش طبعی تکبر نہیں ہے)

ف: اور تواضع میں اپنے سے بڑے کی توقیر کرنا بھی داخل ہے۔ احمدؒ نے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اُمت میں داخل نہیں جو شخص ہمارے بڑے کی تعظیم نہ کرے اور ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے۔

رحمت وشفقت

ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سُنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے، نہیں دُور کی جاتی مہربانی کی صفت کسی کے دل سے مگر شقی سے۔ روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی نے
عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم کرنیوالوں پر رحمان رحم فرماتے ہیں تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا۔
(روایت کیا اس کو ابوداؤد نے)

اور نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کی ہمدردی اور محبت اور عطوفت میں اس طرح پاؤ جیسے بدن میں عضو اگر دُکھتا ہے تو تمام بدن بدخوابی اور بخار میں مُبتلا ہو جاتا ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری ومسلم نے۔

رضا بالقضا

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کی سعادت میں سے ہے خیر مانگنا اللہ تعالیٰ سے اور راضی ہونا اس پر جو اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا اور آدمی کی شقاوت میں سے ہے ترک کرنا خیر مانگنے کا اور ناخوش ہونا اللہ کے حکم پر۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے

ف: رضا بالقضا کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ دل میں بھی رنج نہ آنے پاوے۔ رنج تو امر طبعی ہے یہ کس طرح اختیار میں ہو سکتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دل اس کو پسند کرے جیسے دنبل والا خوشی سے جراح کو نشتر مارنے کی اجازت دیتا ہے مگر دُکھ ضرور ہوتا

ہے ہاں بوجہ غلبہ حال کے بعض اوقات الم محسوس نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات سرور و فرح ہوتا ہے۔ یہ حالت اکثر متوسطین اہلِ سلوک کو پیش آتی ہے اور اہلِ کمال و تمکین کو رنج و غم سب کچھ ہوتا ہے پھر بھی نہ کوئی کلمہ شکایت کا منہ سے نکالتے ہیں نہ کوئی فعل خلاف مرضی حاکم حقیقی کے کرتے ہیں یہ زیادہ کمال کی بات ہے باوجود رنج کے اپنے کو ضبط کرتے ہیں اور جب رنج ہی نہ ہو ضبط کرنا کیا مشکل ہے اور صبر کا تو بدون رنج کے وجود ہی محال ہے۔ حضرت یعقوب علیٰ نبینا و علیہم السلام کے مقام صبر و رضا میں کس کو کلام ہو سکتا ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں جو کچھ ان کا حال ہو گیا تھا سب جانتے ہیں۔ جب ان کے بیٹوں نے سمجھایا تو آپ جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (یوسف۔ ۸۶)	میں تو صرف اپنی پریشانی اور رنج کا اللہ ہی سے گلہ کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں کہ تم نہیں جانتے۔

ہمارے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ حضرت ابراہیمؓ نے جب وفات پائی تو حضور رونے لگے۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے تعجباً عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! آپ بھی روتے ہیں آپ نے فرمایا اے ابن عوف! یہ تو رحمت ہے پھر آپ دوبارہ روئے اور فرمایا بیشک آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہوتا ہے اور زبان سے ہم وہی بات کہیں گے جس سے ہمارا مالک راضی ہو اور بیشک ہم تمہاری جدائی میں اے ابراہیم مغموم ہیں۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ صبر تو جب ہی ہے جب تازہ صدمہ پڑے۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

ان حدیثوں کے سننے کے بعد ہمارے دعویٰ مذکور میں اب کچھ شک باقی نہ رہا ہوگا۔

توکل

فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ	اللہ تعالیٰ ہی پر چاہیئے کہ توکل کریں

اَلْمُؤْمِنُوْنَ ۔ ایمان والے ۔

حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داخل ہوں گے بہشت میں میری امت سے ستّر ہزار آدمی بدون حساب کے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو جھاڑ پھونک نہیں کرتے اور بدشگونی نہیں لیتے اور اپنے پروردگار پر بھروسا کرتے ہیں۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے ۔

مراد یہ ہے کہ جو جھاڑ پھونک ممنوع ہے وہ نہیں کرتے اور بعض نے کہا ہے کہ افضل یہی ہے کہ جھاڑ پھونک بالکل نہ کرے اور بدشگونی یہ کہ مثلاً چھینکنے کو یا کسی جانور کے سامنے نکل جانے کو منحوس سمجھ کر وسوسہ میں مبتلا ہو جاویں۔ مؤثر حقیقی اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہیں اس قدر وسواس نہ کرنا چاہیئے۔ البتہ نیک فال لینا اگرچہ وہاں بھی حقیقتاً کوئی تاثیر نہیں مگر چونکہ اس میں رحمت خداوندی سے امید ہو جاتی ہے مستحسن ہے بخلاف بدفالی کے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامیدی ہوتی ہے ۔

حقیقت توکّل و رفع غلطی

آج کل توکّل کے معنی یہ مشہور ہیں کہ تمام اسباب چھوڑ کر بیٹھ جائے یہ معنی بالکل غلط ہیں ۔

تمام قرآن و حدیث اثبات تدبیر و اسباب سے پُر ہے جبکہ توکّل بایں معنی تو کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔ اچھا اگر بلا تدبیر کچھ کھانے پینے کو مل بھی گیا تو کیا کھانے میں لقمہ بھی منہ میں نہ رکھو گے اس کو چباؤ گے بھی نہیں۔ اس کو نگلو گے بھی نہیں پھر یہ سب بھی تو اسباب تدابیر ہیں تدابیر پہنچنے کے پھر توکّل کہاں رہا۔ اگر ایسے تو لازم آتا ہے کہ آج تک کوئی نبی ولی متوکّل ہوا ہی نہیں پھر اس کا کون قائل ہو سکتا ہے بلکہ توکّل کی حقیقت وہ ہے جو توکیل کی ہے یعنی مقدمہ میں کسی کو وکیل بناتے ہیں تو کیا صاحب مقدمہ پیروی چھوڑ دیتا ہے مگر باوجود اس کے مقدمہ کی کامیابی کا نتیجہ وکیل کی لیاقت و حسن تقریر و سعی کا سمجھتا ہے اس کو اپنے اپنے تدبیر کی طرف نسبت نہیں کرتا۔ بالکل یہی حال توکّل کا سمجھنا چاہیئے کہ اسباب و تدابیر بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہوں سب برتے مگر ان کو مؤثر نہ سمجھے یہ اعتقاد رکھے کہ کام جب بنے گا اللہ تعالیٰ

ف بالخصوص جھوٹا فال گنڈا یا ٹوٹکا جادو مسمریزم ۱۲

کے حکم و فضل سے بنے گا اور واقع میں اگر دیکھا جاوے تو تدبیر کا مؤثر ہونا محض خدا ہی کے حکم سے ہے، بندہ کو اس میں ذرہ برابر بھی تو دخل نہیں مثلاً زمین میں بیج ڈال دیا یہ تو اس کی تدبیر تھی اب وقت پر بارش ہونا اس کا زمین سے ابھرنا، پکنا، آفات سماوی سے محفوظ رہنا یہ اس کے اختیار میں کب ہے اس لئے واجب ہے کہ کامیابی کو ثمرہ فضل خداوندی کا سمجھے بس یہ توکل ہو گیا۔

اس سے معلوم ہوا ہوگا کہ اکثر مسلمان اس نعمت توکل سے مشرف ہیں البتہ بعض بعض کو کسی قدر خیالات کے اصلاح کی ضرورت ہے اور جو کچھ مقدمہ رزق وغیرہ میں طبیعت کو تشویش پیش آتی ہے اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ لوگوں کو صفت توکل حاصل نہیں یا وعدہ الہٰیہ پر اعتماد نہیں بلکہ وجہ اس تشویش کی صرف یہ ہے کہ کامیابی کے طریق واوقات معیّن نہیں اور ابہام کو تردد لازم ہے اور بعض متوکلین کو بلا اسباب کچھ مل گیا ہے وہ کرامت کے قبیل سے ہے جو توکل کے آثار غیر لازمہ سے ہے حقیقت توکل میں داخل نہیں خوب سمجھ لو۔

ترک کرنا عجب کا

طبرانی نے حدیث نقل کی ہے کہ تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ ایک حرص جس کی اطاعت کرنے لگے اور خواہش نفسانی جس کی پیروی کی جاوے اور خود بینی اور خود پسندی اور یہ بھی خود پسندی میں داخل ہے کہ اپنے منہ سے اپنی تعریف کرے، اپنی بزرگی وکمالات بیان کرے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ' (الآیۃ)

فرق درمیان ریا و تکبّر و عجب

اور تکبّر کی برائی فصل تواضع میں بیان کی گئی ہے۔ جاننا چاہیئے کہ یہ تین چیزیں ہیں تکبر، عجب، ریا۔ سرسری نظر سے ان میں فرق معلوم نہیں ہوتا مگر یہ سب جدا جدا ہیں خلاصہ فرق کا یہ ہے کہ ریا تو ہمیشہ عبادت وامور دینی ہی میں متحقق ہوتی ہے۔ بخلاف عُجب و تکبّر کے کہ امور دینیہ دنیویہ دونوں میں ہوتا ہے۔ پھر تکبّر میں تو آدمی دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے بخلاف عجب کے کہ وہ اپنے کو اچھا سمجھتا ہے گو دوسرے کو حقیر نہ سمجھے۔

رفع اشکال متعلق عُجب اس مقام پر ایک اشکال ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر کسی کو کوئی صفت کمال عطا فرمائے تو اس کو صفت کمال نہ جاننا تو ایک قسم کی ناشکری ہے اور صفت کمال جاننا موجب عجب ہے تو اب کیا کرے ؟

حل اشکال کا یہ ہے کہ اس کو صفت کمال ضرور سمجھے مگر اپنے کو اس کا مستحق اور موصوف حقیقی نہ جانے اور اس پر افتخار نہ کرے بلکہ محض صفت کو نعمت غیبی اور عطیہ خداوندی اور پر تو کمال الٰہی سمجھ کر شکر بجا لاوے اور سمجھے کہ یہ میرے پاس بطور امانت کے ہے اور جب چاہیں مجھ سے سلب کر لیں' یہ عطیہ میرے پاس اسطرح ہے جیسے کوئی کریم منعم بادشاہ ادنیٰ چمار کے پاس ایک گوہر بے بہا امانت رکھ دے اور جب چاہے لے لے اور خواہ اپنے کرم سے عمر بھر بھی نہ لے بلکہ اس کو انتفاع کی اجازت بخش کر اس کے ہمچشموں میں سرفراز کرتا رہے اس پر بھی وہ اتراتا نہیں بلکہ پہلے سے زیادہ کچھ لرزاں ترساں رہتا ہے کہ کہیں اس در بے بہا کی بیقدری نہ ہو جاوے، کہیں ضائع نہ ہو جاوے کہیں بے آب نہ ہو جاوے ۔ جو شخص اپنے کمالات کو اسطرح سمجھے گا وہ شاکرین میں ہے نہ خود پسندوں میں ۔

ترک کرنا چغل خوری اور کینہ کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چغلخوری اور کینہ دوزخ میں لے جانیوالی چیز ہے، مسلمان کے قلب میں دونوں جمع نہیں ہو سکتیں ۔ روایت کیا اسکو طبرانی نے ۔

ترک کرنا حسد کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حسد کھا لیتا ہے نیکیوں کو جس طرح کھا لیتی ہے آگ لکڑیوں کو ۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد نے ۔

ترک کرنا غصے کا فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ ، یعنی ایسے لوگ جو روکنے والے ہیں غصہ کو ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ کو کچھ وصیت فرمائیے آپ نے فرمایا غصہ مت کیا کر

اس نے کئی مرتبہ یہی بات کہی آپ ہر بار یہی فرماتے رہے کہ غصہ مت کیا کرو۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔

اور غصہ روکنا گو اس وقت شاق معلوم ہوتا ہے مگر ہمیشہ کا انجام نیک ہوتا ہے کہ دشمن بھی دوست بن جاتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَ بَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ (الآیۃ)

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے کہ پہلوان وہ نہیں جو دوسروں کو کشتی میں گرا دے بلکہ بڑا پہلوان وہ ہے کہ جو غصہ کے وقت اپنے کو قابو میں رکھے۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔ گویا شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے اسی حدیث کا ترجمہ فرمایا ہے ؎

نہ مرد است آں بنزدیک خردمند
کہ با پیل دماں پیکار جوید[۱]
بلے مرد آنکس است از روئے تحقیق
کہ چوں خشم آیدش باطل نگوید

اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے جو شخص روکے اپنے غصہ کو روک لیں گے اللہ تعالیٰ اس سے اپنا عذاب قیامت کے دن، روایت کیا اس کو بیہقی نے — مولانا روم علیہ الرحمۃ نے اسی قسم کا مضمون ارشاد فرمایا ہے[۲] ؎

گفت عیسیٰ را یکے ہشیار سر
چیست در ہستی زجملہ صعب تر
گفت اے جاں صعب تر خشم خدا
کہ از دوزخ ہمی لرزد چو ما
گفت از خشم خدا چہ بود اماں
گفت ترک خشم خویش اندر زماں

---

[۱] عقلمندوں کے ہاں وہ شخص مرد نہیں کہ غصہ والے ہاتھی سے مقابلہ کرے لیکن حقیقت میں مرد وہ ہے کہ غصہ کے وقت بُری بات نہ کہے [۲] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک دفعہ ایک ذہین نے کہا کہ میں سب سے زیادہ تکلیف دہ چیز کیا ہے انہوں نے فرمایا اے پیارے سب سے زیادہ تکلیف دہ حق تعالیٰ کا غصہ ہے (بقیہ صفحہ آئندہ)

غُصّہ کا علاج

غُصّہ منجملہ مہلکات عظیمہ ہے بلکہ نظر تحقیق میں کینہ و حسد بھی اسی غُصّہ کے آثار میں سے ہیں کیونکہ جب کسی پر پُورے طور سے غصّہ چلتا نہیں تو اندر ہی اندر گھُٹ کر کینہ و حسد پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کا علاج اوّل ہی سے کرنا ضرور ہے۔

حدیث شریف میں اس کا علاج اس طرح آیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ غُصّہ شیطان کی جانب سے ہے اور شیطان پیدا ہوا ہے آگ سے اور آگ بجھ جاتی ہے پانی سے سو جب تم میں سے کسی کو غصّہ آیا کرے تو وہ وضو کر لیا کرے۔ روایت کیا اس کو ابُوداؤد نے ____

اور دوسرا اور علاج آیا ہے۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں کسی کو غُصّہ آیا کرے اگر وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جاوے اگر غصّہ جاتا رہے تو خیر ورنہ لیٹ جاوے۔ روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی نے۔

اور اشاراتِ حدیث سے سمجھ کر بعض معالجات بزرگوں نے بھی فرمائے ہیں، ایک تو یہ کہ یقین کرے کہ جس بات پر مجھ کو غُصّہ آیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے سو غصّہ کس پر کیا جائے ____

دوسرے یہ یاد کرے کہ جیسے میں کسی پر غُصّہ کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ کی تو مجھ پر بڑی قدرت ہے۔ اگر وہ بھی مجھ پر اسی طرح غصّہ کرے تو میں کس کی پناہ میں جاؤں گا۔

تیسرے یہ کہ وہاں سے نکل جاوے ہرگز توقف نہ کرے اور اگر غصّہ کے ضبط سے حقد و حسد پیدا ہو گیا ہو تو اس کا علاج یہ ہے بہ تکلف اس شخص سے ملاقات کر کے اس کے ساتھ طرح طرح کے خدمت و احسان سے پیش آوے یہاں تک کہ اس شخص کیساتھ محبت ہو جاوے اور اس کا احسان ماننے لگے طبعی بات ہے کہ اپنے احسان ماننے والے اور اپنے ساتھ محبت کرنے والے سے حقد و حسد باقی نہیں رہا کرتا۔

ترک کرنا بدخواہی کا

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے بدخواہی کی وہ مجھ سے علیٰحدہ ہے۔ روایت کیا اس کو مُسلم نے۔

بقیہ صفحہ پچھلا
جس سے دوزخ بھی ہماری طرح کانپنے لگتی ہے کہنے لگا خدا کے غصّہ سے بچاؤ کی کیا صورت ہے۔ فرمایا صُورت یہ ہے کہ غصّہ سے باز رہو

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے :

دین خیر خواہی و خلوص کا نام ہے

اگر بدخواہی میں بدگمانی بھی آگئی وہ بھی حرام ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ

اے ایمان والو ! بچا کرو بہت گمان سے بیشک بعض گمان گناہ ہوتا ہے ۔

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گمان سے اپنے کو بچاؤ پس بیشک گمان کرنا سب سے بڑھ کر جھوٹ ہے ۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے ۔

بدگمانی کی بُرائی اور چغلخوری کے ساتھ برتاؤ

آج کل منجملہ اسباب نا اتفاقی و پریشانی کے ایک سبب قوی بدگمانی ہے کہ قرائن ضعیفہ محتملہ یا اخبار کاذبہ کی بناء پر دوسرے مسلمان بھائی پر بدگمانی کر بیٹھتے ہیں ، اس کے بعد معمولی قرائن کی تائید و تقویت کرتے جاتے ہیں حتّٰی کہ وہ بدگمانی درجہ یقین تک پہنچ جاتی ہے اس سے یہ آفتیں پیدا ہوتی ہیں ۔

حقیر سمجھنا دوسرے کو ، اس سے بغض و عداوت کرنا ، اس کے افعال حسنہ کو محمول کرنا کسی نفسانی غرض پر ، اس کی غیبت کرنا ، اس کے نقصان و ذلت پر خوش ہونا اور طرح طرح کی خرابیاں اس پر مرتب ہوتی ہیں مسلمانوں کو چاہیئے کہ قوی قرائن کے ہوتے بھی حتّی الامکان بدگمانی نہ کرے بلکہ کچھ تاویل کر کے اس کو اپنے دل سے رفع کرے اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو بچشم خود چوری کرتے دیکھ کر ٹوکا ، اس نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ میں چوری نہیں کرتا ہوں ، آپ فرماتے ہیں :

"میرے خدا کا نام سچا ہے میری آنکھ جھوٹی ہے ۔"

البتہ اگر دفع کرنے پر بھی دل سے دفع نہ ہو تو اس پر مواخذہ نہیں مگر اس کا ذکر کرنا اس کے مقتضا کے موافق برتاؤ کرنا بے ضرور گناہ ہے خصوصاً چغلخوری کی وجہ سے کسی سے بدگمان ہو جانا ، سیدھا علاج چغل خور کا یہ ہے کہ اوّل تو منع کر دے کہ ہم سے کسی کی بات مت کہا

کر دے اور جو وہ نہ مانے تو چغل خوری کے ساتھ چغل خور کا ہاتھ پکڑ کر اس شخص سے مواجہہ کرا دے جس کی چغلی کھائی ہے۔ غالباً یا تو یہ چغل خور جھوٹا نکلے گا اور پھر کبھی چغلی نہ کھاوے گا اور اگر سچا نکلا تو وہ شخص شرمندہ ہو کر معذرت کرے گا اور اس طریق سے باہم صلح و صفائی ہو جاوے گی اور جن دو شخصوں میں منہ در منہ صفائی کی باتیں ہو جاتی ہیں پھر چغلی کھانے کی ہمت ذرا کسی کو کم ہوتی ہے۔

ترکِ دنیا جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک بکری کے مرے ہوئے بچے پر ہوا جس کے کان کٹے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں کسی کو یہ بات پسند ہے کہ یہ بچہ اس کو ایک درہم میں مل جاوے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ہم تو اس کو کسی ادنیٰ چیز کے عوض بھی پسند نہ کریں۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ بے قدر ہے جیسا یہ تمہارے نزدیک۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

اور عمرو بن عوف سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم خدا کی میں تم پر فقر و فاقہ سے اندیشہ نہیں کرتا لیکن یہ اندیشہ کرتا ہوں کہ تم پر دنیا فراخ ہو جاوے جیسا پہلے لوگوں پر ہوئی تھی پھر تم اس کی رغبت کرنے لگو جیسے ان پہلوں نے رغبت کی تھی اور وہ دنیا تم کو برباد کر دے جیسا ان لوگوں کو اس نے برباد کر دیا۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

اور عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک فلاح پائی اس شخص نے جو مسلمان ہوا اور گزارے کا اس کو رزق دیا گیا اور جو کچھ اس کو اللہ تعالیٰ نے دیا اس پر قناعت بھی کی۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

اور حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے فرزند آدم میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا پھر دوں گا تیرے سینہ کو غنا سے اور بند کر دوں گا تیری محتاجی کو اور اگر تو ایسا نہ کرے گا پھر دوں گا تیرے ہاتھ کو شغل سے اور نہ بند کرونگا تیری محتاجی کو۔ روایت کیا اس کو احمد اور ابن ماجہ نے۔

اور سہیل بن اسعدؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر دنیا

کی قدر اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ ملتا۔ روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے۔

ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے دوست رکھا دنیا کو، گزند پہنچایا اس نے اپنی آخرت کو اور جس شخص نے دوست رکھا آخرت کو ضرر پہنچایا اپنی دنیا کو۔ پس فنا ہونیوالی چیز پر باقی رہنے والی چیز کو ترجیح دو۔ روایت کیا اس کو احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں۔

کعب بن مالک سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر دو بھوکے بھیڑیئے بکریوں کے گلے میں چھوڑ دیئے جاویں وہ بھی اتنا تباہ نہ کریں گے جس قدر آدمی کے دین کو مال اور جاہ کی حرص تباہ کر ڈالتی ہے (ترمذی، دارمی)

ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سو کر اٹھے تو آپؐ کے بدن مبارک پر اس کا نشان بن گیا تھا ابن مسعودؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! اگر آپ ہم کو اجازت دیں تو کچھ فرش بچھا دیا کریں اور بھی اہتمام کر دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھ کو دنیا سے کیا علاقہ ——؟ میری اور دنیا کی تو ایسی مثال ہے جیسے کوئی سوار کسی درخت کے نیچے سایہ لینے کھڑا ہو گیا پھر اس کو چھوڑ کر آگے چل دیا۔ روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ——

ابی امامہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے پروردگار نے مجھ پر یہ بات پیش کی کہ مکہ معظمہ کی زمین کو سونے کی بنا دوں۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں اے پروردگار بس ایک روز پیٹ بھر لیا کروں ایک روز بھوکا پڑا رہوں۔ جب بھوکا ہوؤں تو آپ سے تضرع کروں اور آپکو یاد کروں اور جب پیٹ بھرے تو آپ کی تعریف کروں اور شکر کروں۔ روایت کیا اس کو احمد نے۔

اور ان کے علاوہ اس کثرت سے دنیا کی مذمت اور حرص و امل و حب مال و جاہ کی برائی میں اور زہد و قناعت و طلب آخرت و گمنامی کی فضیلت میں احادیث صحیحہ صریحہ موجود ہیں جن کا احاطہ محال ہے۔

اصلاح خیالات ترقی خواہان دنیا و تحقیق ترقی محمود و ترقی مذموم

ہمارے زمانے میں ترقی کا بڑا شور وغل ہے، جب اس کی حقیقت کی تفتیش کی گئی، یہی طول امل و حرص مال و جاہ اس ترقی کا حاصل نکلا سو ایمان والا تو اس میں ہرگز شک نہیں کر سکتا کہ اس ترقی کی ترغیب دینا حقیقت میں اپنے حکیم و شفیق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک و مقدس تعلیم کا پورا معارضہ ہے اگرچہ اپنی کارروائی کی غرض سے اس ترقی کی ایسی ملمع تقریر کرتے ہیں جس سے بھولے آدمی دھوکہ کھا سکتے ہیں وہ یہ کہ اصل مقصود ہمارا اسلامی ترقی ہے مگر زمانہ کی رفتار کا مقتضا ہو گیا ہے کہ بدون ظاہری شان و شوکت کے اسلام کی وقعت و عظمت لوگوں کی نظر میں بالخصوص غیر قوموں کی نگاہ میں نہیں ہو سکتی ـــــ اس لئے دنیوی ترقی بھی ضروری ٹھہری۔

صاحبو! یہ تقریر بڑی رنگ آمیزی کی ہے، اول تو یہی بات غلط ہے کہ بدون دنیوی ٹیپ ٹاپ کے اسلام کی وقعت کسی کی نظر میں نہیں ہو سکتی، اسلام کا وہ خداداد حسن و جمال ہے کہ سادگی میں بھی وہ دلربا و دلفریب ہے بلکہ سادگی میں اس کا زیادہ روپ کھلتا ہے اور زیب و زینت سے تو چھپ جاتا ہے، صحابہؓ کے زمانہ سے اس وقت تک سیر و تواریخ سے تحقیق کر لیجئے کہ جس کسی شخص میں کامل اسلام ہوا ہے تمام موافق و مخالف اس کی ہیبت و عظمت کو مان گئے اور ہماری جو وقعت بدون نمائش و تصنع کے نہیں ہے سبب اس کا یہی ہے کہ ہمارا اسلام قوی و کامل نہیں ہے اس کے زخموں کو مہمل زیب و زینت سے رفو کرتے پھرتے ہیں۔ اب بھی اللہ کے بندے اس قسم کے جہاں کہیں موجود رہیں ان کی وقعت و عظمت خود جا کر آنکھ سے دیکھ لیجئے ابھی کا قصہ ہے، حضرت مولانا سیدنا الشاہ محمد فضل الرحمٰن کے دربار شریف میں بڑے بڑے اُمراء و حکام کا حاضر ہونا اور ادب و تعظیم کے ساتھ پیش آنا کس کو معلوم اور یاد نہیں وہاں کونسی ظاہری شان و شوکت تھی، یہی سیدھا سادھا اسلام تھا جس کی یہ کشش تھی، عارف شیرازی کا قول گویا اسی مضمون میں ہے۔

ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنی ست ؛ باآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را[1]

---

[1] محبوب کا جمال ہمارے ناقص عشق کا محتاج نہیں، خوبصورت چہرے کو رنگ و روغن اور زیب و زینت کی ضرورت نہیں۔

اور بالفرض اگر اس تسبب و ترتب کو تسلیم بھی کر لیا جاوے تب بھی یہ کہنا کہ مقصود بالذات اسلام کی ترقی ہے اور ترقی دنیوی محض اس کا واسطہ اور مقصود بالعرض اس وقت مانا جاتا کہ یہ حضرات مدعین جس قدر دنیا کا اہتمام کرتے ہیں دین کا اس سے زیادہ اور برابر نہیں تو اس سے نصف و ربع کچھ تو کرتے تو سمجھا جاتا کہ اصل مقصود دین ہے اور دنیا محض ضرورت کی چیز اب تو ہم دیکھتے ہیں کہ ان صاحبوں میں ایسے منہمک ہیں کہ نہ خدا کی خبر نہ رسول کی یاد نہ عقائد کی فکر نہ احکام کی پروا ؎

چو میرد مبتلا میرد چو میرد مبتلا خیزد

کے اچھے خاصے مصداق ہیں پھر ہم کیسے اس دعوے کو تسلیم کریں بعض حضرات ان میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی ترقی کو نظیر میں پیش فرما دیتے ہیں ہم اس نظیر پر بدل وجان راضی ہیں آئیے اس سے ہمارے آپ کے درمیان میں محاکمہ ہوا جاتا ہے۔

نظر تحقیق و انصاف سے دیکھ لیجئے کہ صحابہ رضؓ نے کس چیز میں ترقی کی تھی دین میں یا دنیا میں اگر توسیع ممالک میں کوشش کی تھی تو کیا اس سے ترقی تجارت یا زراعت یا رنعت و صنعت مقصود تھی یا نماز و روزہ و قرآن و ذکر اللہ و اقامت حدود و عدل مطمح نظر تھا۔ قرآن مجید جو سب سے سچی تاریخ ہے اس سے اسکی تصدیق کر لیجئے اوپر سے صحابہ مہاجرین کا ذکر فرما کر ارشاد ہوتا ہے:

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (الحج، ۴۱)	وہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر اختیار دے دیں ہم انکو زمین میں تو قائم کریں نماز کو اور دیں زکوٰۃ کو اور بتلائیں نیک باتیں اور روکیں بُرے کام سے اللہ ہی کے لئے ہے انجام سب کاموں کا۔

اور احادیث و سیر سے ان حضرات کے حالات تحقیق کر لیجئے کہ باوجود ان فتوحات وسیعہ کے کبھی پیٹ بھر کر کھایا نہیں نیند بھر سوئے نہیں شب و روز خوف و خشیت و ذکر و فکر میں گزرتے تھے بلکہ دنیا کی اس کثرت سے فراخی کو دیکھ کر ڈرتے تھے اور روتے تھے، کجا صحابہ رضؓ کی ترقی کجا اسوقت کی معکوس ترقی ؎

؎ جب سوتا ہے تو مصیبت زدہ ہوتا ہے، اور جب اُٹھتا ہے مصیبت زدہ ہوتا ہے۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا [۱]

اصل بات یہ ہے کہ حرص و شہوت نے ہر چہار طرف سے گھیر لیا ہے۔ طبیعت آرام پسند ہے خواہش ہوتی ہے کہ اسباب تنعم و تلذذ کے جمع ہوں، دین اسلام کا نام محض بطور امتیاز و شعار قومی کے باقی رہے، باقی نماز کس کی روزہ کس کا، بلکہ ان احکام کے ساتھ استخفاف و استہزاء سے پیش آتے ہیں۔ صاحبو! یہ کیسا دین ہے۔ قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ بِهٖ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔

رفع اشتباہ کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ میں تحصیل دنیا سے منع کرتا ہوں یا اس کے اسباب وسائل مثلاً انگریزی پڑھنا، صنائع جدیدہ ایجاد کرنا وغیرہ کو حرام کہتا ہوں۔ بھلا بلا دلیل شرعی محض تعصباً میں اس پر حرمت کا فتویٰ دے کر اللہ پر افتراء کرنے والا بننا کیسے پسند کروں گا ہرگز یہ میرا مطلب نہیں، خوب دنیا کماؤ، نوکری کرو، اس کے وسائل بہم پہنچاؤ۔ بلکہ ظاہری اطمینان اکثر باطنی کا ذریعہ ہوتا ہے

خداوند رزق بحق مشتغل
پراگندہ روزی پراگندہ دل [۲]

مگر دین کو مت ضائع کرو، بے وقعت مت سمجھو، تحصیل دنیا میں احکام و قوانین الٰہی کی پابندی رکھنے کی کوشش کرو، دنیا کو دین پر ترجیح مت دو، جس جگہ دونوں نہ تھم سکیں، نفع دنیا کو چولہے میں ڈال دو، تعلیم علوم دنیویہ میں نماز روزہ سے غافل مت ہو جاؤ۔ عقائد اسلام پر پختہ رہو، بری صحبت سے بچتے رہو اور نہ بچ سکو تو کم از کم بلاضرورت دوستی اور اختلاط تو نہ کرو، علماء و صلحاء کی صحبت سے نفور مت کرو۔

اپنے عقائد و اعمال کو ان کی خدمت میں جا کر سنوارتے رہو، کوئی شبہ ہو دریافت کر لیا کرو اور عیب جو نظر مت رکھو۔ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اپنے اقوال و افعال پر بصیر و خبیر سمجھو، حساب جزا سے ڈرتے رہو۔ وضع و لباس میں شریعت کا پاس رکھو، غرباء و مساکین کو حقیر مت سمجھو ان کی خدمت و سلوک کو فخر سمجھو۔ اپنے کو تواضع اور مسکنت سے رکھو، بڑوں کا ادب کرو، کسی پر ظلم و غصہ مت کرو، دل میں رقت پیدا کرو، سنگدل،

---

[۱] دیکھو راستے کا اختلاف کہاں سے کہاں تک ہے [۲] روزی کا مالک حق کے ساتھ مشغول رہتا ہے جس کی روزی پریشان ہے اس کا دل پریشان ہے۔

لاُابالی مت بنو جس قدر وجہ حلال سے مل جاوے اس پر قناعت کرو۔ اپنے سے زیادہ مالداروں کو دیکھ کر حرص وہوس مت کرو، سادگی سے بسر کرو تاکہ فضول خرچی سے بچو، اسوقت کثرتِ آمدنی کی بھی حرص نہ ہوگی اور اسی طرح جس قدر اسلامی اخلاق ہیں انکو برتاؤ میں رکھو۔ تصحیح عقائد پابندی اعمال واخلاق وضع اسلامی کے ساتھ اگر لندن جاکر بیرسٹر بن آؤ منصفی کرو، ڈپٹی کلکٹری ججی سے ممتاز ہو۔ چشم ما روشن دل ما شاد ——— ورنہ ———

مبادا دل آن فرو مایہ شاد
کہ از بہر دنیا دہد دین بباد

اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین
انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین آمین

تشکر الحمد للہ کہ یہ تیئسوں شعبے قلب کے متعلق مع فضائل و متعلقات کے لکھے گئے۔ اگر کوئی صفتِ قلبیہ اور دیکھو سنو غور کرو گے تو ان ہی تیس میں سے کسی نہ کسی میں داخل پاؤ گے۔ اے طالبانِ حق خوب کوشش کرکے ان صفات سے اپنے قلب کی اصلاح کرو۔ اگر قلب درست ہوگیا تو زبان و جوارح کا دُرست ہونا بہت آسان ہے جیسا حدیث شریف میں ہے۔ ان فی الجسد مضغۃ فاذا اصلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ

مگر یہ نہ کیجئو کہ جب تک یہ حاصل نہ ہوں زبان و جوارح کے اعمال کو مہمل چھوڑ دو، وہ بھی بجائے خود فرض ہیں دوسرے کبھی ظاہر کی اصلاح سے باطن کی اصلاح بھی ہو جاتی ہے۔ اب وہ شعبے سنو جو زبان سے متعلق ہیں۔

دوسرا باب

بیان میں ان ایمانی شعبوں کے جو زبان سے متعلق ہیں اور وہ سات ہیں :

۱۔ کلمہ توحید کا پڑھنا ۲۔ قرآن مجید کی تلاوت
۳۔ علم سیکھنا ۴۔ علم سکھانا
۵۔ دعاء کرنا ۶۔ ذکر کرنا ۷۔ لغو اور منع کلام سے بچنا۔

مثل شعب متعلقہ قلب کے ان شعبوں کے بھی مختصر فضائل اور متعلقات چند فصول میں مرقوم ہوتے ہیں۔

فصل: حضرت ابوذر غفاریؓ روایت کرتے ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کوئی بندہ جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللہُ کہا ہو اور اسی پر اس کا خاتمہ ہو گیا ہو مگر داخل ہوگا وہ بہشت میں۔ میں نے عرض کیا کہ اگرچہ زنا کرے؟ اور چوری کرے؟ آپ نے فرمایا اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے اسی طرح تین بار سوال و جواب ہوا۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین کرو اپنے مرنیوالوں کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللہُ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں لوگوں سے مقاتلہ کروں یہاں تک کہ کہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللہُ پس جو شخص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللہُ کہہ لیوے اس نے مجھ سے اپنا مال اور جان بچا لیا مگر اس کے حق سے[۱] اور حساب اس کا اللہ کے حوالہ۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

---

[۱] یعنی اگر یہ شخص دوسرے کے مال و جان کا نقصان کریگا تو اس کا بدلہ لیا جاوے گا یا اور کوئی ایسا جرم کرے جس سے مال یا جسمانی سزا کا مستحق ہو۔ ۱۲ منہ

امام احمدؒ نے حدیث روایت کی ہے کہ اپنا ایمان تازہ کرلیا کرو، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ایمان کس طرح تازہ کیا کریں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کثرت سے کہا کرو۔

ف: ان احادیث سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی حضراتِ صوفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم نے اسی کی مشق کے طرح طرح کے طریقے نکالے۔ اب اس مقام پر چند امور قابلِ تحقیق ہیں۔

تحقیق اقرار کے شرط و شطر ہونے کی

ایمان میں تحقیق کا وجود تو سب اہلِ حق کے نزدیک ضروری ہے لیکن اقرار اور عمل میں گفتگو ہے۔ اقرار میں گفتگو یہ ہے کہ آیا ایمان کا شطر ہے یا شرط یعنی ایمان میں داخل ہے یا خارج۔ نظرِ دقیق میں یہ اختلاف محض اختلافِ عنوان ہے کیونکہ اس پر سب متفق ہیں کہ بدوں اقرار کے وجودِ ایمان کا ممکن نہیں تو معلوم ہوا کہ شطر و شرط بالمعنی الاصطلاحی مراد نہیں ہے ورنہ کوئی شئے بدون وجود جز و شرط کے ممکن الوجود نہیں ہوتی بلکہ جس نے شرط کہا ہے اجرائے احکامِ ظاہرہ کے لئے کہا ہے اور جس نے رُکن کہا ہے اس نے تصریح کر دی ہے کہ یہ رُکن زائد قابلِ سقوط ہے سو معنوں میں دونوں قائل متفق ہیں کہ اقرار موقوف علیہ حقیقت ایمان کا نہیں لیکن احکام بدوں اقرار کے جاری نہ ہوں گے اسی کو کسی نے شرط کہہ دیا کسی نے شطر ولا مشاحۃ فی الاصطلاح۔

تحقیق اعمال کے شرط و شطر ہونے کی

اور عمل میں گفتگو یہ ہے کہ یہ ایمان میں داخل ہے یا خارج اس میں بھی نظرِ تحقیق سے اختلاف لفظی ہے کیونکہ جنہوں نے داخل کہا ہے اس کے وہ بھی قائل ہیں کہ اعمالِ صالحہ کے ترک کر دینے سے ایمان سلب نہیں ہوتا پس معلوم ہوا کہ جنہوں نے داخل کہا ہے انہوں نے ایمان سے مراد ایمان کامل یعنی مقرون بالاعمال لیا ہے اور جنہوں نے خارج کہا ہے انھوں نے نفس تصدیق مراد لی ہے پس ایمان کے دو معنی ہوئے ایمان بالمعنی الاوّل دخول فی النار سے نجات دینے والا ہے اور ایمان بالمعنی الثانی خلود فی النار سے بچانیوالا ہے۔

تحقیق زیادت و نقصان ایمان

ایمان زائد یا ناقص ہوتا ہے یا نہیں؟

حقیقت میں یہ اختلاف بھی لفظی ہے کیونکہ ایمان کامل مقرون بالعمل تو اعمال کی کمی و زیادتی سے زائد وناقص ہوتا ہے اور نفس تصدیق چونکہ کیفیات سے ہے اور زیادت ونقصان کمیات میں ہوتا ہے وہ زائد ناقص نہیں ہوتی البتہ زیادت ونقصان کبھی شدّت وضعف پر بولا جاتا ہے، اس معنیٰ کے اعتبار سے تصدیق میں بھی کمی زیادتی ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں جو زیادت وغیرہ الفاظ آئے ہیں وہاں زیادت بمعنی شدّت ہے۔ اہلِ لغت کے نزدیک زیادت کا لفظ عام ہے البتہ اہلِ اصطلاح کے نزدیک شدّت و زیادت میں تباین ہے۔ فار لفح الایمان

تلاوتِ قرآن مجید

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید پڑھا کرو پس بیشک وہ قیامت کے دن آوے گا شفاعت کرتا ہوا اپنے پڑھنے والوں کے لئے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

اور بیہقیؒ نے حدیث نقل کی ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کی تمام عبادات میں افضل قرآن مجید کا پڑھنا ہے۔

اور امام احمدؒ نے حدیث روایت کی ہے کہ قرآن والے وہی اللہ والے اور اس کے خاص بندے ہیں اور حدیثیں فضائل تلاوت قرآن مجید میں وارد ہوئی ہیں۔

آداب ضروری تلاوت قرآن مجید

تلاوتِ قرآن کے بہت سے آداب ہیں، کچھ ظاہری کچھ باطنی مختصر یہ ہے کہ جب قرآن مجید پڑھے باوضو ہو، پاک کپڑا ہو، جگہ پاک ہو وہاں بدبو نہ ہو، قبلہ رو ہو تو بہتر ہے، حرف صاف صاف پڑھے، جب بالکل دل نہ لگے اس وقت موقوف کردے۔ پڑھتے وقت دل حاضر ہو۔ اس کا سہل طریق یہ ہے کہ قبل از تلاوت کے یوں تصوّر کرے کہ گویا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمائش کی ہے کہ ہم کو کچھ قرآن سناؤ اور میں اس فرمائش کی تعمیل کے لئے پڑھتا ہوں اور انکو سناتا ہوں۔ اس مراقبہ سے بے تکلف تمام آداب کی خود رعایت ہو جاوے گی۔

قرآن کیساتھ برتاؤ

افسوس ہمارے زمانہ میں اکثر عوام بلکہ خواص بھی قرآن مجید کی طرف سے بالکل بے توجہ ہو گئے ہیں، بعض لوگ تو ہیں

کے پڑھنے پڑھانے کو نعوذ باللہ بیکار سمجھتے ہیں جو مر مار کر پڑھ بھی لیتے ہیں وہ اس کے یاد رکھنے کی فکر نہیں کرتے اور ہمیشہ جو پڑھنے رہتے ہیں اس کو اس کی تصحیح کا خیال نہیں رہتا۔ بعضے طالب علموں کے قرآن پڑھنے پر پورا پورا یہ شعر صادق آتا ہے ؎

گر تو قرآن بدیں نمط خوانی
ببری رونق مسلمانی

جو تصحیح بھی کر لیتے ہیں ان کو فہم معانی کی طرف التفات نہیں جو ترجمہ یا کوئی تفسیر بھی پڑھ لیتے ہیں وہ بھی تدبر و تفکر سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے جو اس مرحلہ کو بھی طے کر لیا تو عمل کا خیال نہیں اور یہ شکایت تو عام ہے۔ اکثر اہل علم قرأت سبعہ متواترہ سے ناواقف ہیں گویا بجز ایک قرأت کے دوسری قرأتیں شارع علیہ السلام سے منقول و ثابت ہی نہیں، بہرحال خوب مل جل کر قرآن کو متروک کر دیا ہے۔ ڈرنا چاہیئے کبھی قیامت کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں نہ فرما دیں۔

يَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (الفرقان، ۳۰)	اے میرے پروردگار بیشک میری قوم نے ٹھہرا لیا تھا قرآن مجید کو ایک چھوڑی ہوئی چیز۔

علم سیکھنا

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو بھلائی منظور ہوتی ہے اس کو دین کا علم اور سمجھ عنایت فرماتے ہیں۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے اور ارشاد فرمایا کہ طلب کرنا علم کا فرض ہے ہر مسلمان پر۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے۔

علم سکھانا

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص پوچھا جاوے کوئی علم کی بات پھر وہ اس کو چھپا لیوے لگام دے گا اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آگ کی لگام۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے سب فرشتے اور آسمان والے اور زمین والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور یہاں تک کہ مچھلی دعائے خیر کرتی ہے اس شخص کے لئے جو لوگوں کو خیر کی یعنی دین کی تعلیم دیتا ہو۔

لے اگر تو قرآن اس طریقہ پڑھے گا تو مسلمانی کی رونق ختم کرے گا۔

روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

فضائل علم دین واقسام علم مفروض

یہ جو فضائل تعلیم و تعلم کے وارد ہیں یہ سب علوم دینیہ کیساتھ خاص ہیں یا جو علوم ان علوم کے خادم ہیں اور جو فنون علوم دینیہ میں کچھ دخل نہیں رکھتے یا دخل رکھتے ہوں مگر کبھی انکو خدمت علم دین کا ذریعہ نہ بنایا جاوے۔ تمام عمر ان ہی خرافات میں پھنسا رہے ان کو ان فضائل سے کچھ تعلق نہیں، بلکہ ایسے علوم کی شان میں وارد ہوا ہے یعنی بعض علم بھی جہل ہے۔ شیخ فرماتے ہیں:

علمیکہ رہ بحق نہ نماید جہالت است[1]

اور اس علم دین میں دو مرتبے ہیں۔ ایک فرض عین دُوسرا فرض کفایہ فرض عین تو وہ ہے جس کی ضرورت واقع ہوئی ہو، مثلاً نماز سب پر فرض ہے تو اس کے احکام کا جاننا بھی سب پر فرض ہے۔ زکوٰۃ مالداروں پر فرض ہے اس کے احکام جاننا بھی ان ہی پر فرض ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس جو جو حالت ہوتی جاوے اس کے احکام کا سیکھنا فرض ہوتا جاوے گا۔

علماء پر کسبِ دنیا نہ کرنے سے جو الزام ہے اس کا جواب

اور فرض کفایہ یہ کہ ہر جگہ ایک دو آدمی ایسے ہونے چاہئیں جو اہل بستی کی دینی ضرورتوں کو رفع کر سکیں اور مخالفین اسلام کے شبہات و اعتراضات کا جواب دے سکیں۔

ایقاظ یہ بات تجربہ سے ثابت ہوتی ہے کہ کسی شئے میں پورا کمال بدون کمال اشتغال کے حاصل نہیں ہوتا اور کمال اشتغال بدون قطع تعلقات و حصول یکسوئی کے میسر نہیں ہوتا۔ سو علوم دینیہ میں تبحّر اور اس کی پُوری طور سے خدمت کرنی دوسرے اشتغال کے ساتھ عادتاً محال ہے سو اکثر نادان ابناء زمان کا علماء دین پر یہ اعتراض کہ یہ لوگ اور کسی کام کے نہیں کس قدر کم فہمی کی دلیل ہے۔

سب طریقے حصول علم دین کے عوام کیلئے

تسہیل جو علم فرض عین ہے۔

[1] وہ علم جو راہ حق نہیں دکھاتا وہ جہالت ہے۔

اس کے لیئے عربی زبان کی تحصیل ضرور نہیں بلکہ فارسی یا اردو میں مسائل وعقائد کا سیکھ لینا کافی ہے۔ لوگوں کو چاہیئے کہ کم از کم اپنے بچوں کو اتنا علم سکھلا دیا کریں کہ دو چار نسلوں کے بعد شاید دین سے ایسی اجنبیت نہ ہو جاوے کہ دین و اسلام کے انتساب سے بھی عار آنے لگے، خدا کے لئے اس طوفانِ بے تمیزی کے روکنے کی فکر کرو اگر کسی شخص کو کسی وجہ سے اردو فارسی پڑھنا بھی ممکن نہ ہو تو علماء کی صحبت میں اپنے عقائد و مسائل کی تصحیح کرے اور اولاد کو بھی تاکید کرے کہ روزمرہ یا تیسرے چوتھے روز دس پندرہ منٹ کے لئے کسی خوش عقیدہ متقی محقق عالم کی صحبت سے فیض اٹھایا کریں، صحبت کے عجیب منافع و برکات ہیں:

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا [1]
گو نشیند در حضورِ اولیاء
یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دعا مغز ہے عبادت کا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ قدر کی کوئی چیز نہیں۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ دعا نفع دیتی ہے اس بلا سے جو نازل ہو چکی ہے اور اس بلا سے بھی جو نازل نہیں ہوئی (جو مصیبت واقع ہو گئی ہے اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور جو واقع نہیں ہوئی وہ ٹل جاتی ہے) اپنے ذمہ لازم کر لو اے اللہ کے بندو دعا کو۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی ایسا

---

[1] جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم نشینی کرنا چاہے اس کو کہہ دو کہ وہ اولیاء اللہ کے حضور میں بیٹھے، تھوڑا زمانہ اولیاء اللہ تعالیٰ کی صحبت میں رہنا سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

شخص نہیں جو دُعا مانگے مگر اسکو اللہ تعالیٰ یا تو اسکی مانگی چیز دیتے ہیں یا کوئی بُرائی اس سے روک دیتے ہیں جب تک کہ گناہ یا قطع رحم کی دعا نہ کرے ۔ روایت کیا اسکو ترمذی نے ۔

اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کرو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں کہ اللہ کی قبولیت کا یقین رکھو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل قلب سے دعا قبول نہیں فرماتے ۔ روایت کیا اسکو ترمذی نے ۔

ف : ان احادیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ۔ ایک تو دعا کی فضیلت اور تاثیر اکثر لوگ شدائد میں طرح طرح کی تدابیر کرتے ہیں مگر دُعا کی طرف مطلقاً التفات نہیں کرتے حالانکہ وہ اعظم تدابیر ہے ۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ دُعا کبھی بے کار نہیں جاتی یا تو وہی چیز مل جاتی ہے یا اور کوئی آنے والی بلا ٹل جاتی ہے یا موافق ایک روایت کے آخرت میں اس کے لیے جمع ہو جاتی ہے بہر حال قبولیت ضرور ہوتی ہے ۔ آجکل یہ شبہ کیا جاتا ہے کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوئی اس سے یہ شبہ جاتا رہا ۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ قبولِ دعا کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ خلافِ شرع درخواست نہ ہو اور حضورِ قلب سے ہو اور قبولیت کا یقین ہو ۔ آجکل ان سب شرائط میں غفلت ہے ۔ اکثر یہ خیال نہیں ہوتا کہ ہم جو چیز مانگ رہے ہیں موجب ناخوشی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے تو نہ ہوگی ، نہ حضورِ قلب میسر ہوتا ہے بلکہ حالت یہ ہے :

بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر[1]
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

چونکہ اللہ تعالیٰ کی نظر قلب پر ہے ، قلب کی بے التفاتی کی بالکل ایسی مثال ہے کہ کسی حاکم کی پیشی میں درخواست دی جاوے اور اس کی طرف پیٹھ کر کے کھڑے ہو جاویں ۔ ظاہر ہے اس بے رُخی کا کیا اثر ہوگا ۔ اور سب سے بڑی بلا یہ ہے کہ دعا کی قبولیت کا یقین نہیں ہوتا ، تردد ہوتا ہے کہ دیکھیے منظور ہو گئی یا نہیں اس کی بعینہ ایسی مثال ہے جیسے کوئی شخص کسی حاکم کے یہاں نوکری کی تحریری درخواست دے ۔

---

[1] زبان پر سُبحان اللہ ہو اور دل میں گدھا اور گائے ہو ایسی تسبیح کیسے اثر رکھتی ہے

اوّل میں تو بہت خوشامد کے الفاظ ہوں اور اس کے ساتھ آخر میں یوں بھی لکھ دے ۔ "کہ مجھ کو آپ سے اُمید تو نہیں ہے کہ آپ مجھ کو نوکری دیں گے" ہر شخص جانتا ہے کہ ایسی مہمل درخواست کا کیا اثر ہوگا بجز اس کے کہ نامنظور ہو بلکہ غالباً اور اُلٹا عتاب و عقاب ہونے لگے ۔ اسی طرح جب دل میں قبولیتِ دُعا کا یقین نہ ہو تو اللہ تعالیٰ تو دل کی کیفیات پر مطلع ہیں، دل میں تردّد رکھنا ان کے نزدیک ایسا ہی ہے جیسے حکّامِ مجازی کے روبرو زبان یا قلم سے تردّد کا اظہار کرنا پھر ایسی دعا کیسے قبول ہونے کے لائق ہے ۔

اور منجملہ شرائط قبول دعا کے یہ بھی ہے کہ خوراک و پوشاک حرام سے بچے ۔ اس شرط کو تو آج کل بالکل محال سمجھ رکھا ہے اور روزی حلال کو عنقا قرار دے رکھا ہے ۔ یہ خیال بالکل غلط ہے ـــــــــــــ

شریعتِ مطہرہ نے وجوہ و طرق معیشت حلال میں بہت وسعت دی ہے جو چیز موافق فتوائے عُلمائے شرع کے حلال ہو وہ حلال ہے اور تقویٰ کا درجہ تو بہت بڑھا ہوا ہے وہ مقام صدیقین کا ہے عوام کے لئے فتویٰ پر عمل کرلینا جائز ہے ۔

ذکر اللہ

ابو موسیٰ اشعری رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال اس شخص کی جو ذکر کرتا ہو اپنے ربّ کا اور اس شخص کی جو نہ ذکر کرتا ہو مثال زندہ اور مُردہ کی سی ہے ۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے ۔

ابنِ عمر رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ کلام مت کیا کرو بجز ذکر اللہ کے کیونکہ زیادہ کلام بجز ذکر اللہ کے قساوتِ قلب کا سبب ہے اور سب سے زیادہ دُور اللہ تعالیٰ سے وہ قلب ہے جس میں قساوت ہو ۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے ۔

عبداللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز کے لئے صیقل ہے اور دلوں کا صیقل ذکر اللہ ہے ۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے ۔

عربی طریقہ تصوّف

ان احادیث سے ذکر اللہ کی بزرگی کس درجہ ثابت ہوتی ہے ۔ صوفیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کے طریقہ کی خوبی اس سے ظاہر ہے کہ ان کو اس کا نہایت اہتمام ہے ۔ اس کے طرح طرح کے طریقے سوچ

سوچ کر تعلیم فرماتے ہیں۔ یہ ذکر اوّل زبانی ہوتا ہے پھر رفتہ رفتہ خود قلب میں اثر پہنچتا ہے اس سے بالطبع اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اس سے بے تکلف اطاعت ہونے لگتی ہے اور جو جو آثار و احوال پیدا ہوتے ہیں کرنے والے کو خود معلوم ہو جاویں گا۔

غرض ذکر اللہ عجب چیز ہے، کسی شیخ کامل سے اس کا طریقہ دریافت کر کے کم و بیش ہر شخص کو اس کام کا اہتمام ضروری ہے۔

استغفار

ذکر اللہ میں استغفار بھی داخل ہے۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم خدا کی میں استغفار کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں ایک دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص لازم کر لے استغفار کو اس کے لئے اللہ تعالیٰ ہر تنگی سے نجات کی سبیل اور ہر فکر و غم سے کشادگی کر دیں گے اور اس کو ایسی جگہ سے روزی پہنچاتے ہیں جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ روایت کیا اس کو احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے۔

شرمگاہ اور زبان کو اللہ عزوجل کی نافرمانی سے بچانا

سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ذمہ دار ہو جائے میرے واسطے اس چیز کا جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے یعنی زبان اور جو اس کی ٹانگوں کے بیچ میں یعنی شرمگاہ۔ میں اس کے لئے ذمہ دار ہوں بہشت کا (بخاری)

عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ پس میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجات کی کیا صورت ہے؟ آپ نے فرمایا اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور تمہارا گھر تمہارے گنجائش والا ہونا چاہیئے یعنی گھر سے بلا ضرورت مت نکلو اور اپنی خطا پر روتے رہو۔ روایت اس کو احمد اور ترمذی نے۔

آفاتِ زبان

منجملہ آفاتِ عظیمہ کے زبان کی آفت ہے کہ بظاہر نہایت خفیف ہے اور حقیقت میں نہایت ثقیل، اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے اس کے سنبھالنے کے لئے بہت تاکید فرمائی ہے کیونکہ اکثر آفتیں زبان کی بدولت نازل ہوئیں جب تک زبان نہیں چلتی نہ کسی سے لڑائی ہو نہ جھگڑا نہ عدالت نہ خصومت اور جہاں یہ چلی سب کچھ آموجود ہوا۔ بزرگوں نے حدیثوں سے اسکی آفات مستنبط کر کے ان کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔

حضرت امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں نہایت تفصیل سے اس مضمون کو لکھا اور اردو میں حضرت مولانا مفتی عنایت احمد صاحبؒ نے اس مضمون کو اپنے رسالہ ضمان الفردوس میں بقدر کافی تحریر فرمایا ہے۔ اس رسالہ کا دیکھنا بلکہ اپنا وظیفہ بنالینا ہر شخص کے لئے ضروری ہے۔ راقم الحروف اس مقام پر صرف ان گناہوں کے جو زبان کے متعلق ہیں شمار کرتا ہے اور تفصیل اور وعید کو کتابیں مذکورین پر حوالہ کرتا ہے۔ یہاں لکھنا سب کا تطویل ہے اور تحصیل حاصل بھی وہ سب آفات موافق شمار امام غزالیؒ کے بیس ہیں۔

۱۔ کلام کرنا ایسے امر میں جس میں کوئی فائدہ نہ ہو۔

۲۔ حاجت سے زائد کلام کرنا۔

۳۔ بے ہودہ باتوں میں خوض کرنا مثلاً غیر عورتوں کی حکایتیں بیان کرنا یا فساق و فجار و ظالموں کی حکایت محض دلچسپی کے بیان کرنا جیساکہ اکثر بیٹھکوں میں ہوتا ہے۔

۴۔ بحث و مباحثہ کرنا ۵۔ لڑائی و جھگڑا کرنا

۶۔ کلام میں تکلف و تصنع کرنا ۷۔ فحش گالیاں بکنا

۸۔ بد زبانی کرنا

۹۔ لعنت کرنا کسی پر یعنی پھٹکار ڈالنا۔ یہ عادت عورتوں میں بہت ہوتی ہے۔

۱۰۔ گانا اور شعر پڑھنا جو خلاف شرع ہو جیسا آجکل کثرت سے یہی ہے۔

۱۱۔ حد سے زیادہ خوش طبعی کرنا۔

۱۲۔ استہزاء کرنا جس میں دوسرے کی تحقیر ہو یا وہ برا مانے۔

۱۳۔ کسی کا راز ظاہر کر دینا ۱۴۔ جھوٹا وعدہ کرنا۔

۱۵۔ جھوٹ بولنا، البتہ جہاں ضرورت شدیدہ ہو اور دوسرے کی حق تلفی نہ ہوتی ہو وہاں

اجازت ہے۔

۱۶۔ غیبت۔ یہ سب سے بڑھ کر ہم لوگوں کی غذا ہو رہی ہے اور اس سے بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہم تو سچ کہہ رہے ہیں پھر غیبت کہاں ہوئی۔ یہ شبہ بالکل مہمل ہے کیونکہ غیبت تو جب ہی ہوتی ہے جب وہ بات سچ ہو ورنہ بہتان ہے۔ البتہ جس شخص سے کسی کو دینی یا دنیوی مضرّت پہنچنے کا اندیشہ ہے اس کا حال بیان کر دینا جائز ہے۔

۱۷۔ چغلخوری کرنا۔ ہر گروہ میں جا کر اس کی سی باتیں بنا دینا۔

۱۸۔ کسی کے منہ پر اس کی تعریف یا خوشامد کرنا۔ البتہ اگر اسکی تعریف سے مخاطب کو خود بینی پیدا نہ ہو بلکہ امر خیر کی اور زیادہ رغبت پیدا ہو جاوے تو مضائقہ نہیں۔

۱۹۔ بول چال میں باریک غلطیوں کا لحاظ نہ رکھنا مثلاً اکثر لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ اوپر خدا نیچے تم۔ بُری بات ہے اس میں شُبہ مساوات خالق و مخلوق کا ہوتا ہے۔

۲۰۔ علماء سے ایسے سوالات کرنا جن سے اپنی کوئی ضرورت متعلق نہیں۔

طریقِ حفظِ لسان

علاج اس کا یہ ہے کہ جب کوئی بات کہنے کا ارادہ ہو تو بے تامل نہ کہہ ڈالے۔ کم از کم دو تین سیکنڈ یہ سوچ لے کہ میں جو بات کہنا چاہتا ہوں، میرے مالکِ حقیقی کو ناخوش کر دینے والی تو نہیں ہے۔ اگر پُورا اطمینان ہو تو بولنا شروع کرے مگر ضرورت کے موافق اور اگر ذرّہ بھی خلجان ہو تو خاموش رہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ سہولت سے سب آفات سے بچ جائے گا۔ شیخ سعدیؒ کیا خوب فرماتے ہیں ؎

مزن بے تامل بگفتار دم
نکو گوئی گر دیر گوئی چہ غم

(اللہ تعالیٰ توفیق بخشے)

الحمدللہ کہ اس مقام پر وہ شُعبے جو زبان سے متعلق ہیں ختم ہوئے۔

تیسرا باب

ان شعبوں کے بیان میں جو باقی جوارح سے متعلق ہیں اور وہ چالیس شعبے ہیں، سولہ تو مکلف کی ذاتِ خاص سے متعلق ہیں ۔

۱۔ طہارت حاصل کرنا۔ اس میں بدن، جامہ، مکان کی طہارت، وضو کرنا، غسل کرنا، جنابت سے حیض سے، نفاس سے سب کچھ داخل ہو گیا۔

۲۔ نماز کا قائم کرنا۔ اس میں فرض ونفل وقضا سب آگیا۔

۳۔ صدقہ، اس میں زکوٰۃ، صدقہ فطر، طعام جود، طعام اکرام مہمان سب داخل ہے ۔

۴۔ روزہ، فرض ونفل ۵۔ حج وعمرہ

۶۔ اعتکاف، شبِ قدر کا تلاش کرنا اسمیں آگیا۔

۷۔ اپنے دین کو بچانے کے لئے کہیں بھاگ نکلنا۔ اس میں ہجرت بھی آگئی ۔

۸۔ نذر پوری کرنا ۹۔ قسم کا خیال رکھنا

۱۰۔ کفارہ ادا کرنا ۱۱۔ بدن چھپانا نماز اور غیر نماز میں

۱۲۔ قربانی کرنا ۱۳۔ جنازہ کی تجہیز وتکفین وتدفین ۔

۱۴۔ دَین ادا کرنا ۔

۱۵۔ معاملات میں راست بازی کرنا اور غیر مشروع معاملات سے بچنا۔

۱۶۔ سچی گواہی ادا کرنا اور اس کو پوشیدہ نہ کرنا۔

اور چھ اپنے اہل وتوابع کے متعلق ہیں ۔

۱۔ نکاح سے عفت حاصل کرنا ۔

۲۔ اہل وعیال کے حقوق ادا کرنا۔ اس میں غلام نوکر خدمت گزار سے نرمی ولطف کرنا بھی آگیا۔

۳۔ والدین کی خدمت اور ان کو ایذا نہ دینا ۴۔ اولاد کی پرورش کرنا۔
۵۔ ناتہ داروں سے سلوک کرنا ۶۔ آقا کی اطاعت کرنا۔

اور اٹھارہ عام لوگوں سے متعلق ہیں۔

۱۔ حکومت سے عدل کرنا ۲۔ مسلمانوں کی جماعت کی اطاعت کرنا۔
۳۔ حکام کی اطاعت کرنا
۴۔ لوگوں میں اصلاح کر دینا۔ اس میں خوارج اور باغیوں کے ساتھ قتال کرنا بھی داخل ہے کیونکہ فساد کا دفع کرنا اصلاح کا سبب ہوتا ہے۔
۵۔ نیک کام میں مدد دینا ۶۔ نیک بات بتلانا۔
۷۔ بری بات سے منع کرنا ۸۔ جہاد کرنا۔ اس میں سرحد کی حفاظت بھی آگئی۔
۹۔ امانت ادا کرنا۔ اس میں خمس نکالنا بھی داخل ہے۔
۱۰۔ قرض دینا کسی حاجت مند کو۔ ۱۱۔ پڑوسی کی خاطر داری کرنا۔
۱۲۔ خوش معاملگی
۱۳۔ مال کو اس کے موقع میں صرف کرنا۔ اس میں فضول خرچی سے بچنا بھی آگیا۔
۱۴۔ سلام کا جواب دینا۔
۱۵۔ چھینکنے والے کو جواب دینا یعنی جب الحمد للہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہنا۔
۱۶۔ لوگوں کو ضرر نہ پہنچانا ۱۷۔ لہو و باطل سے بچنا۔
۱۸۔ ایذا دینے والی چیز جیسے کانٹا ڈھیلا راہ سے ایک طرف کر دینا۔

۱۶، ۶، اور ۱۸ کا مجموعہ چالیس ہوا شعب مذکورہ کے ان شعب کے بھی مختصر فضائل اور متعلقات کے لئے چند فصلیں منعقد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اتمام فرما دیں۔

طہارت اور ہر قسم کی صفائی

اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ طہارت نصف ایمان ہے روایت کیا اس کو مسلم نے۔

ف : اس میں ہر قسم کی صفائی داخل ہوگئی چنانچہ ارشاد ہوا پانچ چیزیں فطرت سلیمہ

کا مقتضا ہیں (۱) ختنہ کرنا (۲) استرہ لینا (۳) لبیں ترشوانا (۴) ناخن کٹانا (۵) بغل کے بال[1] اکھاڑنا روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

اور ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک صاف ہیں صفائی کو پسند کرتے ہیں۔ سو اپنے گھروں کے آگے میدانوں کو صاف رکھا کرو۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

دیکھیے شریعتِ مطہرہ نے صفائی کی کیسی تعلیم فرمائی۔ افسوس ہم لوگ شریعت پر عمل چھوڑ کر غیر قوموں سے ہنسواتے ہیں اور شریعت پر اعتراض کراتے ہیں کہ ان کی شریعت اصلاح معاش کے لئے کافی نہیں اور دوسری قومیں ہمارے اصول و احکام لے لے کر اپنی طرف نسبت کرتی ہیں اور فخر کرتی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سادگی سے رہو مگر صاف رہو۔ کپڑا، مکان، بدن سب ستھرا رہے۔ میلا پن نہایت ذلت اور دوسرے کی ایذا کا سبب ہے۔

فصل: عبداللہ بن عمرو بن العاص حضور سرورِ عالم فخرِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک روز نماز کا ذکر فرمایا کہ جو شخص نماز پر محافظت کرے یعنی اس کو ہمیشہ برعایت شرائط و ارکان پڑھتا رہے اس کے لئے وہ نماز قیامت کے روز روشنی اور برہان اور سبب نجات ہو جاوے گی اور جو شخص اس پر محافظت نہ کرے گا نہ وہ اس کے لئے نور ہوگی نہ برہان نہ نجات اور وہ شخص قیامت کے دن فرعون و قارون و ہامان و ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ روایت کیا اس کو احمد اور دارمی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں۔

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کرو اپنی اولاد کو نماز کا جب وہ سات برس کے ہو جاویں اور انکو نماز کے لئے مارو جب وہ دس برس کے ہو جاویں علیحدگی کر دو ان کے درمیان خوابگاہوں میں یعنی جب وہ ہوشیار ہو جاویں تو ان کو علیحدہ علیحدہ بستر پر سلاؤ۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔

ف: نماز کی فضیلت اور اس کے ترک پر وعید کے بارہ میں بے شمار احادیث موجود ہیں۔ اکثر لوگ نماز میں بہت غفلت کرتے ہیں، طرح طرح کے بہانے پیش لاتے ہیں۔ بڑا عذر کم فرصتی کا ہوا کرتا ہے۔

---

[1] افضل ہے اور مُنڈانا بھی جائز ہے کیونکہ مقصود ازالہ ہے ۱۲ عفی عنہ

صاحبو! اگر عین ہجوم کاروبار کے وقت پیشاب یا پائخانہ کا دباؤ پڑے اسوقت کیا کرو اپنا کام کرتے رہو یا سب چھوڑ چھاڑ بمپولیس دوڑے جاؤ، پھر افسوس کیا نماز کی اتنی بھی ضرورت اور قدر نہیں ہے سب سے بڑھ کر افسوس یہ ہے کہ بعض درویش اس کو ضروری نہیں سمجھتے اور دوسرے عوام اور جاہلوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ درویشی تو اس واسطے اختیار کیا کرتے ہیں کہ پہلے سے زیادہ عبادت وطاعت میں مشغولی ہوگی جو کام دین کا پہلے دشوار تھا وہ آسانی سے ہونے لگے گا نہ یہ کہ جو لنگڑا لنجا نماز روزہ تھا وہ بھی رخصت کر دیا۔ اس سے بڑھ کر رنج کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن مجید کی آیات میں تحریف کر کے اپنے مطلب کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

صاحبو! تفصیلی جواب تو طالب علموں کے سمجھنے کے قابل ہے ان بیچارو ں سے اتنا پوچھ لینا کافی ہے کہ قرآن مجید جن پر نازل ہوا وہ زیادہ سمجھتے تھے یا تم پھر وہ تو عمر بھر نماز پڑھتے رہے پھر تم نے کس بنا پر نماز چھوڑ دی، بات یہ ہے کہ یہ بھی نفس کی شرارت ہے کہ بزرگی کے پردے میں لذت نفس کو پورا کیا جاتا ہے یا اثنائے سلوک میں کوئی دھوکہ ہو گیا ہے جس کا منشا جہل اور دوسروں سے اپنے کو بڑا سمجھنا ہے ورنہ کسی کامل جامع شریعت وحقیقت سے رجوع کرتے غلطی نکل جاتی۔ اللہ تعالیٰ سب آفات سے محفوظ رکھے جو لوگ اب نماز کی طرف متوجہ ہوں انکو پچھلی ناغہ نمازیں قضا کرنا چاہیئے وہ صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتیں اور قضا کے لئے ضرور نہیں کہ فجر کی قضا فجر کے وقت ہو ظہر کی قضا ظہر کے وقت ہو یہ کچھ ضرور نہیں بجز تین وقتوں کے اور تمام اوقات میں قضا جائز ہے وہ تین وقت یہ ہیں۔

۱۔ آفتاب نکلتے وقت۔ ۲۔ جب آفتاب برابر ہو۔

۳۔ جب آفتاب چھپنے لگے۔

البتہ اسمیں اکثر لوگوں کو آسانی ہوتی ہے کہ ایک ایک ادا نماز کے ساتھ ایک ایک نماز پڑھ لیا کریں۔

صدقہ

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو قیامت کے

روز اس کا مال ایک گنجے سانپ کی شکل بنا دیا جاوے گا جس کی آنکھوں پر نقطے ہوں گے۔ (ایسا سانپ بڑا زہریلا ہوتا ہے) وہ اس کے گلے میں بمنزلہ طوق کے ڈالا جاوے گا پھر وہ اس شخص کی دونوں باچھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ولا تحسبن الذین یبخلون۔ الآیۃ (اس میں بھی مال کے طوق ہونے کا ذکر ہے) روایت کیا اس کو بخاری نے۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خیالات کی عقلی طور پر اصلاح

اکثر مالدار زکوٰۃ دینے میں کوتاہی کرتے ہیں، ڈرتے ہیں کہ روپیہ کم ہو جاوے گا۔ صاحبو! اول تو اس کا تجربہ ہو چکا ہے کہ زکوٰۃ و صدقہ دینے سے مال کبھی کم نہیں ہوتا۔ اسوقت اگر کسی قدر نکل جاتا ہے تو کسی موقع پر اس سے زیادہ اس میں آجاتا ہے۔ حدیث شریف میں بھی یہ مضمون موجود ہے۔

دوسرے اگر بالفرض کم ہی ہو گیا تو کیا ہے آخر اپنے حظوظِ نفس میں ہزاروں روپیہ خرچ کر ڈالتے ہو وہ بھی تو کم ہی ہوتا ہے۔ سرکاری ٹیکس اور محصول میں بہت کچھ دینا پڑتا ہے اور نہ دو تو باغی، مجرم قرار دیئے جاؤ۔ آخر اس میں بھی تو گھٹتا ہے۔ پھر اس کو خدائی ٹیکس سمجھو۔

تیسرے یہ کہ یہاں گو کم ہوتا ہوا نظر آتا ہے مگر وہاں جمع ہو جاتا ہے آخر ڈاک خانہ میں بنک میں روپیہ جمع کرتے ہو تمہارے قبضہ سے تو نکل ہی جاتا ہے مگر اطمینان ہوتا ہے کہ معتبر جگہ ہے نفع بڑھتا رہتا ہے۔ اسی طرح صاحبِ ایمان کو خداوند جل شانہ کے وعدوں پر اعتماد کر کے سمجھنا چاہیئے کہ وہاں جمع ہو رہا ہے اور قیامت کے روز اصل مع نفع کے ایسے موقعہ پر ملے گا کہ اسوقت بہت ہی سخت ضرورت ہوگی۔ اس کے علاوہ حفاظتِ مال کے واسطے چوکیدار نوکر رکھتے ہو اس کو تنخواہ دینی پڑتی ہے باوجودیکہ یہ مقدار گھٹ جاتی ہے مگر اس ڈر سے کہ تھوڑی بچت کے واسطے کہیں سارا روپیہ چوری نہ ہو جاوے۔ یہ رقم صرف کرنا گوارا کرتے ہو۔ اسی طرح زکوٰۃ کے ادا کرنے کو مال کا محافظ سمجھو۔ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے سے مال ہلاک ہو جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کہ نہیں مخلوط ہوتی زکوٰۃ کسی مال میں کبھی مگر ہلاک کر دیتی ہے وہ اُس مال کو روایت کیا اس کو شافعیؒ نے اور بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں اور حمیدی نے اور اس قدر انہوں نے اور زیادہ کیا ہے کہ تجھ پر زکوٰۃ واجب ہوئی اور تو نے اس کو نہ نکالا ہو سو یہ حرام اس حلال کو ہلاک کر ڈالتا ہے سو اپنے مال کی حفاظت کے لئے اس کو چوکیداروں کی تنخواہ ہی سمجھ لیا کرو پھر یہ ہے کہ کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کو حاجت مندوں کیلئے کچھ نہ کچھ خرچ کرنا پڑتا ہو۔ کاش اگر حساب کر کے خرچ کریں تو زکوٰۃ سہولت سے ادا ہو جاوے۔

صدقۂ فطر

ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے آخر رمضان میں فرمایا کہ اپنے روزہ کا صدقہ نکالو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ مقرر فرمایا ہے ایک صاع خرما ہو یا جو یا نصف صاع گیہوں ہر شخص پر خواہ آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت بچہ ہو یا بڈھا۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد اور نسائی نے۔ اور ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کو اس واسطے مقرر فرمایا ہے کہ روزے لغو اور فحش سے پاک ہو جاویں اور غریبوں کو کھانے کو ملے۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔

صدقہ فطر کے مفصل مسائل کتب فقہ سے لینا چاہئیں۔

مال میں علاوہ زکوٰۃ اور بھی حقوق ہیں

رفع غلطی: اکثر قانونی طبیعت کے لوگ یوں سمجھا کرتے ہیں کہ جب ہم نے زکوٰۃ ادا کر دی اب کوئی حق ہمارے ذمہ نہ رہا۔ پھر انکی قساوت کی یہ حالت ہوتی ہے کہ کوئی غریب محتاج کیسا ہی بھوکا مرتا ہو اور ان بزرگ کے پاس ہزاروں روپیہ بھرا پڑا ہو مگر ان کو نہ اس پر رحم آتا ہے نہ اس کو ایک پیسہ دیتے ہیں اور اپنے زعم میں بڑے بے فکر بیٹھے ہیں کہ ہم زکوٰۃ تو ادا کر ہی چکے اب ہمارے ذمہ کوئی حق نہیں رہا۔ یہ خیال نہایت غلط ہے۔ خود حدیث میں موجود ہے اِنَّ فِي الْمَالِ لَحَقًّا سِوَى الزَّكٰوةِ ثُمَّ تَلَا لَيْسَ الْبِرَّ رواہ الترمذی وابن ماجۃ والدارمی یعنی مال میں اور بھی حق ہے سوا زکوٰۃ کے پھر آپ نے تصدیق کے لئے یہ آیت پڑھی لیس البر الخ

وجہ تصدیق کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مال دینے کو فرمایا اس کے بعد زکوٰۃ دینے کا حکم فرمایا سو معلوم ہوا کہ یہ مال کا دینا علاوہ ادا کے زکوٰۃ کے ہے، اسی طرح احادیث کثیرہ سے اور حقوق کا ثبوت ہوتا ہے، بات یہ ہے کہ حقوقِ مالیہ دو قسم کے ہیں، معیّن اور غیر معیّن، زکوٰۃ معیّن حق ہے جو خاص وقت میں خاص شرائط میں خاص مقدار کے ساتھ مقرر ہے۔

اور دُوسرے حقوق غیر معیّن ہیں جن کا مدار اہلِ حقوق کی حاجت پر ہے اس کا کوئی ضابطہ نہیں مثلاً ایک محتاج سائل آیا جس کو ایک روپیہ کی ضرورت ہے اور ہمارے پاس حاجت سے زائد ایک روپیہ موجود ہے کیا ہمارے ذمہ اسکی دستگیری ضرور نہ ہوگی بے شک ضرور ہوگی۔ اسی طرح کسی کو قرض دے دینا کوئی چیز عاریۃً دے دینا کاموں میں اعانت کرنا یہ سب بقدرِ وسعت ضروری ہے۔

روزہ

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کے تمام اعمال کا یہ قانون ہے کہ ایک نیکی دس حصہ سے سات سو حصہ تک بڑھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سوائے روزہ کے کہ وہ خاص میرا ہے اور اس کی جزا میں خود دوں گا میری خاطر سے اپنی شہوت کو اپنے کھانے کو چھوڑ دیتا ہے۔

روزہ دار کے واسطے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت دوسری خوشی اپنے پروردگار کی ملاقات کے وقت اور البتہ روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک خوشبوئے مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

اور روزہ ڈھال ہے۔

اور جب تم میں کوئی روزہ رکھے تو فحش باتیں نہ کرے اور شور وغل نہ مچاوے اگر کوئی گالی گلوچ کرنے لگے یا لڑنے لگے تو یوں کہہ دینا چاہیئے کہ بھائی میرا تو روزہ ہے۔ روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے۔

☆

روزوں میں کوتاہی کرنیوالوں کی اصلاح

اور بے شمار حدیثیں روزہ کے فضائل اور ترک روزہ کی برائی میں وارد ہیں، افسوس! اس زمانے میں اکثر اہل تنعم روزہ سے جی چُراتے ہیں کہتے ہیں بھوک پیاس کی تاب نہیں ہوتی۔ بڑے تعجب کی بات ہے اگر حکیم صاحب کسی بیماری میں فرمائیں کہ چار وقت کا فاقہ کرنا نہیں تو مَر جاؤ گے تو حضرت چار وقت کی جگہ احتیاطاً پانچ وقت کا فاقہ خوشی سے کرنے کو تیار و مستعد ہو جاویں گے۔ افسوس خدا کا حکم حکیم کے حکم کے برابر بھی نہ ہوا افسوس حیوٰۃ اخرویہ کی قدر حیوٰۃ دینویہ کے برابر بھی نہ ہوئی یا اللہ ہمارے بھائیوں کو نیک سمجھ نصیب فرما اور نفس و شیطان کے غلبہ کو ان سے دفع فرما۔

تقسیم روزہ تین طرح پر ہے:

۱۔ فرض: رمضان شریف کا اور نذر کا اور کفارہ کا اور قضا کا اور بدل ہدی کا۔

۲۔ نفل: جس میں شش عید ذی حجہ کے نو دن یوم عاشورہ کے شعبان کی پندرھویں معیّن ہیں۔

۳۔ اور باقی غیر معیّن ممنوع۔ عید، البقرہ عید تین روز بقر عید کے۔

حج و عُمرہ

ابی امامہؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کے لئے یہ چیزیں حج سے مانع نہ ہوں کھلی محتاجی یا ظالم بادشاہ یا کوئی بیماری جس سے جا نہ سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو اس کو اختیار ہے خواہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ روایت کیا اس کو دارمی نے ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے والے اور عُمرہ کرنیوالے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں تو وہ قبول فرماتے ہیں۔ اگر یہ لوگ استغفار کرتے ہیں تو وہ مغفرت فرماتے ہیں۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہؒ نے۔

اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حج کرنے یا عمرہ کرنے کو یا جہاد کرنے کو گھر سے نکلا پھر وہ راہ ہی میں مر گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ثواب حاجی اور معتمر اور غازی کا لکھتے ہیں۔ روایت کیا اس کو

بیہقی نے شعب الایمان میں)

حج کے متعلق بعض غلط خیالات کی اصلاح

روپیہ والے اکثر حج میں بھی کوتاہی کرتے ہیں کوئی اپنے کاروبار کا بہانہ کرتا ہے کوئی سمندر سے ہول کھاتا ہے کوئی بدوؤں کو ملک الموت سمجھتا ہے۔

صاحبو! یہ تمام حیلے بہانے محض اس وجہ سے ہیں کہ حج کی وقعت دل میں نہیں۔ حاضری دربار خداوندی کو ضروری نہیں سمجھتے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت سے دل خالی ہے ورنہ کوئی چیز بھی سد راہ نہ ہوتی۔ آدمی اسی مثال سے عرض کرتا ہوں۔

اگر ملکہ معظمہ اپنے پاس سے خرچ راہ بھیج کر آپ کی طلبی کا ایک اعزازی فرمان آپکے پاس بھیجیں۔ قسم کھا کر فرمائیے آپ جواب میں یہ فرمائیں گے کہ صاحب میرے مکان میں کوئی کاروبار دیکھنے والا نہیں میں نہیں آسکتا یا مجھے تو سمندر سے ڈر لگتا ہے اس لئے معذور ہوں یا راہ میں فلاں مقام پر لوٹ مار ہوتی ہے۔ میں جانا خلاف احتیاط سمجھتا ہوں۔ جناب عالی کوئی حیلہ کرنے کو دل نہ چاہے گا۔ تمام ضرورتیں اور عذر چولہے میں ڈال دو گے اور نہایت شوق و مسرت سے جس طرح بن پڑے گا افتاں و خیزاں دوڑے جاؤ گے اور ساری مشکلیں آسان نظر آئیں گی۔

بات یہ ہے کہ ارادہ سے تمام کام سہل ہو جاتے ہیں اور جب ہمت اور ارادہ ہی پست کر دو تو آسان کام بھی مشکل نظر آتے ہیں۔ بالخصوص بدوؤں کا بدنام کرنا بالکل ہی ناواقفیت ہے جو لوگ حج کر کے آئے ہیں اور کسی قدر حالات واقعیہ کی تحقیق کا شوق بھی ان کے دل میں ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ بدوؤں کی کوئی نئی حالت نہیں ہے نہ کوئی نیا واقعہ پیش آتا ہے جو اتفاق ہندوستان میں پیش آتے ہیں اور جو اسباب ان کے پیش آنے کے ہیں وہی اتفاقات و اسباب وہاں ہیں یہاں گاڑی بانوں کو دیکھ لیجئے کہ انکو ذرا بات چیت سے کھانے سے تمباکو سے ذرا خوش رکھیئے غلام بن جاتے ہیں اور اگر سختی کیجئے، گالی دیجئے کہیں گاڑی الٹ دیں گے کہیں پریشان کریں گے علیٰ ہذا باوجود اس انتظام شدید کے بارہا تھوڑے ہی میدان میں اسٹیشن سے شہر کو آتے ہوئے حادثے

ہو جاتے ہیں۔ واردا تیں ہوتی ہیں ایسا ہی وہاں سمجھ لیجئے بلکہ وہاں کی حالت کے اعتبار سے تو کچھ بھی نہیں ہوتا کیونکہ وہاں کوئی چوکی نہیں پہرہ نہیں پھر واقعات کی کمی بالکل تعجب ہے اور جس قدر ہوتا ہے وہ بھی مسافرین کی بے انتظامی و بے احتیاطی سے ہوتا ہے ورنہ ہر طرح سے سلامتی ہے عافیت ہے۔

اکثر لوگوں کو ان واقعات کے سخت معلوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اجنبی ملک اجنبی زبان اس لئے برداشت نہیں ہوتی اور سب گفتگو کے بعد میں کہتا ہوں اچھا سب کچھ ہوتا ہے پھر کیا ہوا۔ ایک آدمی کسی کے عشق میں تمام ذلّت و کلفت گوارا کرتا ہے کیا خدائے محبوب کا اتنا بھی حق نہیں ؎

اے دل آں بہ کہ خراب از مئے گلگوں باشی [1]
بے زر و گنج بصد حشمت قارون باشی
در رہِ منزل لیلےٰ کہ خطر ہاست بجان [2]
شرطِ اوّل قدم آنست کہ مجنون باشی

مشورۂ حجاج (نصیحت)

حجاج کو چند اُمور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

اوّل: سفر میں خصوصاً جہاز میں نماز قضا نہ کرے۔ بڑی بُری بات ہے کہ ایک فرض کے لئے اتنے فرض اُڑا دیئے جائیں۔

دوم: سفر میں نہ کسی سے تکرار کریں نہ کسی پر اعتماد

سوم: مطوف ایسے شخص کو مقرر کریں جو مسائل حج بخوبی جانتا ہو اور امین اور خیر خواہ ہو۔

چہارم: خرچ کافی لے جاویں اور خرچ کرنے میں نہ بخل کریں کہ طرح طرح کی مصیبت جھیلنی پڑے نہ اسراف کریں کہ محتاج ہو کر پریشان ہوں۔

پنجم: قافلہ سے باہر ہرگز کسی وقت نہ جائیں۔

---

[1] اے دل یہ بہتر ہے کہ (محبت کی) شراب سے مست ہو جائے۔ بغیر سونے اور خزانے کے قارون سے زیادہ بارعب ہو جائے [2] لیلےٰ (محبوبہ) کی راہ جس میں جان کو بہت خطرے ہیں یہ اس کی شرط اوّل یہ ہے کہ تو مجنوں ہو جائے۔

ششم : بدوں کو کہ قلیل پر قانع ہو جاتے ہیں خوش رکھیں۔
ہفتم : اس سفر کو سفر عشق سمجھیں۔

اعتکاف

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے عشرۂ اخیر کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو وفات دی پھر آپؐ کی بیبیاں اعتکاف کرتی تھیں آپؐ کے بعد۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معتکف کے حق میں فرمایا کہ وہ تمام گناہوں سے رُکا رہتا ہے اور اس کو نیکیوں کا اتنا ثواب ملتا ہے جیسے تمام نیکیاں کرنے والے کو۔ روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے۔

غرض اعتکاف

فائدہ اعتکاف سے بقول اہلِ تحقیق یہ ہے کہ شب قدر کو اس میں تلاش کیا جائے کیونکہ اکثر احادیث کے موافق یہ شب عشرہ اخیرہ میں ہوتی ہے اور اسکی بڑی فضیلت آئی ہے چنانچہ :

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رمضان شریف کا مہینہ داخل ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ مہینہ تمہارے پاس آگیا ہے اور اس میں ایک شب ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے یعنی شب قدر ہے جو اس سے محروم رہا وہ تمام خیر سے محروم رہا اور اس کی خیر سے وہی محروم رہے گا جو بالکل محروم ہی ہو۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے۔

بعض لوگ اعتکاف کے یہی معنی سمجھتے ہیں کہ دس روز تک مسجد میں مقید رہے چاہے وہاں بیٹھ کر دنیا بھر کے خرافات میں مشغول رہے ایسا اعتکاف تو محض صورتِ بے معنیٰ ہے۔ مغز اعتکاف کا ذکر و فکر و مشغولی عبادت اور توبہ و استغفار و انتظار صلوٰۃ وغیرہا اُمور ہیں اپنی اوقات ان امور میں مشغول رکھنا چاہیئے اور طاق راتوں میں شب قدر کا غالب احتمال ہے۔ جس قدر ممکن ہو اس میں شب بیداری کرے اور یہ ضرور نہیں کہ تمام شب جاگے خواہ زبان بھی لڑکھڑائے، رکوع سجدہ میں سہو بھی ہوتا جائے نیند کے جھونکے سے گر گر بھی پڑے۔ اگر ایسی حالت ہو تو تھوڑی دیر کے لئے سو رہنا

چاہیئے۔ شریعت کا یہ حکم نہیں ہے کہ اپنے کو ہلاک کر ڈالو بلکہ اصلی منشاء یہ ہے کہ غفلت و کاہلی و اعراض و نسیان نہ ہونا چاہیئے۔ اُدھر کی دھن لگی رہے اور اپنی کوشش بھر کوتاہی نہ کرے اور تکان کے وقت بے تکلف آرام کرے، ایسا آرام بھی عبادت سے درجہ میں کم نہیں ہے۔

ہجرت

ابُوسعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑے ہی دنوں میں ایسی حالت ہو جائے گی کہ مسلمان کا سب سے بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پیچھے پھرتا ہو، پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور بارش کے موقعوں پر اپنے دین کو لیئے ہوئے بھاگا پھرتا ہے فتنوں سے روایت کیا اس کو بخاری نے۔

عمرو بن العاص رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہجرت منہدم کر دیتی ہے ان گناہوں کو جو اس سے پہلے ہو چکے ہیں۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

ف : اگر کسی شہر میں یا کسی محلہ میں یا کسی مجمع میں دین کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو وہاں سے بشرط قدرت علیحدگی واجب ہے البتہ اگر یہ شخص عالم مقتدا ہے اور لوگوں کو اس سے دینی حاجت واقع ہوتی ہے تو ان میں رہ کر صبر کرے اور اگر کوئی اس کو پوچھتا ہی نہیں نہ ان کی اصلاح کی اُمید ہے تو بھی بہتر ہے کہ ان سے علیحدہ ہو جائے۔

وفاءِ نذر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص نذر کرے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریگا تو اطاعت کرنا چاہیئے اور جو نذر کرے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریگا تو نافرمانی نہ کرے۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔

یعنی جو نذر موافق شرع کے ہو اس کو پورا کرے اور جو شرع کے خلاف ہو اس کا پورا کرنا جائز نہیں، مثلاً کسی نے منت مانی کہ میرا بیٹا اچھا ہو جائے تو ناچ کا جلسہ کرونگا یہ بے ہودہ نذر ہے اس کا پورا کرنا جائز نہیں ہے۔

بعضے مروّج اور ممنوع نذریں

اسی طرح اس زمانے میں بہت سے اُمور مکروہ و بدعت کی نذر مانی جاتی ہے۔ عوام بالخصوص مستورات اسمیں زیادہ مبتلا ہیں، امام حسین رضؓ کا فقیر بنانا کسی کے نام کی

چوٹی رکھانا یا بالی پہنانا کسی مزار پر غلاف بھیجنا شیخ سدو کا بکرا کرنا خدائی رات کرنا جیسی آجکل ہوتی ہے. مشکل کشا کا روزہ رکھنا اور بہت سی واہی تباہی باتیں مشہور و معروف ہیں جن کی شریعت میں کچھ بھی اصل نہیں بلکہ کلیتہً یا جزئیتہً ممانعت آئی ہے. بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض لکھے پڑھے لوگ ان رسوم کے حامی و ناصر ہیں. بالخصوص شیخ سدو کے بکرے کو حلال و طیب سمجھنے والے تو بکثرت ہیں۔

صاحبو! قرآن مجید میں صاف لفظ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ موجود ہے. اہلال عربی لغت ہے کتب لغت میں دیکھنا چاہیئے. حلت و حرمت مسئلہ فقہیہ ہے. کتب فقہ درمختار وغیرہ میں ملاحظہ فرمانا چاہیئے اور اہلال کی بعض تفاسیر میں جو ذبح کے ساتھ تفسیر کی ہے باعتبار عادت اس زمانے کے ہے بعض آیات میں جو تحریم سے نہی آئی ہے وہ مبنی ارتکاب سبب حرمت ہے نہ اعتقاد حرمت. فافہم۔

حفظ یمین و آداب آں

فرمایا اللہ جل شانہٗ نے وَاحْفَظُوْا اَیْمَانَکُمْ یعنی سنبھالا کرو اپنی قسموں کو. حفظ قسم میں کئی چیزیں آگئیں —

اوّل: یہ کہ غیر اللہ کی قسم نہ کھانے چنانچہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جو شخص غیر اللہ کی قسم کھائے وہ مشرک ہو جاتا ہے.

مراد مشرک عملی ہے یعنی یہ مشرکوں کا عمل ہے. اکثر آجکل بیٹے کی باپ کی قسم کھایا کرتے ہیں. اس سے بہت احتیاط چاہیئے یا بعض لوگ یوں قسم کھاتے ہیں کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو ایمان مجھ کو نصیب نہ ہو اس کی بھی سخت ممانعت آئی ہے. حدیث میں ہے کہ اگر جھوٹا ہے تب تو ایمان جاتا رہا اور اگر سچا ہے تب بھی صحیح و سلامت اسلام کی طرف نہ آوے گا۔ (روایت کیا اس کو ابوداؤد نے)

دوم: یہ کہ اللہ کی قسم کھاوے تو سچ کھاوے چنانچہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا کی قسم مت کھاؤ مگر جس حالت میں سچے ہو۔ (روایت کیا اس کو ابوداؤد نے اور نسائی نے)

سوم: یہ کہ زیادہ قسم نہ کھائے اس میں اللہ تعالیٰ کے نام کی بے حرمتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ نون میں حلّاف کو اوصافِ ذم میں یاد فرمایا ہے۔

چہارم: یہ کہ اگر شرع کے موافق کسی امر پر قسم کھائی ہے تو اس کو پورا کرے اور اگر خلاف شرع ہے مثلاً کسی گناہ پر قسم کھائی ہے کہ فلاں پر ظلم کرونگا یا کسی کا حق تلف ہوتا ہے مثلاً قسم کھائی کہ باپ بھائی یا کسی اور مسلمان سے نہ بولوں گا یا فلاں حقدار کو کچھ نہ دوں گا۔ ایسی قسم کو توڑ ڈالے چنانچہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی بات پر قسم کھائے اور پھر دوسری بات اس سے اچھی نظر آئے تو اپنی قسم کا کفّارہ دے اور اس کام کو کرے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

پنجم: یہ کہ کسی کا حق مارنے کے واسطے پھیر اور پیچ کی قسم نہ کھائے البتہ اگر اس پر ظلم ہوتا ہو تو جائز ہے۔ مثلاً تمہارے ذمّہ زید کا کچھ روپیہ آتا ہے تو تم قسم اسطرح کھانا چاہو کہ جھوٹی بھی نہ ہو اور روپیہ بھی نہ دینا پڑے مثلاً یوں کہو کہ میرے پاس تمہارا روپیہ نہیں ہے اور تمہارا مطلب یہ ہو کہ اسوقت ہماری جیب میں نہیں ہے یہ حیلہ گناہ ہے البتہ اگر کوئی ظالم چور ڈاکو تمہارے گھر کا دفینہ خزینہ جبر دریافت کرے تو اس وقت ایسی تاویل سے قسم کھالینا کہ میرے پاس تو ایک اُدھّی بھی نہیں ہے۔ مجھے کیوں تنگ کرتے ہو تو یہ جائز ہے بلکہ اکثر علمائے محققین کے نزدیک ایسے وقت میں صریح جھوٹ بھی جائز ہے۔

ابُو ہریرہؓ راوی ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم کھلانے والے کی نیّت پر قسم واقع ہوتی ہے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

رفع غلطی کفارہ قسم و اقسام آں

کفّارہ کی کئی قسمیں ہیں۔ کفارہ یمین، کفارۂ قتل، کفّارہ ظہار، کفارۂ رمضان۔ یہ سب قسمیں قرآن و حدیث میں مذکور ہیں:

کفارہ یمین: کفارۂ قسم کو کہتے ہیں یعنی اگر قسم ٹوٹ جاوے تو یا دس مسکین کو کھانا دو وقت پیٹ بھر کر کھلا دیوے یا ان کو ایک ایک جوڑا کپڑا دے دے یا ایک غلام آزاد کرے۔ ان تینوں میں اختیار ہے جو چاہے ادا کرے جب ان تینوں امر سے عاجز

ہو اور قدرت نہ رکھتا ہو اس وقت تین روزہ لگا تار رکھے، اکثر لوگ تین روزوں پر ٹال دیتے ہیں اگرچہ کھانا کھلانے کی استطاعت رکھتے ہوں یہ جائز نہیں اس سے کفارہ ادا نہ ہوگا اور اگر دس مسکین کو فی مسکین نصف صاع گیہوں جو ۸۰ کے سیر سے پونے دو سیر ہوتے ہیں یا اس کے دام دے دے تب بھی بجائے کھلانے کے ہے۔

کفارہ قتل : اگر بھول چوک سے کوئی خون ہو جاوے تو اس میں علاوہ دیت یعنی خون بہا کے جس کے احکام و مقدار کتب فقہ میں مذکور ہیں، ایک غلام آزاد کرنا واجب ہے اور اگر اس پر قدرت نہ ہو تو دو ماہ کے متواتر روزے رکھے یہ توبہ کی تکمیل کے لئے ہے۔

کفارہ ظہار : اگر بیوی کو اپنے محرمات ابدیہ میں سے کسی کے عضو محرم کے ساتھ تشبیہ دی جاوے اس کو ظہار کہتے ہیں۔ وہ عورت اس پر حرام ہوتی ہے جب تک کہ کفارہ نہ دے۔ کفارہ اس کا یہ ہے کہ اوّل ایک غلام آزاد کرے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو دو ماہ لگا تار روزے رکھے، اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو ساٹھ مسکین کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے۔ اب وہ عورت بدستور حلال ہو جاوے گی۔

کفارہ رمضان : کوئی روزہ قصداً بلا عذر افطار کر دیا جاوے تو علاوہ قضا کے کفارہ بھی دینا پڑے گا اور یہ کفارہ اور اس کی ترتیب بالکل مثل کفارہ ظہار کے ہے۔

تنبیہ : روزوں میں لگا تار ہونا شرط ہے اگر ایک روزہ بھی خواہ عذر یا بلا عذر درمیان میں رہ جائے تو از سر نو پھر سلسلہ شروع کرنا پڑے گا البتہ عورت کے لئے حیض کا آجانا عذر مقبول ہے مگر شرط یہ ہے کہ پاک ہوتے ہی فوراً شروع کرے اگر پاک ہونے کے بعد ایک روز کی بھی غفلت ہوگی تو پھر از سر نو شروع کرنا پڑے گا اور نفاس عذر نہیں ہے یعنی بعد فراغ نفاس پھر از سر نو سلسلہ شروع کرنا پڑے گا۔

بدن چھپانا | ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر یقین رکھتا ہو وہ حمام میں بے لنگی باندھے نہ جائے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

اور معاویہ بن حیدہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہمارے چھپانے کا بدن ہم کس موقعہ پر چھپا دیں اور کس موقعہ پر ویسے ہی چھوڑ دیں) آپؐ نے فرمایا سب سے اپنے ستر کو محفوظ رکھو بجز بی بی کے یا لونڈی کے، انھوں نے سوال کیا کہ کبھی ایک شخص دوسرے کے پاس رہتا ہے (یعنی ہر وقت ایک جگہ رہنے سے محافظت مشکل ہے) آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم سے یہ بات ہو سکے تو اس کو کوئی نہ دیکھے تو ایسا ہی کرو۔ انھوں نے سوال کیا کہ کبھی آدمی تنہائی میں ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر اللہ تعالیٰ سے حیا کرنا مناسب ہے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

پردہ کے بہت ضروری احکام

یہ جو فرمایا کہ بے لنگی باندھے حمام میں نہ جاوے، وجہ اس کی یہ ہے کہ حمام میں کئی کئی آدمی یکجا غسل کرتے ہیں اس لئے پردہ واجب ہے اور لونڈی سے جو بے پردہ ہونے کی اجازت دی اس سے مراد وہ لونڈیاں نہیں جو ہندوستان میں اکثر بڑے گھروں میں موجود ہیں کیونکہ یہ تو شرعی قاعدہ سے آزاد ہیں نہ ان سے جبراً خدمت لینا جائز نہ ان سے خلوت اور صحبت کی اجازت۔ بالکل اجنبی آزاد عورت کے مثل ہیں۔ نوکروں کی طرح ان سے برتاؤ کرنا چاہیئے، خدمت بھی رضامندی سے (تنخواہ تنخواہ پر رضامند ہوں یا کھانے کپڑے پر) ہونا چاہیئے اور ان کو اختیار ہے جس سے چاہیں نکاح کریں جب چاہیں جہاں چاہیں چلی جائیں ان پر کوئی بس نہیں ہے۔

اور حدیث مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تنہائی میں بھی بلا ضرورت برہنہ ہونا (خواہ کل بدن سے یا بعض بدن سے جس کا چھپانا مجمع میں واجب ہے) جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ سے اور ملائکہ سے حیا کرنا چاہیئے۔ کتب فقہ میں بدن چھپانے کے مسائل تفصیل لکھے ہیں یہاں اس قدر سمجھ لینا ضرور ہے کہ مرد کو ناف سے گھٹنے تک بدن ڈھانکنا ضروری ہے اور عورت کو سر سے پاؤں تک۔ ہاں جس کو نامحرم کے روبرو کسی ضرورت سے سامنے آپڑتا ہو اس کو چہرہ اور دونوں ہاتھ گٹے تک اور دونوں پاؤں ٹخنے کے نیچے تک کھولنا جائز ہے اس صورت میں اگر بدنگاہ سے کوئی دیکھے گا وہ گنہگار ہوگا۔

اس پر کوئی الزام نہیں لیکن اور تمام بدن موٹے کپڑے سے اور اسمیں بھی بہتر یہ ہے کہ یہ کپڑا سفید اور سادہ ہو مکلف نہ ہو ڈھکا ہونا چاہیئے خوشبو وغیرہ بھی نامحرم کے رُوبرو لگا کر نہ آنا چاہیئے۔ زیور جہاں تک ممکن ہو چھُپا ہوا ہو۔ بہنت باتیں بالخصوص بے تکلفی اور لُطف کی باتیں غیر محرم سے نہ کرے۔

خلاصہ یہ کہ جو چیز بضرورت جائز ہے وہ زائد از ضرورت ممنوع ہے اَے مردو! اور اے بیبیو! ان باتوں کی خوب احتیاط رکھو۔ دیکھو اللہ و رسول تم پر بہت شفیق ہیں۔ جس چیز سے منع کیا ہے اس کے ماننے سے سراسر تمہارا ہی فائدہ ہے۔ اس زمانہ میں نہ بدن کا پردہ ہے نہ آواز کا پھر دیکھو طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

قربانی

زید بن ارقم رضؓ سے روایت ہے کہ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یہ قربانی کیا چیز ہے آپؐ نے فرمایا سُنّت ہے تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی انہوں نے عرض کیا کہ پھر ہم کو اس میں کیا ملتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہر بال کے عوض ایک نیکی۔ اُنھوں نے عرض کیا اور اُون والے جانوروں میں یا رسول اللہ آپؐ نے فرمایا اس میں بھی ہر بال کے عوض میں ایک نیکی۔ روایت کیا اسکو احمد اور ابن ماجہ نے۔

غلطی مہتممین مدارس در صرف قیمت چرم قربانی

اور بہت احادیث فضائل قربانی میں وارد ہیں اور گوشت پوست قربانی کا خواہ اپنے کام میں لائے خواہ کسی کو ہدیۃً یا صدقۃً دے مالک کو اختیار ہے لیکن فروخت کرکے اپنے کام میں لانا جائز نہیں اور اگر فروخت کیا تو اس کا مصرف مثل زکوٰۃ کے ہے۔ اسی طرح جو مالک کا نائب و وکیل ہے اس کو بھی اس قاعدہ کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

اکثر مدارس عربیہ میں قربانی کی کھال کے داموں کو مہتمم جہاں مدرسہ میں ضرورت ہوتی ہے صرف کر ڈالتا ہے یہ بے احتیاطی ہے، صرف مصارفِ زکوٰۃ میں اس کو صرف کرنا چاہیئے۔

٭

تجہیز و تکفین و صلوٰۃ و دفن

جابرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن دے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ چلے بسبب ایمان اور طلب ثواب کے اور برابر اس کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اس پر نماز پڑھے اور اس کے دفن سے فارغ ہو جائے تو وہ شخص دو قیراط ثواب لیکر لوٹے گا۔ ایک ایک قیراط اُحد کے پہاڑ کے برابر ہے اور جو شخص اس پر نماز پڑھے اور قبل دفن چلا آئے تو اس کو ایک قیراط ملے گا۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

ف : اکثر لوگ جنازہ کی نماز اور اس کے ساتھ مقبرہ تک جانے میں کاہلی کرتے ہیں اور بہت بڑے اجر سے محروم رہتے ہیں۔ اس سُستی کا یہاں تک نتیجہ ہوتا ہے کہ بعض جنازے کے ساتھ چار آدمی مصیبت سے ملتے ہیں۔ اگر مقبرہ دُور ہو ان کو وہاں تک لے جانا موت ہوتا ہے۔

صاحبو! یہ سب مسلمانوں کے ذمہ حق ہے۔ اس میں کوتاہی کرنے سے کوئی اکیلا گنہگار نہ ہوگا۔ سب سے دار و گیر ہوگی۔

ف : جو دُعائیں جنازہ کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوئی ہیں ہم انکو نقل کئے دیتے ہیں کہ ان کا پڑھنا جنازہ پر موجب اتباعِ سُنت اور فائدہ بخش میت اور سبب افزونی ثواب مصلی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ ط

دیگر ـــــ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ ؕ

دیگر ـــــ اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهٖ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ؕ

دیگر ـــــ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا وَاَنْتَ هَدَيْتَهَا اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا جِئْنَا شُفَعَاءَ فَاغْفِرْ لَهٗ ؕ

ادائے دین

عبداللہ بن عمرو بن العاص؄ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا جانا سب چیز کا کفارہ ہوجاتا ہے مگر دین۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

مقدمہ قرض میں بے احتیاطیاں

صاحبو! شہادت سے بڑھ کر کیا چیز ہے جب دین اس سے بھی معاف نہ ہو اور کس عمل سے معاف ہوگا اس سے دین کی بڑی سختی معلوم ہوتی ہے اکثر لوگ اس کا خیال نہیں کرتے۔ اس مقدمہ میں کئی بد پرہیزیاں ہوتی ہیں۔

پہلی: بلا ضرورت کسی کا مدیون ہوجانا۔ اکثر ایسے ہی ہوتا ہے کہ فضولیات کے لئے قرض لیا جاتا ہے۔ بہت کم ایسا اتفاق ہوتا ہے جو مصیبت کے مارے قرض لیتے ہوں اور مصیبت زدوں کو ملتا کب ہے اکثر مالدار اہلِ جائداد کو ملتا ہے۔ تو فرمایئے اس پر کیا بلا نازل ہوئی ہے کہ خواہ مخواہ بیٹھے بٹھلائے قرضدار ہُوا۔ اور قرض داری بھی یا تو کسی شادی میں برباد کرنے کو یا کوئی عالی شان محل تیار کرنے کو یا رسوم غمی میں جو اکثر خلاف عقل اور خلافِ شرع ہیں اڑانے کو۔ غرض نام آوری کے کاموں میں صرف کرنے کو قرض ہوتا ہے پھر خُدا کے فضل سے نام بھی نصیب نہیں ہوتا اور اگر نام بھی ہوا تو اس کی کیا قیمت ہے

اور پھر کل کو اس سے بڑھ کر جو بدنامی ہوگی اس کی کچھ پرواہ نہیں ۔

دوسری : بدپرہیزی یہ کہ اپنے زیور یا جائداد محفوظ رکھنا اور دوسروں سے قرض لینا ۔ اکثر سُودی قرض ملتا ہے چند روز میں دو گنے چوگنے ہوکر وہ تمام زیور اور جائداد برباد ہوجاتی ہے اور خسارہ اور گناہ رہ جاتے ہیں ۔ پس اگر ایسی ہی ضرورت ہے تو ہرگز موجود چیز کی محبت نہ کرے ۔ خدائے تعالیٰ پھر عطا فرمائیں گے اپنی راحت و عافیت کے مقابلے میں زیور و جائداد کیا بلا ہے ۔

تیسری : بدپرہیزی یہ کرے کہ بے فکر ہو جاتے ہیں یہ نہیں کہ اس کا خیال رکھیں تھوڑا تھوڑا ادا کرتے رہیں اپنے بعض غیر ضروری مصارف کو روک کر اپنی آمدنی میں سے پس انداز کرکے کچھ کچھ پہنچاتے رہیں بدنام ہوتے ہیں ذلیل ہوتے ہیں نادہند مشہور ہو جاتے ہیں ۔ اعتبار جاتا رہتا ہے ، لوگ معاملہ کرتے ہوئے ڈرتے ہیں اور سب سے طرہ یہ کہ مواخذہ آخرت سر پر ۔ البتہ جو سخت ضرورت میں قرض لے اور ادا کی پوری فکر ہو حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے دین کے ذمہ دار ہیں خواہ دنیا میں ادا کرا دیں یا آخرت میں صاحب حق کو راضی کر دیں ۔

صدق فی المعاملہ

ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاجر سچا امانت دار ہمراہ ہوگا ۔ انبیاء اور صدیقین اور شہداء کے ۔ روایت کیا اس کو ترمذی اور دارمی اور دار قطنی نے ۔

حکیم بن حزامؓ سے روایت ہے کہ اگر بائع و مشتری سچ بولیں اور اپنے اپنے مال کے عیب و صواب کو ظاہر کر دیں تو ان کے لئے بیع میں برکت ہوتی ہے اگر پوشیدہ رکھیں اور جھوٹ بولیں مٹا دی جاتی ہے برکت ان دونوں کے معاملہ کی ۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے ۔

عبد اللہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب کرنا کسب حلال کا فرض ہے ، فرض معہود (نماز ، روزہ وغیرہ کے) ۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں ۔

رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے کہ آپؐ سے پُوچھا گیا یارسُول اللہؐ! کون سی کمائی سب سے زیادہ پاک ہے آپؐ نے فرمایا دستکاری اور وہ تجارت جو دغا فریب سے خالی ہو۔ روایت کو اس کو احمد نے۔

جابرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں داخل ہو گا جنّت میں وہ گوشت جو بڑھا ہو حرام سے اور جو گوشت حرام سے بڑھا ہو اس کے لائق تو دوزخ ہی ہے۔ روایت کیا اس کو دارمی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں۔

جابرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اس شخص پر کہ نرم ہو بیچنے کے وقت اور خرید کرنے کے وقت اور اپنا حق مانگنے کے وقت، روایت کیا اس کو بخاری نے۔

ف: ان احادیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں۔

اوّل: یہ کہ کسب حلال فرض ہے یعنی جس کے لئے کوئی طریق حلال معاش کا بجز کسب کے نہ ہو۔

دوسرے: یہ کہ سب کمائیوں میں بہتر دو چیزیں ہیں دستکاری اور تجارت یعنی غریبوں کے لئے دستکاری اور مالداروں کے لئے تجارت۔

تیسرے: یہ کہ معاملہ میں صدق و امانت کا لحاظ رکھیں۔ دغا فریب نہ کریں ورنہ اس میں برکت نہیں ہوتی۔

چوتھے: یہ کہ معاملات میں زیادہ تنگی نہ کیا کریں کہ ایک ایک کوڑی پر رال ٹپکاتے پھریں یا ذرا سے مطالبہ کے لئے دوسرے کی جان کھا جاویں۔ آدمیت اور مروّت بھی کوئی چیز ہے۔

پانچویں: یہ کہ حرام خوری کا انجام آتش دوزخ ہے۔

معاملاتِ فاسدہ و باطلہ کی تفصیل کُتب فقہ و علماء سے تحقیق کر لینا ضرور ہے دو چار کے نام جو کثرت سے پھیل رہے ہیں لکھے دیتا ہوں۔

ا۔ کسی چیز پر کئی آدمیوں کا مل کر چٹھی ڈالنا۔

۲۔ سود لینا دینا۔ اس میں بنک اور ڈاک خانہ کا منافع بھی آ گیا۔
۳۔ ابھی مال اپنے قبضہ میں نہیں آیا فقط بیچک آنے پر معاملہ کر لینا۔
۴۔ تصویر دار کتاب یا موضوع قصہ جس میں کسی نبی یا اہل بیت وصحابہؓ کی طرف نسبت ہو چھاپنا۔
۵۔ سنار یا صراف وغیرہ سے چاندی یا سونے کا زیور کم وبیش چاندی یا سونے سے یا ادھار خریدنا بیچنا۔
۶۔ روپیہ کے کچھ پیسے اب لے کر کچھ دوسرے وقت لینا۔

ادائے شہادت

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور مت چھپاؤ گواہی کو اور جو چھپاوے گا گواہی کو سو اس کا دل گنہگار ہوگا۔

زید بن خالدؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تم کو خبر نہ کر دوں سب سے اچھے گواہ کی یہ وہ شخص ہے جو گواہی دے دے قبل اس کے کہ اس سے درخواست کی جاوے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

جھوٹی گواہی اور جھوٹی نالش کی برائی اور ایسے مقدمہ میں وکیل بننا:

اس آیت حدیث سے معلوم ہوا کہ گواہی کا چھپانا درست نہیں بلکہ اگر ایک شخص کا حق ضائع ہو رہا ہے اور اس شخص کو گواہ نہیں ملتے اور ہم کو اس واقعہ کی اطلاع اور مشاہدہ ہے اور اس شخص کو یہ بات معلوم نہیں کہ یہ میرے واقعہ سے واقف ہیں ایسے وقت میں خود گواہی دینے کو مستعد ہو جانا چاہئیے اس کی درخواست کا انتظار نہ کرے کیونکہ اس کو ہمارا شاہد ہونا معلوم نہیں اس وجہ سے درخواست نہیں کرتا البتہ اگر بعد ہمارے جتلا دینے کے پھر وہ ہماری گواہی نہ چاہے تو خواہ مخواہ عدالت میں خود حاضر ہو کر گواہی دینا ضرور نہیں اور یہ حکم سچی گواہی کا ہے اور جھوٹی گواہی جیسا آجکل بکثرت رائج ہے بڑا گناہ ہے۔
خریم بن فاتکؓ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی

نماز پڑھی، جب آپ فارغ ہوئے سو کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ جھوٹی گواہی کو شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے (یعنی قرآن مجید میں) آپ نے اس کو تین بار فرمایا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ الخ یعنی بچو تم پلید چیز سے یعنی بتوں سے اور جھوٹ بات سے۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد نے۔

اس آیت میں شرک اور قول زور کو ایک جگہ لائے ہیں سو معلوم ہوا کہ دونوں میں کچھ مناسبت ہے اسی طرح جھوٹا مقدمہ نالش دائر کرنا یا جھوٹا حلف کرنا نہایت وبال عظیم ہے۔

ابی ذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دعویٰ کرے ایسے حق کا جو واقع میں اس کا نہ ہو سو وہ شخص ہم میں سے نہیں رہا اور اس کو چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

اور ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دعویٰ کرے ایسے حق کا جو واقع میں اس کا نہ ہو سو وہ شخص ہم میں سے نہیں رہا اور اس کو چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قطع کرے حق کسی مسلمان آدمی کا (یہ قید اتفاقی ہے حق محترم سب کا برابر ہے) اپنے حلف سے سو بہ تحقیق واجب کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ کو اور حرام کرے گا اس پر جنت کو کسی شخص نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ تھوڑی چیز ہو یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا اگرچہ پیلو کی لکڑی ہی کیوں نہ ہو۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

اسی طرح جھوٹے مقدمہ کا وکیل بننا بھی حرام ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ،

ولا تکن للخائنین خصیما الخ

تعفف بالنکاح

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے جماعت جوانوں کی جو شخص تم میں بی بی کو رکھ سکے (یعنی نان و نفقہ بھی اور صحبت پر بھی قادر ہو) تو وہ نکاح کرے کیونکہ اس سے نگاہ نیچی رہتی ہے اور شرم گاہ محفوظ رہتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

ف: اور جس شخص کو قدرت یا حاجت نہ ہو اس کو نکاح کرنا ضرور نہیں۔

ادائے حقوق عیال

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع کرو اس شخص سے جو تمہارے عیال میں ہو۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

اور ارشاد فرمایا سب سے افضل وہ دینار ہے جس کو آدمی اپنے عیال پر خرچ کرے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

اور ارشاد فرمایا کافی ہے آدمی کو گنہگار ہونے کے لیے یہ کہ ضائع کردے اس شخص کو جس کا قوت اس کے ذمہ ہے۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔

ف: اگر آدمی کے پاس زیادہ مال نہ ہو تو غیروں کی نسبت عیال کا زیادہ حق ہے ایسی سخاوت شرعاً محمود نہیں کہ اپنے تو ترستے رہیں دوسروں کو بھرتا رہے البتہ اگر سب کی خدمت کر سکتا ہے تو سبحان اللہ اس سے بہتر کیا ہے۔

ف: اور غلام نوکر خدمت گار بھی عیال کے حکم میں ہیں، ان کی مدارات و مواسات بھی ضرور ہے۔ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں خادم سے کس قدر معاف کیا کروں؟ فرمایا ہر روز ستر مرتبہ (روایت کیا اس کو ترمذی نے)

مراد یہ کہ ہر بات میں اس پر سختی کرنا اور اس سے تنگ ہونا نہ چاہیے جس آدمی سے بہت سی راحت پہنچتی ہے اگر ایک آدھ تکلیف بھی ہو جائے تو صبر کرے اور اس کو معذور سمجھے

خدمت والدین

ارشاد فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا والدین کے راضی ہونے میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناخوشی والدین کی ناخوشی میں ہے۔ (ترمذی)

ابن مسعودؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ سب سے بڑھ کر عمل کون سا ہے۔ فرمایا نماز پڑھنا اپنے وقت پر۔ انھوں نے عرض کیا پھر کون سا عمل، آپؐ نے فرمایا ماں باپ کی خدمت کرنا۔ انھوں نے عرض کیا کہ پھر کون سا عمل، آپؐ نے فرمایا جہاد کرنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

ف : اور بہت سی آیات واحادیث اس باب میں وارد ہیں آج کل اس میں بہت کوتاہی کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ صحیح سمجھ اور نیک توفیق عطا فرمائیں۔

تربیت اولاد

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کی تین لڑکیاں ہوں کہ ان کو علم و ادب سکھلاوے اور ان کی پرورش کرے اور ان پر مہربانی کرے اس کے لئے ضرور جنت واجب ہو جاتی ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری نے ادب میں۔

اور بخاری نے ادب میں ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ جیسا تمہارے والد کا تم پر حق ہے اسی طرح تمہاری اولاد کا بھی تم پر حق ہے۔

ف : چونکہ اولاد سے طبعی محبت ہوتی ہے اس لئے اس حق کے بیان کرنے میں شریعت نے زیادہ اہتمام نہیں فرمایا اور لڑکیوں کو چونکہ حقیر سمجھتے ہیں اس لئے ان کی تربیت کی فضیلت بیان فرمائی۔

صلۂ رحم

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں داخل نہ ہوگا جو شخص ناتہ داروں سے بدسلوکی کرے۔ روایت کیا اسکو بخاری نے۔

اطاعت آقا

غلام جب خیر خواہی کرے اپنے آقا کی اور اچھی طرح بجالاوے عبادت اپنے پروردگار کی سو اس کو دُوہرا ثواب ملے گا۔ (بخاری)

حکومت میں عدل کرنا

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عرش کا سایہ عطا فرمادیں گے۔ ایک ان میں سے حاکم عادل ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری ومسلم نے۔

اتباع جماعت

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم کو پانچ چیزوں کا حکم کرتا ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم فرمایا ہے۔ سننا، ماننا، اشاعتِ دین کرنا، ہجرت کرنا، جماعت کے ساتھ رہنا، کیونکہ جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی نکلا اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال پھینکا مگر یہ کہ پھر جماعت میں چلا آوے (روایت کیا اس کو ترمذی اور نسائی نے)

ف : یعنی عقائد و اعمال میں جماعت اہل حق کی متابعت کرے اور علامت

اہل حق ہونے کی یہ ہے کہ وہ جماعت کتاب وسنت کے موافق چلتے ہوں اور موافقت کتاب وسنت کی کھلی علامت سلف صالحین کے ساتھ تشبہ ہے جس قدر صحابہؓ و تابعینؒ کے ساتھ مشابہت ہوگی اس کو کتاب وسنت سے زیادہ موافقت ہوگی۔

اطاعت حاکم | فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور کہنا سنو اور مانو اگرچہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔

ف: اگرچہ حبشی غلام قاعدۂ شرعیہ سے امام وخلیفہ نہیں ہوسکتا مگر شرع میں جس طرح امام خلیفہ کی اطاعت واجب ہے اسی طرح سلطان کی بھی یعنی جس کو تسلط وشوکت حاصل ہوجائے اور مسلمان اس کے سایۂ حمایت میں امن وعافیت سے رہ سکیں سو سلطان ہونے کے لیے وہ شرائط نہیں جو امامت وخلافت کے لئے ہیں البتہ اسلام شرط ہے لقولہ تعالیٰ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ الآیۃ

اور اگر کافر حاکم سے معاہدہ ہوجاوے اس معاہدہ کا پورا کرنا واجب ہے لقولہ تعالیٰ وَاَوْفُوْا بِالْعَہْدِ الخ البتہ اگر شرعی ضرورت اس عہد کے توڑنے کی ہو تو اس کو اول اطلاع اس معاہدہ کے اٹھ جانے کی کردے لقولہ تعالیٰ فَانْبِذْ اِلَیْہِمْ عَلٰی سَوَاءٍ ورنہ غدر کا سخت گناہ ہے لقولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْخَائِنِیْنَ۔

اصلاح باہمی | فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر دو جماعتیں مسلمانوں میں سے لڑنے لگیں تو اصلاح کر دو ان کے درمیان۔ پھر بھی اگر ایک زیادتی کرے دوسرے پر تو اس سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے، یہاں تک کہ لوٹ آوے خدائے تعالیٰ کی طرف۔ فقط۔

اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ اول لڑائی کرنے والوں میں صلح کی کوشش کرو۔ دوسری یہ کہ اگر پھر بھی ایک ظلم پر کمر باندھے تو مظلوم کو تنہا مت چھوڑ دو بلکہ اس کی مدد کرو اور ظالم کے ظلم کو دفع کرو۔

اعانت کار خیر | فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کی مدد کرو نیک کام میں

اور تقویٰ پر۔

ف: اس زمانے میں اگر کوئی شخص نیک کام کرنے کو کھڑا ہوتا ہے، لوگ اس کا سارا بوجھ اسی کے ذمے ڈال دیتے ہیں اور اس کا شخصی کام سمجھتے ہیں۔ کوئی اس کی بات تک نہیں پوچھتا۔ اس آیت سے تاکید معلوم ہوئی کہ سب کو اس کی مدد جس قدر اور جس طرح ممکن ہو کرنا ضرور ہے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیئے کہ نیکی کی طرف بلاتے ہوں اور اچھی بات کا حکم کریں اور بُری بات سے روکیں اور یہی لوگ ہیں فلاح پانیوالے۔

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص تم میں کوئی بُرائی دیکھے اس کو اپنے ہاتھ سے مٹا دینا چاہیئے۔ اگر یہ قدرت نہ ہو تو زبان سے منع کرے اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو اپنے دل سے اس کو بُرا جانے اور یہ ایمان کا بہت ہی کمزور درجہ ہے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

ف: اس سے معلوم ہوا کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر بقدر استطاعت واجب ہے جو ہاتھ سے مٹا سکے جیسے حاکم گھر کا مالک کسی مجمع کا افسر وہ ہاتھ سے مٹا دے جو زبان سے روک سکے جیسے واعظ ناصح یا جس کی بات چلتی ہو وہ زبان سے کہے ورنہ خاموشی بہتر ہے فتنہ وفساد سے کیا فائدہ بس دل سے اس کو بُرا جانے اور اگر دل سے بھی نفرت نہ ہو تو ایمان کا خدا ہی حافظ ہے۔ واجب تو اتنا ہی ہے باقی اگر کسی شخص کو ہمت ہو اور باوجود خوف کے پھر بھی تمام مصائب وتکالیف کی برداشت کر سکے تو بہت بڑی اُولوالعزمی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

اقامت حدود

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ قائم کرنا ایک

حد کا اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے بہتر ہے چالیس دن کی بارش سے اللہ تعالیٰ کے ملک میں، روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے۔

اور ارشاد فرمایا قائم کیا کرو حدودُ اللہ کو اپنوں میں اور غیروں میں نہ پکڑے تم کو اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے۔

: حدود وہ سزائیں ہیں جو شریعت میں بعض معاصی پر مقرر ہیں ان میں کسی کی رعائت جائز نہیں وہ مثل نماز و روزہ کے فرض ہیں اسمیں تصرّف کرنا جیسے نماز روزہ میں تصرف کرنا اور جن افعال پر سزا مقرر نہیں اس میں سزا دینا تعزیر ہے۔ یہ حاکم کی رائے پر ہے۔ اس میں کمی کرنا کسی مصلحت سے رعایت و درگزر کرنا جائز بلکہ بعض مواقع پر بہتر ہے جیسا کہ ایک حدیث میں مذکور ہے۔

اشاعت دین

اشاعتِ دین کرنا ——— اور اس کی فضیلت میں بکثرت احادیث وارد ہیں۔

اَدائے امانت

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ ایمان نہیں جس میں صفتِ امانت داری نہیں، روایت کیا اس کو احمد نے۔

اور طبرانی نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ خیر خواہی کرو علم میں کیونکہ علم میں خیانت کرنا مال میں خیانت کرنے سے سخت ہے یعنی کسی کو علم میں دھوکہ مت دو، غلط بات مت بتلاؤ جو نہ آتی ہو کہہ دو کہ ہم نہیں جانتے۔

قرض دینا

ابن ماجہ میں حدیث ہے کہ صدقہ دینے سے دس گنا ثواب ملتا ہے اور کسی کو قرض دینے سے اٹھارہ گنا ثواب ملتا ہے۔ فقط۔ وجہ اس کی ایک تو یہ ہے کہ صدقہ تو بدوں حاجت بھی مانگ لیا جاتا ہے ——— اور قرض حاجت مند ہی مانگتا ہے۔

دوسری یہ کہ صدقہ دے کر بے فکری ہو جاتی ہے قرض دے کر اسکی طرف التفات اور تعلّق لگا رہتا ہے اور دیر میں وصول ہونے سے خصوصاً اپنی حاجت کے وقت وصول نہ ہو سخت کلفت ہوتی ہے۔ اس وجہ سے اس کا ثواب زیادہ ہے۔

نکتہ: اٹھارہ میں یہ ہے کہ اصل میں اس کا ثواب صدقہ سے مضاعف ہے یعنی صدقہ میں ایک روپیہ کا ثواب برابر دس روپیہ کے ملتا ہے تو اسمیں ایک ایک کی جگہ دو دو ملتے ہیں تو کل بیس روپیہ ہوئے لیکن چونکہ اس نے اپنا روپیہ وصول کرلیا دو روپیہ اسمیں گھسٹ کر اٹھارہ رہ گئے۔ (واللہ اعلم بحقیقۃ الحال)

مدارات ہمسایہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اللہ تعالیٰ پہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہو اپنے پڑوسی کو نہ ستائے۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کرو اپنے پڑوسی سے ہو جاؤ گے تم ایمان والے روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ یہ بات حلال نہیں کہ خود پیٹ بھر کر کھالیوے اور پڑوسی بھوکا پڑا رہے۔

حسن معاملہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تاجر لوگ قیامت کے دن فاجر ہو کر اٹھائے جاویں گے مگر جس نے اللہ کا خوف کیا اور پاک معاملہ کیا اور سچ بولا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تقاضا کسی حق کا کیا اور بہت سختی کی۔ آپؐ کے صحابہؓ نے اس کی تنبیہ کا ارادہ کیا آپؐ نے فرمایا اس کو کچھ مت کہو اس لئے کہ حق دار کو کہنے کا حق ہے اور اس کے لئے ایک اونٹ خرید دو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس کے اونٹ سے اچھا ملتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہی خرید کر دو۔ پس بیشک تم سب میں اچھا وہ شخص ہے کہ دوسرے کا حق اچھی طرح ادا کرے۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

ف: صاحبو! آپ نے حضورؐ کی خوش معاملگی دیکھی آپ سے کوئی ذرا تقاضا کرتا ہے تو مزاج بگڑ جاتا ہے۔ افسوس بدنام کنندہ بزرگان ہم ہی لوگ ہیں۔

انفاق فی الحق: ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ناپسند کیا ہے مال کا ضائع کرنا۔ روایت کیا اس کو شیخین نے۔
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا۔ یعنی مال کو اڑاؤ مت۔

قدردانی مالِ حلال

مال حلال کی قدر کرنا چاہیئے اس کو برباد نہ کرے مال پاس رہنے سے نفس کو اطمینان رہتا ہے ورنہ

پراگندہ روزی پراگندہ دل۔

چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسمیں کوئی چیز کام نہ آئے گی بجز دینار و درہم کے۔ روایت کیا اس کو احمد نے۔

یعنی جس کے پاس روپیہ ہوگا وہ حرام کسب سے، حسد سے، دین فروشی سے، سوال و ذلت سے، اُمرا کے دروازوں پر جانے اور ان کی خوشامد کرنے سے ظالموں کے ظلم و ستم سے اپنے دین و علم کو برباد و خوار کرنے سے بدولت مال کے بچا رہے گا اسلئے ہاتھ تھام کر خرچ کرنا چاہیئے۔ فضولیات میں خرچ نہ کرے۔ گو مباح ہی کیوں نہ ہو اور غیر مشروع میں خرچ کرنا تو صریح حرام ہے اس کا ذکر ہی کیا۔ خصوصاً جو لوگ اہلِ تعلق و محبوس اسباب ہیں ان کو تو یہ امر بہت ضروری ہیں بلکہ جس قدر آمدنی ہو اس میں سے جتنا ممکن ہو پس انداز کرتا رہے تاکہ محتاجی پیری قحط و سختی کے زمانہ میں کام آوے اس میں کوئی گناہ نہیں اگر اچھی نیت ہو تو ثواب ہے جیسا وارد ہے۔

نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ

جوابِ سلام وعطس

شیخین نے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کے حقوق مسلمان پر پانچ ہیں

(ان میں دو یہ فرمائے)

۱۔ سلام کا جواب دینا
اور چھینکنے والے کو جواب دینا۔

ف: قرآن مجید میں ہے کہ جب تم کو کوئی سلام کرے تو اس سے اچھا

جواب دو یا ویسا ہی لوٹا دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ سلام کے جواب میں سر ہلا دینا یا ہاتھ اٹھا دینا کافی نہیں۔ اسی طرح سلام کا صیغہ حدیث شریف میں ہے۔
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یا اس کے قریب قریب الفاظ آئے ہیں۔ آداب، بندگی، کورنش یہ سب بدعت سیئہ ہے۔
خیر اگر کوئی سلام کے لفظ سے بہت ہی برا مانے تو اس کو حضرت سلامت یا تسلیم یا تسلیمات کہنے تک گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ چھینکنے والے کا جواب یہ معنی کہ جب کوئی چھینک لے کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو اس کے جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہنا چاہیے۔

کسی کو ایذا وضرر نہ دینا

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: لَاضَرَرَ وَلَاضِرَارَ نہ ایک طرف سے ضرر پہنچنا چاہیے نہ دونوں طرف سے۔ روایت کیا اس کو دارقطنی نے۔
اور ارشاد فرمایا آپؐ نے مسلمان تو وہ شخص ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ بچے رہیں۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔
ف: دوسری حدیث سے مسلمان کو پہلی حدیث سے عام مخلوق کو ضرر پہنچانے کو منع فرمایا۔ گو وہ زبانی ہو مثلاً کسی کو گالیاں دینا غیبت و شکایت کرنا یا ہاتھ سے مارنا، ظلم کرنا۔

اجتناب عن اللہو

عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی چیزیں لہو و لعب کی ہیں سب بیہودہ ہیں مگر — ایک تو کمان سے تیر پھینکنا — دوسرے گھوڑے کو سدھانا — تیسرے اپنی بیوی سے ملاعبت کرنا۔ یہ تینوں کھیل فائدہ کے ہیں۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔
ف: یعنی اکثر دل بہلانے کی چیزیں وقت عزیز کی ضائع کرنیوالی اور لغو ہیں مگر یہ تینوں یا جو ان کے مثل ہو جس میں کوئی معتدبہ فائدہ ہو ان کا مضائقہ نہیں یہاں سے شطرنج، گنجفہ، چوسر اور ہزاروں لغویات کا حال معلوم ہو سکتا ہے بلکہ ان

کے آثار مذمومہ میں اگر غور کر کے دیکھا جائے تو باطل سے بڑھ کر کسی لقب کے مستحق نہیں اور جو فائدے اسمیں بیان کئے جاتے ہیں عقلار کے نزدیک یا دور مُشت سے زیادہ ان کی وقعت نہیں ہے۔

راہ سے ڈھیلا و پتھر ہٹا دینا

ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص چلا جاتا تھا، راہ میں کوئی خاردار شاخ پڑی دیکھی اس کو ہٹا دیا تھا کہ چلنے والوں کو تکلیف نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر کی اس کو بخش دیا۔ شیخین کی حدیث میں اس کو تمام شعب الایمان میں ادنیٰ فرمایا ہے۔ اور اسی پر بفضلہ تعالیٰ خاتمہ ہو گیا شعب الایمان کے بیان کا۔

دعا و شکر

یا الٰہی صدقہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اس رسالہ کو جس طرح اپنے فضل سے اتمام کو پہنچایا اسی طرح شرف قبولیت سے مشرف بھی فرمائیے اور مسلمانوں کے حق میں اس کو مفید و نافع کیجئے کہ اس کو سمجھ کر اور عمل کر کے اپنے ایمان کو کامل بنا دیں اور سب کے طفیل و برکت سے اس ناکارہ کو ایمان کامل بخش کر اس رسالہ کو وسیلہ نجات و ذریعہ اپنے قرب و رضامندی کا کیجئے۔

این دُعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

بحمد اللہ سبحانہ وتعالیٰ قد وقع الفراغ من تسویدها الذی هو تبییضها الخمس عشر خلون من شهر اللہ المحرم الحرام یوم الخمیس ۱۳۵۰ھ من الهجرة فی بلدة الکانفور مدرسة جامع العلوم الملحقه بجامع الیامدة صانهما اللہ تعالیٰ عن النصب والهموم ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم ولا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین ۝ سبحان ربک رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین ۝ (رواہ الترمذی)

ضمیمہ مفیدہ

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا ذکرھا ذم اللذات یعنی الموت :
چونکہ تکمیل ایمان کی اعمال صالحہ و اخلاق فاضلہ سے ہوتی ہے جیسا کہ رسالہ ہذا میں مذکور ہوا اور تحصیل ان اعمال و اخلاق کی بوجہ نسیان آخرت و حُبّ دنیا کے دشوار ہو رہی ہے اس لئے اس مرض کا علاج حدیثِ مذکور میں یہ فرمایا گیا کہ تم موت کو زیادہ یاد کیا کرو اس سے سب کام بن جاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ موت کی یاد ہی ہے کہ اس کے سب اگلے پچھلے حالات متعلقہ پیشِ نظر کئے جاویں اس لئے اس مضمون کا ایک قصیدہ سلیس حضرت شیخ سعدیؒ کے کلام سے نقل کرتے ہیں کہ اس کو گاہ گاہ مطالعہ کر کے سفرِ آخرت میں چُست و چالاک ہوں۔

قصیدہ

روزے کہ زیر خاک تن ما نہاں شود
آنہا کہ کردہ ایم یکایک عیاں شود

یارب بہ فضل خویش ببخشائے بندہ را
آں دم کہ عازم سفر آں جہاں شود

بےچارہ آدمی کہ اگر خود ہزار سال
مہلت بیابد از اجل و کامران شود

ہم عاقبت چو نوبتِ رفتن بدو رسد
باصد ہزار حسرت از اینجا رواں شود

فریاد ازاں زماں کہ تنِ نازنینِ ما
بر بستر ہواں فتد و ناتواں شود

اصحاب را چو واقعۂ ما خبر کنند
ہر دم کسے برسم عیادت رواں شود

وانکس کہ مشفق ست دلش مہربان ماست
در جستن دوا بہ بر ایں و آں شود

وانکہ کہ چشم بر رخ ما افگند طبیب
در حال ما چو فکر کند بدگمان شود

گوید فلان شراب طلب کُن کہ سود تست
مارا بداں ہُید لبے در زیاں شود

شاید کہ یک دو روز دگر ماند عُمر ما
واں یک دو روز بر سر سُود و زیاں شود

یاران و دوستان ہمہ در فکرِ عاقبت
کاحوال بر چہ گونہ و حال از چساں شود

تا آں زماں کہ چہرہ بگردد ز حال خویش
وآں رنگِ ارغوانی ما زعفران شود

واں رنج در وجود بنوعے اثر کند
کز لاغری بساں یکے ریسماں شود

در ورطۂ ہلاک فتد کشتی وجُود،
نیز از عمل بماند و بے بادباں شود

آید شہ ملائکہ در وقتِ قبض رُوح
چون بنگریم دیدہ ما خون فشاں شود

باید کہ در چشیدن آن جام زہرناک
شیرینی شہادت[۵۱] مادر زبان شود

یارب مدد ببخش کہ مارا دراں زماں
قولِ زبان موافق قولِ جنان[۵۲] شود

---

[۵۱] کلمۂ توحید [۵۲] بہشت

ایمان ما ز غارت شیطان نگاه دار
تا از عذاب و خشم تو جان وامان شود
فی الجمله روح و جسم ز ہم مفترق شوند
مرغ از قفس برآید و در آشیان شود
جان از بود پلید شود در زمین فرو
در پاک باشد او زبر آسمان شود
آواره در سرائے بیفتد کہ خواجہ مرد
در یم و زیر خانہ پر آہ و فغان شود
از یک طرف غلام بگرید بہای ہائے
وز یک طرف کنیز بزاری کنان شود
دُرّ یتیم گوہر یک دانہ راز اشک
جزع دو دیدہ پُر ز عقیق یمان شود
تابوت و پنبہ و کفن آرند مردہ شوی
اوراد و ذکر آن زکران تا کران شود
آرند نعش تا لب گور و ہر کہ ہست
بعد از نماز باز سر خان[1] و مان شود
ہر کس رود بہ مصلحت خویش و جسم ما
محبوس و مستمند دران خاک دان شود
پس منکر و نکیر بہ پرسند حال ما
وین جملہ حکمہا ز پئے امتحان شود
گر کردہ ایم خیر و نماز خلاف نفس
آن خاکدان تیرہ بما گلستان شود

---

[1] بمعنی اسباب

درجرم و معصیت بود و فسق کارِ ما
آتش در رفتہ بہ لحدہم دُخان شود
یک ہفتہ یا دو ہفتہ کم و بیش صبح و شام
با گریہ دوست ہمدم و ہمداستان شود
حلوا سہ چار صحن شب جمعہ چند بار
بہر ریا بخانہ ہر گور خال شود
وان مصرعہ یزکہ از سدہ رست داشت
خواہد کہ باز بستۂ عقد فلاں شود
میراث گیر کم خرد آید بہ جستجوئے
بس گفتگوئے بر سر باغ و دُکان شود
نامی ز ما بماند و اجزائے ماتمام
در زیر خاک با غم و حسرت نہاں شود
و انگاہ چند سال برین حال بگذرد
آں نام نیز گم شود و بے نشاں شود
واں صُورتِ لطیف شود جملہ زیر خاک
واں جسم زور مند کفے استخواں شود
از خاکِ گور خانہ ما خشتہا پزند
واں خاک و خشت دستکش گل گراں شود
دوران روزگار بما بگذرد بسے
گاہے شود بہار و دگر گہ خزاں شود
تا روز رستخیز کہ اصناف خلق را
تنہا ز بہر عرض قریں رواں شود

حکم خدائے عزّ و جلّ کائنات را
در فصل ہر فیصلہ بکلی روان شود
از گفتن و شنیدن و از کرد ہائے بد
در موقف محاسبہ یک یک عیاں شود
میزان عدل نصب کنند از برائے خلق
یک سر سبک بر آید و یک سر گران شود
ہر کس نگہ کند بہ بد و نیک خویشتن
آنجا یکے غمین و یکے شادمان شود
بندند باز بر سر دوزخ پُل صراط
ہر کس از و گذشتہ مقیم جنان شود
و آنکس کہ از صراط بہ لرزید پائے او
در خواری و عذاب ابد جاوداں شود
اشرار را حرارت دوزخ کند قبول
و ابرار را عنایت حق سائباں شود
بس روئے ہمچو ماہ زخجلت شود سیاہ
بس قد کہ ہمچو تیر زہیبت کماں شود
بس شخص بینوا کہ ورا از علو قدر
عشرت سرائے جنت اعلیٰ مکاں شود
بس پیر مستمند کہ در گلشن مُراد
بوئے بہشت بشنود نوجواں شود
مسکین اسیرِ نفس و ہوا کاندرانِ مقام
باصد ہزار غصّہ قرین ہوان[۵۷] شود

---

[۵۷] خواری

برگے کہ از برائے مطیعان کشد خدائے
عاصی چہ گونہ بر سر آن برگِ خوان شود
خرم دلے کہ در حرم آباد امن و عیش،
حق را بخوانِ لطف و کرم میہمان شود
این کار دولت ست نداند کسے یقین
سعدیؒ یقین بجنت و خلدت چسپاں شود

جمعہ ۲۲ ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ

حقوق الاسلام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا فِیْ کِتَابِہٖ بِقَوْلِہٖ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ الَّذِیْ اَیْقَظَنَا بِقَوْلِہٖ مَنْ کَانَتْ لَہٗ مَظْلَمَۃٌ لِاَخِیْہِ مِنْ عِرْضِہٖ اَوْمَالِہٖ فَلْیَتَحَلَّلْہُ مِنْہُ الْیَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا یَکُوْنَ دِیْنَارٌ وَّلَا دِرْھَمٌ اَیْ یَوْمَ الْفَصْلِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ وَصَّلُوْا کُلَّ فَرْعٍ اِلَی الْاَصْلِ

بعد حمد وصلوٰۃ واضح ہو کہ نقلاً وعقلاً یہ امر ثابت ہے کہ ہم لوگوں سے کچھ حقوق کا مطالبہ کیا گیا ہے جس میں بعض حقوق اللہ تعالیٰ کے ہیں اور بعض بندوں کے۔ اور بندوں کے حقوق میں سے بعض دینی ہیں اور بعض دنیوی، پھر دنیوی میں بعضے حقوق اقارب کے ہیں بعض اجانب کے اور بعض حقوق خاص لوگوں کے ہیں۔ بعض عام مسلمانوں کے بعض اپنے سے بڑوں کے ہیں بعض چھوٹوں کے، بعض مساوی درجہ والوں کے وعلیٰ ہذا القیاس۔

اور بوجہ لاعلمی کے اکثر لوگوں کو بعضے حقوق کی اطلاع بھی نہیں اور بعض کو بوجہ بدعملی اُن کے ادا کرنے کا اہتمام نہیں، اس لئے دل نے چاہا کہ ایک مختصر تحریر اس باب میں جمع ہو جائے۔ تو اُمید فائدہ کی ہے چونکہ قاضی ثناء اللہ صاحبؒ کا رسالہ ”حقیقت الاسلام“ جس کا حوالہ احقر نے فروع الایمان میں دیا ہے۔ اس مضمون میں کافی و وافی تھا اس لئے اسی کا خلاصہ کر دینا کافی سمجھا گیا البتہ بعض مضامین کہیں کہیں بضرورت بڑھائے گئے ہیں اب اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں

اور اس کا نام "حقوق الاسلام" رکھتا ہوں اور اس میں چند فصلیں ہیں اور ہر ایک فصل میں ایک ایک حق کا بیان ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق

سب سے اوّل بندہ کے ذمہ اللہ جل شانہ کا حق ہے جس نے طرح طرح کی نعمتیں ایجاد و ابقا[لہ] کی عنایت فرمائیں، گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لائے، ہدایت پر عمل کرنے کے صلہ میں طرح طرح کی نعمتوں کی اُمید دلائی، اللہ تعالیٰ کے حقوق بندوں کے ذمہ یہ ہیں۔ (۱) ذات و صفات کے متعلق موافق قرآن و حدیث کے اپنا اعتقاد رکھے (۲) عقائد و اعمال و معاملات و اخلاق میں جو ان کی مرضی کے موافق ہو اختیار کرے اور جو ان کے نزدیک ناپسندیدہ ہو اس کو ترک کرے (۳) اللہ تعالیٰ کی رضا و محبت کو سب کی رضا و محبت پر مقدم رکھے (۴) جس سے محبت یا بغض رکھے یا کسی کے ساتھ احسان یا دریغ[لہ] کرے سب اللہ کے واسطے کرے۔

پیغمبروں کے حقوق

چونکہ ذات و صفات و مرضیات و نامرضیات الٰہی کی شناخت ہم لوگوں کو بتوسط حضرات انبیاء علیہ السلام کے ہوئی اور ان کے پاس ملائکہ وحی لائے اس طرح بہت سے دنیوی منافع و مضار بذریعہ انبیاء علیہم السلام کے دریافت ہوئے۔ اور بہت سے ملائکہ ہمارے فائدوں کے کاموں پر متعین ہیں اور باذن الٰہی ان کاموں کو انجام دے رہے ہیں، اس لئے حضرات انبیاء علیہم السلام و حضرات ملائکہ علیہم السلام کا حق حق تعالیٰ کے حق میں داخل ہو گیا، بالخصوص سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان سب سے زائد ہم پر ہے اس لئے آپکا حق بھی سب سے زائد ہے۔

وہ چند حقوق یہ ہیں (۱) آپ کی رسالت کا اعتقاد رکھے (۲) تمام احکام میں آپ کی

لہ پیدا کرنے اور باقی رکھنے کی ۱۲ لہ ترکِ احسان ۱۲ش

اطاعت کرے (۳) آپکی عظمت اور محبت کو دل میں جگہ دے (۴) اور آپ پر صلوٰۃ پڑھا کرے۔
حضرات ملائکہ علیہم السلام کے یہ حقوق ہیں۔ (۱) ان کے وجود کا اعتقاد رکھے۔ (۲) ان کو گناہوں سے پاک سمجھے (۳) جب ان کا نام آئے علیہ السلام کہے (۴) مسجد میں بدبودار چیزیں[1] کھاکر جانے سے یا مسجد میں ریح صادر کرنے سے ملائکہ کو ایذا ہوتی ہے۔ اس سے احتیاط کرے۔ اور بھی جن امور سے ملائکہ کو تکلیف و تنفّر ہو ان سے احتراز لازم سمجھے۔ مثلاً تصویر رکھنا یا بلا ضرورت شرعی کتا پالنا یا جھوٹ بولنا یا جنابت میں براہِ سستی پڑا رہنا کہ نماز بھی برباد ہو جائے یا بلا ضرورت شرعی یا طبعی برہنہ ہونا گو خلوت میں ہو۔

صحابہؓ واہل بیتؓ کے حقوق

حضرات صحابہ و اھل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو چونکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دینی اور دنیوی دونوں طرح کا تعلق ہے اس لئے آپ کے حق میں ان حضرات کے حقوق بھی داخل ہو گئے ہیں اور وہ یہ ہیں (۱) ان حضرات کی اطاعت کرے (۲) ان حضرات سے محبت رکھے (۳) ان کے عادل ہونے کا اعتقاد رکھے۔ (۴) ان کے محبین[2] سے محبت رکھے اور مبغضین[3] سے بغض رکھے۔

علماء اور مشائخ کے حقوق

چونکہ علماء ظاہر و باطن میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث اور مسند نشین ہیں۔ اس لئے ان حضرات کے حقوق بھی حضور کے حق میں داخل ہیں وہ یہ ہیں۔
(۱) فقہائے مجتہدین و علمائے محدثین و اساتذہ و مشائخ طریقت و مصنفین دینیات کے لئے دعاء خیر کرتا رہے (۲) حسب قاعدہ شرعی ان کا اتباع کرے (۳) جو ان میں زندہ

---

[1] جیسے کچا لہسن، پیاز، مولی، پان، تمباکو وغیرہ اسی طرح مسجد میں مٹی کا تیل جلانے یا دیا سلائی کھینچنے سے بھی بدبو پھیلتی ہے اس سے بھی اجتناب کریں ۱۲۔ [2] محبت رکھنے والے ۱۲ [3] بغض و عداوت رکھنے والے ۱۲

ہوں ان سے تعظیم اور محبت سے پیش آئے ان سے بغض و مخالفت نہ کرے (۴) حسب وسعت و ضرورت ان حضرات کی مالی خدمات بھی کرتا رہے۔

والدین کے حقوق

یہ حضرات مذکورین تو دینی نعمتوں میں واسطہ تھے۔ اس لئے ان کا حق لازم تھا۔ بعضے لوگ دنیوی نعمتوں کے ذرائع ہیں، ان کا حق شرعاً ثابت ہے مثلاً ماں باپ کہ ایجاد اور پرورش ان کی توسط سے ہوتی ہے۔ ان کے حقوق یہ ہیں (۱) ان کو ایذا نہ پہنچائے اگرچہ انکی طرف سے کوئی زیادتی ہو (۲) قولاً و فعلاً ان کی تعظیم کرے (۳) مشروع امور میں ان کی اطاعت کرے (۴) اگر ان کو حاجت ہو مال سے انکی خدمت کرے اگرچہ وہ دونوں کافر ہوں۔

ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کے حقوق

(۱) ان کے لئے دعا مغفرت و رحمت کرتا رہے۔ نوافل و صدقاتِ مالیہ کا ثواب انکو پہنچاتا رہے (۲) ان کے ملنے والوں کے ساتھ رعایت مالی و خدمتِ بدنی و حسنِ اخلاق سے پیش آیا کرے (۳) ان کے ذمہ جو قرضہ ہو اس کو ادا کرے (۴) گاہ گاہ انکی قبر کی زیارت کرے۔

دادا، دادی، نانا، نانی کے حقوق

دادا، دادی، نانا، نانی کا حکم شرعاً مثل ماں باپ کے ہے۔ پس ان کے حقوق بھی مثل ماں باپ کے سمجھنا چاہئے۔ اسی طرح خالہ اور ماموں مثل ماں کے اور چچا اور پھوپھی مثل باپ کے ہیں۔ حدیث[لہ] میں اسی طرف اشارہ آیا ہے۔

لہ هل لك من خالة؟ قال نعم قال فبرها... لو اعطيتها اخوالك ان عم الرجل صنو ابيه

اولاد کے حقوق

جس طرح ماں باپ کے حقوق اولاد پر ہیں اسی طرح ماں باپ پر اولاد کے حقوق ہیں وہ یہ ہیں (۱) نیک بخت عورت سے نکاح کرنا تاکہ اچھی اولاد پیدا ہو (۲) بچپن میں محبت کے ساتھ انکو پرورش کرنا کہ اولاد کو پیار کرنے کی بھی فضیلت آئی ہے بالخصوص لڑکیوں سے دل تنگ نہ ہونا، انکی پرورش کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے اگر انّا کا دودھ پلانا پڑے تو خلیق اور دیندار انّا تلاش کرنا کہ دودھ کا اثر بچّہ کے اخلاق میں آتا ہے (۳) انکو علمِ دین وادب سکھلانا (۴) جب نکاح کے قابل ہوں انکا نکاح کر دینا، اگر لڑکی کا شوہر مر جائے تو نکاحِ ثانی ہونے تک اس کو اپنے گھر آرام سے رکھنا، اس کے مصارف ضروریہ کا برداشت کرنا۔

دُودھ پلانے والی انّا کے حقوق

انّا بھی بوجہ دُودھ پلانے کے مثل ماں کے ہے، اس کے حقوق بھی وارد ہیں۔ وہ یہ ہیں (۱) اس کے ساتھ ادب وحرمت سے پیش آنا (۲) اگر اس کو مالی حاجت ہو اور خود کو وسعت ہو تو اس سے دریغ نہ کرنا (۳) اگر میسّر ہو تو ایک غلام یا لونڈی خرید کر کے اس کو خدمت کے لئے دینا (۴) اس کا شوہر چونکہ اس کا مخدوم ہے اور یہ اس کی مخدومہ ہے تو اس کے شوہر کو مخدوم المخدوم سمجھ کر اس کے ساتھ بھی احسان کرنا۔

سوتیلی ماں کے حقوق

سوتیلی ماں چونکہ باپ کے قرین ہے اور باپ کے دوست کے ساتھ احسان کرنے کا حکم آیا ہے اس لئے سوتیلی ماں کے بھی کچھ حقوق ہیں، ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کے تحت جو ذکر ہوا وہ کافی ہے۔

بہن بھائی کے حقوق

حدیث میں ہے کہ بڑا بھائی مثل باپ کے ہے، اس سے لازم آیا کہ چھوٹا بھائی مثل

اولاد کے ہے، پس ان میں باہمی حقوق ویسے ہی ہوں گے جیسے مابین والدین و اولاد کے ہیں۔ اسی پر بڑی بہن اور چھوٹی بہن کو قیاس کر لینا چاہیئے۔

رشتہ داروں کے حقوق

اسی طرح باقی قرابت داروں کے بھی حقوق آئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے (۱) اپنے محارم اگر محتاج ہوں اور کھانے کمانے کی کوئی قدرت نہ رکھتے ہوں تو بقدر کفالت ان کے نان نفقہ کی خبر گیری مثل اولاد کے واجب ہے اور محارم کا نان ونفقہ اس طرح تو واجب نہیں لیکن کچھ خدمت کرنا ضروری ہے (۲) گاہ گاہ اُن سے ملتا رہے (۳) ان سے قطع قرابت نہ کرے بلکہ اگر کسی قدر اُن سے ایذا بھی پہنچے تو صبر افضل ہے (۴) اگر کوئی قریب محرم اس کی ملک میں آجائے تو فوراً آزاد ہو جاتا ہے۔

استاد اور پیر کے حقوق

استاد اور پیر چونکہ باعتبار تربیتِ باطنی کی مثل باپ کے ہیں اس لئے ان کی اولاد یا اقارب سے ایسا ہی معاملہ کرنا چاہیئے جس طرح اپنے ماں باپ یا اقارب کے ساتھ لا اسألکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ کی یہ بھی ایک تفسیر ہے۔ اس مقام سے حضرات سادات کرام کا اکرام و احترام بھی معلوم کرنا چاہیئے اور چونکہ شاگرد و مرید مثل اولاد کے ہیں تو اپنے استاد کا شاگرد یا اپنے پیر کا مرید بمنزلہ اولاد اپنے باپ کے ہوا۔ پس اس کے حقوق مثل بھائی کے سمجھے، قرآن مجید میں نصاحب بالجنب جو آیا ہے اس میں بھی داخل ہے۔

شاگرد اور مُرید کے حقوق

چونکہ شاگرد و مُرید بمنزلہ اولاد کے ہے، شفقت و دلسوزی میں اُنکا حق مثل اولاد کے ہے ——————

زوجین کے حقوق

حقوق زوجین میں شوہر کے ذمہ یہ ہیں (۱) اپنی وسعت کے موافق اس کے نان نفقہ میں دریغ نہ کرے (۲) انکو مسائل دینیہ سکھلاتا رہے اور عمل نیک کی تائید کرتا رہے (۳) اس کے محارم اقارب سے گاہ بگاہ اس کو ملنے دے۔ اس کی کم فہمی پر اکثر صبر و سکوت کرے اگر احیاناً ضرورت تادیب کی ہو تو توسط کا لحاظ رکھے اور زوجہ کے ذمہ یہ حقوق ہیں (۱) اس کی اطاعت اور ادب و خدمت و دلجوئی و رضاجوئی پورے طور سے بجالائے البتہ غیر مشروع امر میں عُذر کردے (۲) اس کی گنجائش سے زیادہ اس پر فرمائش نہ کرے (۳) اس کا مال بلا اجازت خرچ نہ کرے (۴) اس کے اقارب سے سختی نہ کرے جس سے شوہر کو رنج پہنچے۔ بالخصوص شوہر کے ماں باپ کو اپنا مخدوم سمجھ کر ادب و تعظیم سے پیش آئے۔

حاکم اور محکوم کے حقوق

حاکم و محکوم کے حقوق میں حاکم میں بادشاہ و نائب بادشاہ اور آقا وغیرہ اور محکوم رعیت اور نوکر وغیرہ سب داخل ہیں اور جہاں مالک و مملوک ہوں وہ بھی داخل ہو جائیں گے۔ حاکم کے ذمہ یہ حقوق ہیں (۱) محکوم پر دشوار احکام نہ جاری کرے (۲) اگر باہم محکومین میں کوئی منازعت ہو جائے عدل کی رعایت کرے کسی جانب میلان نہ کرے (۳) ہر طرح انکی حفاظت و آرام رسانی کی فکر میں رہے۔ دادخواہوں کو اپنے پاس پہنچنے کے لئے آسان طریقہ مقرر کرے۔ (۴) اگر اپنی شان میں اس سے کوئی کوتاہی یا خطا ہو جائے کثرت سے معاف کر دیا کرے اور محکوم کے ذمہ یہ حقوق (۱) حاکم کی خیر خواہی و اطاعت کرے۔ البتہ خلاف شرع امر میں اطاعت نہیں (۲) اگر حاکم سے کوئی امر خلاف طبع پیش آئے صبر کرے۔ شکایت و بددعا نہ کرے البتہ اس کی نرم مزاجی کے لئے دُعا کرے اور خود اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا اہتمام کرے کہ اللہ تعالیٰ حکّام کے دل کو نرم کر دیں۔ ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے (۳) اگر حاکم سے آرام پہنچے اس کے ساتھ احسان کی شکر گزاری کرے (۴) براہِ نفسانیت اس سے سرکشی

نہ کرے اور جہاں غلام پائے جاتے ہوں غلاموں کا نان نفقہ بھی واجب ہے اور غلام کو اس کی خدمت چھوڑ کر بھاگنا حرام ہے، باقی محکومین آزاد ہیں، دائرۂ حکومت میں رہتے تک حقوق ہوں گے اور خارج ہونے کے بعد ہر وقت مختار ہیں۔

سُسرالی عزیزوں کے حقوق

قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے نسب کے ساتھ علاقہ مصاہرۃ کو بھی ذکر فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ساس سسر اور سالے وبہنوئی اور داماد اور بہو اور ربیب یعنی بیوی کی پہلی اولاد کا بھی حق کسی قدر ہوتا ہے اس لئے ان تعلقات میں بھی رعایت احسان و اخلاق کے کسی قدر خصوصیت کے ساتھ رکھنا چاہیئے۔

عام مسلمانوں کے حقوق

علاوہ اہل قرابت کے اجنبی مسلمانوں کے بھی حقوق ہیں۔ اصبہانی نے ترغیب و ترہیب میں بروایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حقوق نقل کیے ہیں (۱) بھائی مسلمان کی لغزش کو معاف کرے (۲) اس کے رونے پر رحم کرے (۳) اس کے عیب کو ڈھانکے (۴) اس کے عذر کو قبول کرے (۵) اس کی تکلیف کو دور کرے (۶) ہمیشہ اس کی خیر خواہی کرتا رہے (۷) اس کی حفاظت ومحبت کرے (۸) اس کے ذمہ کی رعایت کرے (۹) بیمار ہو تو عیادت کرے۔ (۱۰) مرجائے تو جنازے پر حاضر ہو (۱۱) اس کی دعوت قبول کرے (۱۲) اس کا ہدیہ قبول کرے (۱۳) اس کے احسان کے مکافات کرے (۱۴) اس کی نعمت کا شکریہ ادا کرے۔ (۱۵) موقع پر اس کی نصرت کرے (۱۶) اس کے اہل وعیال کی حفاظت کرے (۱۷) اس کی حاجت روائی کرے (۱۸) اس کی درخواست کو سنے (۱۹) اس کی سفارش قبول کرے (۲۰) اس کی مراد سے ناامید نہ کرے (۲۱) وہ چھینک کر الحمد للہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہے (۲۲) اس کی گمشدہ چیز کو اس کے پاس پہنچا دے (۲۳) اس کے سلام کا جواب دے۔ (۲۴) نرمی وخوش خلقی کے ساتھ اس سے گفتگو کرے (۲۵) اس کے ساتھ احسان کرے۔

(۲۶) اگر وہ اس کے بھروسہ قسم کھا بیٹھے تو اس کو پورا کر دے (۲۷) اگر اس پر کوئی ظلم کرتا ہو اس کی مدد کرے اگر اس پر کوئی ظلم کرتا ہو روک دے (۲۸) اس کے ساتھ محبت کرے دشمنی نہ کرے (۲۹) اس کو رسوا نہ کرے (۳۰) جو بات اپنے لیے پسند کرے اس کے لئے بھی پسند کرے ۔

اور دوسری احادیث میں یہ حقوق زیادہ ہیں (۳۱) ملاقات کے وقت اس کو سلام کرے اور مصافحہ بھی کرے تو اور بہتر ہے (۳۲) اگر باہم اتفاقاً کچھ رنجش ہو جائے تین روز سے زیادہ ترکِ کلام نہ کرے (۳۳) اس پر بدگمانی نہ کرے (۳۴) اس پر حسد و بغض نہ کرے ۔ (۳۵) امر بالمعروف و نہی عن المنکر بقدر امکان کرے (۳۶) چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی توقیر کرے (۳۷) دو مسلمانوں میں نزاع ہو جائے ان میں باہم صلح کرا دے (۳۸) اس کی غیبت نہ کرے (۳۹) اس کو کسی طرح کا ضرر نہ پہنچائے نہ مال میں نہ آبرو میں (۴۰) اگر سواری پر سوار نہ ہو سکے یا اس پر اسباب نہ لاد سکے تو اس کو سہارا لگا دے (۴۱) اس کو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے (۴۲) تیسرے کو تنہا چھوڑ کر دو آدمی باتیں نہ کریں اور یاد رکھنا چاہیئے کہ جن لوگوں کے حقوق اوپر مذکور ہو چکے ہیں وہ حقوق خاص ہیں اور ان حقوق عام میں وہ بھی شریک ہیں ۔

ہمسایہ کے حقوق

اور جن میں علاوہ اس کے اور بھی کوئی صفت ہو اس کے حقوق اور زائد ہو جاتے ہیں مثلاً ہمسایہ کہ اس کے حقوق یہ ہیں (۱) اس کے ساتھ احسان اور مراعات سے پیش آئے ۔ (۲) اس کے اہل و عیال کی حفاظت آبرو کرے (۳) وقتاً فوقتاً اس کے گھر ہدیہ وغیرہ بھیجتا رہے بالخصوص جب وہ فاقہ زدہ ہو تو ضرور تھوڑا بہت کھانا اس کو دے (۴) اس کو تکلیف نہ دے اور خفیف خفیف امور میں اس سے نہ الجھے ۔ اس کی رفع تکلیف کے واسطے شریعت نے اس کے لئے حق شفعہ ثابت کیا ہے ۔ علماء نے کہا ہے کہ جیسے حضر ہمسایہ ہوتا ہے اس طرح سفر میں ، یعنی رفیق سفر جو گھر سے ساتھ ہوا ہو یا راہ میں اتفاقاً اس کی معیت ہو گئی ہو ۔ حدیث میں ایک کو جار مقام دوسرے کو جار بادیہ فرمایا ہے ۔ اس کا حق بھی مثل ہمسایہ

حضر کے ہے اس کے حقوق کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کی راحت کو اپنی راحت پر مقدم رکھے بعض لوگ سفر ریل میں مسافروں کے ساتھ بہت کشمکش کرتے ہیں یہ بہت بُری بات ہے۔

یتیموں و ضعیفوں کے حقوق

اسی طرح جو دُوسروں کا دستِ نگر ہو جیسے یتیم و بیوہ یا عاجز و ضعیف یا مسکین و بیمار و معذور یا مسافر یا سائل، ان لوگوں کے یہ حقوق زائد ہیں (۱) ان لوگوں کی مالی خدمت کرنا (۲) ان لوگوں کا کام اپنے ہاتھ پاؤں سے کر دینا (۳) ان لوگوں کی دلجوئی و تسلی کرنا (۴) ان کے حاجت و سوال کو رَد نہ کرنا۔

مہمان کے حقوق

اسی طرح مہمان کہ اس کے یہ حقوق ہیں (۱) آمد کے وقت بشاشت ظاہر کرنا، جانے کے وقت کم از کم دروازہ تک مشایعت کرنا (۲) اس کی معمولات و ضروریات کا انتظام کرنا کہ جس سے ان کو راحت پہنچے (۳) تواضع و تکریم و مدارات کے ساتھ پیش آنا بلکہ اپنے ہاتھ سے انکی خدمت کرنا (۴) کم از کم ایک روز اس کے لئے کھانے میں کسی قدر متوسط درجہ کا تکلف کرنا مگر اتنا ہی کہ جس میں نہ اپنے کو تردد ہو نہ اس کو حجاب ہو اور کم از کم تین روز تک اس کی مہمانداری کرنا۔ اتنا تو اس کا ضروری حق ہے۔ اس کے بعد جس قدر وہ ٹھہرے میزبان کی طرف سے احسان ہے مگر خود مہمان کو مناسب ہے کہ اس کو تنگ نہ کرے نہ زیادہ ٹھہر کر نہ بیجا فرمائشیں کر کے نہ اس کی تجویز طعام و نشست و خدمت وغیرہ میں دخل دے۔

دوستوں کے حقوق

اسی طرح جس سے خصوصیت کے ساتھ دوستی ہو قرآن مجید میں اس کو اقارب و محارم کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ اس کے یہ آداب و حقوق ہیں (۱) جس سے دوستی کرنا ہو اوّل اس کے عقائد و اعمال و معاملات و اخلاق خوب دیکھ بھال لے۔ اگر سب اُمور میں اسکو مستقیم

صالح پائے اس سے دوستی کرے ورنہ دور رہے صحبتِ بد سے بچنے کی بہت تاکید آئی ہے اور مشاہدہ سے بھی اس کا ضرر محسوس ہوتا ہے۔ جب کوئی ایسا ہم جنس ہم مشرب میسر ہو اس سے دوستی کا مضائقہ نہیں بلکہ دنیا میں سب سے بڑھ کر راحت کی چیز دوستی ہے (۲) اپنی جان و مال سے کبھی اس کے ساتھ دریغ نہ کرے (۳) کوئی امر خلافِ مزاج اس سے پیش آجائے اس سے چشم پوشی کرے۔ اگر اتفاقاً شکر رنجی ہو جائے فوراً صفائی کر لے اس کو طول نہ دے۔ دوستوں کی شکایت حکایت کبھی لطف سے خالی نہیں مگر اس کو لے کر نہ بیٹھ جائے (۴) اس کی خیر خواہی میں کسی طرح کوتاہی نہ کرے۔ نیک مشورہ سے کبھی دریغ نہ کرے۔ اس کے مشورہ کو نیک نیتی سے سنے اور اگر قابلِ عمل ہو قبول کرے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہندوستان میں جس طرح متبنٰے بنانے کی رسم ہے کہ اس کو بالکل تمام احکام میں مثل اولاد کے سمجھتے ہیں۔ شریعت میں اس کا کوئی اصل نہیں۔ اثر تبنیت کا دوستی کے اثر سے زائد نہیں۔ چونکہ اس کے ساتھ قصداً خصوصیت پیدا کی ہے اس لئے دوستی کے ضابطہ میں اس کو داخل کر سکتے ہیں۔ باقی میراث وغیرہ اس کو کچھ نہیں مل سکتی کیونکہ میراث اضطراری امر ہے۔ اختیاری نہیں کہ جس کو چاہا میراث دلوا دی جس کو چاہا محروم کر دیا۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں جو رسم عاق کرنے کی ہے یعنی کسی اولاد کی نسبت کہہ مرتے ہیں کہ اسکی میراث نہ دی جائے شرعاً محض باطل ہے جیسا اوپر معلوم ہوا کہ میراث اضطراری امر ہے اختیاری امر نہیں۔

غیر مسلموں کے حقوق

جس طرح مشارکت قرابت یا اسلام سے بہت سے حقوق ثابت ہوتے ہیں بعضے حقوق محض مشارکتِ نوعی کی وجہ سے ثابت ہو جاتے ہیں یعنی صرف آدمی ہونے کی وجہ سے انکی رعایت واجب ہوتی ہے گو مسلمان نہ ہو وہ یہ ہیں (۱) بے گناہ کسی کو جانی یا مالی تکلیف نہ دیں (۲) بے وجہ شرعی کسی کے ساتھ بدزبانی نہ کرے (۳) اگر کسی مصیبت، فاقہ و مرض میں مبتلا دیکھے اسکی مدد کرے۔ کھانا، پانی دے دے، علاج معالجہ کر دے (۴) جس صورت

ہیں شریعت نے سزا کی اجازت دی ہے اس میں بھی ظلم و زیادتی نہ کرے اس کو زیادہ سزا دے نہیں۔

جانوروں کے حقوق

اسی طرح مشارکت جنسی سے بھی ان کی رعایت لازم ہے۔ وہ یہ ہیں۔ (۱) جس جانور سے کوئی معتد بہ غرض متعلق نہ ہو اس کو قید نہ کرے، بالخصوص بچوں کو آشیانہ سے نکال لانا اور ان کے ماں باپ کو پریشان کرنا، بڑی بے رحمی ہے (۲) جانور قابل انتفاع ہیں ان کو بھی محض مشغلے کے طور پر قتل نہ کرے، اس میں شکاری لوگ بہت مبتلا ہیں (۳) جو جانور اپنے کام میں ہیں انکی خورد و نوش و راحت رسانی و خدمت کا پورے طور سے اہتمام کرے، انکی قوت سے زیادہ ان سے کام نہ لے، ان کو حد سے زیادہ نہ مارے (۴) جن جانوروں کو ذبح کرنا ہو یا بوجہ موذی ہونے کے قتل کرنا ہو، تیز اوزار سے جلدی کام تمام کر دے، اس کو تڑپائے نہیں۔ بھوکا پیاسا رکھ کر جان نہ لے۔

خود اپنے پر عائد کردہ حقوق

یہ حقوق مذکورہ تو وہ تھے جو ابتداً اس کے ذمّہ لازم ہیں اور بعضے وہ حقوق ہیں جو انسان خود اپنے اختیار سے اپنے ذمّہ کر لیتا ہے، ان میں بعض حقوق اللہ تعالیٰ کے ہیں اور وہ تین قسم کے ہیں۔

قسمِ اوّل

وہ حق جس کا سبب اطاعت ہے وہ نذر ہے، سو اگر عبادت مقصودہ کی نذر ہو تو اس کا ایفاء فرض و واجب ہے اور اگر عبادت غیر مقصودہ کی ہو تو ایفاء مستحب ہے اور اگر مباح کی ہو لغو ہے، اگر معصیت کی ہو ایفاء حرام ہے اور غیر اللہ کی نذر ماننا قریب شرک کے ہے۔

قسمِ دوم

جس کا سبب امر مباح ہے جیسا کفارۂ یمین مباح اور قضائے رمضان و مسافر و مریض

کے لئے یہ حقوق واجب الادا ہیں۔

قسمِ سوم

جس کا سبب معصیت ہے جیسے حدود اور کفارات جو بلا عذر شرعی روزہ افطار کرنے سے یا قتل خطا یا ظہار سے واجب ہوتے ہوں۔ یہ حقوق بھی واجب الادا ہیں اور جن حقوق کا سبب اختیاری ہے، بعض ان میں حقوق العباد ہیں وہ بھی مثل تقسیم مذکور تین ہیں۔

قسمِ اوّل

جس کا سبب اطاعت ہو وہ وعدہ کا پورا کرنا ہے۔ یہ ضروری ہے، اس میں کوتاہی کرنا علامت نفاق کی فرمائی گئی۔

قسمِ دوم

جس کا سبب امر مباح ہو وہ دین ہے اور جو مثل دین کے ہو، جس طرح بیع کا تسلیم کرنا اور منکوحہ کا اپنے نفس کو سپرد کرنا اور شفیع کو جائیداد مطلوبہ دے دینا، قیمت ادا کرنا، مہر ادا کرنا، مزدور کی مزدوری دینا، عاریت اور امانت واپس کرنا یہ سب واجب ہیں۔

قسمِ سوم

جس کا سبب معصیت ہو، جیسے کسی کو قتل کر دینا، کسی کا مال چھین لینا یا چرالینا یا خیانت کرنا یا کسی کی آبروریزی کرنا سخت زبانی سے یا غیبت سے۔ ان امور کا تدارک اور معاف کرانا فرض ہے ورنہ آخرت کا بدلہ عبادت دینی ہوگی یا سزا جھیلنی پڑے گی۔

خاتمہ

جو حقوق اُن کے ذمہ ہوں اگر وہ حقوق اللہ ہیں سو اگر عبادت سے ہیں تو ان کو ادا کرے مثلاً اُس کے ذمہ نمازیں یا کچھ روزے یا زکوٰۃ وغیرہ رہ گئی ہو ان کو حساب کر کے پورا کرے اور بصورت عدم گنجائش وقت یا مال ان کے ادا کرنے کا ارادہ دل میں رکھے جب وسعت ہو اُس وقت کوتاہی نہ کرے اور اگر معاصی میں سے ہیں ان سے توبہ صادق کرے انشاء اللہ تعالیٰ سب معاف ہو جائے گا اور اگر وہ حقوق العباد ہیں، جو ادا کرنے کے قابل

ہوں ادا کرے ، معاف کرائے مثلاً قرض یا خیانت وغیرہ اور جو صرف معاف کرانے کے
قابل ہوں ان کو فقط معاف کرالے مثلاً غیبت وغیرہ اور کسی وجہ سے اہل حقوق سے
نہ معاف کرا سکتا ہے نہ ادا کر سکتا ہے تو ان لوگوں کے لئے ہمیشہ استغفار کرتا رہے عجب
نہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں ان لوگوں کو رضامند کر کے معاف کرادیں مگر جب قدرت
الفار یا استغفار کی ہو اس وقت میں دریغ نہ کرے اور جو حقوق خود اوروں کے ذمہ رہ
گئے ہوں جن سے اُمید وصول کی ہو بہ نرمی ان سے وصول کرے ۔ اور جن سے اُمید نہ ہو
یا وہ قابلِ وصول نہ ہوں جیسے غیبت وغیرہ ، سو اگر قیامت میں ان کے عوض حسنات
ملنے کی توقع ہے مگر معاف کر دینے میں اور زیادہ فضیلت وارد ہوئی ہے ۔ اس لئے
بالکل معاف کر دینا بالکل بہتر ہے ۔ بالخصوص جب کوئی شخص معذرت و معافی
چاہے ——— فقط والسلام

حقوق الوالدین

ازالۃ الدین عن حقوق الوالدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

امابعد حمد وصلوٰۃ کے مؤلف رسالہ ہٰذا اپنے برادرانِ اسلامی کی خدمت میں گزارش کرتا ہے کہ عرصے سے دیکھتا تھا کہ بعض اسلامی بھائی ادائے حقوق والدین میں اس قدر زیادتی اور مبالغہ کرتے ہیں کہ جس سے دیگر اہلِ حقوق کے حق ضائع ہوتے ہیں۔ اور حضرت ذو الجلال والاکرام کی نافرمانی ہوتی ہے اور پھر اس برتاؤ کو عمدہ شمار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شریعت نے ہم کو اطاعتِ والدین اسی طرح سکھلائی ہے اور اپنی کج فہم کے موافق کچھ آیات و احادیث پیش کرتے ہیں سو میں ناشائستہ حرکت کو دیکھ کر دل دُکھتا ہے، اب بفضلِ خالق اکبر ایک مضمون اس بارے میں لکھنے کا قصد کیا اور اپنے پیارے پروردگار رحیم و کریم سے اختتامِ رسالہ اور راہِ صواب کی دعا کی، اللہ تعالیٰ بطریقِ حق اس کتاب کو پورا فرمادے، آخر میں ایک مفید تذییل اضافہ کی جائیگی جس میں حقوقِ شوہر اور حقوقِ اُستاد کا مبالغہ بیان ہو کر امرِ حق واضح کیا جاوے گا۔ اصل مقصود رسالے سے اُمورِ مذکورہ ہیں مگر ضمناً اور فوائد بھی بیان کئے جادیں گے یہ خوب سمجھ لینا چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم کو حق تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے لئے پیدا کیا ہے اور مقصود اور مستقل بالذات ہمارے ذمہ اس خالق اکبر ہی کی تابعداری ہے اور باقی جن حضرات کی تابعداری ہمارے ذمہ اللہ پاک نے لازم کی ہے وہ مقصود بالغیر اور تابع ہے اور ظاہر ہے کہ اصل تابع پر ہمیشہ اور مقصود ذریعہ پر دواماً مقدم ہُوا کرتا ہے۔ اگر وسیلہ اور فرع کی اطاعت سے اصل اور مقصود کی تابعداری میں نقصان ہوگا تو وہ تابعداری مذموم اور ناجائز ہوگی حسبِ قواعد عقلیہ و نقلیہ و عرفیہ، ورنہ اصل کا فرع اور فرع کا اصل ہونا لازم آوے گا اور یہ قلب موضوع ہے جو باطل اور مقصود سے دور ہے۔ پس اس قاعدۂ کلیہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے آیات اور احادیث وغیرہ سے مقصود کو ثابت کرتا ہوں، خوب غور سے سمجھئے یہ رسالہ انشاء اللہ تعالیٰ عوام و خواص کی غلطی رفع کریگا۔ بعض خواص بھی بوجہ عدمِ تدبر اس مغالطۂ عظیمہ میں مُبتلا ہیں واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل اللّٰھم تقبل منا انک انت السمیع العلیم ؕ

آغاز مقاصد کتاب

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا فَلَا تَـقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ (پارہ پندرہ سورۃ بنی اسرائیل)

ترجمہ یہ ہے: اور قطعی حکم دے دیا تیرے رب نے کہ کسی کو نہ پوجو اس (اللہ) کے سوا اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرو۔ اگر پہنچ جاویں بڑھاپے کو تیرے سامنے والدین میں کا ایک یا دونوں (بڑھاپے کی قید اہتمام کے لئے ہے کہ یہ حالت زیادہ تعظیم کی مقتضی ہے اور نیز اس حالت میں ان کو خدمت کی زیادہ حاجت ہے اور ایسی حالت میں اولاد کو بوجہ شفقت شدید غصہ آنے کا احتمال ہے ورنہ بڑھاپے کی حالت کا بھی یہی حکم ہے، چنانچہ سورۃ لقمان کی آیت: وصاحبھما فی الدنیا معروفا (اور ان کا ساتھ دے دنیا میں عمدہ طور پر) اس حکم کو مطلقاً ثابت کرتی ہے اس لئے کہ ایذائے والدین ایسے ساتھ دینے کے خلاف ہے جس کا حکم ہے اور جس لفظ کا کہنا حالتِ بڑھاپے میں حرام کیا گیا ہے وہ ایذا ہے خوب سمجھ لو) تو ان کو ہوں بھی نہ کہنا اور نہ انکو جھڑکنا اور کہہ ان سے تعظیم کی بات اور جھکا دے ان کے آگے عاجزی کا بازو (یعنی عاجزی کا برتاؤ کر) نیاز سے اور کہہ اے میرے پروردگار ان پر رحم فرما جیسا انھوں نے مجھے چھوٹے سے کو پالا ہے۔ تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اگر تم سعادت مند ہوگے تو وہ رجوع لانے والوں کو بخشتا ہے (یعنی سعادت سمجھ کر والدین کی خدمت کرنا یا ایک بوجھ سمجھ کر نباہنا سب کچھ ہم خوب جانتے ہیں۔ البتہ اگر نیت نیکی پر ہو اور کسی وقت تنگ دلی یا غصہ میں کچھ ناراض کر بیٹھو اور پھر توبہ کرلو تو ہم (اپنی نافرمانی کا گناہ)

معاف کر دیں گے (اور خود ان سے بھی کہ جن کا قصور کیا ہے بحالتِ قدرت معافی مانگنا ضرور ہے مجبوری میں ان کے لئے کثرت سے استغفار کرے حق تعالیٰ قیامت میں معاف کرا دیں گے اور سعادت مند ہونے کی قید خصوصیت سے معافی کے لئے ہے ورنہ گناہ تو کسی طریق پر ہو سچی توبہ سے معاف کر دیا جاتا ہے) اور دے قرابت دار کو اس کا حق اور محتاج کو اور مسافر کو مت اُڑا کر بکھیر کر (حق تعالیٰ نے حدِ اعتدال قائم رکھنے کو حقوقِ والدین کے متصل دیگر حقوق کا ادا کرنا بھی فرض کر دیا کیونکہ احتمال تھا کہ اس شدّ و مد کے ساتھ والدین کی اطاعت کا حکم دیکھ کر کوئی شخص کسی دوسرے کے ادائے حقوق کو محض معمولی بات خیال کر کے اس کے ادا کرنے میں کوتاہی کرتا، اور رضائے والدین کو مقدم کرتا، مثلاً والدین کہتے کہ تو اپنے اہل و عیال کو ایذا دے، خورد و نوشِ واجب میں کمی کر تو یہ کرنے لگتا۔ پس رحیم کریم نے بتلا دیا کہ ہر چیز کی حد ہے، والدین کی وجہ سے کسی دوسرے کی حق تلفی نہ کرو۔ یہ وجہ ربط ہے دونوں مضمونوں میں دوسری وجہ یہ ہے کہ اوّل والدین کا حق بیان کیا، پس اعلیٰ کو مقدم اور ادنیٰ کو مؤخر کیا) **فوائد** اس آیت سے والدین کو اُف (یعنی ہُوں) کہنا منع ثابت ہُوا اور جو دوسرا لفظ یا برتاؤ ایسا ہی ہو اس کا بھی یہی حکم ہے) اور وجہ اس لفظ کے ممنوع ہونے کی حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے ایذائے والدین بیان فرمائی ہے یعنی اس لفظ اور مثل اس کے دیگر الفاظ اور برتاؤ سے ان کو رنج پہنچتا ہے کیونکہ یہ کلمہ ہتک اور بے عزتی کا ہے پس قاعدہ کلیہ ہُوا کہ جس بات میں والدین کو واقعی ایذا ہو[۵] (جو عند الشرع معتبر ہے) وہ ہر برتاؤ قولی ہو یا فعلی ان کے ساتھ منع اور حرام ہو گا اور جس برتاؤ سے رنج مذکور بشروط مذکورہ نہ ہو وہ منع نہ ہو گا۔ اس علت اور حکم کا ہر جگہ خیال رکھیے تمام احکام کا مدار اسی علت پر ہے اور قرآن میں اس آیت سے زیادہ کسی آیت میں حقوق والدین کی شدت نہیں بیان ہوئی، اگر یہ لفظ یا

---

[۵] روی عن بعض التابعین انہ قال من دعا لابویہ فی کل یوم خمس مرات فقد ادی حقہما لان اللہ تعالیٰ قال ان اشکرلی ولوالدیک الی المصیر لشکر اللہ تعالیٰ ان تصلی فی کل یوم خمس مرات وکذالک للوالدین ان یدعو لہما فی کل یوم خمس مرات کذا قال الفقیہ ابو اللیث تقدس سرہٗ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو علم اللہ شیئًا من العقوق ادنٰی من اُف نہی عن ذلک فلیعمل العاق ما شاء ان یعمل فلن یدخل الجنۃ ولیعمل البار ما شاء ان یعمل فلن یدخل النار رواہ الفقیہ المذکور قلت ینبغی ان یتصدق عنہم اذا ادی الزکوٰۃ وغیرہا وقال صلی اللہ علیہ وسلم لا یجزی ولد والدا الا ان یجدہٗ مملوکا فیشتریہ فیعتقہ مروی بسند صحیح ۱۲۔

اس کے مثل کسی قوم میں بطورِ تعظیم بولا جاتا ہو تو اس کا اطلاق والدین پر جائز ہوگا۔ چنانچہ فقہائے تصریح کی ہے چند مسائل اس علّت پر مبنی کر کے بطورِ نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں اپھر جن احادیث سے لوگوں کو شبہ پڑا ہے ان کو نقل کر کے جواب معقول قلمبند کرونگا اور بعض احادیث جو غیر معتبر ہیں۔ اس باب میں وہ بھی اس کے بیان غیر معتبر کے ساتھ نقل کرونگا۔

کن چیزوں میں والدین کا حکم ماننا ضروری نہیں

۱۔ جو سفر خواہ تجارت کا ہو خواہ حج وغیرہ کا بشرطیکہ وہ سفر فرض واجب نہ ہو، ایسا ہو جس میں غالب ہلاکی کا اندیشہ نہیں بغیر اجازت والدین درست ہے۔ اگر والدین اس سفر سے منع کریں تو ان کے کہنے سے سفر نہ کرنا ضروری نہیں چنانچہ یہ مسئلہ درمختار عالمگیری میں موجود ہے اور جو سفر فرض یا واجب ہو اس میں تو بطریق اولی یہ حکم ہوگا جیسا کہ ظاہر ہے اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ جب والدین اپنی ضروری خدمت کے محتاج نہ ہوں خواہ ان کو حاجت ہی نہ ہو یا ہو تو دوسرا کوئی خدمت کرنیوالا موجود ہو۔ وجہ یہ ہے کہ مذکورہ صورتوں میں والدین کو کوئی رنج و تکلیف واقعی اور قابل اعتبار نہیں جیسا کہ ظاہر ہے اس لئے اس صورت میں والدین کے خلاف کام کرنا درست ہے نہ حرام نہ مکروہ۔

۲۔ اگر والدین کو ضروری حاجت کے لئے (جس کو شریعت نے ضروری کہا ہے مثلاً طعام ولباس وغیرہ وادائے قرض) خرچ کی ضرورت نہ ہو اور اولاد کے پاس اپنی ضروری حاجت سے روپیہ یا دوسری قسم کا مال زائد ہو اور والدین اولاد سے طلب کریں تو اولاد کو دینا ضروری نہیں۔

۳۔ والدین بغیر احتیاج خدمت نوافل پڑھنے کو منع کریں یا کسی دوسرے غیر ضروری کام کرنے سے روکیں تو اس صورت میں ان کا کہنا ماننا ضروری نہیں۔ ہاں اگر وہ خدمت ضروری کے محتاج ہوں اور نوافل وغیرہ میں مشغولی ان کو تکلیف دے اور کوئی دوسرا خادم نہ ہو تو اولاد پر ضرور واجب ہے کہ نوافل وغیرہ چھوڑ کر انکی خدمت کرے۔

(۴) اگر والدین حقہ نوش ہوں اور حقہ پینا بغیر مرض اور معذوری کے ہو اور اولاد سے

حُقّہ تیار کرنے کی فرمائش کریں (حُقّہ پینا سخت مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر کوئی خاص حُقّہ ہو اور اس سے کسی ضرر اور بدبو منہ میں پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو یا کوئی ایسا مریض ہو کہ سوائے حُقّہ کے کسی وجہ سے دوسرا علاج ممکن نہ ہو تو شرعاً بلا کراہت اجازت ہے، صاحب مجالس الابرار نے نہایت تحقیق اور تفصیل سے حقّہ کی مذمت ثابت کی ہے) تو اولاد پر اس کہنے پر عمل کرنا ضروری نہیں بلکہ ایک فعل مکروہ کا مرتکب ہوتا ہے جو شرعاً مذموم ہے اور ضرورت کی حالت میں جس کی تفصیل بیان ہو چکی اس فرمائش کی تعمیل واجب ہے۔

۵۔ اگر کسی کی بیوی سے کوئی (واقعی) تکلیف اور رنج اس شخص کے والدین کو نہ پہنچتا ہو خواہ مخواہ والدین اس شخص کو حکم کریں کہ تو اپنی عورت کو طلاق دے دے، اس کہنے کی تعمیل اس آدمی پر ضروری نہیں بلکہ اس صورت میں طلاق دینا عورت پر ایک طرح کا ظلم کرنا ہے۔ طلاق اللہ پاک کے نزدیک بڑی بُری چیز ہے فقط مجبوری میں جائز رکھی گئی ہے خواہ مخواہ طلاق دینا ظلم اور مکروہ تحریمی ہے۔ نکاح تو وصال کے لئے موضوع ہے یہ فراق بلا وجہ کیسے رُوا ہو سکتا ہے۔ (فصلہ[۵۱] ابن الہمام رح فی فتح القدیر[۵۲] وحققہ)۔

۶۔ اگر والدین کسی گناہ کا حکم دیں کہ فلاں گناہ کرو (مثلاً فرمائیں کہ اہلِ حق کی مدد نہ کرو یا زکوٰۃ نہ دو یا دینی تعلیم نہ کرو یا اور کوئی ایسی ہی بات کا حکم دیں) تو اس صورت میں ان کا کہنا ماننا حرام ہے اور ان کی مخالفت فرض ہے جب کہ وہ کام ضروری ہو جس سے وہ روکتے ہیں، ہاں اگر ان کو کوئی (واقعی اور سخت) تکلیف ہو مثلاً وہ بیمار ہوں اور کوئی خادم نہ ہو اور نماز کا وقت ہے اگر انکی خبر گیری نہ کی جائے تو سخت تکلیف کا اندیشہ ہے پس ایسی صورت میں اگر نماز قضا کرنے کو کہیں تو قضا کر دے پھر کسی وقت قضا پڑھ لے اور اگر کسی

---

۵۱ لا نرد علینا حال سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما لطلقات کثیرۃ لازواجہ کما ہو مذکور فی الکتب فانہ لا نعلم ان کان ذلک الفعل لغیر سبب ولو فرضنا کذلک فہو قیاس الصحابی فلا یلزم علینا اتباعہ ۱۲

۵۲ قال الشیخ ابن الہمام فی کتاب الطلاق من فتح القدیر ولا یخفی ان کلامہم فیما سیاتی من التعالیل یصرح بانہ محظور لما فیہ من کفران نعمۃ النکاح وللحدیثین المذکورین وغیرہما وانما ابیح للحاجۃ والحاجۃ ما ذکرنا فی بیان سببہ فبین الحکمین منہم تدافع فالاصح حظرہ الا لحاجۃ الادلۃ المذکورۃ ویحمل لفظ المباح علی ما ابیح فی بعض الاوقات اعنی اوقات تحقق الحاجۃ المبیحۃ انتہی الی قولہ کلام ثم طول الکلام فان شئت فارجع الیہ ۱۲

مستحب کام سے روکیں اور اپنی کسی ضروری حاجت (واقعی اور معتبر) کی وجہ سے روکیں تو ان کے حکم کی تعمیل واجب ہے اور خواہ مخواہ روکیں تو واجب نہیں ہے۔

۷۔ اگر والدین کہیں کہ تم ہماری فلانی اولاد کو (کہ وہ صاحب حاجت نہیں ہے) اس قدر رقم دے دو تو باوجود گنجائش کے بھی یہ رقم دینا واجب نہیں (یہاں تک مع نظائر یہ بیان ہو گیا کہ کس کس جگہ والدین کے حکم کی تعمیل واجب اور کس مقام پر منع ہے اور کس مقام پر جائز ہے۔ غرض ہر جگہ اطاعت والدین ضروری نہیں)

والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا صحیح مطلب

حدیث میں ہے کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنا افضل ہے نماز سے اور روزہ سے اور حج سے اور عمرہ سے اور جہاد سے راہِ خدا میں (یہ حدیث ثابت نہیں اس لئے قابلِ اعتبار نہیں اور اس کو حدیث کہنا روا نہیں جیسا کہ امام شوکانی نے مختصر سے نقل کیا ہے۔ فوائد مجموعہ میں اور قاعدۂ شرعی کے خلاف ہے جیسا کہ آگے معلوم ہوگا)

مشکوٰۃ باب البر والصلہ میں بروایت ترمذی مذکور ہے۔ رضائی پروردگار رضائے والدین میں ہے (یعنی والدین اگر راضی رہیں تو اللہ تعالیٰ بھی راضی رہے اور اگر وہ ناراض رہیں تو خدا بھی ناراض رہے اور ناخوشی پروردگار کی ناخوشی والدین میں ہے)

ف: یہاں سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ ہر کام والدین کی رضا پر لازم ہے ورنہ گناہ ہوگا حالانکہ یہ حکم نہیں پس مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جن اُمور میں اطاعت والدین شریعت سے لازم ہے ان امور میں اگر کوتاہی کریگا تو ناراضی حق حاصل ہوگی اور نافرمان جب ہی ہوگا جب کہ حقوقِ ضروریہ ادا نہ کرے۔ پس یہ حکم مطلقاً نہیں بلکہ داخل ہے اس قاعدۂ کلیہ میں جو ابتداً قائم کیا گیا ہے کہ جس بات کے کرنے سے والدین کو تکلیف ہو وہ کام نہ کرنا واجب ہے اور اس حدیث کا شانِ نزول خصوصیت بیان حقوق والدین اور مراد مذکور پر دلالت کرتا ہے جس کو اشعۃ اللمعات میں نقل کیا ہے اور راز یہ ہے کہ ہر امر میں اطاعت کا حکم دیا جاتا اور اسی طرح عورت کو ہر امر میں خاوند کی اطاعت کا حکم ہوتا تو بہت سے

لوگ عبادتِ الٰہی سے جو پیدائش انسان سے اصلی مقصود ہے محروم ہو جائے اور اپنے اصلی محبوب کی یاد سے اور اس کے ذکر کی حقیقی لذت اور کمالات عالیہ سے محروم رہتے جس بغیر طالب خالقِ اکبر کو چین ہی نہیں اور مقصود بھی وہی ہے جیسا کہ تمہید میں بیان کر چکا ہوں۔

انسانی پیدائش کا اصل مقصد

قرآن مجید میں فرمایا ہے: وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ۔ (اور ہم نے جن و انسان کو اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔)

اور حدیث قدسی جو باعتبار سند ضعیف مگر ہمارے مقصود کو غیر مضر اور باعتبار تحقیق حضرات اہل کشف صحیح ہے اسی مضمون کو بتلاتی ہے اور وہ یہ ہے

"میں خزانہ میں پوشیدہ تھا پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں سو پیدا کیا میں نے مخلوق کو۔) ——— پس معلوم ہوا کہ عبادتِ الٰہی اور معرفتِ محبوبِ حقیقی مقصود ہے پیدائش مخلوق سے پس ہر جگہ اس کو مقدم رکھا جائے۔

والدین کے حکم کی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دے یا نہیں؟

۴۔ مشکوٰۃ کے مقام مذکور میں حضرت ابوالدرداءؓ سے مروی ہے کہ ایک مرد ان کے پاس آیا اور کہا، کہ میری ایک بیوی ہے جس کے طلاق دینے کا میری ماں حکم کرتی ہے (کیا طلاق دوں یا نہیں) پس فرمایا اس سے حضرت موصوف نے میں نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ باپ (اور ماں) افضل دروازہ بہشت کا ہے (یعنی سبب داخل ہونے جنت میں افضل دروازے جنت سے رضائے والد (اور والدہ) ہے پس اگر تو چاہے تو حفاظت کر دروازے کی یا ضائع کر دے اس کو (یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے) ظاہر یہ ہے کہ اس عورت سے اس مرد کی والدہ کو تکلیف (واقعی) پہنچتی تھی اس وجہ سے طلاق دلانا چاہتی تھی ورنہ خواہ مخواہ طلاق دلانا ظلم ہے اور ظلم پر مدد کرنا ظلم ہے۔ پس طلاق جو ظلم ہے صورت مذکورہ میں حضرت ابوالدرداءؓ اس کی کیسے اجازت دے

سکتے تھے، نیز یہی جواب ہے اس حدیث کا جس میں یہ مذکور ہے کہ حضرت عمرؓ چاہتے تھے کہ اُن کے صاحبزادے اپنی بیوی کو طلاق دے دیں، صاحبزادے طلاق نہیں دینا چاہتے تھے تو اُنھوں نے جناب سرورِ عالم سے مسئلہ دریافت کیا آپ نے طلاق دینا ارشاد فرمایا، ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ جیسے مقبول صحابی کسی پر کیسے ظلم کرتے، اگر بفرضِ محال ایسا کرتے تو حضور سرورِ عالم کیسے گوارا فرماتے اور ظلم کی کس طرح اعانت فرما سکتے تھے۔ اس حدیث کی تقریر قریب اسی تقریر کے حضرت امام ہمام غزالی قدس سرہٗ نے احیاء العلوم میں فرمائی ہے)

والدین کے حقوق ادا کرنے پر جنت کی بشارت

۵۔ حضرت ابنِ عباس سے مشکوٰۃ کے باب میں بروایت بیہقی روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول مقبول نے جو شخص صبح کرے اس حال میں کہ فرماں بردار ہو حق تعالیٰ کا ماں باپ کے (حق ضروری) ادا کرنے میں تو وہ ایسے حال میں صبح کرتا ہے کہ دُو جنت کے دروازے اس کے لئے کھلے ہیں اور اگر والدین میں سے ایک زندہ ہو اور یہ برتاؤ اس کے ساتھ کیا جائے تو بطریق مذکور ایک دروازہ جنت کا اس کے لئے کھلا ہوتا ہے۔ اور اسی طرح جو صبح کرے اس حال میں کہ نافرمانی کرے اللہ تعالیٰ کی والدین کے حقوق ضروریہ میں تو دُو دروازے جہنم کے کھل جاتے ہیں اور اگر والدین میں سے ایک زندہ ہو تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے۔ ایک مرد نے عرض کیا کہ اگرچہ والدین اس پر ظلم کریں (یعنی باوجود ان کے ظلم وزیادتی کے بھی ان کی اطاعت ہی کرے) حضور اقدس ؐ نے تین بار فرمایا کہ اگرچہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں (تب بھی اس کو اطاعت ہی چاہیئے اور ضرور ہے) واضح رہے کہ مطلب یہ ہے کہ والدین کے ظلم کرنے کی وجہ سے جو حقوق ان کے اولاد پر ضروری ہیں ان کے ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے کہ اُنھوں نے ہمارے ساتھ بُرائی کی ہم بھی ایسا ہی کریں ــــــــ

خدا کی نافرمانی کے لئے کسی کا حکم نہیں ماننا چاہیئے

یہ غرض نہیں ہے کہ وہ کسی

ـــــــــــــــــــ

۵؎ اس حدیث کو ترمذی نے اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے ۱۲

ایسے کام کا حکم کریں جو شرعاً ظلم ہو اور اس میں ان کا کہنا مانے کیونکہ صحیح حدیث میں ہے "لاطاعۃ المخلوق فی معصیۃ الخالق" (نہیں ہے کسی طرح کی تابعداری کسی مخلوق کی خالق کی نافرمانی میں یعنی کسی مخلوق کا کسی قسم کا حکم ماننا جو خالق کے حکم خلاف ہو ہرگز جائز نہیں) اور یہ جملہ صورۃ خبر ہے اور مراد اس سے نہی ہے اور نہی بصورت خبر ابلغ ہوتی ہے خود نہی کے صیغہ سے۔ پس نہایت تاکید سے یہ امر ثابت ہوا کہ کسی مخلوق کا کوئی کہنا ماننا جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو، ہرگز جائز نہیں..... خوب سمجھ لو)

ماں باپ کا نفقہ کب واجب ہوتا ہے

۹۔ بیوی کے نفقہ کے سوا اور اہل قرابت کا نفقہ مرد کے ذمہ اس وقت واجب ہوتا ہے جب کہ وہ اس قدر مال کا مالک ہو جس سے صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے اور والدین بھی اسی حکم میں داخل ہیں اور بیوی کا نفقہ ہر صورت میں فرض ہے خواہ شوہر فقیر ہو یا امیر ہو (حاشیہ شرح وقایہ) پس معلوم ہوا کہ جب تک بقدر مال مذکور مرد کے پاس نہ ہو والدین کا نفقہ (ضروری خرچ) واجب نہ ہوگا۔ اس تقریر سے یہ غرض نہیں کہ انسان والدین سے بے رخی اور ان کے ادائے حقوق میں کوتاہی اور ان کی احسان فراموشی کرے کہ یہ تو بہت بُری بات ہے بلکہ غرض اس تمام تقریر سے یہ ہے کہ مبالغہ رفع کر دیا جاوے۔ وہ حقوق بھی بیان ہو جاویں جو واجب ہیں اور وہ بھی جو غیر ضروری اور مستحب یا مباح ہیں۔ والدین رب مجازی ہیں، ان کا بڑا لحاظ اور بڑی اطاعت کرنی چاہیے اور چونکہ حقوق والدین مشہور ہیں ان کے بیان کی حاجت نہیں۔ نیز یہ کتاب جس مبالغہ رفع کرنے کے واسطے موضوع ہے وہ اس کا اصلی مقصد ہے اور صورت مذکورہ میں مستحب مؤکدہ ہے کہ اگر کوئی خاص مجبوری نہ ہو تو باوجود اس قدر مال نہ ہونے کے بھی انکی خدمت کرے۔ اگرچہ خود کو تکلیف ہو۔

والدین کے حکم سے مشتبہ مال کھانا واجب نہیں

۱۰۔ والدین کے فرمانے سے مشتبہ مال کا کھانا واجب[1] نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اس میں والدین

---

[1] وبہ قال العلامہ الفقیہ الغزالی قدس سرہ قلت ان من افتی بغیرہ لعلہ کان محققا ۱۲۔

کو کوئی معتبر اور واقعی تکلیف نہیں، ہاں اگر اولاد مرنے لگے اور سخت تکلیف ہو اور والدین اصرار کریں کہ مشتبہ مال صرف کر ـــ اور حلال طیب مال پر ان کو قدرت نہ ہو تو ان کی فرمانبرداری کے لئے بقدر حاجت کھالے۔ ہاں اگر وہ کھانے والا صاحب قلب صافی اور بزرگ ہو تو، جب بھی نہ کھاوے کہ ایسا مال ایسے شخص کو حسی اور ظاہری اور معنوی سخت نقصان دیتا ہے جیسا کہ بندہ کا اور دیگر حضرات کا تجربہ ہے اور ایسی صورت میں والدین کی فرمانبرداری واجب نہیں۔ اس لئے اپنی ذات کو از خود ہلاکی میں ڈالنا ممنوع ہے اور اس میں نافرمانی خالق ہے اور مخلوق کی اطاعت ناراضی خالق میں روا نہیں اور ایسی صورت تکلیف سے اگر مر جاوے اور خراب مال نہ کھاوے تو بڑا ثواب ہوگا۔

جہاد میں کافر باپ کو قتل کرنا درست ہے

۸۔ لباب النقول میں ہے کہ جنگ بدر میں ادھر مسلمانوں کے لشکر خدائی گروہ میں حضرت عبیدہؓ بن الجراح[۱] تھے۔ ادھر کفار کے لشکر شیطانی گروہ میں ان کے باپ جو مشرک تھے اپنے بیٹے کو جان سے مارنے کی تاک دو میں لگے ہوئے تھے۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے جب دیکھا میرا باپ کافر مجھ کو میرے اسلام کی وجہ سے قتل کرنا چاہتا ہے۔ ادھر ادھر بچے پھرتے رہے آخر کار موقعہ پاکر باپ کو مار ڈالا تو آیات نازل ہوئیں۔ نیز حضرت ابو بکر صدیق کے باپ ابو قحافہ[۲] نے کفر کی حالت میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی ناشائستہ کلمہ منہ سے نکالا۔ حضرت صدیقؓ نے فوراً طمانچہ کھینچ مارا وہ گر پڑے اور حضور سے شکایت کی۔ سرور عالمؐ نے یہ قصہ حضرت ابو بکرؓ سے دریافت فرمایا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس وقت میرے پاس تلوار نہ تھی ورنہ ایسے بے جا کلمات پر گردن اڑا دیتا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ ان آیات کا شان نزول یہ دو سبب ہیں اور وہ آیتیں سورۂ مجادلہ پارہ ۲۸ میں درج ہیں جن کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔

تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور آخرت کے دن پر کہ وہ

---

[۱] یہ بڑے زاہد صحابی ہیں [۲] پھر یہ اسلام لے آئے تھے ۱۲

دوستی کریں۔ ایسوں سے جو مخالف ہوئے اللہ اور اس کے رسول کے
گو وہ ان کے باپ ہوں یا اُن کے بیٹے یا ان کے بھائی ہوں یا اُن کے
کُنبے کے یہی ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے (یعنی خوب
رچا دیا ہے) اور ان کی تائید کی فیضان غیبی سے اور ان کو داخل فرمائے گا۔
ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں ہمیشہ وہیں رہیں گے۔ اللہ
ان سے راضی اور وہ اس سے راضی۔ یہ خدائی لشکر ہے۔"

سنو جی۔ اللہ کا لشکر وہی فلاح پانے والے ہیں۔ یہاں سے بخوبی روشن ہو گیا کہ اللہ پاک کے حق کے سامنے والدین کے حق کی کیا وقعت ہے اور ثابت ہوا کہ جہاد میں باپ کو خود قتل کرنا درست ہے اور ہدایہ[۱] میں جو مسئلہ لکھا ہے کہ جہاد میں اپنے باپ کے مارنے کو دوسرے کو اشارہ کر دے خود نہ مارے۔ سو ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم مستحب ہے کہ ادب پدری بھی ملحوظ رہے گا اور مقصود بھی حاصل ہو جائے گا اور یہ بھی جب کہ دوسرا شخص موجود ہو ایسے موقع پر اس کو بخوبی مار سکے۔ کفر اور شرک کا انجام ذلت ہے۔ پس ادب پدری پورے طور پہ نہیں باقی رہ سکتا۔

فاسق والدین کو اچھے طریق سے نصیحت کرے

پس اگر والدین فاسق ہوں تو خوب اچھے طریق پر نصیحت کرے اور اگر ضرورت ہو اور جھڑک دے[۲] تاہم کچھ گناہ نہیں بلکہ ثواب ہے۔ معاملۂ دینی میں کسی کی رعایت جائز نہیں۔ لیکن حتی المقدور خاص طور پر ادب ملحوظ رکھے جہالت سے نہ پیش آوے۔

---

[۱] یدل علیہ ما رواہ الزمخشری عن حذیفۃ انہ استاذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قتل ابیہ وہو فی صف المشرکین فقال دعہ علیہ غیرک انتہی وقلت بالاستحباب تطبیقا بین الاحادیث ولعل ہذا الحدیث ثابت لکن لم اطلع علی سندہ ولا ثبوتہ فی غیر الکشاف والبیضاوی وتتبعت کتب الموضوعات ۱۲

[۲] جھڑکنے کی ممانعت قرآن کی لفظ صریح ہے اور محققین فقہا نے ایسی صورت میں کہ والدین کسی گناہ میں مبتلا ہوں سمجھانے پر بھی باز نہ آئیں یہ لکھا ہے کہ اولاد کو چاہیے کہ ان کے لیے دعا پر اکتفا کرے۔ جھڑکنے اور دلآزاری کے طریقہ سے بچے۔ کذا فی خلاصۃ الفتاوی ۱۲
محمد شفیع دیوبندی

متانت اور ادب کا برتاؤ کرے ــــــــــ حد شریعت کے اندر اندر خوب سمجھ لو اور حضرت ابراہیم نے جو اپنے کافر باپ کو باوجود کفر اور نصیحت نہ ماننے کے کوئی تکلیف نہیں دی۔ سو اس وجہ سے کہ ان کو بظاہر اُمید تھی کہ یہ نرمی سے نصیحت قبول کریں گے اور اسی شفقت کی وجہ سے استغفار کرنے کا ان کے لئے وعدہ کیا تھا مگر جب امید منقطع ہو گئی اور معلوم ہوا کہ یہ دشمنِ خدا ہے اور استغفار بوجہ کُفران کو مفید نہ ہو گی تب ان سے بیزار ہوئے۔

۹۔ احیاء العلوم میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ جو خدا کا فرماں بردار نہ ہو اور والدین کا فرماں بردار ہو (تو بوجہ اطاعت والدین نامۂ اعمال میں) وہ نیک لکھا جاتا ہے اور جو اس کے خلاف ہو وہ بد لکھا جاتا ہے (یہ روایت اگر طریق معتبر سے ثابت ہو تو اس سے وہم ہو سکتا ہے کہ اطاعتِ خالق کا درجہ اور حقوقِ الٰہیہ کا مرتبہ ہر موقع پر حقوق والدین سے کم ہے مگر ایسا نہیں ہے۔ معنی حدیث کے یہ ہیں ــــــ کہ جو شخص اطاعت والدین کرے ان امور میں جہاں انکی اطاعت جائز ہے، خواہ وہ اطاعت واجبہ ہو یا مستحبہ ہو تو اس برکت سے حقوقِ الٰہیہ کا ادا کرنا معاف ہو جاتا ہے اور جب کہ والدین کے ضروری حقوق ادا نہ کرے تو دیگر اعمال متعلق حقوقِ الٰہیہ ادا کرنے سے یہ نافرمانی والدین معاف نہیں ہوتی پس نافرمان لکھا جاتا ہے اس لئے حقوق العباد باوجود قدرت بغیر ادا کئے یا بغیر معافی اصحابِ حقوق ساقط نہیں ہوتے کہ اللہ غنی اور بندہ محتاج ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ والدین کا غیر ضروری حکم نہ ماننے سے باوجودِ اطاعتِ حقوقِ الٰہیہ بندہ نافرمان لکھا جائے خوب سمجھ لو۔

اولاد کو اچھی تعلیم دینا باپ پر فرض ہے

۱۰۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کسی باپ نے اپنے بیٹے کی اس طرح رنج و ایذا دینے کی شکایت کی۔ آپ نے بیٹے سے وجہ دریافت کی اور کہا کہ تو خدا سے نہیں ڈرتا باپ کا حق بہت بڑا ہے۔ انھوں نے کہا کہ موافقِ حکم حدیث میرے ان پر خاص طور پر تین حق تھے، نام اچھا رکھنا، تعلیم کرانا، اپنی شادی اچھی جگہ (شرعی طور پر) کرنا کہ لڑکے کو طعنہ نہ دیں۔

بوجہ ماں کے رذیل و خراب ہونے کے، انھوں نے کوئی حق ادا نہیں کیا (بغیر تعلیم کسی کا حق کیسے معلوم ہوسکتا ہے جو ادا کرے) پس حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے لڑکے سے کوئی مطالبہ نہیں کیا اور فرمایا باپ سے کہ تو کہتا ہے کہ میرا بیٹا ایذا دیتا ہے بلکہ اس کے ایذا دینے سے پہلے تو اس کو ایذا دے چکا ہے، میرے سامنے سے اٹھ جا، یہ حدیث امام فقیہ ابو اللیث نے روایت کی ہے، مختصر کر کے نقل کیا ہے، ہر شخص کے حقوق کا لحاظ شریعت میں کیا گیا ہے اور اسی کے موافق مطالبہ ہے، امام علامہ سیوطی رح نے تذکرہ میں لکھا ہے کہ حضرت سعید رض بن المسیب[۹۱] (یہ بڑے درجہ کے تابعی ہیں۔ علم میں کوئی تابعی اس درجہ کو نہیں پہنچا اور بزرگ تھے اور صاحب کرامت تھے) نے اپنے بیٹے سے علیحدگی اختیار کی اور بالکل چھوڑ دیا (دینی وجہ سے) یہاں تک کہ انکی وفات[۹۲] ہوگئی (حضرت موصوف کی یا ان کے باپ کی) سبحان اللہ، اللہ والے کسی کی رعایت نہیں کرتے، خالق اکبر کی مخالفت انکو گوارا نہیں گو کوئی راضی ہو یا ناراض ہو۔

۱۱۔ ذکر کرنا، والدین یا دیگر حضرات کی مالی خدمت دنیز دوسری غیر ضروری خدمتوں سے افضل ہے اور علمی عبادت تو بطریق اولی افضل ہے، یہ مضمون حدیث سے ثابت[۹۳] ہے۔

الحمد للہ کہ یہاں تک بخوبی ثابت ہو گیا کہ خلاف شرع حکم والدین کا ماننا جائز نہیں اور وہ مقامات بھی معلوم ہو گئے جہاں اطاعت والدین فرض مستحب ہے الغرض ہر حکم والدین کی تعمیل لازم نہیں اور معتبر حدیث میں ہے کہ نزلوا الناس منازلھم (یعنی لوگوں کو ان کے درجوں پر قائم کرو) نہ کسی کو حد سے زیادہ بڑھاؤ نہ حد سے زیادہ گھٹاؤ۔ خود افضل البشر سید الانبیاء نے اپنی حد سے زیادہ تعریف کرنے سے منع فرمایا ہے حالانکہ آپکا رتبہ والدین وغیرہ سب سے زیادہ ہے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی سیدنا المرسلین و آلہ اجمعین وسلم۔

۹۱؎ لقد سعید بن المسیب بجزابا حتی مات وکان ثقتیم من ابی لیلی فمات ابن ابی لیلی ولم لیشهد الثوری جنازتہ وقد تقدم لان الاستاذ اب روحی لکن لا یبلغ درجة الاب الحقیقی فافہم ۱۲

۹۲؎ قد جاء فی نقل الاذکر ما یت ییدل علیہ وان شئت شرحہ فانظر فی شرح المشکوٰۃ للشیخ الدہلوی

۹۳؎ فلا تلتفت الی ما قال فی عالمگیریہ ناقلاً عن شرح شرعۃ الاسلام من تقدیم حقوق الاستاد علی الابوین فان لیس فیہ نقل ولا قیاس صحیح ولا اجماع ۱۲ منہ

تذئیل مفید

اُستاد و مرشد اور زوجین کے حقوق

۱۔ استاد و مرشد کا بڑا حق ہے لیکن والدین سے کم ہے۔ بعضے حضرات سے غلطی ہوئی ہے جنہوں نے استاد و مرشد کے حق کو والدین کے حق پر ترجیح دی ہے اور والدین کے حق کو استاد و مُرشد کے حق سے کم فرمایا ہے اور شاید انکی دلیل یہ ہوگی کہ والدین تربیت ظاہری و جسمانی کرتے ہیں اور یہ حضرات تعلیم باطنی و تربیتِ روحانی فرماتے ہیں اور روح و باطن کا فضل جسم پر ظاہر ہے مگر یہ دلیل نہایت ضعیف قابلِ اعتماد نہیں کہ جزئی فضل ہے، کلی فضل نہیں پس ایک جہت سے بزرگی ہونا دوسری جہات سے افضل ہونے کے منافی نہیں اور نہ کہیں قرآن و حدیث میں اس قدر اہتمام کے ساتھ استاد و مرشد کے حقوق کا بیان ہے جیسا کہ والدین کے حقوق کا اہتمام شدت سے فرمایا گیا ہے۔ استاد و مرشد میں فقط تعلیم کی وجہ سے حق قائم ہوتا ہے۔ والدین بے شمار سختیوں اور بے طمع محبت سے اولاد کی پرورش کرتے ہیں۔ باوجود اولاد کی گستاخی اور سرکشی کے اپنی اضطراری محبت سے اولاد پر شفقت کرنے سے اعراض نہیں فرماتے اور جان و دل ان پر قربان کرتے ہیں بخلاف استاد پیر کے تھوڑی خفگی کی بھی اس قدر برداشت دشوار ہے جیسا کہ والدین بے شمار سختیوں کا تحمل کرتے ہیں اور جزاء بمقدار عمل ہوا کرتی ہے پس چونکہ والدین کا عمل بہت بڑا ہے لہٰذا درجہ بھی بڑا ہوا گو بطریق شذ و ذ و ندرت بعض والدین میں شفقت مرشد و استاد سے کم پائی جائے اور بعض استاد و مرشد میں والدین سے زائد شفقت پائی جائے۔ پس اس کا اعتبار نہیں اس لئے کہ بہت ہی کم ایسا ہوتا ہے۔ مدارِ حکم یہ امر نہیں ہو سکتا۔ مدارِ حکم وہی ہے جو بیان ہوا۔ خوب سمجھ لو اور مرشد و استاد کا حق دل و جان سے سعی کرکے ادا کرو کہ ان کے ذریعہ سے انسانیت اور رضائے الٰہی نصیب ہوتی ہے مگر حد کو ملحوظ رکھو۔ یہ مختصر مضمون اس موقع پر کافی ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ استاد کے حکم سے بیوی کو طلاق دینا ضرور ہے۔ یہ غلط محض ہے اور ہر موقع پر تو والدین

کا بھی اتنا حق نہیں جیسا کہ بیان ہو چکا سوائے عظمت تکریم اور ضرورت کے وقت مثل خدمت دیگر حضرات انکی خدمت کرنے کے مثل والدین کی اطاعت لازم نہیں، ہاں قریب واجب ضرور ہے۔ اس موقع پر جہاں والدین کی اطاعت لازم ہے خوب سمجھ لو اور استاد اگر فاسق یا کافر ہو تو بھی اس کی تعظیم اور ادائے حقوق میں کمی نہ کرے۔

بیوی کے ذمہ خاوند کے حقوق

۱۔ بیوی کے ذمہ خاوند کی خدمت اور اس کی خواہش کو پورا کرنا لازم اور فرض ہے۔ وہ کوئی مباح کام ایسا نہیں کر سکتی جس میں خاوند کی خدمت وغیرہ میں خلل پڑے، دنیا میں بیوی پر خاوند کا جتنا حق ہے، اتنا کسی کا کسی پر نہیں جیسا کہ حدیث (مشکوٰۃ) میں ہے کہ فرمایا جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اگر میں سجدہ کرنے کا غیر خدا نے تعالیٰ کے لئے حکم کرتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ یہاں سے کس قدر عظمت شوہر کی ثابت ہوئی کہ عبادت جو مخصوصات خداوندی میں سے ہے اگر غیر خدا کے لئے روا ہوتی تو اس کا اہل شوہر کے سوا کوئی دوسرا نہ ہوتا لیکن ہر حکم خاوند کا ماننا ضروری نہیں۔ ہاں خاوند کا وہ حکم جس کے نہ کرنے سے اسے تکلیف ہو اس کی خدمت کا حرج ہو یا کسی کام کے کرنے سے ایسا ہو۔ پس ضرور ہے کہ ایسے امور میں (بشرطیکہ وہ امور خلاف شرع نہ ہوں) خاوند کی تابعداری کرے اور اس کی خدمت میں کوتاہی نہ کرے اور کسی طرح اس کے حقوق میں کمی نہ کرے اور یہ مضمون والدین کے حقوق کے بارہ میں تفصیلی بیان ہو چکا ہے بعینہ وہی حکم یہاں ہے مگر یہاں زیادہ مؤکد ہے سمجھانے کے لئے چند مسائل نمونے کے طور پر لکھتا ہوں۔

بیوی اور شوہر کا مال شرعاً علیحدہ علیحدہ ہے

۱۔ خاوند اور زوجہ کا مال شرعاً جدا جدا سمجھا جاتا ہے جس چیز کی فروخت اور ہر قسم کے تصرف کا حق زوجہ کو حاصل ہو گا۔ وہ مال اس کا مملوکہ ہوگا اور جس مال پر اسی طرح زوج

کا تصرف ہو وہ مال زوج کا ہے خلط ملط اور گڈ مڈ کرنے سے اگر مال حدِ نصاب کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ وغیرہ ساقط نہ ہوگی پس اگر خاوند کہے کہ میرا تیرا ایک ہی معاملہ ہے تو زکوٰۃ نہ ادا کر تو ہرگز اس کا کہنا نہ مانے کہ اس میں مخالفتِ خداوندی ہے اور کسی مخلوق کی اطاعت مخالفتِ الٰہی میں جائز نہیں، لوگ اس مسئلہ میں کوتاہی کرتے ہیں۔

شوہر کے حکم سے فرض واجب اور سنّت کو نہیں چھوڑا جا سکتا

۲۔ اگر خاوند عورت کے مملوک مال جائز موقع میں صرف کرنے سے روکے تو عورت کو اس کے حکم کی تعمیل واجب نہیں جب کہ بغیر کسی وجہ شرعی کے روکے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ باہم فساد برپا کرنا اچھا نہیں جتی المقدور خوب موافقت سے رہنا چاہیئے۔ بعضے شوہر چونکہ دین دار نہیں ہوتے اس وجہ سے ایسے موقعوں پر مخالفت کرنے لگتے ہیں۔ ایسے فساد سے بچنے کے لیئے جائز اور مکروہ تنزیہی امور میں اسکی اطاعت کر سکتی ہے۔ ہاں فرض وواجب سنت مؤکدہ کو اس کہنے سے نہیں چھوڑ سکتی۔

۳۔ بغیر اجازت شوہر کسی بزرگ سے بیعت ہونا جائز ہے۔ ہاں کسی فساد کا اندیشہ ہو تو اس فساد کو رفع کرنے کی وجہ سے یہ جائز ہے کہ بیعت نہ ہو۔ مثلاً خاوند منع کرے کہ تو بیعت نہ ہو اور وہ بیعت ہونا چاہتی ہے تو اگر باہمت ہو تو اللہ کے بھروسہ پر بیعت ہو جائے لیکن پھر کوئی رنج اس وجہ سے پیش آئے تو صبر کرے ناشکری نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو طرح طرح کی تکلیفیں پیش آتی ہیں، آخرت میں ایسے لوگوں کا بڑا درجہ ہے اور یہی حکم اُن کاموں کا ہے جو مکروہ تنزیہی ہیں اور خاوند ان کے کرنے کو کہے۔

خاوند کی موجودگی میں نفلی عبادات کا حکم

۴۔ اگر خاوند مکان پر موجود ہو تو نفلی روزہ، نماز بغیر اس کی اجازت کے نہ پڑھے، اس لئے کہ شاید اس کی خدمت میں اس وجہ سے کوتاہی ہو جائے ہاں اسکی اجازت سے پڑھے۔ حدیث شریف میں مکان پر موجود ہونے کی قید آئی ہے۔ اگر باہر ہو تو بغیر اجازت مضائقہ

ہیں اور اسی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جو امور خاوند کے حقوق میں خلل انداز ہوں۔ اُنکا کرنا بغیر اُس کی اجازت جائز نہیں اور باقی سب کام شرع کے موافق کرنے دُرست ہیں۔

۵۔ اگر شوہر کوئی جائز کام کسی اپنے قرابت دار یا کسی غیر کا عورت سے کروائے بغیر کسی مجبوری تو اس کا کرنا عورت کے ذمہ ضروری نہیں، مثلاً کسی کے لئے روٹی پکوائے یا کپڑا سلوائے یا کوئی ایسا ہی کام کرائے اگر کسی مجبوری سے کرائے تو چونکہ اس کام نہ کرنے میں خاوند کو تکلیف ہوگی۔ اس لیے ضرور ہے کہ کر دے۔

(فائدہ جلیلہ) اگر عورت کسی غیر محرم کا (بلا سخت مجبوری) کپڑا سیئے تو اگر وہ شخص اچھا دیندار ہے اور کوئی فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو کوئی گناہ نہیں، اگر وہ شخص بد دین ہو اور فتنہ کا اندیشہ ہو تو سینا درست نہیں بعضے بدچلن لوگ سیون دیکھ کر لذت حاصل کرتے ہیں، بطور نمونہ یہ تھوڑا سا مضمون مبالغہ سے بچانے کے لئے لکھ دیا گیا، تاکہ وہ مواضع معلوم ہوں کہ جہاں اطاعت شوہر ضروری اور جہاں غیر ضروری ہے ورنہ خاوند کی اطاعت شرع کے موافق جس قدر ہو بڑی عمدہ بات ہے۔ بڑا درجہ جنت میں ایسی عورت کو حاصل ہوگا۔ ہاں نوافل وغیرہ عبادات کا بھی خیال رکھے کہ اصلی مقصود پیدائش مخلوق سے طاعت الٰہی ہے اور اس کا تفصیلی حال کہ جس حالت میں ذکر اللہ والدین کی غیر ضروری اطاعت سے افضل ہے، پیشتر بیان کر چکے ہیں وہی حکم یہاں بھی ہے ؎

جگہ جی لگانے کی دُنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

الحمد للہ تعالےٰ کہ تذئیل مفید تمام ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ مقبول اور نافع فرمائے۔ بطفیل جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

❋

آداب المعاشرت

حرفِ آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و صلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ اس وقت دین کے پانچ اجزاء میں سے عوام نے تو صرف دو ہی جزو کو داخلِ دین سمجھا یعنی عقائد و عبادات کو اور علماءِ ظاہر نے تیسرے جزو کو بھی دین اختیار کیا یعنی معاملات کو اور مشائخ نے چوتھے جزو کو بھی دین قرار دیا یعنی اخلاقِ باطنی کی اصلاح کو لیکن ایک پانچویں جزو کو کہ وہ ادبِ معاشرت ہے۔ قریب قریب ان تینوں طبقوں نے الّا ماشاء اللہ اکثر نے تو اعتقاداً دین سے خارج اور بے تعلق قرار دے رکھا ہے (اور اسی وجہ سے اور اجزاء کی تو کم و بیش خاص طور پر یا عام طور پر یعنی وعظ میں کچھ تعلیم و تلقین بھی ہے لیکن اس جزو کا کبھی زبان پر نام تک بھی نہیں آتا۔ اسی لئے علماً و عملاً یہ جزو بالکلیہ نسیاً منسیاً[1] ہو چلا ہے اور میرے نزدیک باہمی اُلفت و اتفاق میں (جس کی شریعت نے سخت تاکید کی ہے اور اس وقت عقلاً بھی بہت چیخ و پکار کر رہے ہیں) جو کمی ہے۔ اس کا سب سے بڑا سبب یہ ہے یہ سوءِ معاشرت[2] بھی ہے کیونکہ اس سے ایک کو دوسرے سے تکدّر و انقباض ہوتا ہے اور وہ رافع مانع ہے۔ انبساط و انشراح کا اعظم مدار ہے۔ اُلفت باہمدگر کا۔ حالانکہ خود اس خیال کو کہ اس کو دین سے کوئی مس نہیں، آیات و احادیث و اقوال حکمائے دین کے رد کرتے ہیں چنانچہ ان میں سے بعض بطورِ نمونہ کے پیش کرتا ہوں۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں جگہ فراخ کر دو تو جگہ کو فراخ کر دیا کرو۔ اور جب تم سے کہا جائے کہ کھڑے ہو جاؤ، تو کھڑے ہو جایا کرو۔"[3]

---

[1] بھول بھلیاں ۱۲ [2] خراب برتاؤ [3] سورۂ مجادلہ

اور ارشاد ہے کہ :

دوسرے کے گھر میں (گو وہ مردانہ ہو مگر خاص خلوت گاہ ہو) بے اجازت لئے مت جایا کرو[1]" دیکھئے اس میں اپنے جلیسوں کی راحت کی رعایت کا کس طرح حکم فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "ایک ساتھ کھانے کے وقت دو چھوارے ایک دم سے نہ لینا چاہیئے تا وقتیکہ اپنے رفیقوں سے اجازت نہ لے لے[2]" دیکھئے اس میں ایک نہایت خفیف امر سے محض اس وجہ سے کہ بدتمیزی ہے اور دوسروں کو ناگوار ہوگا ممانعت کر دی اور حضور ہی کا ارشاد ہے کہ "جو شخص لہسن اور پیاز (خام) کھائے تو ہم سے یعنی مجمع سے علیحدہ رہے[3]" دیکھئے اس خیال سے کہ دوسروں کو ایک خفیف سی اذیت ہوگی منع فرما دیا اور ارشاد فرمایا ہے کہ "مہمان کو حلال نہیں کہ میزبان کے پاس اس قدر قیام کرے کہ وہ تنگ ہو جائے[4]۔ اس میں ایسے ممانعت ہے جس سے دوسروں کے قلب پر تنگی ہو" اور ارشاد فرمایا ہے کہ "لوگوں کے ساتھ کھانے کے وقت گو پیٹ بھر جائے مگر جب تک کہ دوسرے لوگ فارغ نہ ہو جائیں ہاتھ نہ کھینچے۔ کیونکہ اس سے دوسرا کھانے والا شرما کر ہاتھ کھینچ لیتا ہے اور شاید اس کو ابھی کھانے کی حاجت[5] باقی ہو" اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا کام نہ کرے جس سے دوسرا آدمی شرما جائے۔ بعضے آدمی طبعی طور پر مجمع میں کسی چیز سے شرماتے ہیں اور انکو گرانی ہوتی ہے یا ان سے مجمع میں کوئی چیز مانگی جائے تو انکار و عذر کرنے سے شرماتے ہیں۔ گو پہلی صورت میں لینے کو جی چاہتا ہے اور دوسری صورت میں دینے کو جی نہ چاہتا ہو۔ ایسے شخص کو مجمع میں نہ دے نہ مجمع میں اس سے مانگے۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ ایک بار حضرت جابر رضی در دولت پر حاضر ہوئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ نے پوچھا کون ہے، انھوں نے عرض کیا میں ہوں، آپ نے ناگواری سے فرمایا۔ میں ہوں میں ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بات صاف کہے کہ جس کو دوسرا سمجھ سکے، ایسی گول بات کہنا جس کے سمجھنے میں تکلیف ہو، الجھن میں ڈالنا ہے اور حضرت

---

[1] سورۂ نور [2] متفق علیہ [3] متفق علیہ [4] متفق علیہ

[5] رواہ ابن ماجہ

انس رضؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہ تھا مگر آپؐ کو دیکھ کر اس لئے کھڑے نہ ہوتے تھے کہ جانتے تھے کہ آپؐ کو ناگوار ہوتا ہے[۱]۔ اس سے مفہوم ہوتا کہ اگر کوئی خاص، ادب و تعظیم یا کوئی خاص خدمت کسی کے مزاج کے خلاف ہو۔ اس کے ساتھ وہ معاملہ نہ کرے۔ گو اپنی خواہش ہو مگر دوسرے کی خواہش کو اس پر مقدم رکھے۔ بعضے لوگ جو بعض خدمات میں اصرار کرتے ہیں۔ بزرگوں کو تکلیف دیتے ہیں اور ارشاد ہے کہ "ایسے دو شخصوں کے درمیان میں (جو قصداً پاس پاس بیٹھے ہوں) جاکر بیٹھنا حلال نہیں، بدون ان کے اذن[۲] کے" اس سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی ایسی بات کرنا جس سے دوسروں کو کدورت ہو، نہ چاہئیے۔ اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی تو اپنا منہ ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانپ لیتے اور آواز کو پست[۳] فرماتے، اس سے معلوم ہوا کہ اپنے جلیس کی اتنی رعایت کرے کہ اس کو سخت آواز سے بھی اذیت اور وحشت نہ ہو اور حضرت جابر رضؓ سے روایت ہے کہ ہم جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے جو شخص جس جگہ پہنچ جاتا وہاں ہی بیٹھ جاتا[۴]، یعنی لوگوں کو چیر پھاڑ کر آگے نہ بڑھتا، اس سے بھی مجلس کا ادب ثابت ہوتا ہے کہ ان کو اتنی ایذا بھی نہ پہنچائے اور حضرت ابن عباس رضؓ سے موقوفاً[۵] اور حضرت انس رضؓ سے مرفوعاً[۶] اور حضرت سعید بن المسیبؒ سے مرسلاً[۷] مروی ہے کہ عیادت میں بیمار کے پاس زیادہ نہ بیٹھے تھوڑا بیٹھ کر ہی جلد اٹھ کھڑا ہو۔ اس حدیث میں کس قدر دقیق رعایت ہے اس امر کی کہ کسی کی گرانی کا سبب بھی نہ بنے کیونکہ بعض اوقات کسی کے بیٹھنے سے مریض کو کروٹ بدلنے میں یا پاؤں پھیلانے میں یا بات چیت کرنے میں ایک گونہ تکلف ہوتا ہے۔ جس کے بیٹھنے سے اس کو راحت ہو وہ اس سے مستثنیٰ ہے اور حضرت ابن عباس رضؓ نے غسل جمعہ کے ضروری ہونے کی یہی علت بیان فرمائی ہے کہ ابتدائے اسلام میں اکثر لوگ غریب مزدوری پیشہ تھے، میلے کپڑوں میں پسینہ نکلنے سے بدبو پھیلتی ہے اس لئے غسل واجب کیا گیا تھا۔ پھر بعد میں یہ وجوب منسوخ ہو گیا۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ اس کی کوشش

---

[۱] متفق علیہ [۲] ترمذی [۳] ترمذی [۴] ابوداؤد [۵] رزین [۶] و [۷] بیہقی ۱۲
[۸] ابوداؤد

واجب ہے کہ کسی سے معمولی اذیت بھی نہ پہنچے اور سنن[۹۱] نسائی میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ شب برات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر سے آہستہ سے اُٹھے اور اس خیال سے کہ حضرت عائشہؓ سوتی ہوں گی، بے چین نہ ہوں، آہستہ نعل مُبارک پہنے اور آہستہ سے کواڑ کھولے اور آہستہ سے باہر تشریف لے گئے اور آہستہ سے کواڑ بند کئے۔ اس میں سونے والے کی کس قدر رعایت ہے کہ ایسی آواز یا کھڑکا بھی نہ کیا جائے جس سے سونے والا دفعتاً جاگ اُٹھے۔ اور پریشان ہو اور صحیح مسلم میں حضرت مقداد بن اسود[۹۲] سے ایک طویل قصے میں مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان تھے اور آپ ہی کے یہاں مقیم تھے، بعد عشاء اگر لیٹ رہتے حضور اقدس دیر میں تشریف لاتے تو چونکہ مہمانوں کے سونے اور جاگنے دونوں کا احتمال ہوتا تھا۔ اس لئے سلام تو کرتے تھے کہ شاید جاگتے ہوں اور ایسا آہستہ سلام کرتے کہ اگر جاگتے ہوں تو سُن لیں اور اگر سوتے ہوں تو آنکھ نہ کھُلے۔ اس سے بھی وہی اہتمام معلوم ہُوا جو اس سے پہلی حدیث میں معلوم ہوا تھا اور بکثرت حدیثیں اس باب کی موجود ہیں روایات فقہیہ میں ایسے شخص کو جو طعام وغیرہ یا درس یا اوراد[۹۳] میں مشغول ہو سلام نہ کرنا مصرّح ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بلا ضرورت کسی مشغول شغل ضروری کے قلب کو منتشر اور جانب کرنا شرعاً ناپسند ہے۔ اسی طرح گندہ دہنی کے مرض میں جو شخص مبتلا ہو اس کو مسجد میں نہ آنے دینا بھی فقہا نے نقل کیا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی اذیت کے اسباب کا انسداد نہایت ضروری ہے، ان دلائل میں مجموعی طور پر نظر کرنے سے بدلالت واضحہ معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے نہایت درجہ پر اس کا خاص طور سے اہتمام کیا ہے کہ کسی شخص کی کوئی حرکت، کوئی حالت دوسرے شخص کے لئے ادنیٰ درجہ میں بھی کسی قسم کی تکلیف و اذیت یا ثقل وگرانی، یا ضیق و تنگی یا تکدر یا انقباض یا کراہت و ناگواری یا تشویش و پریشانی یا توحش و خلجان کا سبب و موجب ہو اور شارع علیہ السلام نے اپنے قول اور اپنے فعل ہی سے صرف اس کے اہتمام کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ خدام کے قلت[۹۴] اعتنا کے موقع

---

[۹۱] ابو داؤد [۹۲] اور جن احادیث کے حوالے متن میں نہیں ہیں وہ سب مشکوٰۃ و تعلیم الدین سے نقل کی ہے [۹۳] وظیفوں ۱۲ [۹۴] لاپرواہی

پر ان آداب کے عمل کرنے پر بھی مجبور فرمایا اور ان سے کام لے کر بھی بتایا ہے، چنانچہ ایک صحابی ایک ہدیہ لے کر آپ کی خدمت میں بدون سلام اور بدون استیذان[۱] داخل ہو گئے، آپ نے فرمایا باہر واپس جاؤ السلام علیکم، کیا میں حاضر ہوں کہہ کر پھر آؤ اور فی الحقیقت حسن اخلاق مع الناس کا راس و اساس ایک امر ہے کہ کسی سے کلفت و ایذا نہ پہنچے جس کو حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت جامع الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے۔ المسلم[۲] من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ (رواہ البخاری) اور جس امر سے اذیت ہو گو وہ صورت خدمت[۳] مالی ہو یا جانی ہو یا ادب و تعظیم ہو جو عرف میں حسن خلق[۴] سمجھا جاتا ہے مگر اس حالت میں وہ سب سوء خلق[۵] میں داخل ہے کیونکہ راحت، کہ جان خلق ہے مقدم ہے خدمت پر کہ پوست خلق ہے اور قشر بلا لب[۶] کا بیکار ہونا ظاہر ہے اور گو شعائر ہونے کے مرتبہ میں باب معاشرت مؤخر ہے باب عقائد و عبادات فریضہ سے لیکن اس اعتبار سے (کہ عقائد و عبادات کے اخلال سے اپنا ہی ضرر ہے اور معاشرت کے اخلال سے دوسروں کا ضرر ہے اور دوسروں کو ضرر پہنچانا اشد ہے اپنے نفس کو ضرر پہنچانے سے) اس درجہ میں اس کو ان دونوں پر تقدم ہے، آخر کوئی بات تو ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے سورۂ فرقان میں: اَلَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ[۷] هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا کو، کہ دال ہے حسن معاشرت پر ذکر میں مقدم فرمایا، صلوٰۃ و خشیت[۸] و اعتدال فی الانفاق و توحید پر جو کہ باب طاعات مفروضہ و عقائد سے ہیں اور یہ تقدم علی الفرائض[۹] تو محض بعض وجوہ سے ہے، لیکن نفل عبادت پر اس کا تقدم من کل الوجوہ ہے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو دو عورتوں کا ذکر کیا گیا، ایک تو نماز روزہ کثرت سے کرتی تھی (یعنی نوافل، کیونکہ کثرت انہی میں ہو سکتی ہے) مگر اپنے ہمسایوں کو ایذا پہنچاتی تھی، دوسری زیادہ نماز روزہ نہ کرتی تھی (یعنی صرف ضروریات پر اکتفا کرتی تھی) مگر ہمسایوں کو ایذا نہ دیتی تھی، آپ نے پہلی کو دوزخی دوسری کو جنتی

---

[۱] بغیر اجازت [۲] مسلمان کامل، تو وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے بھی کسی کو تکلیف نہ ہو، اس کو بخاری نے روایت کیا ہے ۱۲ [۳] اچھی عادت ۱۲ [۴] بُری عادت [۵] چھلکا بغیر مغز کے [۶] جو لوگ کہ زمین پر متواضع چلتے ہیں اور جب ان سے کوئی بات چیت کرتے ہیں تو اچھی بات کہتے ہیں ۱۲ [۷] نماز اور خوف و خرچ میں اعتدال کرنے اور توحید ۱۲ [۸] فرائض پر مقدم کرنا ۱۲

فرمایا اور بابِ معاملات سے گو اس حیثیتِ مذکورہ سے یہ مقدم نہیں کیونکہ اس کے اخلال سے بھی دوسروں کو ضرر پہنچتا ہے مگر ایک دوسری حیثیت سے یہ اس سے بھی اہم ہے اور وہ یہ کہ گو عوام نہ سہی مگر خواص باب معاملات کو داخلِ دین سمجھتے ہیں اور بابِ معاشرت کو جُز اخص الخواص[۱] کے بہت خواص بھی داخل دین نہیں سمجھتے اور جو بعض سمجھتے ہیں ہیں مگر معاملات کے برابر اس کو مہتم بالشان[۲] اعتقاد نہیں کرتے اور اسی وجہ سے عملاً بھی اس کا اعتنار[۳] کم کرتے ہیں اور اخلاقِ باطنی کی اصلاح عباداتِ مفروضہ کے حکم میں ہے، جو حیثیت تقدم معاشرت علی العبادات کی اوپر مذکور ہو چکی ہے وہ یہاں بھی جاری ہے، غرض اس جُز یعنی بابِ معاشرت کا سب اجزا، دین سے مقدم و مہتم بالشان ہونا کسی سے من وجہ اور کسی سے من وجہ ثابت ہو گیا، مگر باوجود اس کے عوام کا تو بکثرت اور خواص کا سے بعض کا اس کی طرف خود عملاً بھی التفات کم ہے اور جو کسی نے خود عمل بھی کیا مگر دوسروں کو خواہ وہ اجانب ہوں یا اپنے متعلقین ہوں، روک ٹوک یا تعلیم و اصلاح کرنا تو مفقود محض ہے۔ اس وجہ سے مدت سے اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ کچھ ضروری آدابِ معاشرت جن کا اکثر اوقات موقع اور اتفاق پڑتا ہے، تحریراً ضبط کر دیئے جائیں، اور گو یہ احقر مدتوں سے اپنے متعلقین کو ایسے موقع پر زبانی احتساب کرتا رہتا ہے گو اس میں میری اتنی خطا ضرور ہے کہ بعض وقت مزاج میں حدت پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف کر کے اصلاح فرمائے اور اکثر واعظ میں بھی ایسے امور کی تعلیم و تبلیغ کرتا ہوں، مگر حسبِ قول مشہور "العلم صید والکتابۃ قید" جو بات تحریر میں ہے تقریر میں کہاں، اس لئے تحریر ہی کرنے کی ضرورت معلوم ہوتی تھی مگر اتفاق سے دیر ہی ہوتی گئی۔ خدائے تعالیٰ کے علم میں اس کا یہی مقدر تھا۔ اور "کیف ما اتفق" جو بات یاد آئے گی یا پیش آئے گی بلا کسی خاص ترتیب کے لکھتا چلا جاؤں گا۔ اگر یہ رسالہ بچوں بلکہ بڑوں کو بھی پڑھایا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں لطفِ جنت نصیب ہونے لگے گا: جیسا کہا گیا ہے ؎

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد ÷ کسے را با کسے کارے نباشد

---

[۱] ترغیب ترہیب منذری عن احمد دینا و دابن حبان وحاکم وابوبکر بن ابی [۲] اہتمام کے قابل۔
[۳] پرواہ [۴] الحمدللہ کہ اب اس کی نوبت آئی ہیں ہر تعلیم کے لئے لفظ از کچھ سرخی فرما دول۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

ادب ۱ : جب کسی کے پاس ملنے یا کچھ کہنے جاؤ اور اس کو کسی شغل کی وجہ سے فرصت نہ ہو، مثلاً قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہے یا وظیفہ پڑھ رہا ہے یا قصداً مقامِ خلوت میں بیٹھا کچھ لکھ رہا ہے یا سونے کے لئے آمادہ ہے، یا قرائن سے اور کوئی ایسی حالت معلوم ہو جس سے غالباً اس شخص کی طرف متوجہ ہونے سے اس کا حرج ہوگا یا اس کو گرانی و پریشانی ہوگی، ایسے وقت میں اس سے کلام و سلام مت کرو بلکہ یا تو چلے جاؤ اور اگر بہت ہی ضرورت کی بات ہو تو مخاطب سے پہلے پوچھ لو کہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں، پھر اجازت کے بعد کہہ دے، اس سے تنگی نہیں ہوتی اور یا فرصت کا انتظار کرو، جب اس کو فارغ دیکھو مل لو۔

ادب ۲ : جب کسی کے انتظار میں بیٹھنا ہو تو ایسے موقع پر اور اس طور سے مت بیٹھو کہ اس شخص کو یہ معلوم ہو جائے کہ تم اس کا انتظار کر رہے ہو، اس سے خواہ مخواہ اس کا دل مشوش ہو جاتا ہے اور اسکی یکسوئی میں خلل پڑتا ہے۔ بلکہ اس سے دور اور نگاہ سے پوشیدہ ہو کر بیٹھو

ادب ۳ : مصافحہ ایسے وقت مت کرو کہ دوسرے کے ہاتھ ایسے شغل میں رُکے ہوں کہ ہاتھ خالی کرنے میں اس کو خلجان ہوگا، بلکہ سلام پر کفایت کرو اور اسی طرح مشغولی کے وقت میں بیٹھنے کے لئے منتظر اجازت مت رہو بلکہ خود بیٹھ جاؤ۔

ادب ۴ : بعضے آدمی صاف بات نہیں کہتے تکلف کے کنایات کے استعمال کو ادب سمجھتے ہیں اس سے بعض اوقات مخاطب نہیں سمجھتا یا غلط سمجھتا ہے جس سے فی الحال یا فی المآل پریشانی ہوتی ہے، بات بہت واضح کہنا چاہیئے۔

ادب ۵ : بعضے آدمی بلاضرورت دوسرے شخص کی پشت کے پیچھے بیٹھ جاتے ہیں، اس سے دل اُلجھتا ہے یا پُشت کے پیچھے نماز کی نیت باندھ لیتے ہیں، سو اگر وہ اپنی جگہ سے اٹھنا چاہے تو پیچھے والے کی وجہ سے اُٹھ نہیں سکتا اور محبوس ہو جاتا ہے اور اس سے تنگی ہوتی ہے۔

ادب ۶ : بعضے آدمی مسجد میں ایسی جگہ نیت باندھتے ہیں کہ گزرنے والوں کا راستہ بند ہو جاتا ہے، مثلاً در کے سامنے یا دیوار شرقی سے بالکل مل کر نہ پشت کی طرف

سے نکلنے کی گنجائش رہے اور نہ سامنے سے بوجہ گناہ کے گزر سکے۔ سو ایسا نہ کرے بلکہ دیوارِ قبلہ کے قریب ایک گوشہ میں نماز پڑھے۔

ادب ۷: کسی کے پاس جاؤ تو سلام سے یا کلام سے یا روبرو بیٹھنے سے غرض کسی طرح سے اس کو اپنے آنے کی خبر دو اور بدون اطلاع کے، آڑ میں ایسی جگہ مت بیٹھو کہ اس کو تمہارے آنے کی خبر نہ ہو، کیونکہ شاید وہ کوئی ایسی بات کرنا چاہے جس پر تم کو مطلع نہ کرنا چاہے تو بدون اس کی رضا کے اس کے راز پر مطلع ہونا بُری بات ہے، بلکہ اگر کسی بات کے وقت یہ احتمال ہو کہ بے خبری کے گمان میں وہ بات ہو رہی ہے تو تم فوراً وہاں سے جدا ہو جاؤ یا اگر تم کو سوتا سمجھ کر ایسی بات کرنے لگے تو فوراً اپنا بیدار ہونا ظاہر کر دو۔ البتہ اگر تمہارے یا کسی اور مسلمان کی ضرر رسانی کی کوئی بات ہوتی ہو تو اس کو ہر طرح سُن لینا دُرست ہے تاکہ حفاظت ضرر سے ممکن ہو۔

ادب ۸: کسی ایسے شخص سے کوئی چیز مت مانگو کہ قرائن سے یقین ہو کہ وہ باوجود گرانی کے بھی انکار نہ کر سکے گا۔ اگرچہ یہ مانگنا بطورِ قرض یا رعایت ہی کے ہو البتہ اگر یہ یقین ہو کہ اس کو گرانی ہی نہ ہو گی یا اگر گرانی ہوئی تو یہ آزادی سے عذر کر دے گا تو مضائقہ نہیں اور یہی تفصیل ہے کسی کام بتلانے میں، کوئی فرمائش کرنے میں، کسی سے کسی کی سفارش کرنے میں اس میں آج کل بہت ہی شامل ہے۔

ادب ۹: اگر کسی بزرگ کا جوتہ اٹھانا چاہو تو جس وقت وہ پاؤں سے نکال رہے ہوں اس وقت ہاتھ میں مت لو۔ اس سے بعض اوقات دوسرا آدمی گر پڑتا ہے۔

ادب ۱۰: بعض اوقات بعض خدمت دوسرے سے لینا پسند نہیں ہوتا سو ایسی خدمت پر اصرار نہ کرنا چاہئے کہ خود مخدوم کو تکلیف ہوتی ہے اور یہ بات اس مخدوم کی صریح مخالفت یا قرائن سے معلوم ہوتی ہے۔

ادب ۱۱: کسی کے پاس بیٹھنا ہو تو نہ اس قدر مل کر بیٹھو کہ اس کا دل گھبرا دے اور نہ اس قدر فاصلے سے بیٹھو کہ بات چیت کرنے میں تکلف ہو۔

ادب ۱۲: مشغول آدمی کے پاس بیٹھ کر اس کو مت تکو کہ اس سے دل بٹتا ہے

اور دل پر بوجھ معلوم ہوتا ہے بلکہ خود اس کی طرف متوجہ ہو کر بھی مت بیٹھو۔

مہمانی کے آداب

ادب ۱۳: اگر کسی کے ہاں مہمان جاؤ اور تم کو کھانا کھانا منظور نہ ہو، خواہ تو اس وجہ سے کہ کھا چکے ہو یا روزہ ہو یا کسی وجہ سے کھانے کا ارادہ نہ ہو تو فوراً جاتے ہی ان کو اطلاع کر دو کہ میں اس وقت کھانا نہ کھاؤں گا، ایسا نہ ہو کہ وہ انتظام کرے اور انتظام میں اس کو تعب بھی ہو پھر کھانے کے وقت اس سے یہ اطلاع کرو تو اس کا یہ سب اہتمام و طعام ضائع ہی گیا۔

ادب ۱۴: اسی طرح مہمان کو چاہیئے کہ کسی کی دعوت بدون میزبان سے اجازت حاصل کئے ہوئے قبول نہ کرے۔

ادب ۱۵: اسی طرح مہمان کو چاہیئے کہ جہاں جائے میزبان سے اطلاع کر دے تاکہ اس کو کھانے کے وقت تلاش میں پریشانی نہ ہو۔

ادب ۱۶: کوئی حاجت لے کر کہیں جائے تو موقع پا کر فوراً اپنی بات کہہ دے، انتظار نہ کرائے بعضے آدمی پوچھنے پر تو کہہ دیتے ہیں کہ صرف ملنے آئے ہیں، جب وہ بے فکر ہو گیا اور موقع بھی نہ رہا۔ اب کہتے ہیں کہ ہم کو کچھ کہنا ہے تو اس سے بہت اذیت ہوتی ہے۔

ادب ۱۷: اس طرح جب بات کرنا ہو سامنے بیٹھ کر بات کرے پشت پر سے بات کرنے سے الجھن ہوتی ہے۔

ادب ۱۸: کوئی چیز کئی شخصوں کے استعمال میں آتی ہے تو جو شخص اس کو اٹھا کر کام لے بعد فراغ جس جگہ سے اٹھائی تھی وہاں ہی رکھ دے اس کا بہت اہتمام کرے۔

ادب ۱۹: بعض دفعہ کسی ایسے موقعہ پر جہاں ہر وقت چارپائی نہیں بچھی رہتی۔ سونے یا بیٹھنے کے لئے چارپائی بچھائی جاتی ہے۔ سو جب فارغ ہو جائے اس جگہ سے اٹھا کر کہیں ایک طرف رکھ دے تاکہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔

ادب ۲۰: کسی کا خط جس کے تم مکتوب الیہ نہ ہو مت دیکھو، نہ حاضرانہ جیسے

بعضے آدمی لکھتے ہیں۔ دیکھتے جاتے ہیں اور نہ غائبانہ۔

ادب ۲۱ : اسی طرح کسی کے سامنے کاغذات رکھے ہوں، ان کو اُٹھا کر مت دیکھو، شاید وہ شخص کسی کاغذ کو تم سے پوشیدہ کرنا چاہتا ہے گو وہ چھُپا ہوا کیوں نہ ہو، کیونکہ بعض دفعہ وہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ اس کاغذ کا اس شخص کے پاس ہونا تم کو معلوم ہو۔

ادب ۲۲ : جو شخص کھانے کے لئے جا رہا ہو یا بُلایا گیا ہو اس کے ساتھ اس مقام تک مت جاؤ کیونکہ صاحب خانہ شرما کر کھانے کی تواضع کرتا ہے اور دل اندر سے نہیں چاہتا اور بعضے جلدی قبول کر لیتے ہیں تو صاحب خانہ کی بلا رضا کھانا کھایا اور اگر قبول نہ کیا ہو تو صاحب خانہ کی سبکی ہے۔ پھر خود صاحب خانہ کا اوّل دہلہ میں تردد یہ بھی مستقل ایذا ہے۔

ادب ۲۳ : جب کسی شخص سے کوئی حاجت پیش کرنا ہو جس کو پہلے بھی ذکر کر چکا ہو تو دوبارہ پیش کرنے کے وقت بھی پوری بات کہنا چاہیئے۔ قرائن پر یا پہلی بات کے بھروسہ پر نا تمام بات نہ کہے۔ ممکن ہے مخاطب کو پہلی بات یاد نہ رہی ہو اور غلط سمجھ جائے یا نہ سمجھنے سے پریشان ہو۔

ادب ۲۴ : بعضے آدمی پیچھے بیٹھ کر کھنکارا کرتے ہیں تاکہ کھنکارنے کی آواز سُن کر یہ شخص ہم کو دیکھے اور پھر ہم سے بات کرے، سو اس حرکت سے سخت اذیت ہوتی ہے اس سے تو یہی بہتر ہے کہ سامنے آ بیٹھے اور جو کچھ کہنا ہو کہہ دے اور مشغول آدمی کے ساتھ یہ بھی جب کرے کہ سخت ضرورت ہو۔ ورنہ یہی بہتر ہے کہ اس کے فارغ ہونے تک ایسی جگہ بیٹھ جائے کہ اس کو اس کے آنے کی اطلاع بھی نہ ہو۔ ورنہ اس سے بھی احیاناً پریشان ہو جاتا ہے۔ پھر جب یہ فارغ ہو جائے پاس آ بیٹھے اور جو کچھ کہنا ہو کہ سُن لے۔

ادب ۲۵ : جو آدمی تیزی کے ساتھ جا رہا ہو راستہ میں اس کو مصافحہ کے لئے

مت رد کو کہ شاید اس کا کوئی حرج ہو، اسی طرح اس کو ایسے وقت میں کھڑا کر کے بات مت کرو۔

ادب ۲۶: بعضے آدمی مجلس میں پہنچ کر سب سے الگ الگ مصافحہ کرتے ہیں، اگرچہ سب سے تعارف نہ ہو، اس میں بہت وقت صرف ہوتا ہے اور فراغ تک تمام مجلس مشغول اور پریشان رہتی ہے۔ مناسب یہ ہے کہ جس کے پاس قصد کر کے آئے ہو اس سے مصافحہ پر کفایت کرو، البتہ اگر دوسروں سے بھی تعارف ہو تو مضائقہ نہیں۔

ادب ۲۷: اگر کہیں جائے اور صاحب خانہ سے کچھ حاجت یا فرمائش کرنا ہو مثلاً کسی بزرگ سے کوئی تبرک لینا ہو تو ایسے وقت میں اس کو ظاہر کر دو اور درخواست کر دو کہ اس شخص کو اس کے پورا کرنے کا وقت بھی ملے۔ بعضے آدمی عین جانے کے وقت فرمائش کرتے ہیں تو اس میں صاحب خانہ کو بڑی تنگی پیش آتی ہے۔ وقت تو محدود ہوتا ہے کیونکہ مہمان جانے پر تیار ہے اور ممکن ہے کہ اس محدود وقت کے اندر اس کو مہلت نہ ہو کسی کام میں مشغول ہو پس نہ تو اس کے کام کا حرج گوارا ہے نہ اس درخواست کا رد کرنا گوارا ہے، تو اس سے بہت تنگی پیش آتی ہے تو ایسا کام کرنا جس سے دوسرے شخص کو تنگی ہو روا نہیں اور تبرک مانگنے میں اس کا بھی لحاظ رکھو کہ وہ چیز ان بزرگ سے بالکل زائد ہو ورنہ سہل یہ ہے کہ چیز اپنے پاس سے یہ کہہ کر ان کو دے دو کہ آپ اس کا استعمال کر کے ہم کو دیجئے۔

ادب ۲۸: بعضے آدمی تھوڑی بات پکار کر کہتے ہیں اور تھوڑی بات بالکل آہستہ کہ سنائی بھی نہ دے، یا ناتمام سنائی دے اور دونوں صورتوں میں ممکن ہے کہ سامع کو غلط فہمی یا تردد و الجھن ہو اور دونوں کا نتیجہ ناگوار ہے بات کے ہر جز کو بہت صاف کہنا چاہیئے۔

ادب ۲۹: بات کو اچھی طرح توجہ سے سننا چاہیئے اور اگر کچھ شبہ رہے تو متکلم سے دوبارہ تحقیق کرنا چاہیئے بے سمجھے محض اجتہاد سے عمل نہ کرے، بعض اوقات غلط فہمی کیساتھ عمل کرنے سے متکلم کو اذیت ہوتی ہے۔

ادب ۳۰: اگر کوئی اپنا مطاع کوئی کام بتلائے تو اس کو پورا کر کے ضرور اطلاع دینا چاہیئے، اکثر اوقات وہ انتظار میں رہتا ہے۔

ادب ۳۱: کہیں مہمان آ جائے تو وہاں کے انتظامات میں مہمان ہونے کی حیثیت سے ہرگز دخل نہ دے البتہ اگر میزبان کوئی خاص انتظام اس کے سپرد کر دے تو اس کے اہتمام کا مضائقہ نہیں۔

ادب ۳۲: جب اپنے سے بڑے کے ساتھ ہو بدون اس کی اجازت کے مستقل کوئی کام نہ کرنا چاہیئے۔

ادب ۳۳: ایک نو وارد شخص سے پوچھا گیا کہ تم کب جاؤ گے؟ اس نے جواب دیا جب حکم ہو۔ اس پر تعلیم کی گئی کہ یہ مہمل جواب ہے۔ مجھ کو کیا خبر کہ تمہاری کیا حالت ہے کیا مصلحت ہے، کس قدر گنجائش وقت میں ہے۔ یوں چاہیئے کہ جواب میں اپنے ارادہ سے اطلاع دے اور اگر ایسا ہی ادب و اطاعت و تفویض کا غلبہ ہے تو بعد اطلاع ارادہ کے اتنا اور کہہ دے کہ میرا ارادہ تو اس طرح ہے، آگے جس طرح حکم ہو۔ غرض ایسا جواب مت دو کہ پوچھنے والے پر بار پڑے۔

ادب ۳۴: ایک طالب علم نے کسی کے لئے تعویذ دردِ زِہ مانگا، اس کو تعلیم کیا گیا کہ طالب علم کو دوسروں کے حوائج دنیویہ پیش نہ کرنا چاہیئے۔ اگر کوئی شخص اس سے ایسی فرمائش کرے تو عذر کر دے کہ ہم کو اس سے معاف کرو۔ خلافِ ادب ہے۔

ادب ۳۵: ایک طالب علم مہمان آئے جو پہلے بھی آئے تھے اور دوسری جگہ ٹھہرے تھے اور اب کی بار یہاں ٹھہرنے کے قصد سے آئے مگر ظاہر نہیں کیا کہ اس دفعہ تمہارے پاس ٹھہرا ہوں۔ اس لئے کھانا نہ بھیجا گیا۔ بعد میں پوچھنے سے معلوم ہوا، کھانا منگایا گیا اور ان کی فہمائش کی کہ ایسی حالت میں از خود ظاہر کر دینا چاہیئے تھا کیونکہ بے کہے کیسے معلوم ہوا اور بوجہ اس کے کہ پہلے اور جگہ قیام کیا تھا۔ کیسے احتمال ہو کہ خود ہی پوچھ لیا جاتے۔

ادب ۳۶: مہمان را بافضولے چہ کار، ایک مہمان نے دوسرے مہمان سے کہا تھا کہ کھانا تیار ہے۔

ادب ۳۷: ایک مہمان صاحب نے میزبان کے خادم سے پانی یہ کہہ کر مانگا کہ پانی لاؤ۔ فرمایا کہ تحکم کا لہجہ ہرگز نہیں چاہیئے۔ یہ بد اخلاقی ہے۔ یوں کہنا چاہیئے کہ تھوڑا پانی دیجئے گا۔

ادب ۳۸: ہدیہ کے آداب میں یہ ہے کہ اگر کچھ درخواست کرنی ہو تو ہدیہ نہ دے۔

اس میں مہدی الیہ کو یا تو مجبور ہونا پڑتا ہے یا ذلیل۔ اسی طرح ہدیہ سفر میں بعض اتنی مقدار میں دیتے ہیں کہ لے جانا زحمت ہوتا ہے۔ اگر ایسا شوق ہو مقام قیام پر پارسل کے ذریعہ سے بھیج دے۔

ادب ۳۹: (ابتدائی) خدمت شیخ پہلی ملاقات میں کرنا سخت بار معلوم ہوتا ہے۔ اگر شوق ہے، پہلے بے تکلفی پیدا کرے۔

ادب ۴۰: اگر مجلس میں کوئی خاص گفتگو ہو رہی ہو تو نئے آنے والے کو چاہیئے کہ خواہ مخواہ سلام کر کے اپنی طرف متوجہ کر کے سلسلۂ گفتگو میں مزاحم نہ ہو بلکہ چاہیئے کہ چپکے سے نظر بچا کر بیٹھ جائے پھر موقعہ سے سلام وغیرہ کر سکتا ہے۔

ادب ۴۱: کھانے پر اصرار تکلف کے ساتھ خلاف مصلحت مہمان نہ چاہیئے۔

ادب ۴۲: خواہ مخواہ بیٹھ کے پیچھے بیٹھنا سخت بار معلوم ہوتا ہے، تعظیم کے لئے ہر نشست و برخاست کے موقعہ پر اکثر باوجود ضرورت اُٹھنے سے مانع ہوتا ہے، نہیں چاہیئے۔

ادب ۴۳: جہاں جس کا جوتہ رکھا ہو اس کو ہٹا کر اپنا جوتہ رکھ کر، جگہ کر کے مسجد وغیرہ میں نہ جانا چاہیئے۔ جہاں جس کا جوتا رکھا ہو وہ اسی کا حق ہے، وہیں آکر دیکھے گا۔ نہ ملے گا پریشان ہوگا ؎

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد

ادب ۴۴: وظیفہ پڑھتے وقت خاص طور سے قریب بیٹھ کر انتظار کرنا قلب کو متعلق کر کے وظیفہ کو مخل کرنا ہے۔ البتہ اپنی جگہ بیٹھا رہے تو کچھ حرج نہیں۔

ادب ۴۵: بات ہمیشہ صاف اور بے تکلف کہہ دے، تکلیف کی تمہید وغیرہ نہ کرے۔

ادب ۴۶: کسی کے توسط سے بلا ضرورت پیغام نہ پہنچائے، جو کچھ کہنا ہو خود بے تکلف کہہ دے۔

ادب ۴۷: ہدیہ کے بعد فوراً ہدیہ لینے والے کے سامنے اس رقم کو چندہ خیر میں بھی دینا دل شکنی ہے، ایسے وقت میں دے کہ اس کو معلوم نہ ہو۔

ادب ۴۸: ایک دیہاتی کچھ باتیں کر رہا تھا، بعض باتیں بے تمیزی کی بھی کرنے لگا ایک

شخص نے اہلِ مجلس میں سے اشارہ سے اس کو روک دیا۔ اس شخص کو سختی سے تنبیہ کی کہ تم کو اس کے روکنے کا کیا حق تھا تم لوگوں کو مرعوب کرتے ہیں، میری مجلس کو فرعون کی مجلس بنا کے ہو، اگر کہا جائے کہ بے تمیزی کرتا تھا، سو بے تمیزی سے روکنے کے لئے خدا نے مجھ کو بھی زبان دی ہے۔ تم کیوں دخل دیتے ہو اور اس دیہاتی سے کہا کہ جو کچھ کہنا ہے آزادی سے کہو۔

ادب ۴۹: اپنے بزرگ کے ساتھ اگر ان کے بعض متعلقین کی بھی دعوت کرے تو خود ان سے نہ کہے کہ فلاں کو بھی لیتے آیئے بعض اوقات یاد نہیں رہتا نیز اپنا کام ان سے لینا خلافِ ادب بھی ہے بلکہ اُن سے اجازت لے کر اس متعلق سے خود کہہ دے اور اس متعلق کو بھی چاہیے کہ اپنے بزرگ سے پُوچھ کر منظور کرے۔

ادب ۵۰: ایک شخص گلاس میں پانی لاتا تھا کبھی اپنے لئے پڑھواتا تھا کبھی کسی اور کے لئے مگر بدون پوچھے یہ نہیں بتلاتا تھا کہ اس وقت کس کے لئے پڑھواتا ہوں، اس کو فہمائش کی گئی کہ مجھ کو علمِ غیب نہیں امتیاز کا اور کوئی قرینہ اصطلاحیہ بھی مقرر نہیں کیا گیا تو ہر بار میں استفسار کا بار مجھ پر رکھنا یہ بھی خلافِ تہذیب ہے۔ گلاس رکھ کر از خود یہ کہہ دیا کرو کہ فلاں شخص کے لئے پڑھوانا ہے۔

ادب ۵۱: بعض لوگ صرف اتنا کہتے ہیں کہ ایک تعویذ دے دو اور بدون پوچھے نہیں بتلاتے کہ کس بات کا، اس میں بھی تکلیف ہوتی ہے۔

ادب ۵۲: ایک شخص نے کچھ آٹا لاکر رکھ دیا کہ یہ لایا ہوں اور یہ نہیں کہا کس واسطے اس کو واپس کر دیا کہ جب تک پیش کرنے کے ساتھ از خود یہ نہ کہو گے کہ میرے واسطے لائے ہو یا مدرسہ کے لئے، اس وقت تک نہ لیا جائے گا۔

ادب ۵۳: استنجا خانہ کو جاتے ہوئے دیکھا کہ ایک طالب علم وہاں پیشاب کر رہا ہے اس کے فارغ ہونے کے انتظار میں ذرا فاصلے سے آڑ میں کھڑا ہو گیا۔ جب زیادہ دیر ہو گئی تو سامنے ہو کر دیکھا تو وہ طالب علم صاحب پیشاب سے فارغ ہو کر استنجا خشک کرنے کے لئے بھی وہیں کھڑے ہیں، اس پر ان کو فہمائش کی گئی کہ اب اس جگہ کو محبوس کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہاں سے ہٹ کر استنجا خشک کرنا چاہئے تھا۔ بعضے لوگ لحاظ کے

سبب اس جگہ کے خالی ہونے کے منتظر رہتے ہیں۔ دوسرے کے ہوتے ہوئے آتے ہوئے شرماتے ہیں۔

ادب ۵۴: ایک شخص کو دیکھا کہ استنجا سکھاتا ہوا ایک عام گزرگاہ پر ٹہل رہا ہے اس پر فہمائش کی کہ حتی الامکان لوگوں کی نظر سے چھپ کر استنجا سکھانا چاہیئے، جس قدر بھی دوری ممکن ہو۔

ادب ۵۵: مجھ کو مدرسہ کی ایک کتاب کی ضرورت ہوئی جو میرے ایک دوست کے پاس امانت تھی۔ وہ اس وقت موجود نہ تھے، میں نے ان کے بیٹھنے کی جگہ اس کی تلاش کرائی نہ ملی، خود دیکھنے اٹھا نہ ملی۔ دفعتہً کسی کی نظر پڑی کہ اسی جگہ ایک طالب علم وہاں ہی بیٹھے تکرار کسی کتاب کا کر رہے ہیں اور سر کے نیچے بطور تکیہ کے وہ مدرسہ کی کتاب رکھ چھوڑی ہے جو ان کے کتاب کے نیچے ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آتی۔ دفعتہً وہ پہچانی گئی تب وہ ملی۔ ان طالب علم صاحب کو ملامت کی گئی کہ بلا اطلاع کسی کی چیز کا استعمال کرنا اوّل تو ناجائز ہے۔ دوسرے اسمیں خرابی یہ ہے کہ تمہاری بدولت اتنی دیر تک کئی آدمی پریشان رہے۔ ایسی حرکتیں مت کیا کرو۔

ادب ۵۶: کوئی اپنا[۱] بزرگ کسی کام کی فرمائش کرے تو اس کو سرانجام دے کر اطلاع بھی دینا چاہیئے۔ تاکہ اس بزرگ کو انتظار سے انتشار نہ ہو۔

ادب ۵۷: پنکھا جھلنے والوں کو کئی رعایت رکھنے کے لئے کہا گیا۔ اوّل تو یہ کہ پہلے پنکھے کو ہاتھ سے یا کپڑے سے خوب جھاڑو، کیونکہ بعض اوقات پنکھے کے فرش پر پڑے رہنے سے اس میں کچھ گرد و غبار کبھی کوئی باریک سا ریزہ مٹی کا یا چونے کا یا کنکر کا لگا رہتا ہے اور حرکت دینے سے وہ آنکھ وغیرہ میں جا پڑتا ہے جس سے تکلیف ہوتی ہے، دوسرے ہاتھ ایسے انداز سے رکھو کہ نہ تو سر وغیرہ میں لگے اور نہ اس قدر اونچا ہے کہ ہوا ہی نہ لگے اور ایسے زور سے بھی مت جھلو، جس سے دوسرا پریشان ہو۔ تیسرے اس کا خیال رکھو کہ کسی پاس بیٹھے ہوئے آدمی کو ایذا نہ ہو، مثلاً پنکھا اس کے منہ سے اڑا دیا جائے

---

[۱] اس نمبر اور نمبر ۳۰ کا مضمون ایک ہے، بظاہر یہ تکرار سہواً ہوا ہے۔ محمد شفیع ۱۲

یا دیوار کی طرح اس کے سامنے بطور آڑ کے ہو جائے۔ چوتھے جب مخدوم اُٹھنے کو ہو تو خیال رکھو کہ پہلے ہی پنکھا ہٹا لو تا کہ لگ نہ جائے۔ پانچویں اگر کوئی کاغذ وغیرہ نکالنے لگیں تو پنکھا روک لو، مشین کی طرح تار نہ باندھ دو۔

ادب ۵۸: بعض طبائع پر ایسے شخص سے ہدیہ لینا گراں گزرتا ہے، جن کی کوئی حاجت ان سے متعلق ہو، مثلاً دُعا کرانا، کوئی تعویذ لینا، سفارش کرانا، مرید ہونا وشل ذالک، سو اس کی بہت احتیاط رکھے، ہدیہ تو محض محبت سے ہونا چاہیئے جس میں کوئی غرض نہ ہو، اگر کوئی حاجت ہی ہو تو اس کے ساتھ نہ ملائے، بلکہ جب حاجت پیش کر دے تو یہ شبہ نہ ہو کہ وہ ہدیہ اس واسطے دیا تھا اور جب ہدیہ پیش کرے تو یہ شبہ نہ ہو کہ کسی حاجت کے لئے دیا تھا۔

ادب ۵۹: ایک صاحب تو میرے لئے قبل از نماز صبح اس خیال سے کہ میں گھر سے آ کر وضو کروں گا، لوٹا پانی کا بھر کر اور اس پر مسواک رکھ کر رکھ دیا، جب میں مسجد میں آیا تو اتفاق سے مجھ کو وضو تھا، سیدھا مسجد میں چلا گیا، مگر مسجد میں پہنچ کر اتفاق سے بلاقصد اس لوٹے پر نظر پڑی، اپنی مسواک پہچان کر سمجھا کہ یہ لوٹا میرے لئے رکھا گیا ہے، میں نے تحقیق کیا کہ کس نے رکھا ہے، بہت تشویش کے بعد رکھنے والے نے خود ظاہر کیا، میں نے اس وقت مجملاً اور نماز پڑھ کر مفصلاً ان صاحب کو فہمائش کی کہ دیکھو تم نے محض احتمال پر کہ شاید میں وضو کروں لوٹا بھر کر رکھ دیا اور یہ احتمال نہ ہوا کہ شاید وضو ہو، چنانچہ وہ تمہارا واقع میں غلط نکلا اور یہ دوسرا احتمال واقع ہوا تو اس صورت میں اگر اتفاق سے میری نظر لوٹے پر نہ پڑتی اور رکھنے والے خود بھی غائب تھے تو یہ لوٹا یوں ہی بھرا ہوا رکھا رہتا اور کوئی برت نہ سکتا۔ اول تو اس کے بھرے ہونے کی وجہ سے کہ یہ قرینہ ہے کہ کسی نے اپنے لئے رکھا ہے اور دوسرے اس پر مسواک رکھے رہنے کے سبب سے کہ یہ تو عادتاً قرینہ قطعیہ ہے۔ دوسروں کو استعمال سے رکنے کا پس جب اس کو کوئی نہیں خرچ کر سکتا تو تم نے ایسی چیز کو بلا ضرورت محبوس کیا جس کے ساتھ نفع عام متعلق ہے جو کہ اسکی وضع ونیت واقف کے خلاف ہے تو یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے، یہ لوٹے

کے متعلق ہوا۔ اب مسواک رہی، سو تم نے بلا ضرورت اس کو محفوظ جگہ سے ہٹا ایک غیر محفوظ جگہ میں رکھ دیا اور چونکہ اس کا انتظام نہیں کیا گیا کہ رکھنے کے بعد اسکی نگرانی بھی کی جائے کہ بعد فراغ اس کو پھر پہلی جگہ رکھ دیا جائے کیونکہ لوٹے پر رکھ کر بزعم خود یقین کر لیا گیا کہ فلاں شخص اس کو استعمال کرے گا اور استعمال کر کے اٹھا کر بھی رکھ دے گا تو اس لئے اس کو ضیاع کے خطرہ میں ڈال دیا۔ تمہاری یہ خدمت اتنے ناجائز امور اور کلفتوں کا سبب ہوئی۔ آئندہ سے کبھی ایسا مت کر دیا تو اجازت لے کر ایسا کر دیا جس وقت دیکھو کر وضو کے لیے آمادہ ہے اسوقت مضائقہ نہیں ورنہ بے قاعدہ خدمت سے بجائے راحت کے اور اُلٹی کوفت ہوتی ہے۔

لطیفہ: یہی حال ہے بدعات کا کہ صورت انکی طاعت کی ہے جیسے یہ صورت خدمت تھی مگر اس میں مفاسد مخفی و مضمر ہوتے ہیں جن کو کم فہم نہیں جانتے، جیسے اس خدمت میں باریک خرابیاں تھیں جن کو خدمت کرنے والے نے نہ جانا۔

ادب ۱۵: ایک طالب علم نے مدرسہ ہی میں ایک رُقعہ میں حاجت کپڑے کی لکھوا کر دوسرے طالب علم کے ہاتھ بھیجا۔ درخواست کنندہ کو بُلا کر اسکی وجہ پوچھی گئی، اس نے بیان کیا کہ مجھ کو کوئی کام نکل آیا تھا اس لئے دوسرے کے ہاتھ بھیج دیا۔ اس پر فہمائش کی گئی کہ ایک تو اس میں قلت ادب ہے کہ باوجود ہر وقت ایک جگہ رہنے کے محض بسبب ایک کام نکل آنے کے، نہ کہ بسبب خجالت و حیاء کے (کہ وہ بھی ایک درجہ میں عذر ہوتا ہے) خود آکر استدعا نہیں کی دوسرے کے ہاتھ پیام بھیجا جو کہ مساوات کے درجہ میں ہوتا ہے، دوسرے اس میں بے رغبتی کی صورت ہے کہ بیگار سی ٹال دے، تیسرے اس میں دوسرے سے خدمت لینا ہے ابھی سے مخدومیت سیکھتے ہو، اور یہ بھی کہا کہ اس بے تمیزی کی سزا یہ ہے کہ چار روز کے لئے یہ درخواست واپس کرتا ہوں پھر اپنے ہاتھ سے دینا، چنانچہ چوتھے روز پھر اپنے ہاتھ سے درخواست دی اور خوشی سے لے لی گئی۔

ادب ۱۶: چند مواقع پر کئی شخصوں کو فہمائش کی گئی کہ بات بہت صاف لفظوں

میں لکھو کر سمجھنے میں غلطی نہ ہو۔

ادب ۹۲: آج کل کی سفارش جبر و اکراہ ہے کہ اپنے اثر سے دوسروں پر زور ڈالتے ہیں جو شرعاً جائز نہیں۔ اگر سفارش کرو تو اس طرح سے کہ مخاطب کی آزادی میں ذرہ برابر خلل نہ پڑے، وہ جائز بلکہ صواب ہے۔

ادب ۹۳: اسی طرح کسی کی وجاہت سے کام نکالنا مثلاً کسی بڑے آدمی سے قرابت ہے اور اُس کے کسی معتقد یا اثر ماننے والے کے پاس اپنی کوئی حاجت لے جائے اور قرائن سے معلوم ہو کہ وہ بطیبِ خاطر اس حاجت میں سعی نہ کرے گا بلکہ محض اس بڑے آدمی کے تعلق اور اثر سے کہ بے توجہی میں وہ ناراض نہ ہو جائے تو اس طرح سے کام نکالنا یا کام کی فرمائش کرنا حرام ہے۔

ادب ۹۴: ایک شخص نے تعویذ مانگا، اُس کو ایک وقت معیّن پر آنے کو کہا۔ وہ دوسرے وقت آیا اور تعویذ مانگا اور کہا کہ مجھ کو تم نے بلایا تھا آیا ہوں اور یہ نہیں ظاہر کیا کہ کس وقت بُلایا تھا، میں نے پوچھا کہ بھائی کس وقت آنے کو کہا تھا، تب اس نے وقت بتایا، میں نے کہا کہ اب تو دوسرا وقت ہے جس وقت بلایا تھا اس وقت آنا چاہیئے تھا، اُس نے کسی کام کا عذر کیا۔ میں نے کہا کہ جس طرح تم کو اس وقت عذر تھا، ہم کو اس وقت عُذر ہے اب یہ کیسے ہو کہ ہر وقت ایک ہی کام کے لئے بیٹھا رہوں، اپنا کوئی کام نہ کروں۔

ادب ۹۵: ایک طالب علم نے دوسرے طالب علم کے ذریعہ سے ایک مسئلہ دریافت کیا اور خود پوشیدہ سُننے کھڑا ہو گیا۔ اتفاقاً میں نے دیکھ لیا، پاس بُلا کر دھمکا کر سمجھایا کہ چوروں کی طرح چھُپ کر سُننے کے کیا معنی؟ کیا کسی نے یہاں آنے سے منع کیا ہے؟ اور اگر شرم آتی تھی تو اپنے فرستادہ سے جواب پُوچھ لیتے۔ چھُپ کے کسی کی باتیں سننا عیب اور گناہ کی بات ہے کیونکہ ممکن ہے کہ متکلم کوئی ایسی بات کرے جس کو مخفی سے مخفی کرنا چاہے۔

ادب ۹۶: ایک شخص فرشی پنکھا کھینچنے لگے۔ میں کسی کام کو اُٹھنے لگا، تو

انھوں نے پنکھے کی رسّی اپنی طرف زور سے کھینچ لی تاکہ پنکھا میرے سر میں نہ لگے۔ میں نے سمجھایا کہ ایسا مت کرو، اگر میں پنکھے کی جگہ خالی دیکھ کر اسی جگہ کھڑا ہو جاؤں اور اتفاق سے رسّی تمہارے ہاتھ سے چھوٹ جائے تو پنکھا سر میں آ کر لگے، بلکہ یہ چاہیئے کہ رسّی بالکل چھوڑ دو تاکہ پنکھا اپنی جگہ آ کر مستقر ہو جائے، پھر اُٹھنے والا خود سنبھل کر اُٹھ جائے۔

ادب ۹۷: مہمان کو چاہیئے کہ اگر مرچ کم کھانے کا عادی ہو یا پرہیزی کھانا کھاتا ہو تو پہنچتے ہی میزبان سے اطلاع کر دے، بعض لوگ جب کھانا دسترخوان پر آ جاتا ہے اس وقت نخرے پھیلاتے ہیں۔

ادب ۹۸: دسترخوان پر بعض اوقات شکر بھی ہوتی ہے، اس وقت بعض خادم اس طرح پنکھا جھلتے ہیں کہ شکر برتن سے اڑنے لگتی ہے اور بعض اوقات اس برتن سے جب چمچہ میں لیتے ہیں تو چمچہ میں سے اُڑنے لگتی ہے سو خادم کو ان باتوں کی تمیز چاہیئے۔

ادب ۹۹: بھائی کے گھر سے ایک بند خط میرے پاس اپنے کارندے کے ہاتھ بھجوایا گیا تاکہ اس کو ڈاک میں چھوڑ دیا جائے اور میں ہی اس کی فرمائش کر آیا تھا کیونکہ اس خط کا مجھ سے تعلق تھا، راہ میں کارندہ نے دیکھا کہ اس وقت ڈاک لے کر ہرکارہ اسٹیشن جاتا ہے کارندہ صاحب نے یہ خیال کر کے کہ ڈاک خانہ میں جانے سے کل نکلے گا، کیونکہ ہرکارہ ریل کے سب پوسٹ ماسٹر کو دے گا، اب میں اس کا منتظر کہ بھائی کے گھر والے میرے پاس خط بھیجیں گے، جب وہ خط نہ آیا تو میں نے تحقیق کیا کہ اس وقت یہ سب قصہ معلوم ہُوا۔ میں نے کارندہ صاحب کو بُلا کر فہمائش کی کہ تم نے امانت میں بلا اذن کیسے تصرّف کیا تم کو کیا معلوم کہ میرے پاس بھیجنے میں کیا مصلحت تھی، اور تم کو کیا معلوم کہ ڈاک خانہ کے ذریعہ سے بھیجنے کو ہرکارہ کے ہاتھ بھیجنے پر کس مصلحت سے ترجیح دیتا، تم نے اپنے اجتہادِ فاسد سے یہ سب مصلحتیں برباد کیں، تم کو دخل دینا کیا ضرور تھا، تمہارا کام صرف اس قدر تھا کہ وہ خط میرے پاس پہنچا دیتے۔ کارندہ نے معذرت کی کہ آئندہ ایسا نہ ہو گا۔

ادب ۱۰۰: ایک طالب علم بازار میں جانے کی اجازت لینے کے لیے آیا اور کھڑا ہو

گیا۔ وہ میرے انتظارِ فراغ میں کھڑا رہا اور مجھ کو اس کا کھڑا ہونا بوجہ صورتِ تقاضہ کے بار معلوم ہوا۔ میں نے سمجھایا کہ اس سے طبیعت تنگ ہوتی ہے، تم کو چاہئیے تھا کہ جب مشغول دیکھا تھا بیٹھ جاتے اور جب فارغ دیکھتے گفتگو کرتے۔

ادب ۱۱: ایک مہمان نے بقصد ہدیہ دینے کے دو روپے میرے قلمدان میں رکھ دیئے اور مجھ کو خبر نہیں کی، میں نمازِ عصر کو اٹھا، قلمدان وہیں رکھا۔ نماز کے بعد کسی ضرورت سے قلمدان منگایا تو اس میں روپے دیکھے پوچھا گیا تو کسی قدر توقف سے ان صاحب نے اس کی اطلاع کی۔ میں نے وہ روپے یہ کہہ کر واپس کر دیئے کہ جب تم کو ہدیہ دینا نہیں آیا تو ہدیہ دینا ہی کیا ضرور۔ کیا یہی طریقہ ہے دینے کا۔ اول تو ہدیہ دیتے ہیں راحت دسترت پہنچانے کو اور جب کہ اس کی تحقیقات میں اس قدر پریشانی ہوئی تو اس کی غرض ہی فوت ہو گئی۔ دوسرے اگر قلمدان میں سے کوئی لے جاتا جس کی نہ تم کو خبر ہوتی اور نہ مجھ کو تو تم اس گمان میں رہتے کہ ہم نے دو روپے دیئے اور میں اس سے ذرا بھی منتفع نہ ہوتا تو مفت کا احسان ہی میرے سر پر رہتا۔ تیسرے اگر کوئی لے بھی نہ جاتا اور میرے ہی ہاتھ لگتے تب بھی مجھ کو یہ کیسے معلوم ہوتا کہ کس نے دیئے اور کس کو دیئے اور جب معلوم ہوتا تو چند روز امانت رکھنے پر مجھ کو بار ہوتا پھر لقطہ کی مد میں صرف کر دیا جاتا۔ یہ ساری مصیبت تکلف کی ہے سیدھی بات تو یہ ہے کہ جس کو دینا ہو اس کے ہاتھ میں سپرد کر دے اور اگر مجمع سے لحاظ معلوم ہو تو تنہائی میں دے دے اور اگر تنہائی میسر نہ ہو تو کہہ دے کہ میں تنہائی میں کچھ کہوں گا، پھر تنہائی ہو دے دے اور مہدی الیہ کو مناسب ہے کہ اس ہدیہ کو ظاہر کر دے خواہ مہدی کے ہوتے ہوئے خواہ اس کے چلے جانے کے بعد جب کہ اس کے شرمانے کا احتمال ہو۔

ادب ۱۲: ایک سفر میں ایک موضع میں لوگوں نے بلایا۔ وہاں سے جب رخصت ہو کر چلنے لگا تو گاؤں والوں نے چاہا کہ تھوڑا تھوڑا سب یکجا جمع کر کے کچھ ہدیہ پیش کریں۔ مجھ کو اطلاع ہوئی، میں نے منع کر دیا کہ ایسی حرکت ہرگز نہ کریں۔ اس میں ایک خرابی تو یہ ہے کہ بعض اوقات تحریک کرنے والے اس کا لحاظ نہیں کرتے کہ مخاطب طیب خاطر

سے دے رہا ہے یا محرک کے الفاظ سے۔ دوسرے اگر طیب خاطر کی بھی رعایت کرلی تب بھی جو مصلحت ہے، ہدیہ میں کہ باہم محبت بڑھے، جب یہی پتہ نہ لگا کہ کس نے کیا دیا ہے تو وہ مصلحت مرتب نہ ہوئی، تیسرے بعض اوقات کسی عذر سے بعض ہدایا کا قبول کرنا خلاف مصلحت ہوتا ہے اور اس عذر کی تحقیق مہدی ہی سے ہوسکتی ہے سو مجتمع ہدایا میں یہ تحقیق بھی دشوار ہے، اس لئے جس کو دینا ہو وہ اپنے ہاتھ سے اس کو دے یا بلا تحریک بطور خود کسی اپنے معتمد کے ہاتھ بھیجے یا ہدیہ کے ساتھ مہدی کا رقعہ ہو۔

ادب ۴: ایک سفر میں بعض لوگ اپنے مکان پر لے جاکر ہدیہ دینے لگے، ان کو سمجھا دیا گیا کہ ایسا کرنے سے دیکھنے والے گھر لے جانے کے واسطے اس کو لازم سمجھیں گے تو غرباء بلاکر تردد میں پڑیں گے یا نہ بلانے کی حسرت ہوگی، جس کو کوئی چیز دینا ہو میری فرودگاہ پر آکر گفتگو کرو تاکہ میری آزادی میں خلل نہ پڑے۔

ادب ۵: ایک شخص سہارنپور سے جمعہ کے روز بارہ بجے دن کی گاڑی میں آئے۔ ایک عزیز نے ان کے ہاتھ کچھ برف بھیجا تھا، وہ مدرسہ میں ایسے وقت پہنچے کہ طلبہ جمعہ میں نہ گئے تھے، وہ شخص برف ایک طباق میں رکھ کر جامع مسجد چلے گئے۔ بعد جمعہ ایک دوست جن سے میں نے وعظ کی درخواست کی تھی وعظ کہنے لگے، چونکہ وہ مجھ سے شرماتے تھے، میں مدرسہ چلا آیا وہ شخص وعظ میں شریک رہے، بہت دیر کے بعد مدرسہ میں آئے اور اس وقت وہ برف پیش کیا جو ایک رومال میں لپٹا ہوا تھا۔ اوّل تو یہی بات نامناسب معلوم ہوئی، برف کے ساتھ کمبل یا ٹاٹ یا بُرادہ لاتے مگر یہ فعل دوسرے کا تھا اور ان کے اختیار سے باہر تھا لیکن جو کام ان کے کرنے کا تھا انہوں نے اس میں بھی کوتاہی کی۔ یعنی اوّل تو آتے ہی برف گھر پہنچاتے، اگر کسی وجہ سے ذہن میں نہیں آتا تھا تو بعد نماز فوراً آجاتے اور اگر آنے کو جی نہیں چاہتا تھا تو جب بھی آنے لگا تھا تو اس وقت مجھ سے اس کی اطلاع کردیتے میں اس کو لے لیتا۔ اب دو گھنٹہ کے بعد آکر سپرد کیا جو قریب قریب کل کے گھل گیا۔ برائے نام تھوڑا باقی رہ گیا۔ مجھ کو تمام قصہ معلوم ہوا تو میں نے فہمائش بھی کی اور چونکہ میری رائے میں باقتضائے خصوصیت ان کی طبیعت کے خالی فہمائش ناکافی

ہوئی اس لئے میں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا تا کہ ان کو ہمیشہ یاد رہے وہ بہت پریشان ہوئے۔ میں نے کہا کہ تم نے ایک شخص کی امانت ضائع کی اور جب ضائع ہو گئی اب مجھ کو دینا چاہتے ہو۔ بلا وجہ احسان لینا نہیں چاہتا۔ اب اس بقیہ کو آپ ہی خرچ کرو، تم کو یا تو امانت نہ لینا چاہیئے تھا اور اگر لی تھی تو اس کا حق پورا پورا ادا کرنا چاہیئے تھا۔

ادب ۷۵: میں صبح کو صحرا سے مدرسہ میں آیا اور سہ دری میں آکر بیٹھا، وہاں ایک عزیز سوتے تھے۔ میں آہستہ سے بیٹھ گیا۔ ڈاک لے جانے والا دکھلانے کے لئے ڈاک کے خطوط لایا، میں نے دیکھ کر لے جانے کے لئے حوالے کر دیئے تو اس نے ٹین کے تلکہ میں جو اسی کام کے لئے موضوع ہے زور سے خط چھوڑے جس سے کارڈ اس سے لگ کر بولے۔ میں نے فہمائش کی کہ سوتے ہوئے کی رعایت کرنا چاہیئے۔

ادب ۷۶: عشاء کی نماز کے بعد میں مسجد میں اتفاقاً لیٹ گیا۔ ایک شخص مسافر ناآشنا آکر پاؤں دبانے لگے مجھ پر بار ہوا، پوچھا کون؟ انہوں نے اپنا نام اور پتہ بتلایا مگر میں نے نہیں پہچانا، میں نے پاؤں دبانے سے روک دیا، اور کہا اوّل ملاقات کرنا چاہیئے پھر اجازت لے کر خدمت کا مضائقہ نہیں ورنہ خدمت سے گرانی ہوتی ہے اور اگر مقصود اس سے ملاقات ہے تو ملاقات کا یہ طریقہ نہیں پھر میں نے سمجھا دیا کہ اب عشاء کے بعد آرام کا وقت ہے کہ تم بھی آرام کرو، صبح کو ملنا، چنانچہ صبح ملے، اس وقت پھر اچھی طرح سمجھا دیا۔

ادب ۷۷: ایک صاحب نے خط میں بعض مضامین جواب طلب لکھے اور اسمیں یہ بھی لکھ دیا کہ پانچ روپے کا منی آرڈر بھیجتا ہوں، اس مضمون کی وجہ سے اس کے انتظار میں اس خط کا جواب نہ گیا کہ وصول ہونے کے بعد ساتھ ہی ساتھ رسید بھی لکھ دی جائے گی، اس میں کئی روز گزر گئے اور معلوم نہیں کیا سبب روپیہ وصول نہ ہوا اور دوسرے مضامین کے سبب قلب پر تقاضہ جواب کا ہوتا تھا کئی روز یہی کشمکش و انتظار رہا۔ آخر ان کو لکھا گیا کہ یا تو خط میں اس کی اطلاع نہ دینا تھا یا اور کچھ جواب طلب مضامین نہ لکھنے تھے۔

ادب ۷۸: ایک صاحب اپنے لڑکے کو ساتھ لائے اور ایک مکتب کی شکایت کی

کہ اُس کے مہتمم نے میرے لڑکے کو نکال دیا۔ بندہ نے نرمی سے سمجھا دیا کہ میرا اس مکتب میں کوئی دخل نہیں۔ کہنے لگے کہ میں نے سُنا تھا کہ تم اس کے سرپرست ہو، میں نے کہا کہ البتہ وہاں کی تنخواہ میری معرفت دی جاتی ہے باقی انتظامی امور میں میرا کچھ دخل نہیں۔ وہ پھر اُس مہتمم کی شکایت کرنے لگے۔ میں نے کہا اُس تذکرہ کا کوئی نتیجہ نہ ہوگا، اُس سے کیا فائدہ بجز غیبت سُنانے کے، تھوڑی دیر کے بعد رخصت ہونے لگے اور وداعی مصافحہ کرتے وقت پھر کہا کہ اس مہتمم نے بڑی زیادتی کی کہ میرے لڑکے کو خارج کر دیا چونکہ میں مناسب تصریح کے ساتھ اصل حقیقت ظاہر کرکے ان کو اس شکایت سے منع کر چکا تھا، ان کی اُس مکرّر سہ کرّر شکایت سے مجھ کو برہمی ہوئی اور میں نے اُن سے تیزی کے ساتھ باز پرس کی کہ افسوس باوجود اس تمام تر اہتمام کے پھر وہی بات کی جو طبیعت کے خلاف اور محض بے نتیجہ، انہوں نے کچھ تاویلیں کرنا چاہیں مگر سب لغو، اسی حالت سے ان کو رخصت کیا۔

ادب ۷۹: ایک صاحب جو پہلے مل چکے تھے، عشاء کے بعد جس جگہ بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا تھا، اِدھر کو آنے لگے اور ذرا رُک رُک کر اور مجھ کو دیکھ، دیکھ کر کرتے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ میرے پاس آنا چاہتے ہیں مگر انتظارِ اجازت میں رُکتے ہیں۔ ایک تو عشاء کے بعد کا وقت ملنے ملانے کا نہیں ہوتا خاص کر جو شخص کہ پہلے مل چکا ہو۔ پھر جب کہ معلوم ہو کہ کوئی کام نہیں محض مجلس آرائی و دربار داری ہی غرض ہے۔ جیسا کہ اکثر کی عادت ہے پھر وظیفہ میں دوسری طرف متوجہ ہونا گراں گزرتا ہے بالخصوص بلاضرورت پھر طلبِ اجازت کی صُورت سے تقاضہ ہوتا ہے کہ کچھ بولو، یہ سب امور جمع ہو کر ناگواری بڑھی، آخر وظیفہ چھوڑ کر کہنا پڑا کہ صاحب یہ وقت پاس بیٹھنے کا نہیں ہے، کہنے لگے میں تو پانی پینے جاتا تھا۔ اس پر اور زیادہ ناگواری ہوئی کہ اوپر سے بات بناتے ہیں مگر انہوں نے کہا کہ واقعی پانی پینے جاتا تھا۔ میں نے کہا کہ پھر ایسی ہیئت کیوں اختیار کی جس سے پُورا شبہ ہو، اور دوسری طرف سے اور بے رُکے جانا چاہیے تھا۔

ادب ۸۰: ایک طالب علم مثلاً زید نے مجھ سے اجازت چاہی کہ فلاں طالب علم

مثلاً عمرو کے ساتھ شام کو جنگل چلا جایا کروں اور اس طالب علم یعنی عمرو کے ساتھ ایک اور طالب علم کم عمر مثلاً بکر پہلے با جازت استاد کے جایا کرتا تھا اور زید کا اجتماع بکر کے ساتھ ہم لوگوں کے نزدیک خلافِ مصلحت تھا تو زید کے ذمہ لازم تھا کہ اس کی اجازت مانگنے کے وقت یہ بھی ظاہر کرتا کہ اس کے ساتھ بکر بھی جاتا ہے تاکہ پورے واقعہ پر نظر کر کے رائے قائم کی جاتی۔ مگر نہیں معلوم قصداً یا لاپرواہی سے اس کا اخفا کیا، سو اگر مجھ کو احتمال نہ ہوتا تو صرف مضمون درخواست میں کسی مانع کے نہ ہونے سے میں ضرور اجازت دیتا اور یہ بہت بڑا دھوکہ ہوتا مگر اتفاق سے مجھ کو یہ بات معلوم تھی اس لئے مجھ کو یاد آ گیا اور پوچھا کہ عمرو کے ساتھ کوئی اور بھی جاتا ہے؟ کہا کہ بکر جاتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ پھر تم نے اس کا ذکر کیوں نہیں کیا؟ دھوکہ دینا چاہتے تھے اور میں نے اس کوتاہی پر سخت ملامت کی اور سمجھایا کہ خبردار جس کو اپنا بڑا اور خیرخواہ سمجھتے ہیں اس کے ساتھ ایسا معاملہ ہرگز نہ کرنا چاہیئے۔

ادب ۷: ایک طالب علم سے ایک ملازم کی نسبت دریافت کیا کہ کیا کر رہا ہے۔ اس نے کہا کہ سو رہا ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اپنی کوٹھری میں جاگتا تھا۔ اس پر اس طالب علم کو فہمائش کی کہ اوّل تو محض تخمین پر ایک بات کو تحقیقی سمجھنا غلط ہے اگر خود اس کو غیر تحقیقی سمجھتے تھے تو مخاطب پر اس کے تخمینی ہونے کو ظاہر کرنا چاہیئے تھا۔ یوں کہتے کہ شاید سو رہے ہوں اور یہ بھی علی سبیل التنزیل کہا جاتا ہے ورنہ اصل جواب تو یہ ہے کہ معلوم نہیں دیکھ کر بتلاؤں گا۔ پھر تحقیق کر کے صحیح جواب دیتے، دوسرے اسمیں یہ خرابی ہے کہ اگر مجھ کو اس کا جاگنا بعد میں معلوم نہ ہوتا اور اسی خیال میں رہتا کہ وہ سوتا ہے تو بعض اوقات بلکہ مجھ کو تو بہت اوقات ایسے موقع پر یہی خیال ہوتا ہے کہ سوتے آدمی کو جگانا بے آرام کرنا بدون ضرورت کے بے رحمی ہے اور اسی خیال سے نہ جگاتا اور ممکن ہے کہ اسوقت اس سے کسی ضروری کام میں حرج ہو جاتا، گو وہ ضرورت شدت کے درجہ تک نہ ہوتی، مگر اس حرج کو اس لئے گوارا کر لیا جاتا کہ سوتے کو جگانا اس سے زیادہ ناگوار تھا پھر جب بعد میں معلوم ہوتا کہ وہ سوتا نہ تھا، اب اس حرج کی ناگواری کا اثر قلب پر ہوتا اور اس راوی پر غصہ آتا تو تمام تر پریشانیاں بدولت اسکے ہوتیں کہ بلا تحقیق ایک بات کہہ دی تھی، اسکی ہمیشہ احتیاط رکھنی چاہیئے۔

مرقومہ ایک طالب علم

و اصلاح دادۂ مؤلف

ادب ۸۲ : ایک شخص آئے ، دریافت فرمایا کیسے تشریف لائے کچھ فرمانا ہے ؟ جواب میں کہا جی نہیں ویسے ہی ملاقات کے لئے حاضر ہوا تھا ، جب جانے لگے مغرب کے بعد فرض و سُنت کے درمیان میں تعویذ کی فرمائش کی ، فرمایا ہر کام کے واسطے ایک موقع اور محل ہوتا ہے ، یہ وقت تعویذ کا نہیں ، جب آپ تشریف لائے تھے تو میں نے استفسار کیا تھا ، آپ نے فرمایا تھا کہ ویسے ہی ملاقات کے واسطے آیا ہوں ، اب اس وقت یہ فرمائش کیسی اسی وقت پوچھنے کے ساتھ ہی آپ کو فرمائش کرنا چاہیئے تھا ، لوگ اس کو ادب سمجھتے ہیں ، میرے نزدیک یہ بڑی بے ادبی ہے ، اس کے معنی تو یہ ہیں کہ دوسرا شخص ہمارا نوکر ہے کہ جس وقت چاہیں فرمائش کریں اس کی تعمیل ہونا چاہیئے ، اب آپ ہی ذرا غور سے کام لیجئے کہ مجھ کو اس وقت کتنے کام ہیں ، ایک تو سنتیں و نوافل پڑھنا ، پھر بعض ذاکرینؔ شاغلین کو کچھ کہنا ہے ، ان کو سُننا ، مہمانوں کو کھانا کھلانا ، افسوس ہے کہ فی زمانا دنیا سے بالکل اَدب و تہذیب مُرتفع ہوگیا ، اب تعویذ کے لئے پھر تشریف لائیے ، یاد رکھئے جہاں جاکے اوّل مقصود کا ذکر کرنا چاہیئے ، بالخصوص پوچھنے پر ، میں تو ہر شخص سے آتے کے ساتھ ہی دریافت کر لیتا ہوں تاکہ جو کچھ کہنا ہے کہہ دے اور اس کا حرج نہ ہو اور نہ میرا حرج ہو اور میں خود اس وجہ سے پوچھ لیتا ہوں کہ اکثر اہل حوائج آتے ہیں اور بعض اشخاص بوجہ شرم و حیا خود نہیں کہہ سکتے یا مجمع کی وجہ سے پوشیدہ بات کو ظاہر نہیں کر سکتے پوچھنے سے وہ بتلا دیتے ہیں یا کہہ دیتے ہیں کہ خلوت میں کہنے کی بات ہے ۔ میں جب موقع پاتا ہوں علیحدگی میں انکو بلا کر سُن لیتا ہوں اور جب آدمی منہ ہی سے نہ بولے تو کیسے خبر ہو سکتی ہے ۔ مجھے علم غیب تو ہے ہی نہیں ۔

ادب ۸۳ : بعد مغرب ایک ذاکر شاغل کو جس کی استدعا پر اس کو یہ وقت دیا گیا

تھا۔ کچھ تلقین کے واسطے پکارا کیونکہ ذرا دُور تھے۔ ان صاحب نے زبان سے ہاں تک نہیں کیا بلکہ خود اپنی جگہ سے اُٹھ کر روانہ ہوئے جس کی اطلاع نہ ہوئی، اس لئے دوبارہ اس خیال سے پکارا کہ شاید سُنا نہیں۔ اتنے میں وہ خود آگئے، استفسار فرمایا کہ آپ نے جواب کیوں نہیں دیا یا جواب کے لائق مجھ کو نہیں سمجھا، جواب دینے سے داعی کو معلوم ہوجاتا ہے کہ مدعو نے سُن لیا اور جواب دینے میں کلفت ہوتی ہے کہ وہ دوسری مرتبہ پکارے، تیسری دفعہ آواز دے تو دوسرے کو یہ تکلیف محض آپ کی لاپرواہی اور سُستی کی وجہ سے ہوئی کہ آپ سے زبان نہیں ہلائی گئی۔ اگر آپ ہاں کہہ دیتے تو کیا مشکل تھا آج کل علوم کی تعلیم ہر جگہ ہے لیکن اخلاق کی تعلیم مثلِ عنقا ہے۔ اب طبیعت پریشان ہوگئی پھر دوسرا وقت آپ کو دیا جائے گا، اس میں اس امر کا لحاظ رکھنا۔

ادب ۸۴: ایک ذاکر نے اثنائے تعلیم میں کہ ابھی تقریر ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ اپنا خواب بیان کرنا شروع کیا، فرمایا یہ کیا حرکت ہے کہ ایک گفتگو ابھی ختم نہیں ہوئی، دوسری بات اس میں داخل کر دی ؎

سخن را سرست اے خردمند اں بن | میاں در سخن درمیانِ سُخن
خداوند تدبیر و فرہنگ و ہوش | نگوید سُخن درمیانِ سُخن

آپ کی دخل دہی کے یہ معنی ہیں کہ مقصود خواب بیان کرنا تھا اور تعلیم و تلقین آپ کے نزدیک فضول ہے، گویا میرا اتنی دیر تقریر کرنا ضائع گیا، آئندہ ایسی حرکت کبھی نہ کرنا، اب اُٹھو دوسرے وقت بتلا دیا جائے گا اس وقت تم نے تعلیم کی بے قدری کی ہے۔

تمام ہوا مضمون لکھا ہوا ان طالب علم صاحب کا

ادب ۸۵: جب کوئی تم سے بات کرے، بے توجہی سے نہ سنو کہ متکلم کا دل اس سے افسردہ ہوجاتا ہے خصوصاً جو تمہاری ہی مصلحت کے لئے کوئی بات کہے یا تمہارے سوال کا جواب دیتا ہو اور اس میں بھی خصوص جس کے ساتھ تم کو نیازمندی کا بھی تعلق ہو وہاں بے التفاتی کرنا اور بھی قبیح ہے۔

ادب ۸۶: جس سے تم خود اپنی کوئی حاجت دنیوی یا دینی پیش کرو اور وہ اس کے

متعلق تم سے کسی بات کی تحقیق کرے تو اس کو گول جواب مت دو اس سے تلبیس نہ کرو جس سے اس کو غلط فہمی یا الجھن ہو۔ پریشانی ہو، خواہ مخواہ بار بار پوچھنے میں اس کا وقت ضائع ہو کیونکہ وہ تمہاری غرض کے لئے پوچھ رہا ہے۔ اس کا کوئی مطلب نہیں، پھر اگر اس کا صاف جواب دینا منظور نہ تھا تو اپنی حاجت پیش نہ کی ہوتی، خود ہی اس کو اس مضمون کی طرف متوجہ کیا اور پھر اس کو دق کرتے ہو۔

ادب ۸۷: گفتگو میں متکلم جس دلیل پر رد دیا، جس دعوے کے خلاف ثابت کر چکا ہو تم کو ان مقدمات پر کلام کرنا تو مضائقہ نہیں مگر بعینہٖ اسی دعویٰ یا دلیل کا اعادہ کرنا اپنے مخاطب کو ایذا پہنچانا ہے اس کا بہت خیال رکھو۔

ادب ۸۸: تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ کام کرنے والے آدمی کے پاس بلاضرورت بیکار آدمی کا بیٹھ کر اس کے قلب کو مشغول و مشوش کرتا ہے خاص کر جب اس کے پاس بیٹھ کر اس کو تکتا رہے، اس کا بہت لحاظ رکھنا چاہیئے۔

ادب ۸۹: بالاخانہ کے بعض پرنالے لب سڑک خاص برسات کے لئے ہوتے ہیں، دوسرے اوقات میں ان میں پانی چھوڑنا راہگیروں کو تکلیف دینا ہے گو کوئی تمہارے لحاظ سے نہ بولے مگر تم کو بھی تو خیال و لحاظ رکھنا چاہیئے۔

ادب ۹۰: ایک مقام سے ایک لفافہ میں پچاس روپے کا بیمہ آیا چونکہ بدون لفافہ کھولے ہوئے معلوم نہ ہو سکتا تھا کہ کس غرض سے یہ رقم آئی ہے اور ممکن ہے کہ بعد کھولنے کے کوئی ایسی غرض معلوم ہوتی جس کو میں پورا نہ کر سکتا اور اس لئے وہ رقم واپس کرنی پڑتی یا اس غرض میں کوئی ابہام ہوتا جس کی مکرر تحقیق کی حاجت ہوتی اور اس کی تحقیق تک اس رقم کو بلاضرورت امانت رکھنا پڑتا اور واپسی میں بلاضرورت مجھ کو پھر صرف کا بار اٹھانا پڑتا کیوں کہ بعض اوقات ایسا ہو چکا ہے کہ بلا استفسار میرے بلانے کے لئے خرچ بھیج دیا اور میں نہ جا سکا، یا کوئی مصرف مبہم یا غیر مبہم مگر جس کا کوئی جزو قابل تحقیق تھا، لکھا اور یہاں سے استفسار کرنا پڑا اور جواب میں دوسری جانب سے دیر ہوئی تو بس اب ان کی محتاجی ہو گئی اور جس شخص کو مشاغل زیادہ ہوں اس کو ان امور سے کلفت ہوتی ہے اس لئے وہ لفافہ میں نے واپس کر دیا، جس شخص کی حالت مجھ جیسی ہو اس کے ساتھ لزوماً اور

دوسروں کے ساتھ استحساناً ایسے موقع پر یہ طریقہ برتنا چاہیئے کہ اول اطلاع یا استفسار کر کے اجازت حاصل کر لیں، تب بھیجیں یا منی آرڈر کے کوپن میں صاف لکھ دیں تاکہ مرسل الیہ کو معلوم تو ہو جائے پھر خواہ وصول کر لے یا واپس کرے۔

ادب ۹۱: جلال آباد میں ایک مکتب کے مدرس مریض ہو گئے۔ مہتمم مکتب نے مجھ سے درخواست کی کہ دو چار روز کے لئے کسی شخص کو تعلیم کے واسطے بھیج دیا جاوے۔ میں نے اس خیال سے کہ میرے کہنے سے مجبور نہ ہو ان ہی سے کہہ دیا کہ یہاں کے رہنے والوں سے پوچھ لیا جاوے جو آزادی کے ساتھ راضی ہو، میری طرف سے اجازت ہے۔ انہوں نے ذاکر کو راضی کیا اور اس ذاکر نے یہ شرط لگائی کہ فلاں شخص سے (یعنی مجھ سے) پوچھ کر آجاؤں گا وہ مہتمم تو چلے گئے، اگلے دن مجھ سے آکر عذر بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جا سکتا۔ میں نے کہا کہ یہ عذر ان مہتمم صاحب سے کہنا چاہیئے تھا۔ ان سے بشرط میری اجازت کے وعدہ کر لیا اب نہ جانے وہ اپنے دل میں کہیں گے کہ وہ تو آنے پر رضامند تھے۔ فلاں شخص نے منع کر دیا ہوگا۔ تو تم مجھ پر الزام رکھنا چاہتے ہو، کیسی ناشائستہ حرکت ہے۔ اب تم جلال آباد جاؤ کہ فلاں شخص نے مجھ کو اجازت دے دی تھی مگر فلاں عذر ہے۔ میں نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ میں نے ان کو بھیجا۔ یہ نصیحت عام ہے، خود کو سُرخرو ہونا اور دوسرے کو متہم کرنا نہایت ہی مہمل بات ہے۔

ادب ۹۲: ایک دفعہ ایک دوسرے شخص کا یہ ہوا کہ ان کو ایک اور شخص سے بھی کچھ کہنا تھا اور آنے سے یہ بھی مقصود تھا۔ انہوں نے جانا چاہا تھا مگر خود ناواقف تھے اور وہ آدمی اس وقت ملتا بھی نہیں، اس لئے ان کو مشورہ دیا گیا کہ شام کو ملنا۔ گو اس میں کوئی خلجان پیش نہیں آیا، لیکن اور بعض مہمانوں کو ایسا قصہ پیش آیا کہ اس دوسرے کام میں چلے گئے اور دیر ہو گئی، یہاں کھانے میں انتظار کی تکلیف ہوئی پھر گھر والے دیر تک کھانا لیے بیٹھے رہے جس میں حرج بھی ہوا دل بھی تنگ ہوا۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ جہاں طالب و تابع بن کر جائے دوسرے حوائج نہ لے جائے، بعض اوقات غیر مقصود مقصوں میں ضروری مقصود کی رعایت فوت ہو جاتی ہے اور ضرر ہوتا ہے۔

ادب ۹۳: ایک شخص کا اور قصہ ہوا، عشاء کے بعد آپ کہنے لگے کہ میں ایک جگہ سے رضائی اوڑھنے کے لئے لے آؤں تب ان سے کہا گیا کہ اس وقت مدرسہ کا دروازہ بند ہوجاتا ہے، تم پکار کر سب کو بے آرام کروگے اور ان کو کپڑا دیا گیا اور اس وقت افسوس ہوا کہ یہ دن میں کیا سوتے تھے، یہ کام کرنا جب ضروری تھا تو سویرے سے کر کے فارغ ہونا لازم تھا ——

ہدیہ دینے کے آداب

ادب ۹۴: اس میں کچھ آداب ہدیہ کے مختصر لکھتا ہوں، جن کا لحاظ نہ رکھنے سے ہدیہ کا لطف اور اصلی غرض یعنی ازدیادِ محبت فوت ہوجاتی ہے (۱) جس کو ہدیہ دے پوشیدہ دے، آگے اس کو مناسب ہے کہ ظاہر کردے (۲) اگر ہدیہ غیر نقد ہو تو حتی الامکان مہدی الیہ کی رغبت کی تحقیق کرے ایسی چیز دے جو اسے مرغوب ہو (۳) ہدیہ دے کر یا ہدیہ سے پہلے اپنی کوئی غرض پیش نہ کرے کہ مہدی الیہ کو شُبہ خود غرضی کا ہوتا ہے (۴) مقدار ہدیہ کی اتنی زیادہ نہ ہو کہ مہدی الیہ کی طبیعت پر بار ہو اور کم جتنا چاہے ہو، مضائقہ نہیں، اہلِ نظر کی نظر مقدار پر نہیں ہوتی خلوص پر ہوتی ہے اور زیادہ ہونے کی صورت میں واپسی کا احتمال ہو (۵) اگر مہدی الیہ کسی مصلحت سے واپس کرنے لگے تو وجہ واپسی کی تحقیق کر کے آئندہ اس کا خیال رکھے لیکن اس وقت اصرار نہ کرے البتہ جو وجہ بناء واپسی کی ہے اگر وہ وجہ واقعی نہ ہو تو اس کے عدم وقوع کی اطلاع فوراً کرنا بھی مضائقہ نہیں بلکہ مستحسن ہے (۶) جب تک مہدی الیہ پر اپنا خلوص ثابت نہ کردے ہدیہ پیش نہ کرے (۷) حتی الامکان ریلوے پارسل کے ذریعہ ہدیہ نہ بھیجے کہ مہدی الیہ کو کئی طرح کا اس میں تعب ہے۔

آداب خط و کتابت

ادب ۹۵: اس میں کچھ آداب خط و کتابت لکھتا ہوں (۱) خط کی عبارت اور مضمون اور خط بہت صاف ہو (۲) ہر خط میں اپنا پورا پتہ لکھنا ضروری ہے، مکتوب الیہ کے ذمّہ

نہیں ہے کہ اس کو حفظ یاد رکھا کرے (۳) اگر کسی خط میں پہلے خط کا کسی مضمون کا حوالہ دینا ہو تو پہلا خط بھی اس مضمون پر نشان بنا کر ہمراہ بھیجے تاکہ سوچنے میں تعب ہو اور بعض اوقات یاد ہی نہیں آتا (۴) ایک خط میں اتنے سوالات نہ بھر دے کہ مجیب پر بار ہو، چار پانچ سوال بھی بہت ہیں، البقیہ جواب آنے کے بعد پھر بھیج دے (۵) کثیر المشاغل مکتوب الیہ کو پیام وسلام پہنچانے سے معاف رکھے، اسی طرح اپنے معظم کو بھی تکلیف نہ دے، خود ان لوگوں کو براہ راست جو لکھنا ہو وہ لکھ دے اور جو کام مکتوب الیہ کے لئے مناسب ہو اس کی فرمائش لکھنا تو اور بھی بے تمیزی ہے (۶) اپنے مطلب کے لئے بیرنگ خط نہ بھیجے (۷) بیرنگ جواب بھی نہ منگائے، بعض اوقات یہ شخص ڈاکیہ کو نہیں ملتا اور وہ اس خط کو واپس کر دیتا ہے تو بلا ضرورت مجیب پر تاوان پڑتا ہے (۸) جوابی رجسٹری خط بھیجنا خلاف تہذیب ہے، حفاظت میں غیر جوابی رجسٹری کے برابر ہوتی ہے، پھر اتنی بات اس میں زیادہ ہے کہ مکتوب الیہ لے کر انکار نہیں کر سکتا، سو ظاہر ہے کہ اپنے معظم کو بھیجنا گویا اس کے یہ معنی ہیں کہ اس پر بھی جھوٹ بولنے کا شبہ کیا جاتا ہے، سو کتنی بڑی بے ادبی ہے، یہ قریب تئو آداب کے ہیں اور اسی قسم کے آداب معاشرت کسی قدر بہشتی زیور کے دسویں حصہ میں لکھ دیئے ہیں ان کو بھی ملاحظہ فرما لیا جائے جن میں سے بعضے عنقریب ذیل میں بھی مذکور اور خلاصہ ان تمام تر آداب کا یہ ہے کہ اپنے کسی قول وفعل یا حال سے دوسرے کی طبیعت پر کوئی بار یا پریشانی یا تنگی نہ ڈالے، یہی خلاصہ ہے حسن اخلاق کا جو شخص اس قاعدہ کو مستحضر کر لے گا وہ زیادہ تفصیل سے مستغنی ہو جائے گا، اس لئے اس فہرست کو بڑھایا نہیں گیا، البتہ اس قاعدہ کے لحاظ کے ساتھ اتنا کام اور کرنا پڑے گا کہ ہر قول وفعل کے قبل ذرا سوچنا ہوگا کہ ہماری یہ حرکت موجب ایذا تو نہ ہوگی پھر غلطی بہت کم ہوگی اور چند روز کے بعد خود طبیعت میں صحیح مذاق پیدا ہو جاوے گا کہ پھر سوچنا بھی نہ پڑے گا، یہ سب امور مثل طبعی کے ہو جاویں گے۔

بعضے آداب بہشتی زیور سے

ادب ۹۶: اگر کسی سے ملنے جاؤ تو وہاں اتنا مت بیٹھو یا اس سے اتنی دیر باتیں مت کرو کہ وہ تنگ ہو جاوے یا اس کے کسی کام میں حرج ہونے لگے۔

ادب ۹۷: جب تم سے کوئی کسی کام کو کہے تو اس کو سن کر ہاں یا نہیں ضرور زبان سے کچھ کہہ دیا کرو کہ کہنے والے کا دل ایک طرف ہو جاوے نہیں ایسا نہ ہو کہ کہنے والا تو سمجھے کہ اس نے سن لیا ہے اور تم نے سنا نہ ہو یا وہ سمجھے کہ تم یہ کام کر دو گے اور تم کو کرنا منظور نہ ہو تو ناحق دوسرا آدمی بھروسے میں رہا۔

ادب ۹۸: کسی کے گھر میں مہمان جاؤ تو اس سے کسی چیز کی فرمائش مت کرو، بعض دفعہ چیز تو ہوتی ہے بے حقیقت، مگر وقت کی بات ہے، گھر والا اس کو پوری نہیں کر سکتا ناحق اس کو شرمندگی ہوگی۔

ادب ۹۹: جہاں دو آدمی بیٹھے ہوں وہاں بیٹھ کر تھوکو مت، ناک مت صاف کرو اگر ضرورت ہو تو ایک کنارے جا کر فراغت کر آؤ۔

ادب ۱۰۰: کھانا کھانے میں ایسی چیزوں کا نام مت لو جس سے سننے والوں کو گھن پیدا ہو۔ بعضے نازک مزاجوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

ادب ۱۰۱: بیمار کے سامنے یا اس کے گھر والوں کے سامنے ایسی باتیں مت کرو جس سے زندگی کی ناامیدی پائی جائے۔ ناحق دل ٹوٹے گا، بلکہ تسلی کی باتیں کرو کہ انشاء اللہ سب دکھ جاتا رہے گا۔

ادب ۱۰۲: اگر کسی کی پوشیدہ بات کرنی ہو اور وہ بھی اس جگہ موجود ہو تو آنکھ سے یا ہاتھ سے اشارہ مت کرو ناحق اس کو شبہ ہوگا اور یہ جب ہے کہ اس بات کا کرنا شرع سے بھی درست ہو اور اگر درست نہ ہو تو ایسی بات کرنا گناہ ہے۔

ادب ۱۰۳ : بدن اور کپڑے میں بدبو پیدا نہ ہونے دو، اگر دھوبی کے دُھلے ہوئے کپڑے نہ ہوں تو بدن کے کپڑے ہی دھو ڈالو۔

ادب ۱۰۴ : آدمیوں کے بیٹھے ہوئے جھاڑو مت دلواؤ۔

ادب ۱۰۵ : مہمان کو چاہیے کہ اگر پیٹ بھر جائے تو تھوڑا سالن روٹی دستر خوان پر ضرور چھوڑ دے تاکہ گھر والوں کو یہ شبہ نہ ہو کہ مہمان کو کھانا کم ہو گیا۔ اس سے وہ شرمندہ ہوتے ہیں۔ ہوتے ہیں۔

ادب ۱۰۶ : راہ میں چارپائی یا پیڑھی یا کوئی برتن یا اینٹ پتھر وغیرہ مت ڈالو۔

ادب ۱۰۷ : بچوں کو ہنسی میں اچھالو مت اور کسی کھڑکی وغیرہ سے مت لٹکاؤ شاید گر پڑیں۔

ادب ۱۰۸ : پردہ کی جگہ کسی کے پھوڑا پھنسی ہو تو اس سے مت پوچھو کہ کہاں ہے۔

ادب ۱۰۹ : گٹھلی چھلکا کسی آدمی کے اوپر سے مت پھینکو۔

ادب ۱۱۰ : کسی کو کوئی چیز ہاتھ میں دینا ہو تو دور سے مت پھینکو کہ وہ ہاتھ میں لے لے گا۔

ادب ۱۱۱ : جس سے بے تکلفی نہ ہو اس سے ملاقات کے وقت اس کے گھر کا حال مت پوچھو۔

ادب ۱۱۲ : کسی کے غم یا پریشانی یا دکھ بیماری کی کوئی خبر سنو تو قبل پختہ تحقیق کے کسی سے نہ کہو، بالخصوص اس کے عزیزوں سے۔

ادب ۱۱۳ : دستر خوان پر سالن کی ضرورت ہو تو کھانے والے کے سامنے سے مت ہٹاؤ، دوسرے برتن میں لے آؤ۔

ادب ۱۱۴ : لڑکوں کے سامنے کوئی بات بے شرمی کی مت کہو۔

تمام ہوئے بعض آداب بہشتی زیور سے اور یہاں تک اکثر آداب وہ ہیں جن کا برابر والوں یا اکابر کے ساتھ لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اب دو چار آداب ایسے بتلاتا ہوں جن کا لحاظ بڑوں کو چھوٹوں کے ساتھ رکھنا مناسب یا واجب ہے۔

بڑوں کے لئے ضروری آداب

ادب ۱۱۵ : بڑوں کو بھی بہت نازک مزاج نہ ہونا چاہیے کہ بات بات میں بگڑا کریں۔

بات بات پر چھنکا کریں، یہ یقینی بات ہے کہ جیسے دوسرے تم سے بے تمیزی کرتے ہیں تم اگر اپنے سے بڑوں کے ساتھ رہو سہو تو تم سے بھی بہت بدتمیزیاں ہوا کریں یہ سمجھ کر کچھ تسامح بھی کیا کرو اور ایک بار دو بار نرمی سے سمجھا دو جب اس سے کام نہ چلے تو مخاطب کی مصلحت کی نیت سے تندی و درشتی کا بھی مضائقہ نہیں۔ اگر تم نے تحمل نہ کیا تو صبر کی فضیلت سے ہمیشہ محروم رہے اور جب خدا نے تم کو بڑا بنایا ہے تو ہر طرح کے لوگ تمہاری طرف رجوع کریں گے، ان میں مختلف طبائع مختلف عقول کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک ہی تاریخ میں سب یکساں کیسے ہو جائیں، یہ حدیث قابل یاد رکھنے کے ہے۔ المؤمن الذی یخالط الناس ویصبر علی اذاھم خیر من الذی لا یخالط الناس ولا یصبر علی اذاھم۔

ادب ۱۱۶: جس شخص کی نسبت تم کو قرائن سے متیقن یا مظنون ہو کہ تمہارے کہنے کو ہرگز نہ ٹالے گا تو اس سے کسی ایسی چیز کی فرمائش نہ کرو جو شرعاً واجب نہیں۔

ادب ۱۱۷: اگر بلا فرمائش کے کوئی تمہاری مالی یا بدنی خدمت کرے تب بھی اس کا خیال رکھو کہ اس کی راحت یا مصلحت میں خلل نہ پڑے، یعنی اس کو زیادہ جاگنے مت دو، اس کی گنجائش سے زیادہ اس کا ہدیہ مت لو، اگر وہ تمہاری دعوت کرے بہت سے کھانے مت پکانے دو، ہمراہی میں بہت سے آدمیوں کی دعوت مت کرنے دو۔

ادب ۱۱۸: اگر کسی شخص پر قصداً ناخوش ہونا پڑے یا اتفاقاً ایسا ہو جائے تو دوسرے دن اس کا دل خوش کر دو، اگر تم سے واقعی زیادتی ہوگئی ہے تو بے تکلف اس سے معذرت کر کے اپنی زیادتی کی معافی مانگ لو، عار مت کرو، قیامت میں وہ تم برابر ہو گے۔

ادب ۱۱۹: اگر گفتگو میں کسی کی بدتمیزی پر زیادہ تغیر مزاج میں ہونے لگے تو بہتر ہے کہ بلا واسطہ اس سے گفتگو مت کرو، کسی اور مزاج شناس سلیقہ شعار کو بلا کر اس کے واسطے سے گفتگو کرے تاکہ تمہارا تغیر دوسرے پر اور اس کی بدتمیزی تم پر اثر نہ کرے۔

ادب ۱۲۰: اپنے کسی خادم یا متعلق کو اپنا ایسا مقرب مت بناؤ کہ دوسرے لوگ اس سے دبنے لگیں یا وہ دبانے لگے، اسی طرح اگر وہ لوگوں کی روایات و حکایات تم

سے کہنے لگے منع کر دو۔ ورنہ لوگ اس سے خائف ہو جائیں گے اور تم لوگوں سے بدگمان ہو جاؤ گے، اسی طرح اگر وہ کسی کا پیام یا سفارش تمہارے پاس لائے سختی سے منع کر دو۔ تاکہ لوگ اس کو واسطہ سمجھ کر اس کی خوشامد نہ کرنے لگیں، اس کو نذرانے نہ دینے لگیں یا وہ لوگوں سے فرمائش نہ کرنے لگے خلاصہ یہ ہے کہ تمام لوگوں کا تعلق براہِ راست اپنے سے رکھو، کسی شخص کو واسطہ مت بناؤ، ہاں اپنی خدمت کے لئے ایک آدھ شخص خاص کر لو۔ مضائقہ نہیں، مگر اس کو لوگوں کے معاملات میں ذرہ برابر دخل نہ دینے دو اس طرح مہمانوں کا قصہ کسی پر مت چھوڑو، خود سب کی دیکھ بھال کر دگو اس میں تم کو تعب زیادہ ہو گا، مگر دوسروں کو تو راحت و سہولت رہے گی اور بڑے تو تعب کے لئے ہُوا ہی کرتے ہیں، خوب کہا گیا ہے

آں روز کہ مہ شدی نمی دانستی
کانگشت نمائے عالمے خواہی شُد

اب ان آداب و قواعد کو ایک بے قاعدگی کے قاعدہ پر ختم کرتا ہوں، وہ یہ ہیں کہ ان میں بعض آداب تو عام ہیں، ہر حالت اور ہر شخص کے لئے اور بعضے آداب وہ ہیں جن سے بے تکلف مخدوم یا بے تکلف خادم مستثنیٰ بھی ہیں، چونکہ اس درجہ کی بے تکلفی تک پہنچ جانے کا ادراک وجدانی و ذوقی ہے، اس لئے ایسے آداب کی تعیین بھی وجدان ذوق پر چھوڑتا ہے اور اس رسالہ کو اس شعر پر جو کہ ادبِ تکلف اور ادبِ تکلفی دونوں کے لئے جامع ہے[لہ]، تمام کرتا ہوں۔

طرق العشق کلہا آدابٌ
ادبو النفس ایہا الاصحابُ

دلیوم ختامہ ہو یوم ختام رسالۃ اغلاط العوام بفضل قدر اکثر من ساعۃ داقل من ساعتین دھوثامن المحرم ۱۳۳۲ھ فی تھانہ بھون۔

لہ اما الاول فبان یقال فی معناہ ان حلوق العشق منحصرۃ فی لا داب فمن لا ادب لہ لا عشق لہ واما لثانی فان یقال فی معناہ ان ما ہو من طوق العشق کلہا ادب مما کان عشقا فھو ادب وان کان خلاف ادب فی ظاہر وتطبیق النوع الثانی علی المجنین عبر خفی ۱۲ منہ

اغلاط العوام

حرفِ آغاز

بعد الحمد والصلوٰۃ مقصود بالاظہار یہ امر ہے کہ باوجود اس کے کہ اسوقت بفضلہٖ تعالیٰ علم دین کا سامان یعنی کتب مطبوعہ کی دستیابی اور ارزانی پھر ان کا اردو ترجمہ ہوجانا اور علماء حقانی کا جابجا وجود اور درس پر وعظ کہنا اور بعض حضرات کا حسب ضرورت از خود یا بُلانے پر جانا بھی یہ سب جس کثرت سے ہے ظاہر ہے اور محل شکر ہے، مگر باوجود اس کے پھر بھی اکثر عوام بلکہ بعض خواص کا لعوام میں بھی بعضے ایسے غلط مسئلے مشہور رہیں جن کی کوئی اصل شرعی نہیں اور وہ ان کا ایسا یقین کئے ہوئے ہیں کہ ان کو ان میں شُبہ بھی نہیں پڑتا تاکہ علماء سے تحقیق ہی کرلیں اور اکثر علماء کو بھی ان غلطیوں میں عوام کے مبتلا ہونے کی اطلاع نہیں تاکہ وہی وقتاً فوقتاً ان کا ازالہ کرتے رہیں۔ جب نہ عوام کی طرف سے تحقیق ہو اور نہ علماء کی جانب سے تنبیہ ہو تو ان غلطیوں کی اصلاح کی کوئی صورت ہی نہ رہی۔ اس لئے مُدت سے خیال تھا جو بفضلہٖ تعالیٰ اب ظہور میں آیا کہ ایسی غلطیوں پر جہاں تک اطلاع ہو ان کو ضبط کر دیا جائے جس طرح علماء نے احادیث میں موضوعات کو مدوّن کیا ہے۔ یہ رسالہ فقہیات کا موضوعات ہے اور گو یا مسائل مختلف ابواب کے ہیں مگر ترتیب وار لکھنا دشواری سے خالی نہ تھا۔ اس لئے مختلط طور پر لکھ دیا ہے۔ بعد ضبط ہو جانے کے اگر کوئی صاحب نظر ثانی کر کے اس کا مرتب کرنا چاہیں اس وقت سہل ہوگا۔[لہ]

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ
علیہ توکلت والیہ انیب

ث

لہ الحمد للہ اب یہ رسالہ جدید اضافات اور فقہی ترتیب کیساتھ شائع ہو رہا ہے۔ ۱۲ ناشر

مسئلہ ۱: مشہور ہے کہ جو شخص نیا مسلمان ہو اس کو مسہل دینا چاہئیے ورنہ وہ پاک نہیں ہوتا، سو یہ بات محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۲: مشہور ہے کہ گالی دینے سے چالیس روز تک ایمان سے دور ہو جاتا ہے، اگر اس مدت میں مرجاوے تو بے ایمان مرتا ہے سو یہ محض غلط ہے۔ ہاں گالی دینے کا گناہ الگ بات ہے۔

مسئلہ ۳: بعض عوام کا یہ اعتقاد ہے کہ جس کا کوئی پیر نہ ہو اس کا پیر شیطان ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔

مسئلہ ۴: بعض عوام یہ سمجھتے ہیں کہ مسجدِ اقصیٰ چوتھے آسمان پر ہے، جامع مسجد دہلی اس کی نقل ہے۔ یہ دونوں باتیں غلط ہیں مسجدِ اقصیٰ شام میں ہے اور جامع مسجد دہلی اس کی نقل نہیں ہے۔

مسئلہ ۵: اکثر عوام اور خصوصاً عورتیں مرضِ چیچک اور کنٹھی میں علاج کرنے کو برا سمجھتے ہیں اور بعض عوام اس مرض کو بھوت پریت کے اثر سے سمجھتے ہیں، یہ خیال بالکل غلط ہے۔

مسئلہ ۶: بعضی عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ اگر نئی دلہن اپنے گھر یا صندوق وغیرہ کو قفل لگا دے تو اس کے گھر کا تالا لگ جاتا ہے یعنی ویران ہو جاتا ہے، یہ خیال بالکل غلط ہے۔

مسئلہ ۷: بعضے عوام سمجھتے ہیں کہ جو کوئی قل اعوذ برب الناس کا وظیفہ پڑھے اس کا ناس ہو جاتا ہے۔ یہ خیال محض غلط ہے بلکہ اسکی برکت سے تو وہ مصائب سے نجات پاتا ہے۔

مسئلہ ۸: بعض عوام خصوصاً عورتیں کہتی ہیں کہ دروازہ کی چوکھٹ پر بیٹھ کر کھانا کھانے سے مقروض ہو جاتا ہے۔ یہ خیال غلط ہے۔

مسئلہ ۹: بعض عوام کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر جمعرات کی شام کو مردوں کی روحیں اپنے اپنے گھروں میں آتی ہیں اور ایک کونے میں کھڑے ہو کر دیکھتی ہیں کہ ہم کو کون ثواب بخشتا

اگر کچھ ثواب ملے گا تو خیر ورنہ مایوس ہو کر لوٹ جاتی ہیں۔

مسئلہ ۱۰: بعضی عورتیں ایسی عورت کے پاس کہ جس کے بچے اکثر مرجاتے ہوں، خود جانے اور بیٹھنے سے رکتی ہیں اور اپنے بچوں کو بھی ایسی جگہ جانے سے روکتی ہیں اور یوں کہتی ہیں کہ مرت بیائی لگ جائے گی، یہ بہت بری بات ہے، ایسا کرنے سے گناہ ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۱: بعض عوام خصوصاً عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ ہر آدمی پر اس کی عمر کا تیسرا اور آٹھواں اور تیرھواں اور اٹھارہواں اور اکیسواں اور اڑتیسواں اور تینتالیسواں اور اڑتالیسواں سال بھاری ہوتا ہے۔ یہ خیال غلط ہے اور برا عقیدہ ہے۔

مسئلہ ۱۲: اکثر عوام سمجھتے ہیں کہ کتے کے رونے سے کوئی وبا یا بیماری پھیلتی ہے، یہ بھی محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۱۳: مشہور ہے کہ اگر کسی گھر میں لڑائی کرانی منظور ہو تو اس گھر میں سیہ[1] (قنفذ) کا کانٹا رکھ دو جب تک وہ کانٹا اس گھر میں رہے گا اہلِ خانہ لڑتے رہیں گے، سو یہ محض غلط بات ہے۔

مسئلہ ۱۴: جہلا میں دستور ہے کہ جب کوئی سفر کو جاوے تو عورتیں کہتی ہیں کہ ابھی جھاڑو نہ دو کیونکہ فلاں ابھی ابھی سفر کو گیا ہے سو یہ لغو بات ہے۔

مسئلہ ۱۵: مشہور ہے کہ جب اولا پڑے تو موسل کو سیاہ کر کے باہر پھینک دیا جائے تو اولے بند ہو جاتے ہیں، سو یہ غلط ہے۔

مسئلہ ۱۶: مشہور ہے کہ خرمن میں ہاتھ دھو کر کھانا نہ کھانا چاہیے اور اس سے اخذ کیا جاتا ہے کہ خرمن ہی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں سو یہ غلط ہے۔

مسئلہ ۱۷: مشہور ہے کہ عورت حالتِ حیض یا حمل میں فوت ہو جائے اس کو سنگل ڈال کر دفن کیا جاوے کیونکہ وہ ڈائن ہو جاتی ہے اور جو اس سے ملے اسے کھاتی ہے سو یہ شرک ہے۔

مسئلہ ۱۸: مشہور ہے کہ جہاں میت کو غسل دیا جائے وہاں تین دن چراغ کیا

---

[1] قنفذ ایک جانور ہے جس کو سہ کہتے ہیں۔ اس کے بدن پر کانٹے ہوتے ہیں

جائے۔ سو یہ بات بے اصل ہے۔

کتاب الطہارۃ والنجاستہ

مسئلہ ۱: بعض عورتوں میں مشہور ہے کہ کوّا وغیرہ گھڑے میں چونچ ڈال دے تو اس میں اتنا پانی بھرے کہ باہر کو نکل جاوے، اس سے پاک ہو جاتا ہے تو اس کی کچھ اصل نہیں جس جانور کا جھوٹا مکروہ یا ناپاک ہے، پانی تر جانے سے بھی ویسا ہی رہے گا اور اگر پاک ہے تو اسکی حاجت نہیں۔

مسئلہ ۲: بعض عوام کہتے ہیں کہ اگر پانی میں ناخن ڈوب جائے تو اس کا استعمال کرنا مکروہ ہے سو یہ محض غلط ہے، البتہ اگر ناخن میں میل مجتمع ہو تو ایسا کرنا لطافت کے خلاف ہے۔

مسئلہ ۳: عوام میں مشہور ہے کہ چراغ کا تیل ناپاک ہوتا ہے مگر یہ محض بے اصل ہے عجب نہیں کہ کسی نے اس سے احتیاط رکھنے کو اس بنا پر کہا ہو کہ لوگ چراغ کو جگہ بے جگہ رکھ دیتے ہیں اور اس وجہ سے ایسا بھی اتفاق ہو جاتا ہے کہ اس میں سے کُتا چاٹ جاتا ہے اس لئے اس تیل سے احتیاط کا مشورہ کسی نے دیا ہو گا عوام نے اس کو یقینی ناپاک قرار دے دیا اور اس کی وجہ بھی بعض عوام سے سُنی گئی ہے کہ وہ جلتا ہے اس لئے ناپاک ہو جاتا ہے حالانکہ جلنے کو ناپاک ہونے میں کوئی دخل نہیں، غرض دعویٰ اور دلیل دونوں مہمل ہیں۔

مسئلہ ۴: حقہ کے پانی کو بھی عوام ناپاک سمجھتے ہیں اگرچہ اس سے بچنا لطافت کے لئے ضروری ہے لیکن اس سے نجس ہونا لازم نہیں آتا۔

مسئلہ ۵: بعض عوام سمجھتے ہیں کہ اگر کتے سے کوئی چیز، کپڑا برتن وغیرہ چھو جائے تو وہ چیز ناپاک ہو جاتی ہے۔ یہ غلط ہے۔ البتہ رال لگنے سے ناپاک ہو جاوے گا۔

وضو وغسل

مسئلہ ۱: مشہور ہے کہ کسی کا ستر کھلا ہوا نظر پڑنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۱: مشہور ہے کہ سُور کے دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کی کچھ اصل نہیں۔

مسئلہ ۲: مشہور ہے کہ استنجا کے بچے ہوئے پانی سے وضو نہ کرنا چاہیئے۔ سو یہ محض غلط ہے

مسئلہ ۳: بعضے کہتے ہیں کہ جس وضو سے جنازہ کی نماز پڑھی ہو اُس سے پنجگانہ نماز ون میں سے کوئی نماز نہ پڑھے سو یہ بھی محض غلط ہے۔

مسئلہ ۴: بعضی عورتیں سمجھتی ہیں کہ باہر پھرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ سو یہ محض غلط ہے البتہ بے ضرورت باہر نکلنا بُرا ہے۔

تیمّم و مسح

مسئلہ ۱: بعضے آدمی کپڑے یا تکیہ پر تیمّم کر لیتے ہیں، اگرچہ اُس پر زیادہ غبار نہ ہو سو یہ بالکل درست نہیں۔

حیض و نفاس

مسئلہ ۱: مشہور ہے کہ زچّہ جب تک غسل نہ کرے اس کے ہاتھ کی کوئی چیز کھانا درست نہیں، یہ بھی غلط ہے حیض اور نفاس میں ہاتھ ناپاک نہیں ہوتے۔

مسئلہ ۲: بعض عوام کہتے ہیں کہ چلّے کے اندر زچّہ خانے میں خاوند کو نہ جانا چاہیئے سو اس کی کوئی اصل نہیں۔

مسئلہ ۳: عوام کہتے ہیں کہ جو عورت حالتِ حیض میں ہو اور زچّہ مر جائے اُس کو دوبارہ غسل دینا چاہیئے یہ محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۴: عام عورتیں زچّہ خانہ میں چالیس روز تک نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتیں اگرچہ پہلے ہی پاک ہو جائیں سو یہ بالکل دین کے خلاف بات ہے چالیس دن نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت ہے۔ باقی اقل مدت کی کوئی حد نہیں، جس وقت پاک ہو جائے غسل کر کے فوراً نماز شروع کرے اسی طرح اگر چالیس دن میں بھی خون موقوف نہ ہو تو چالیس دن کے بعد پھر اپنے آپ کو پاک سمجھ کر نماز شروع کر دے۔

اذان و اقامت و امامت

مسئلہ ۱: مشہور ہے کہ اذان نماز کے لئے مسجد میں بائیں طرف اور اقامت یعنی تکبیر داہنی طرف شریعت میں اسکی کوئی اصل نہیں۔

مسئلہ ۲: مشہور ہے اگر مقتدی عمامہ باندھے ہو اور امام صرف ٹوپی پہنے ہو تو نماز مکروہ ہے، یہ محض بے اصل بات ہے۔ البتہ جو شخص خالی ٹوپی سے بازار اور مجمع احباب میں جاتا ہوا منقبض ہو، اس کو بدون عمامہ کے نماز پڑھنا مکروہ ہے خواہ وہ امام یا مقتدی ہو۔

مسئلہ ۳: بعض لوگ اذان کے سامنے سے یا دعا کے سامنے سے جانا ناجائز سمجھتے ہیں، اس کی کچھ اصل نہیں۔

مسئلہ ۴: عوام متکبرین میں مشہور ہے کہ جس امام کے گھر میں پردہ نہ ہو اس کے پیچھے نماز درست نہیں سو سمجھ لیا جاوے کہ معترضین کی بیبیاں اگر ایک نامحرم کے رُوبرُو بھی آتی ہوں تو ان کو بھی بے پردہ کہا جاوے گا اور امام و مقتدی سب یکساں ہوں گے۔

مسئلہ ۵: بعض کو طاعون میں اذانیں دیتے ہوئے دیکھا ہے اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔

نماز و جماعت و خطبہ

مسئلہ ۱: مشہور ہے کہ چارپائی پر نماز پڑھنے سے بندر ہو جاتا ہے سو یہ محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۲: مشہور ہے کہ چاند اور سورج کے گہنے کے وقت کھانا پینا منع ہے سو اس کی بھی کوئی اصل نہیں البتہ وہ وقت توجہ الی اللہ کا ہے اس وجہ سے کھانے پینے کا شغل ترک کر دینا اور بات ہے۔ رہا یہ کہ دنیا کے تمام کاروبار بلکہ گناہ تک تو کرتا ہے اور صرف کھانا پینا چھوڑ دے یہ شریعت کو بدل ڈالنا اور بدعت ہے۔

مسئلہ ۳: بعضی عورتیں نماز پڑھ کر جانماز کا گوشہ یہ سمجھ کر اُلٹ دینا ضروری سمجھتی ہیں کہ شیطان اس پر نماز پڑھے گا سو اس میں کسی بات کی بھی اصل نہیں۔

مسئلہ ۴: اکثر عوام کا معمول ہے کہ مریض جب جماعت میں شریک ہوتا ہے تو تمام

صف کے کنارے پر اور بائیں طرف بیٹھتا ہے۔ گویا درمیان میں کھڑے ہونے کو برا سمجھتے ہیں، سو یہ امر محض بے اصل ہے۔

مسئلہ: بعض کا خیال ہے کہ تہجد کے بعد سونا نہ چاہیئے ورنہ تہجد جاتا رہتا ہے سو اس کی کوئی اصل نہیں اور بہت آدمی اس وجہ سے تہجد سے محروم ہیں کہ صبح تک جاگنا مشکل ہے اور سونے کو ممنوع سمجھتے ہیں سو جان لینا چاہیئے کہ سو رہنا بعد تہجد کے درست ہے۔

مسئلہ: مشہور ہے کہ اندھیرے میں نماز پڑھنا ناجائز ہے سو یہ محض غلط ہے البتہ اتنی اٹکل ضرور ہے کہ قبلہ سے بے رُخ نہ ہو۔

مسئلہ: بعض عورتیں کہتی ہیں کہ اگر کئی عورتیں ایک جگہ کھڑی ہو کر نماز پڑھیں تو آگے پیچھے کھڑا ہونا درست نہیں محض غلط ہے۔

مسئلہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ سجدۂ تلاوت کر کے دونوں طرف سلام بھی پھیرے یہ بھی محض غلط ہے۔

مسئلہ ۹: عوام میں مشہور ہے کہ نماز عشاء سے پہلے سو رہنے سے عشاء کی نماز قضا ہو جاتی ہے یعنی اگر پھر پڑھے تو قضا کی نیت کرے سو یہ بالکل غلط ہے البتہ بلا عذر سونا دُرست نہیں اور نصف شب کے بعد مکروہ وقت ہو جاتا ہے اگرچہ سویا بھی نہ ہو۔

مسئلہ ۱۰: عورتوں میں مشہور ہے کہ عورتیں مردوں سے پہلے نماز پڑھیں سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۱۱: بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ تلاوت کے سجدہ دو ہونے چاہئیں یعنی پہلے ایک آیت پڑھے تو دو سجدے واجب ہو جاتے ہیں۔ سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۱۲: عوام میں مشہور ہے کہ نماز میں داہنا انگوٹھا سرک جانے سے نماز جاتی رہتی ہے سو یہ محض غلط ہے البتہ بلا ضرورت اُٹھانا بہت عیب ہے۔

مسئلہ ۱۳: بعض عوام کہتے ہیں کہ سُنّت کے بعد نہ بولے اگرچہ گھوڑے کی ٹاپ میں دب گیا ہو اس کی کچھ اصل نہیں بلکہ اس پر عمل کرنے میں علاوہ فساد عقائد کے بعض اوقات کوئی واجب شرعی بھی ترک ہو جاوے گا مثلاً کسی نے مسئلہ پوچھا یا کسی امر میں اعانت چاہی۔

مسئلہ ۱۴: بعض کو دیکھا ہے کہ ریل میں سوار ہو کر بلا عُذر بھی نماز بیٹھ کر یا بے رُخ پڑھ لینے سے جائز سمجھتے ہیں سو ریل میں کوئی حکم نہیں بدلتا اور جاننا چاہیئے کہ تھوڑی سی دشواری بھی نہیں، معمولی دقتیں تو گھر میں بھی پیش آجاتی ہیں۔ اسی طرح نماز ن بیبیاں بہلی میں بیٹھ کر نماز پڑھ لیتی ہیں، یاد رکھنا چاہیئے کہ جہاں بہلی کے ٹھہرانے میں خطرہ نہ ہو وہاں زمین پر اُتر کر نماز پڑھنی چاہیئے، پردہ برقعہ کا کافی ہے۔

مسئلہ ۱۵: بعضے عوام ایسے مرض میں نماز چھوڑ دیتے ہیں جس میں بدن اور کپڑا پاک رہنا مشکل ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس حالت میں نماز جائز ہونے کی کوئی صورت نہیں سو یہ خیال محض غلط ہے کہ علماء سے مسائل پوچھ کر نماز پڑھنا ضروری ہے ایسی حالت میں بھی نماز درُست ہو جاتی ہے۔ جب دھونے سے سخت تکلیف ہو یا مرض بڑھنے کا ڈر ہو اور کپڑے بدلنے کے لئے زیادہ نہ ہوں تو اسی طرح نماز درست ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۶: بعض عوام کو اس کا بھی پابند دیکھا ہے کہ جب جمعہ کے لئے آتے ہیں۔ اول مسجد میں تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر سُنتیں پڑھتے ہیں گو نزدیک ہی سے آئے ہوں اور گو سانس درست کرنے کی بھی ضرورت نہ ہو سو اس کی کوئی اصل نہیں اور سانس کی درستگی تھوڑی دیر کھڑے رہنے سے بھی ممکن ہے یہ کیا ضرور ہے کہ بیٹھ ہی جاویں۔

مسئلہ ۱۷: مشہور ہے کہ جن کی سُنتیں صبح کی رہ جاویں اس کے درست ہونے کی یہ شرط ہے کہ سُورج نکلنے تک اسی جگہ بیٹھا رہے سو یہ بھی غلط ہے بلکہ یہ جائز ہے کہ کسی کام میں لگ جاوے اور بعد آفتاب نکلنے کے ان کو پڑھ لے۔

مسئلہ ۱۸: بعض عوام کہتے ہیں کہ مسجد کا چراغ خود گُل نہ کرے سو یہ بات لغو ہے بلکہ جب حاجت نہ رہے گُل کر دینا چاہیئے ورنہ اسراف بھی ہے اور تنہائی میں چراغ جلتا چھوڑنا منع بھی ہے۔

مسئلہ ۱۹: اکثر عوام کو دیکھا ہے کہ جماعت میں صف بندی کے وقت پاؤں کا

انگوٹھا ملا کر سیدھی کیا کرتے ہیں حالانکہ کندھے اور ٹخنے کی سیدھ کرنے سے صف سیدھی کرنی چاہیئے۔

مسئلہ ۲۰: اکثر عوام کو اس کا التزام کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ جمعہ کا پہلا خطبہ سننے کے وقت دونوں ہاتھ زانو پر رکھ لیتے ہیں، یہ بھی بے اصل بات ہے۔

مسئلہ ۲۱: اکثر عوام جمعہ کے خطبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سن کر بلند آواز سے درود شریف پڑھتے ہیں یہ جائز نہیں زبان سے درود شریف نہ پڑھے ہاں دل ہی دل میں پڑھ لینے کا مضائقہ نہیں۔

مسئلہ ۲۲: بعضے عوام نماز میں بائیں کہنی کھلی رہنے سے نماز میں خرابی آنا سمجھتے ہیں یہ خاص بائیں کہنی کی تخصیص غلط ہے بلکہ دونوں میں سے خواہ دائیں ہو یا بائیں کھلی رہنے سے نماز مکروہ ضرور ہوگی۔

قرأت و تجوید

مسئلہ ۱: قرآن مجید میں بعضے مقامات پر بے موقع وصل کرنے سے کفر کا فتویٰ بعض نے لکھ دیا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ الحمد شریف میں بعضے حروف کے وصل سے شیطان کا نام پیدا ہونا لکھ دیا ہے سو ان دونوں امر کی کچھ اصل نہیں البتہ قواعد قرأت کے اعتبار سے یہ دونوں وصل بے قاعدہ اور قبیح ہیں مگر کفر یا شیطان کے نام کا دعویٰ محض تصنیف ہے۔

مسئلہ ۲: حفاظ وغیرہم میں مشہور ہے کہ سورۂ برأت پر کسی حالت میں بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی۔ سو بات یہ ہے کہ صرف ایک حالت میں اس میں بسم اللہ نہیں ہے کہ اوپر سے پڑھتے پڑھتے سورۂ برات شروع کرے باقی اگر تلاوت اسی سورۃ سے شروع کرے یا درمیان میں کچھ وقفہ کر کے بقیہ سورۃ پڑھے تو بسم اللہ کہے۔

دعاء و ذکر و اذکار

مسئلہ ۱: عوام میں مشہور ہے کہ بے وضو درود شریف پڑھنا درست نہیں

سو یہ بالکل غلط ہے بلکہ قرآن بھی پڑھنا بِلا وضو دُرست ہے البتہ قرآن شریف کو ہاتھ لگانا بلا وضو درست نہیں۔

مسئلہ ۲: مشہور ہے کہ دوپہر کے وقت قرآن پڑھنا ممنوع ہے۔ سو یہ محض غلط ہے البتہ نماز پڑھنا اس وقت ممنوع ہے۔

مسئلہ ۳: اس طرف اکثر عامل بھی التفات نہیں کرتے کہ آیاتِ قرآنیہ کو بے وضو لکھ دیتے ہیں، اسی طرح بے وضو آدمی کے ہاتھ میں دے دیتے ہیں اس کا لکھنا اور مس کرنا دونوں بلا وضو ناجائز ہیں۔

مسئلہ ۴: ذکرِ جہر کو بعض مشائخ بلا کسی شرط کے جائز سمجھتے ہیں۔ یہ غلط ہے اس کے جواز کی ایک بہت ضروری شرط یہ ہے کہ اس سے کسی نماز پڑھنے والے کا دل پریشان نہ ہو اور سونے والے کی نیند خراب نہ ہو اور جہاں اس کا احتمال ہو آہستہ ذکر کرے اگرچہ پکار کر کرنے کی تعلیم کی گئی ہو۔

مرض الموت و جنازہ

مسئلہ ۱: مشہور ہے کہ خاوند بیوی کے جنازہ کا پایا بھی نہ پکڑے سو یہ بھی محض غلط ہے۔ اجنبی لوگوں سے وہ زیادہ مستحق ہے۔

مسئلہ ۲: مشہور ہے کہ میّت اگر گھر میں یا محلّہ میں ہو اس کو لے جانے تک کھانا پینا گناہ ہے۔ یہ بات بھی محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۳: عوام کہتے ہیں کہ میّت کے غسل کے پانی پر پاؤں رکھنا دُرست نہیں اور اسی خیال سے غسل دینے کے لئے ایک لحد کھودتے ہیں کہ سب پانی اسی میں رہے سو یہ بالکل غلط ہے۔

مسئلہ ۴: بعضے عوام محرّم میں قبروں پر تازہ مٹی ڈالنے کو ضروری سمجھتے ہیں سو اس کی بھی کوئی اصل نہیں ہے۔

مسئلہ ۵: بعضے عوام میں اس کا بڑا اہتمام ہے کہ مُردے کو گھر کے برتنوں سے غُسل

نہ دینا چاہیے بلکہ کورے منگا کر غسل دیویں اور پھر ان برتنوں کو گھر میں استعمال نہ کریں بلکہ مسجد میں بھیج دیں یا چھوڑ دیں یہ بھی محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۹: عوام کو دیکھا ہے کہ نماز جنازہ کی تکبیرات کہتے وقت منہ آسمان کی طرف اُٹھایا کرتے ہیں یہ بے اصل بات ہے۔

مسئلہ ۱۰: اکثر جگہ دستور ہے کہ جنازہ دفن کرتے وقت مُردہ کو قبر میں چت لِٹا کر صرف اس کا منہ قبلہ کی طرف کر دیتے ہیں، یہ ٹھیک نہیں بلکہ قبلہ کی طرف بالکل کروٹ دے دینا چاہیے ——

مسئلہ ۱۱: اکثر عوام نزع کی حالت میں شربت پلانے کو ضروری سمجھتے ہیں اور نہ پلانے والے کو ملامت کرتے ہیں، حالانکہ نہ یہ ضروری ہے نہ قابلِ ملامت، بلکہ ایسا سمجھنا خود بُرا ہے ——

روزہ

مسئلہ ۱: مشہور ہے کہ ایک روزہ رکھنا اچھا نہیں۔ اس مشہور کی بھی کوئی اصل نہیں ہے۔

مسئلہ ۲: بعض میں مشہور ہے کہ محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ نہ رکھے کیونکہ یزید کی ماں نے رکھا تھا، محض غلط ہے۔

مسئلہ ۳: عوام میں مشہور ہے کہ جو شخص شش عید کے روزے رکھنا چاہے اسکو چاہیئے کہ ایک روزہ ضرور عید سے لگتے ہی دن رکھے ورنہ پھر وہ روزے نہ ہوں گے سو یہ بالکل بے اصل بات ہے۔

مسئلہ ۴: بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ نفل روزہ کی سحری نہیں ہوتی سو یہ غلط ہے اس میں فرض اور نفل روزے سب برابر ہیں۔

مسئلہ ۵: بعض عوام سے سُنا گیا ہے کہ نفل روزہ بعد نماز مغرب کے افطار کرے سو اس کی بھی کچھ اصل نہیں۔

زکوٰۃ و حج و قربانی وعقیقہ و نذر

مسئلہ ۱: بعض عوام کہتے ہیں کہ بقرعید کے روز قربانی کرنے تک روزہ سے

رہے ، یہ محض بے اصل ہے البتہ قربانی سے اوّل کھانا کھانا مستحب ہے لیکن وہ روزہ نہیں ہے نہ تو کھانا فرض ہے نہ روزہ کا ثواب ہے نہ روزہ کی نیّت ہے ۔

مسئلہ ۲ : بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ احرام میں دو پاٹ کی چادر جس کے درمیان میں سلائی ہو دُرست نہیں یہ محض بے اصل ہے ۔ مرد کو ممنوع وہ سلائی ہے جس سے کپڑے کو بدن کی ہیئت پر بنایا جاتا ہے جیسے کُرتہ پاجامہ وغیرہ ۔

مسئلہ ۳ : بعض لوگ بدھیا جانور کی قربانی درست نہیں سمجھتے سو یہ خیال غلط ہے بلکہ بدھیا جانور کی تو اور زیادہ فضیلت ہے ۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بدھیا دُنبہ کی قربانی فرمائی ہے ۔

مسئلہ ۴ : بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ ، نانا نانی ، دادا دادی کو کھانا درست نہیں سو اس کی کچھ اصل نہیں ، اس کا حکم قربانی کا سا ہے ۔

مسئلہ ۵ : بعض عوام کا خیال ہے کہ اگر کسی کو زکوٰۃ کی رقم دی جاوے اور کہا نہ جاوے کہ یہ زکوٰۃ ہے تو شاید زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی سو یہ خیال بالکل غلط ہے بدون کہے بھی زکوٰۃ ہو جاتی ہے مگر دل میں ارادہ کرنا ضروری ہے ۔

مسئلہ ۶ : بعض عوام کا یہ خیال ہے کہ جو زیور چاندی سونے کا روز پہنا جاتا ہے اس میں زکوٰۃ نہیں سو جان لینا چاہیئے کہ رکھا ہوا زیور اور استعمال میں آنے والا زیور سب برابر ہیں ، سب میں زکوٰۃ ہے ۔

مسئلہ : بعض عوام سے سُنا گیا ہے کہ قسم کھاتے وقت بائیں ہاتھ کا انگوٹھا موڑ لیا جاوے تو قسم نہیں ہوتی سو یہ محض غلط ہے ۔

مسئلہ : اکثر عوام کو دیکھا ہے کہ منّت و نذر کی شیرینی مسجد میں لاکر عام طور پر تقسیم کر دیتے ہیں وہاں ان میں بعض سیّد اور غنی بھی ہوتے ہیں ، پس سیّد اور غنی کو دینے سے نذر ادا نہیں ہوتی ہے ۔

نکاح وطلاق وخلع وظہار

مسئلہ: بعض جگہ عوام کا یہ گمان ہے کہ بلا گواہ بھی محض مرد و زن کی رضامندی سے نکاح ہو جانے کو درست سمجھتے ہیں اور اس کا نام تن بخشی رکھا ہے سو یہ گمان باطل محض ہے، اس طرح ہرگز نکاح نہیں ہوتا وہ زنا ہوگا۔

مسئلہ۲: مشہور ہے کہ پیر کو مریدنی سے نکاح درست نہیں یہ محض غلط ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سب بیبیوں کے پیر تھے۔

مسئلہ۳: مشہور ہے کہ بعض اولاد ہونے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے یہ بھی محض غلط ہے

مسئلہ: بعض عوام کہتے ہیں کہ حوا کو بُرا کہنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے یہ بھی محض غلط ہے البتہ حوا کو بُرا کہنا جائز نہیں۔

مسئلہ: عوام میں مشہور ہے کہ اگر شوہر کے مرنے پر اس کا جنازہ گھر سے نکلنے سے پہلے اس کی عورت گھر سے دوسرے گھر چلی جائے تو جائز ہے، بعد جنازہ نکلنے کے جائز نہیں گویا ان عوام کے خیال میں عدت وفات کے وقت سے شروع نہیں ہوتی بلکہ جنازہ لے جانے کے وقت سے شروع ہوتی ہے یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ: عام دستور ہے کہ کوئی کافر عورت مسلمان ہو تو مسلمان کرتے ہی اس کا نکاح کسی مسلمان سے کر دیتے ہیں سو یہ بڑی غلطی ہے اگر کافروں کی عملداری میں کوئی کافر عورت مسلمان ہو جائے تو تین حیض گزرنے سے تو اس پر طلاق پڑے گی، اس کے بعد پھر تین حیض عدت — چھ حیض کے بعد نکاح درست ہوگا۔

مسئلہ: بیوی اگر شوہر کو باپ کہہ دے تو عوام سمجھتے ہیں کہ نکاح میں خلل ہو جاتا ہے سو یہ محض بے اصل بات ہے بلکہ اگر شوہر بھی بیوی کو ماں یا بیٹی کہہ دے تو نکاح میں فرق نہیں آتا۔ البتہ بیہودہ بات ہے۔ ہاں اگر یوں کہہ دے کہ تو مجھ پر مثل ماں بیٹی کے ہے تو اس میں بعض صورتوں میں عورت حرام ہو جاتی ہے جس کی تفصیل ضرورت کے وقت علماء سے معلوم ہو سکتی ہے۔

مسئلہ: بعض عوام کو اس میں شبہ رہتا ہے کہ حالتِ حیض میں نکاح شاید درست نہیں ہوتا سو یہ شبہ بے اصل ہے۔ اس حالت میں بھی نکاح درست ہوتا ہے، البتہ ناف سے زانو تک اس حالت میں دیکھنا ہاتھ لگانا دُرست نہیں۔

مسئلہ: عوام الناس ممانی اور چچی اور سوتیلی ساس سے نکاح کرنے کو جائز نہیں سمجھتے سو یہ اعتقاد باطل ہے اور یوں کوئی لحاظ کی وجہ سے ان رشتوں سے نکاح نہ کرے وہ اور بات ہے۔

مسئلہ: بعض عوام سمجھتے ہیں کہ غصہ میں یا دھمکانے کی نیت سے اگر طلاق دیدے تو طلاق نہیں پڑتی سو یہ بالکل غلط ہے۔

مسئلہ: عوام میں مشہور ہے کہ دونوں عیدوں کے درمیان نکاح نہ کیا جائے کیونکہ میاں بیوی کا نباہ نہیں ہوتا۔ سو یہ خیال خلاف شریعت ہے۔

خرید و فروخت، کرایہ، رہن حق شفعہ وغیرہ

مسئلہ ۱: مشہور ہے کہ غلہ کی تجارت ناجائز ہے مگر یہ امر بالکل غلط ہے البتہ جب قحط کی ایسی حالت ہو کہ غلہ کسی قیمت سے بھی دستیاب نہیں ہوتا اور اب اس کے نہ بیچنے سے خلائق کو تکلیف ہونے لگے ایسی حالت میں غلہ روکنا حرام ہے۔

مسئلہ ۲: مشہور ہے کہ کسی چیز کے خریدنے کے بعد بائع سے کچھ زیادہ لینا گناہ ہے جس کو رونگا کہتے ہیں سو یہ بالکل غلط ہے۔ البتہ بائع کو تنگ کرنا حرام ہے لیکن اگر خوشی سے دے دے تو کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ ۳: بعضے زمیندار سمجھتے ہیں کہ خود رو گھاس محض روکنے سے ملک ہو جاتی ہے اور اس کا فروخت کرنا درست ہے یہ دونوں باتیں محض غلط ہیں۔

مسئلہ ۴: یہ بھی بعضے زمینداروں کو کہتے سنا ہے کہ پھل آنے سے پہلے بہار کا بیچنا دیسے تو دُرست نہیں لیکن اگر اس بیع کے ساتھ کچھ زمین کا ٹھیکہ یعنی اجارہ بھی شامل ہو تو درست ہے سو یہ بات بالکل غلط ہے۔ اس اجارہ سے وہ بیع دُرست نہیں ہو جاتی۔

مسئلہ ۵: عام زمینداروں کا یہ خیال ہے کہ اگر رہن میں راہن زمین مرہونہ کے منافع کو حلال کردے تو وہ حلال ہو جاتا ہے سو یہ بالکل صحیح نہیں بلکہ جب رہن میں انتفاع مشروط یا معروف ہوگا حرام ہوگا۔

مسئلہ ۶: بعضے عوام گدھے اور گھوڑے کی جفتی کو برا سمجھتے ہیں سو اس کی بھی کچھ اصل نہیں البتہ اسکی اجرت لینا جائز نہیں۔

مسئلہ ۷: بعض عوام سمجھتے ہیں کہ حق شفعہ رشتہ دار جدی کے ساتھ خاص ہے سو یہ محض غلط بات ہے۔

مسئلہ ۸: بعض عوام میں مشہور ہے کہ اولاد کے ہوتے ہوئے اگر اپنی جائیداد کا جزو یا کل کسی کو ہبہ کرنا چاہے تو اس کے نافذ ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ جائیداد اس واہب کی مکسوبی ہو اگر جدی ہو تو جائز نہیں یہ محض غلط ہے، مکسوب موروث کا شرعاً ایک ہی حکم ہے۔

شکار و ذبح کا بیان

مسئلہ ۱: مشہور ہے کہ ذبح کرنے والے کی بخشش نہ ہوگی سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۲: بعضے کہتے ہیں کہ جس چاقو سے جانور ذبح کیا جاوے اس کے حلال ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس چاقو میں تین کیلیں ہوں سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۳: مشہور ہے کہ ولدالزنا کا ذبیحہ درست نہیں سمجھتے سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۴: بعض عوام عورتوں کے ذبیحہ کو درست نہیں سمجھتے۔ سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۵: بعضے عوام میں مشہور ہے کہ ذابح کے معین پر بسم اللہ اللہ اکبر کہنا واجب ہے سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۶: بعضے عوام سمجھتے ہیں کہ ذبح کی اعانت کرنے والا مثلاً جانور پکڑنے والا کافر ہو تو ذبیحہ حلال نہیں یہ سمجھنا بالکل غلط ہے۔

مسئلہ ۷: مشہور ہے کہ جب انڈا توڑا جاتا ہے تو اس پر پہلے یہ تکبیر پڑھ لی جائے، سفید انڈہ تربتر نہ اس کے ٹانگیں نہ اس کا سر سنت خلیل اللہ اللہ اکبر سو اس کی اصل نہیں۔

مسئلہ : مشہور ہے کہ عورت کا ذبیحہ کھانا جائز نہیں سو یہ غلط بات ہے۔

لباس و زینت و پردہ

مسئلہ : عوام میں مشہور ہے کہ مریدنی کو پیر سے پردہ نہیں سو یہ محض غلط ہے جیسے اور مرد ہیں ایسا ہی پیر ہے۔

مسئلہ ۲ : بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ جس عورت کے ہاتھ میں چوڑی نہ ہو یا کم از کم ایک بھی ناخن میں مہندی نہ ہو اس کے ہاتھ کا پانی مکروہ ہے سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۳ : بعض عوام یہ سمجھتے ہیں کہ نیا جوتا اور نیا کپڑا پہننے سے اس کے ذمہ حساب ہو جاتا ہے لیکن رجب سے رمضان کے آخری جمعہ تک یا آخری جمعہ کو پہننے سے وہ بے حساب ہو جاتا ہے۔ اسی واسطے نئے کپڑے اسی مدت میں پہن لے۔ بعضے کئی کئی جوڑے ایک دم پہن لیتے ہیں سو یہ سب محض غلط ہے۔

مسئلہ ۴ : بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ عورت کے بائیں ہاتھ میں کوئی نشانی عورت ہونے کی جیسے چوڑی، چھلّہ ہونا ضروری ہے سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۵ : بعض عورتیں صرف عدت میں نامحرم سے سر ڈھانپنے کو لازم سمجھتی ہیں اور ویسے نہیں یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۶ : بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ عمامہ باندھنے کے لئے بیٹھ جاتے ہیں اور بعض بیٹھے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔

سلام، مصافحہ، اٹھنا، بیٹھنا، ملنا جلنا (معاشرات)

بعض لوگ اسلام علیک کرتے وقت ماتھے پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں یا جھک جاتے ہیں اور بعض مصافحہ کر کے سینے پر ہاتھ رکھتے ہیں یہ سب خلاف شرع اور بے اصل ہے۔

کھانا پینا

مسئلہ : مشہور ہے کہ دعوت میں سے بھوکا اٹھنا منع ہے سو اسکی کوئی اصل نہیں۔

مسئلہ ۲: بہت مشہور ہے کہ جھوٹا پانی کھڑے ہو کر پینا ثواب سمجھتے ہیں سو اسکی کوئی اصل نظر سے گزری نہ کسی محقق سے سُنا۔

مسئلہ ۳: بعض عوام کہتے ہیں کہ اگر گوشت میں ہڈی نہ ہو تو وہ گوشت مکروہ ہوجاتا ہے سو یہ محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۴: اکثر عورتیں مردوں سے پہلے کھانا کھانے کو شرعاً معیوب سمجھتی ہیں، یہ بے اصل بات ہے۔

مسئلہ ۵: اکثر عوام میں دستور ہے کہ اگر کوئی شخص کھانا کھاتے وقت دوسرے شخص کو کھانا کھانے کے لئے بلاتا ہے اور اس کو منظور نہیں ہوتا تو اس کے جواب میں کہا کرتے ہیں کہ بسم اللہ کرو بس چونکہ اس لفظ کا استعمال کرنا شرعاً ثابت نہیں ہے لہذا ترک کر دینا چاہیئے اور اس کی جگہ اور کلمے جیسے بارک اللہ وغیرہ کہہ دینا چاہیئے۔

شگون و فال

مسئلہ ۱: بعضے کہتے ہیں کہ فلاں جانور کے بولنے سے موت پھیلتی ہے، سو یہ محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۲: بعض طلبہ کو سبق کے باب میں اس کا معتقد دیکھا ہے۔ اذا تاتی السبت ذات السبت سو اس کو اگر قضیہ اتفاقیہ سمجھا جاوے تو خیر لیکن لزومیہ سمجھنا بے اصل اور اختراع ہے اور شعبہ ہے تاثیر ایام کے قائل ہونے کا جو شعبہ ہے نجوم کا۔

مسئلہ ۳: اسی طرح بعض طلبہ کو بدھ کے روز کتاب شروع کرنے کا اہتمام کرتے ہوئے دیکھا ہے اور اس کو کسی روایت کی طرح مستند سمجھتے ہیں سو اس بات میں کوئی روایت ثابت نہیں۔

مسئلہ ۴: بعض عوام سمجھتے ہیں کہ مرد کی بائیں آنکھ اور عورت کی دائیں آنکھ پھڑکنے سے کوئی مصیبت، رنج اور اس کے برعکس ہونے سے خوشی پیش آتی ہے، سو یہ محض غلط خیال ہے ————

مسئلہ ۵: بعض عوام صبح کے وقت کسی مقام جیسے نانوتہ، کیرانہ وغیرہ یا کسی جانور

جیسے سانپ سُور وغیرہ کے نام لینے کو منحوس اور بُرا سمجھتے ہیں یہ بالکل لغو بات ہے۔

مسئلہ ۶: بعضے عوام کسی خاص دن یا کسی وقت میں سفر کرنے کو بُرا یا اچھا سمجھتے ہیں یہ کفار یا نجومیوں کا اعتقاد ہے۔

مسئلہ ۷: اکثر عوام کہتے ہیں کہ ہتھیلی میں خارش ہونے سے مال ملتا ہے اور تلوے میں خارش ہونے سے یا جُوتے پر جوتا چڑھنے سے سفر درپیش ہوتا ہے یہ سب لغو اور مہمل بات ہے۔

مسئلہ ۸: بعض عورتیں مکان کی منڈیر پر کوّے کے بولنے سے کسی مہمان کی آمد کا شگون لیتی ہیں۔ یہ خیال گناہ ہے۔

مسئلہ ۹: اکثر عوام سمجھتے ہیں کہ ڈوئی مارنے سے ہوکا ہو جاتا ہے یعنی جس کے ڈوئی ماری جائے وہ کھانا زیادہ کھانے لگتا ہے یہ بالکل بے اصل بات ہے۔

مسئلہ ۱۰: عوام میں رائج ہے کہ کسی دوسرے کے ہاتھ سے جھاڑو لگ جائے تو وہ معیوب سمجھتا ہے۔ اور بُرا مان کر کہتا ہے کہ میں کنوئیں میں نمک ڈال دوں گا جس سے تیرے منہ پر چھائیاں پڑ جائیں گی۔ یہ بھی محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۱۱: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جھاڑو مارنے سے مضروب الیہ کا جسم سُوکھ جاتا ہے۔ جھاڑو پر تھتکار دو۔ سو یہ بات محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۱۲: ہمارے یہاں مروّج ہے کہ جب کوئی آدمی کہیں جا رہا ہو اور اس کو پیچھے سے بُلایا جائے تو وہ لڑائی لڑنے پر تیار ہو جاتا ہے کہ مجھے پیچھے سے تم نے کیوں بُلایا ہے کیونکہ میرا کام نہیں ہوگا سو اس بات کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔

مسئلہ ۱۳: ہمارے یہاں عورتیں کوّے کے بولنے سے مہمان کے آنے کا شگون لیتی ہیں۔ سو یہ بے اصل ہے۔

مسئلہ ۱۴: ہمارے یہاں عورتیں چکّی کا ہاتھا چھُوٹنے سے مہمان کے آنے کا شگون لیتی ہیں سو یہ مہمل بات ہے۔

مسئلہ ۱۵: عموماً عورتوں میں مشہور ہے کہ صحنک سے آٹا اڑنے سے مہمان آتا ہے

سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۱۶: بعض لوگ جوتے پر جوتا چڑھ جانے سے سفر درپیش آنے کا شگون لیتے ہیں سو یہ بے اصل اور لغو بات ہے۔

مسئلہ ۱۷: مشہور ہے کہ ہاتھ کی ہتھیلی میں خارش ہونے سے کچھ ملتا ہے اس کی کچھ اصل نہیں۔

مسئلہ ۱۸: ہمارے یہاں ایک شعر مشہور ہے ؎ منگل بدھو نہ جاویں پار، جوتی باڑی آویں بار اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔

مسئلہ ۱۹: لوگوں میں مشہور ہے کہ شام کے وقت مرغا اذان دے تو اسے فوراً ذبح کرلو کیونکہ یہ اچھا نہیں، سو اس کی کوئی اصل نہیں۔

مسئلہ ۲۰: لوگوں میں مشہور ہے کہ اگر مرغی اذان دے تو اسے فوراً ذبح کرلو کیونکہ اس سے وبا پھیلتی ہے۔ سو یہ غلط بات ہے۔

مسئلہ ۲۱: اگر مریض کے لئے دو آدمی حکیم کو بلانے جاویں تو اسے برا سمجھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے۔ اب مریض صحت یاب نہیں ہوگا سو یہ غلط بات ہے۔

مسئلہ ۲۲: جب کوئی نئی دلہن کنوئیں پر پانی لینے جاوے تو اس کو تاکید کی جاتی ہے پہلے کنوئیں پر چراغ جلایا جاوے پھر پانی لایا جاوے سو یہ غلط بلکہ شرک ہے۔

مسئلہ ۲۳: دستور ہے کہ جب کہیں کوئی جارہا ہو اور کوئی چھینک دیوے تو جانے والا واپس چلا جاتا ہے، اور کہتا ہے کہ اب کام نہیں ہوگا سو یہ غلط ہے۔

متفرق مسئلے

مسئلہ ۱: عوام میں مشہور ہے کہ روپلے نے بہت دنوں تک (یا عزیز) کا وظیفہ پڑھا ہے سو اس کی کچھ اصل نہیں۔

مسئلہ ۲: مشہور ہے کہ عصر اور مغرب کے درمیان کھانا پینا برا ہے اور اس کی وجہ یہ تصنیف کی ہے کہ مرتے وقت یہی وقت نظر آتا ہے اور شیطان پیشاب کا پیالہ پینے کے لئے لاتا ہے

سو اگر کھانے پینے کی عادت نہ ہوگی تو انکار کر دیگا، شرع میں اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔
مسئلہ ۳: مشہور ہے کہ ہاتھ میں بید رکھنا درست نہیں یزید نے ہاتھ میں رکھا تھا، یہ بھی محض غلط ہے۔
مسئلہ ۴: مشہور ہے کہ جھاؤ کی لکڑی کا استعمال درست نہیں سو یہ بھی محض غلط ہے
مسئلہ ۵: مشہور ہے کہ میاں بیوی ایک پیر کے مُرید نہ ہوں ورنہ بہن بھائی ہو جاتے ہیں یہ محض غلط ہے۔
مسئلہ ۶: مشہور ہے کہ حرام مال مطلقاً مول لینے سے پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بدل لینے سے حلال ہو جاتا ہے۔ مثلاً کسی نے کوئی چیز چُرائی یا پھل آنے سے پہلے بہار خرید لی پھر وہ چیز یا پھل بازار میں فروخت ہونے کے لئے آیا تو بعضے آدمی یوں سمجھتے ہیں کہ جب ہم نے دام دے کر مول لیا تو وہ ہمارے لئے دُرست ہے اسی طرح اگر کسی نے رشوت لی پھر کسی سے روپیہ بدل لیا تو یوں سمجھتے ہیں کہ بدلہ کا روپیہ دُرست ہو گیا۔ سو یہ دونوں باتیں محض غلط ہیں وہ مسئلہ اور ہے جس کو لوگوں نے غلط سمجھ لیا ہے۔
مسئلہ ۷: مشہور ہے کہ ڈھیکلی کا پانی پینا دُرست نہیں سو یہ بھی محض غلط ہے۔
مسئلہ ۸: مشہور ہے کہ رات کے وقت درخت نہ ہلائے کہ وہ بے چین ہوتا ہے۔ یہ بھی محض بے اصل ہے۔
مسئلہ ۹: مشہور ہے کہ تسبیح اس طرح سیدھی اس طرح اُلٹی اور اس طرح پڑھے اور اس طرح نہ پڑھے۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔
مسئلہ ۱۰: مشہور ہے کہ سوتے میں قطب شمالی کی طرف پاؤں نہ کرے سو اس کی کچھ اصل نہیں۔
مسئلہ ۱۱: بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ اگر بلّی نقصان بھی کرے تو بس صرف ہوسل میں گالا روئی کا باندھ کر مارنا دُرست ہے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح مارا تھا تو یہ مسئلہ اور حدیث دونوں غلط ہیں۔
مسئلہ ۱۲: غسل خانہ اور پاخانہ میں بات کرنے کو عوام ناجائز سمجھتے ہیں سو اس

کی کچھ اصل نہیں۔ البتہ بلا ضرورت بائیں نہ کریں۔

مسئلہ ۱۳: عوام میں بعض اعمال چور کے معلوم کرنے کے لئے جائز اور حجت سمجھتے ہیں سو سمجھ لینا چاہیئے۔ نہ جائز ہیں نہ شرعاً حجت ہیں اور جس فن کا وہ عمل ہے اس کے اصول سے وہ عمل قابلِ اعتماد نہیں وہ بالکل خیال کے تابع ہے حتیٰ کہ اگر دو عامل مختلف دو شخصوں پر گمان چوری کا رکھتے ہیں تو ہر عامل کے عمل کا الگ الگ نام نکل آوے گا بلکہ ان عاملوں کو فرضی نام بھی بتلا دیئے جاویں تو اس عمل سے وہی نام نکل آدیں گے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عمل کوئی چیز نہیں۔

مسئلہ ۱۴: یہ عادت بہت شائع ہے کہ اگر نعوذ باللہ قرآن مجید کی بے ادبی ہو جائے تو اس کے برابر اناج تول کر تصدق کرتے ہیں اس میں اصل مقصود تو بہت مستحسن و قرین مصلحت ہے کہ بطور کفارہ اور جرمانہ کے صدقہ دیا جاتا ہے اس میں نفس کا بھی انتظام ہے کہ آئندہ احتیاط رکھے لیکن دو امر اس میں بے اصل اور قابلِ اصلاح ہیں۔ ایک یہ کہ قرآن مجید کو ترازو میں اناج کے برابر کرنے کے لئے رکھتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ اس کو واجبِ شرعی سمجھتے ہیں۔ اگر ایسا کریں کہ محض مصلحتِ مذکورہ کی بنا پر تخمینہ سے کچھ غلّہ دے دیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ ۱۵: بعض کہتے ہیں کہ عورتوں کو استرہ سے ناپاکی کے بال لینا منع ہے سو یہ غلط بات ہے۔ طبّاً مناسب نہ ہو مگر شرعاً گناہ نہیں۔

مسئلہ ۱۶: بعض لوگ رات کو جھاڑو دینے کو یا منہ سے چراغ گل کرنے کو یا دوسرے کے کنگھا کرنے کو اگرچہ باجازت ہو برا سمجھتے ہیں، اسکی کچھ اصل نہیں۔

مسئلہ ۱۷: بعض سے مہر کے بارے میں سنا گیا ہے کہ اذا ثنّٰی ثلّث یعنی اگر کسی ضرورت سے دوسری بار مہر لگانا پڑے تو تیسری بار بھی ضرور لگادے، اسکی کچھ اصل نہیں۔

مسئلہ ۱۸: بعض کو خاص استخارہ اس غرض سے بتلاتے دیکھا ہے کہ اس سے کوئی واقعہ ماضیہ یا مستقبلیہ معلوم ہو جاوے گا سو استخارہ اس غرض کے لئے شریعت میں منقول نہیں بلکہ وہ تو محض کسی امر کے کرنے نہ کرنے کا تردد رفع کرنے کے لئے

ہے نہ کہ واقعات معلوم کرنے کے لئے بلکہ ایسے استخارہ کے ثمرہ پر یقین کرنا بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ ۱۹: بعض عاملوں کو تو گو وہ اہلِ علم ہی ہوں بعض عملیات میں دن وغیرہ کی قید کی رعایت کرتے ہوئے دیکھا ہے سو یہ شعبہ نجوم کا ہے اور واجب الترک ہے اور یہ خیال کہ یہ عمل کی شرط ہے محض غلط ہے۔ میں نے ایسے اعمال میں یہ قید بالکل حذف کر دی ہے اور پھر بھی بفضلہ تعالیٰ اثر میں کوئی کمی نہیں ہوتی عمل کا اثر زیادہ تر خیال سے ہوتا ہے۔ ان قیود کو اس میں کوئی دخل نہیں، یہ سب دعوے ہیں عاملوں کے۔

مسئلہ ۲۰: مشہور ہے کہ زمین پر نمک گرا دینے سے قیامت کے دن پلکوں سے اُٹھانا پڑے گا یہ بھی محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۲۱: بعض عوام کہتے ہیں کہ جمائی آنے پر ہاتھ نہ رکھنے سے شیطان منہ میں تھوک دیتا ہے۔ یہ غلط ہے البتہ حدیث سے اتنا ضرور ثابت ہے کہ اس وقت ہاتھ نہ رکھنے سے شیطان پیٹ میں گھس کر ہنستا ہے۔

مسئلہ ۲۲: مشہور ہے کہ مریض کے لئے جب حکیم کو بلانے جانا ہو تو گھوڑے پر زین مت لگاؤ۔ سو یہ غلط ہے۔

مسئلہ ۲۳: بعض عوام کہتے ہیں کہ سُرمہ کی سلائی پر تین مرتبہ سورۂ اخلاص دم کر کے آنکھوں میں سُرمہ لگانا چاہیئے۔ یہ بے اصل بات ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الحمد للہ الذی ھو المولی الجلیل۔ وعلیہ منتھی قصد السبیل۔ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمدٍ نبیّہ الذی لیس لہ فی الکمال عدیل۔ وھو لذلک السبیل خیر دلیل۔ وعلیٰ الہ واصحابہ الباذلین انفسھم واموالھم فی اللہ من کل کثیر وقلیل المبلغین للاٰیات والروایات لعز عزیز وذل ذلیل۔

امّا بعد یہ چند ہدایات ہیں جن میں مختصر مختصر مگر بہت ضروری کچھ مضامین سلوک کے مذکور ہیں جن کے قلم بند کرنے کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ اکثر لوگوں کی طبیعت میں اس کا مذاق پیدا ہوتا ہے لیکن بعضے تو ناواقفی طریق سے اغلاط وضلالات میں مُبتلا ہو جاتے ہیں اور بعضے گو اغلاط سے محفوظ ہیں مگر عدم معرفتِ مقصود سے ان اشعار کا مصداق بن جاتے ہیں ؎

یک سبد پُرنان ترا بر فرق سر[1] | تو همی جوئی لب نان در بدر
تابزانوئی میان جوئے آب[2] | وز عطش وز جوع گشتستی خراب

اس لئے طریق و مقصود دونوں کی توضیح و تعیین باسہل و اخصر وجوہ ضروری سمجھی گئی اس کے قبل ایک وقت میں بعض صاحبوں نے اسکی فرمائش بھی کی تھی مگر اسوقت یہ ہیئت ذہن میں نہ آئی تھی اس لئے عذر کر دیا گیا تھا اب اس کا وقت آگیا ماخذ ان مضامین کا یہ چیزیں ہیں گو ہر مضمون میں تصریح دلیل و توجیہ استدلال بوجہ طول کے ترک کر دی گئی کتاب اللہ جل و علا شانہ سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تحقیقات ائمہ فن ملفوظات اپنے شیوخ رحمہم اللہ تعالیٰ کے علوم موہوبہ حق تعالیٰ کے اللہ تعالیٰ اس کو اس کے نام کی طرح اہل سلوک کے لئے مقصود حقیقی تک پہونچنے کا مختصر اور موصل طریق بنا دیں اور مجھ آوارہ کو اچھے ٹھکانے لگادیں

وما ذلك على الله بعزیز

ہدایت اوّل ـــــــــ سلوک جس کو عرف میں تصوّف کہتے ہیں

اسکی حقیقت یہ ہے تعمیر الظاہر والباطن یعنی اپنے ظاہر و باطن کو آراستہ و معمور کرنا ظاہر کو اعمال جوارح ضروریہ سے اور باطن کو عقائد حقہ و اخلاق باطنہ مثل اخلاص و شکر و صبر و زہد و تواضع وغیرہا سے اس کا ایک مرتبہ تو یہ ہے اور دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ مرتبۂ اولیٰ کے ساتھ ظاہر کو طاعات غیر ضروریہ میں اور باطن کو دوام ذکر میں بھی مشغول کرنا مرتبۂ اولیٰ کی تحصیل ہر مسلمان پر فرض عین ہے اور اس کے لئے دو چیزوں کی حاجت ہوگی اس لئے ان کا اہتمام بھی ضرور رہیگا۔ ایک بقدر ضرورت علم دین حاصل کرنا خواہ پڑھ کر خواہ علماء سے پوچھ پوچھ کر اور پڑھنا بھی خواہ عربی میں ہو یا فارسی میں خواہ اُردو میں احقر نے ایک بہشتی زیور شائع کرایا ہے وہ اور رسالہ صفائی معاملات اور تسہیل باب مفتاح الجنۃ کا یہ ضروریات روزمرہ کے لئے کافی ہیں دوسرے علم پر عمل کرنے کی ہمت قوی رکھنا کہ تقاضائے نفس یا ملامت خلق سنگ راہ نہ ہو یہ تو مرتبۂ اولیٰ کا بیان ہوا اور دوسرا مرتبہ مندوب ہے اور اکثر عرف میں آج کل

---

[1] ایک ٹوکرا روٹیوں سے بھرا ہوا تیرے سر پر ہے اور تیرا حال یہ ہے کہ ایک ٹکڑا روٹی کا در بدر مانگتا پھرتا ہے [2] گھٹنے تک تو پانی کی نہر میں کھڑا ہے مگر تیرا حال یہ ہے کہ پیاس اور بھوک سے تباہ ہو رہا ہے

اسی کو تصوف اور درویشی کہتے ہیں لیکن اگر دوسرے مرتبہ میں مشغول ہونے سے کوئی ضروری
طاعت مرتبہ اولیٰ کی فوت یا خلل پذیر ہو جاوے تو پھر اس میں مشغول ہونا ممنوع وغیر مشروع
ہو جاوے گا۔ جیسا بعضے نادان کرتے ہیں کہ بیوی بچوں کو بھوکا ننگا چھوڑ کر درویشی کا دم بھرتے ہیں۔

ہدایت[2] دوم ـــــ صحیح ترتیب وسلوک مرتبہ دوم کی یہ ہے کہ اوّل گناہوں سے توبۂ
خالصہ کرے اور اگر کچھ عبادات واجبہ نماز وغیرہ اس کی فوت ہوئی ہوں تو ان کی قضا[1] کرنا شروع کر دے
اور اگر اس کے ذمے کچھ حقوق العباد ہوں تو اُن کے ادا کرنے کے بند و بست میں لگ جاوے
یا اہلِ حقوق سے معاف کرا لے کیونکہ بدون اس کے کہ ان سے سبکدوشی حاصل کرنے کی کوشش
کرے اگر عمر بھر بھی ریاضت مجاہدہ کرے گا ہرگز مقصود حقیقی تک رسائی نصیب ہوگی اور
توبہ کے ساتھ آئندہ کے لیے بھی قوی عزم رکھے کہ اللہ و رسولؐ کی اطاعت میں گو نفس کو کتنی
ہی ناگواری ہو اور گو مال کا یا جان کا کتنا ہی بڑا ضرر ہو ـــــ اور کوئی نفسانی دنیوی مصلحت
کیسی ہی فوت ہوتی ہو اور گو خلق کتنی ملامت کرے سب برداشت کریں گے اور اللہ و رسولؐ
کی اطاعت کو ہاتھ سے نہ دیں گے۔ اگر اتنی ہمت نہیں ہے تو وہ طالبِ حق نہیں ہے کیونکہ
طالب کی تو یہ شان ہوتی ہے رباعی

اے دل[2] آں بہ کہ خراب از مے گلگوں باشی — بے زر و گنج بصد حشمت قاروں باشی
در رہِ[3] منزل لیلیٰ کہ خطرہاست بجان — شرط اوّل قدم آنست کہ مجنوں باشی

جب توبہ و عزم دونوں ٹھیک ہو گئے تو علم دین بقدر ضرورت حاصل کرے جیسا
ہدایت اوّل میں اس کا طریقہ بیان کیا گیا پھر شیخ کامل کی تلاش میں لگے جس کی پہچان آگے آتی ہے۔

ہدایت[3] سوم ـــــ شیخ کامل وہ ہے جس میں یہ علامات ہوں[1] بقدر ضرورت علم دین
رکھتا ہو[2] عقائد و اعمال و اخلاق میں شرع کا پابند ہو[3] دنیا کی حرص نہ رکھتا ہو کمال
کا دعویٰ نہ کرتا ہو کہ یہ بھی شعبۂ دنیا ہے[4] کسی شیخ کامل کی صحبت میں چندے رہا ہو[5] اُس

---

[1] ہر پنج وقتہ فرضوں کے بعد ان فوت شدہ نمازوں کے پڑھنے کا اہتمام کرے ۱۲ [2] اے دل یہ بہتر ہے کہ شراب محبت
پی کر بے خود ہو جائے بغیر سونے اور خزانے کے قارون کی طرح ہو کر رہے [3] محبوب کی راہ جس میں جان کو
بڑے خطرے ہیں اس میں قدم رکھنے کی پہلی شرط یہ ہے کہ تو دیوانہ ہو جائے۔

زمانے کے منصف علماء و مشائخ اس کو اچھا سمجھتے ہوں ۲؎ بہ نسبت عوام کے خواص یعنی فہیم
دیندار لوگ اسکی طرف زیادہ مائل ہوں ۳؎ جو لوگ اس کے مُرید ہیں اُن میں اکثر کی حالت باعتبار
اتباع شریع و قلت حرص دنیا کے اچھی ہو ۴؎ وہ شیخ تعلیم و تلقین میں اپنے مُریدوں کے حال پر شفقت
رکھتا ہو اور انکی کوئی بُری بات سن کر یا دیکھ کر ان کو روک ٹوک کرتا ہو یہ نہ ہو کہ ہر ایک کو اس
کی مرضی پر چھوڑ دے ۵؎ اسکی صحبت میں چند بار بیٹھنے سے دُنیا کی محبت میں کمی اور حق تعالیٰ کی
محبت میں ترقی محسوس ہوتی ہو ۶؎ خود بھی وہ ذاکر شاغل ہو کہ بدون عمل یا عزم عمل تعلیم میں
برکت نہیں ہوتی جس شخص میں یہ علامات ہوں پھر یہ نہ دیکھے کہ اس سے کوئی کرامت بھی صادر
ہوتی ہے یا نہیں یا اس کو کشف بھی ہوتا ہے یا نہیں یا یہ جو دُعا کرتا ہے وہ قبول ہو جاتی ہے یا
نہیں یا یہ صاحبِ تصرفات ہے یا نہیں کیونکہ یہ امور لوازم شیخیت یا ولایت میں سے نہیں
اسی طرح یہ نہ دیکھے کہ اس کی توجہ سے لوگ مرغِ بسمل کی طرح تڑپنے لگتے ہیں یا نہیں کیونکہ
یہ بھی لوازم بزرگی سے نہیں اصل میں یہ ایک نفسانی تصرف ہے جو مشق سے بڑھ جاتا ہے
غیر متقی بلکہ غیر مسلم بھی کر سکتا ہے اور اس سے چنداں نفع بھی نہیں کیونکہ اس کے اثر کو
بقا نہیں ہوتی صرف مرید غبی کے لئے جو ذکر سے اصلاً متاثر نہیں ہوتا ہے چند روز تک
شیخ کے اس عمل کرنے سے اس میں ایک گونہ تاثر و انفعال قبول آثار ذکر کا پیدا ہو جاتا ہے
یہ نہیں کہ خواہ مخواہ لوٹ پوٹ ہی ہو جاوے

ہدایت چہارم ـــــــــــ جب شیخ کامل میسر ہو
جاوے اور اس سے بیعت کا ارادہ کرے تو اول یہ سمجھ لے کہ بیعت سے غرض کیا ہے کیونکہ
اس میں لوگوں کی مختلف غرضیں ہوتی ہیں بعضے تو صاحبِ کشف و کرامت بننا چاہتے ہیں
سو ہدایت سوم میں ابھی گزر چکا ہے کہ کشف و کرامت خود شیخ میں ہونا ضرور نہیں تو بیچارہ
مرید کو اس کی کیا ہوس کرے بعضے یہ سمجھتے ہیں کہ سلسلہ میں داخل ہونے سے پیر بخشش کے
ذمہ دار ہو جائیں گے قیامت میں دوزخ میں نہ جانے دیں گے خواہ کیسے ہی عمل کرتے
رہو یہ بھی محض غلط ہے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضؓ کو فرمایا جسے
یا فاطمۃ انقذی نفسک من النار ۱؎ بعضے یہ جانتے ہیں کہ پیر صاحب ایک نظر میں کامل

۱؎ ترجمہ: اے فاطمہ بچا اپنے نفس کو (اعمال صالحہ کی وجہ سے) آگ سے ۱۲

کر دیں گے ہم کو نہ محنت پڑے گی نہ معاصی کے ترک کا قصد کرنا پڑے گا اگر اس طریق سے کام بن جاتا تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کچھ بھی نہ کرنا پڑتا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون کامل النظر ہوگا کہیں بطور خرق عادت ایسا بھی ہوگیا ہے لیکن خوارق میں دوام اور لزوم نہیں ہوتا اس بھروسہ پر رہنا بڑی غلطی کی بات ہے بعضے یہ چاہتے ہیں کہ خوب جوش و خروش و شورش و مستی پیدا ہو خوب نعرے لگایا کریں۔ گناہ آپ سے آپ چھوٹ جاویں، خواہش ہی مٹ جاوے نیک کاموں میں ارادہ بھی نہ کرنا پڑے آپ سے آپ ہو جایا کریں۔ وساوس و خطرات سب فنا ہو جاویں بس ایک عالم محویت کا رہا کرے یہ خیال پہلے سب خیالوں سے پاکیزہ سمجھا جاتا ہے لیکن منشا اس کا بھی ناواقفی ہے یہ امور منجملہ کیفیات و احوال کے ہیں جو اختیار سے خارج ہیں اور گو محمود ہیں مگر مقصود نہیں غور و فکر کرنے سے معلوم ہوا کہ ایسی خواہشوں میں نفس کا ایک خفی کید ہوتا ہے وہ یہ کہ نفس طالب ہے راحت اور لذت اور شہرت کا ان کیفیات میں یہ سب امور حاصل ہیں طالب رضا کو جس کا کہ مقصود ہونا عنقریب آتا ہے ان خواہشوں سے کیا علاقہ وہ تو بزبان حال یہ کہتا ہے ؎

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب[1] کہ حیف باشد از و غیر او تمنائے

دیگر[2] روزہا گر رفت گو رو باک نیست تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست

دیگر[3] بس زبون وسوسہ باشی دلا گر طرب را باز دانی از بلا

پھر یہ کہ ایسا شخص دو قسم کی خرابیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے کیونکہ یہ کیفیات یا حاصل ہوں گی یا نہ ہوں گی۔ اگر حاصل ہوگئیں تب تو بوجہ اس کے کہ یہ شخص اس کو غایت اور ثمرہ سمجھتا تھا اپنے کو صاحب کمال سمجھنے لگتا ہے اور ان ہی کیفیات پر قناعت کر کے تقویٰ و طاعات سے بے فکر اور مستغنی ہو جاتا ہے یا کم از کم طاعات کو حقیر ضرور سمجھنے لگتا ہے اور اگر حاصل

---

[1] جدائی اور ملاپ کیا چیز ہے دوست کی رضا طلب کرنی چاہیئے دوست سے اسکی رضا کے علاوہ کوئی چیز چاہنا بے انصافی ہے [2] دن (یعنی کیفیات) اگر چلے گئے ہیں تو کہہ دو چلے جائیں کچھ اندیشہ نہیں لے وہ ذات کہ تیرے سوا کوئی پاک نہیں تو ہمارے ساتھ ہے۔ [3] اے دل تو برے خیال میں مبتلا ہے اگر راحت کو مصیبت سے جدا کر سمجھے۔

نہ ہوئیں تو غم میں مرنے گھلنے لگتا ہے اور جو شخص غیر اختیاری امور کا طالب ہوگا ہمیشہ مبتلائے غم و پریشانی رہے گا۔ بعضے یہ سمجھتے ہیں کہ پیر صاحب کے عملیات بڑے مجرب ہیں ضرورت کے وقت اُن سے تعویذ گنڈے لے لیا کریں گے یا پیر صاحب بڑے مقبول الدعوات ہیں مقدمات وغیرہ میں ان سے دُعا کرایا کریں گے اور سب کام اپنی مرضی موافق ہو جایا کریں گے گویا ساری خُدائی پیر صاحب کے قبضہ میں ہے یا ہم خود ان سے ایسی چیز سیکھ لیں گے کہ ہم بھی با برکت ہو جاویں گے کہ ہمارے دم کر دینے سے یا ہاتھ پھیر دینے سے مریض اچھے ہو جاویں گے بلکہ ایسے لوگ تمام تر بزرگی کا خلاصہ ان ہی عملیات کو اور ان کے آثار کو سمجھتے ہیں چونکہ اس کو بزرگی سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ نیت محض دنیا کی طلب ہے اس لئے بالکل فاسد در فاسد ہے بعضے یہ سمجھتے ہیں کہ ذکر و شغل کرنے سے یہ فائدہ ہے کہ کچھ انوار نظر آیا کریں گے یا کچھ آوازیں سُنائی دیں گی یہ بھی محض ہوس اور ناقہمی ہے کیونکہ اوّل تو ذکر و شغل پر ان آثار کا مرتّب ہونا ضرور نہیں اور نہ ذکر و شغل سے یہ مقصود ہے دوسرے یہ انوار والوان واصوات بعض اوقات اُسی کے دماغ کا تصرّف ہوتا ہے عالم غیب کے اشیاء میں سے نہیں ہوتیں تیسرے اگر بالفرض اسی عالم کی چیزیں منکشف ہو گئیں تو اس کو کیا فائدہ کسی عالم کے منکشف ہونے سے قرب نہیں بڑھ جاتا قرب کے لئے تو طاعات موضوع ہیں بعض اوقات شیاطین کو ملائکہ نظر آ جاتے ہیں مگر وہ شیطان کے شیطان ہی رہتے ہیں پھر مرنے کے بعد ظاہر ہے کہ سب کفّار کو اس عالم کے بہت سے حقائق کا انکشاف ہو جاوے گا تو جو امر کفّار میں بھی مشترک ہو اس میں کیا کمال ہوا چونکہ امور مذکورہ میں سے صحیح غرض کوئی نہیں اس لئے ان سب کو دل سے نکال کر اصلی غرض اور مقصود سلوک کا رضائے حق کو سمجھے جس کا طریق احکامِ شرعیہ کا بجالانا اور ذکر پر مداومت کرنا ہے شیخ اسی کی تعلیم و تلقین کرتا ہے اور مُرید اس پر کاربند ہوتا ہے اگرچہ کوئی کیفیت معلوم نہ ہو اور نہ کوئی کمال اس کے زعم میں حاصل ہو تب بھی آخرت میں اس کا ثمرہ کہ رضا ہے ظاہر ہوگا اور رضا سے دخولِ جنّت ولقاء حق اور دوزخ سے نجات میسّر ہوگی اور شیخ کی طرف سے اسی کی تلقین کا وعدہ اور مُرید کی طرف سے اتباع کا عہد یہی حقیقت ہے پیری مُریدی کی اور گو یہ تعلیم و عمل بدوں بیعت متعارفہ بھی ممکن ہے لیکن خاص طور پر

بیعت کرنے میں طبعاً یہ خاصہ ہے کہ شیخ کو توجہ زیادہ ہو جاتی ہے اور مرید کو پاس فرمانبرداری زیادہ ہو جاتا ہے اور یہی حکمت ہے شیخ کی تعیین اور وحدۃ میں بھی کہ اس سے جانبین کو خصوصیت بڑھ جاتی ہے اور باقی ہاتھ میں ہاتھ لینا یا کوئی کپڑا وغیرہ عورت کو پکڑا دینا جبکہ وہ پاس ہو یہ محض ایک عادت صالحہ مستحسنہ ہے اُسی معاہدے کے تاکد کے لئے اور معاہدہ کا جزو نہیں اسی وجہ سے غائب کے لئے اُسکی رسم نہیں اور استحسان اس کا سنّت میں بھی وارد ہے چنانچہ مردوں کے لئے ہاتھ میں ہاتھ پکڑنا منقول ہے اور کپڑا وغیرہ ہاتھ میں دینا یہ اخذ ید کے قائم مقام ہے۔

ہدایت پنجم ——— جب سلوک کا طریق کہ بجا آوری احکام ہے اور اس کا ثمرہ کہ حصولِ رضائے حق ہے معلوم ہو گیا تو اس سے یہ بھی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ یہ طریق مخالف شریعت کے نہیں پس بعض جُہال کا یہ کہنا کہ شریعت اور ہے طریقت اور ہے بایں معنی کہ ایک دوسرے کے مخالف ہے باطل محض وضلالت خالصہ ہے اور اگر کسی مستند عبارت سے اس کا ایہام وشبہ ہوتا ہو تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ تغائر یعنی اور ہونے کے دو معنے ہیں ایک تعدد دوسرے تخالف وتنافی مثلاً اسلام اور کفر میں تغائر بمعنی تنافی ہے یعنی ایک چیز کو قانونِ اسلام حرام بتلاتا ہے اور قانونِ کفر اس کو حلال کہتا ہے اور بالعکس بھی بخلاف احکام متعددہ اسلامیہ کے کہ باہم وگر اس معنی کے متغائر نہیں لیکن متعدد ہیں مثلاً کتاب الصلوٰۃ کے مسائل اور ہیں کتاب الزکوٰۃ کے اور ہیں لیکن یہ نہیں کہ ایک امر کو کتاب الصلوٰۃ میں ناجائز لکھا ہو اور کتاب الزکوٰۃ میں جائز لکھا ہو یا بالعکس پس شریعت اور طریقت میں تغائر بمعنی تنافی کا دعویٰ واعتقاد تو الحاد و بددینی ہے جیسے جُہلا سمجھتے ہیں کہ فلاں بات گو شریعت میں ناجائز ہے مگر فقیری میں جائز ہے نعوذ باللہ منہ البتہ تعدد کا قائل ہونا اُسوقت صحیح ہو سکتا ہے جب شریعت کو افعال جوارح کے ساتھ خاص کر لیا جائے اور طریقت کو اعمال قلبیہ کے ساتھ مخصوص کہا جاوے تو یہ ایک اصطلاح ہوگی اور اصطلاح میں کچھ مناقشہ نہیں اُسوقت کنز وہدایہ وغیرہ کتب فقہیہ کو مسائل شریعت اور احیاء وعوارف وغیرہ کتب اخلاق وسلوک کو مسائل طریقت کہنا صحیح ہوگا اور ان میں باہم وہی نسبت ہوگی

جو کتاب الصلوٰۃ اور کتاب الزکوٰۃ میں ہے سو اس طور سے تعدد کا کسی کو انکار نہیں اور اگر شریعت کو سب احکام کے لیے جامع کہا جاوے جیسا فقہ کی تعریف میں معرفۃ النفس ما لہا ما علیہا کہا گیا ہے اور طریقت کو مرادف تصوف کہا جاوے جس کا عام ہونا تمام احکام ظاہر و باطن کے لئے ہدایت اوّل میں گزر چکا ہے تو پھر تعدد کے قائل ہونے کی بھی گنجائش نہیں محض تفاوت عنوان ہی کا ہوگا اور جس شخص نے کہا ہے ع

درکنز[۱] و ہدایہ نتواں یافت خدا را

وہ مبنی ہے اصطلاح اوّل پر یعنے احکام خدا را کہ متعلق بہ اصلاح باطن ہستند۔

ہدایت ششم[۲] جب حسب ہدایت چہارم و پنجم غرض اور نیت درست ہو جائے تو اب بعد بیعت کے اگر وقت اور مہلت میسر ہو تو چندے اسکی خدمت میں رہے اور اگر اس کی نوبت نہ آوے تو غائبانہ ہی اسکی تعلیم پر کاربند ہو بلکہ اگر بیعت کے لیے بھی حاضر نہ ہو سکے تو غائبانہ بذریعہ خط یا کسی معتبر آدمی کے بیعت ہو جاتی ہے طرز تعلیم ہر شیخ کا جُدا ہے اس کی تفصیل اس رسالہ میں لکھنا ضرور نہیں لیکن ایک مختصر دستور العمل جو کہ غایت نافع ہونے کے اعتبار سے میرے نزدیک عطر تصوف کہنے کے قابل ہے جو بہت سی خاک بیزی کے بعد ہاتھ آیا ہے اور اصل محرک اس رسالہ کی تحریر کا اسی کا مضمون ہے جس کو عام طالبین کے لیے عموماً اپنے شیخ کی خدمت میں پہنچنے تک کے واسطے اور اپنے دوستوں کے لئے خصوصاً ہمیشہ کے لئے عمل کرنے کے واسطے ضبط کئے دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے قوی اُمید کرتا ہوں کہ اس کے موافق عمل کرنے والا محروم نہ رہے گا پھر اگر کسی کا شیخ اسی کو منظور رکھے تب تو قصہ سہل ہوا اور اگر اوراد و اذکار و اشغال کے متعلق کچھ اور تجویز کرے تو اس کے موافق کرنا چاہیئے البتہ اسمیں جتنے امور شرعاً ضروری ہیں انمیں تغیر و تبدل کی گنجائش نہیں ہے وہ بحالہ رہیں گے پس خلاصہ اس دستور العمل کا یہ ہے کہ طالب یا عامی ہے یا عالم اور ہر ایک ان میں سے یا فکر معاش و حقوق عباد سے فارغ ہے یا مشغول ہے یہ کل چار قسمیں طالب کی ہوئیں ایک عامی فارغ دوسرا عامی مشغول تیسرا عالم فارغ چوتھا

---

[۱] کنز اور ہدایہ میں خدا نہیں ملتا

عالم مشغول اُن میں ہر ایک کے لئے ایک ایک دستور العمل خاص ہے ——— پس

عامی مشغول کا خاص دستور العمل

یہ ہے کہ وہ اوّل عقائد و مسائلِ ضروریہ سیکھے اور بہت اہتمام سے اس کا پابند رہے اور جو نئی بات اس کو پیش آوے اس کو علماء سے پوچھے اور اگر پیر اس کا عالم ہے تو وہ سب سے بہتر ہے اور اگر ممکن ہو تو تہجد اخیر شب میں پڑھے ورنہ عشاء کے بعد ہی وتر سے پہلے کچھ نفلیں بجائے تہجد کے پڑھ لے اور بعد پانچوں نمازوں کے یا جن نمازوں کے بعد فرصت ہو سبحان اللہ سَو بار اور لا الٰہ الا اللہ سَو بار اور اللہ اکبر سو بار اور سوتے وقت استغفار سَو بار پڑھا کرے اور ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے درود شریف زبان سے جاری رکھے اس میں وضو اور کسی عدد کی قید نہیں لیکن ہر وقت تسبیح ہاتھ میں لئے نہ پھرے اور اگر قرآن پڑھا ہوا ہو تو روزانہ کسی قدر قرآن کی تلاوت بھی کر لیا کرے اور اس رسالہ کے اخیر میں جو مردوں اور عورتوں کو نصیحتیں لکھی ہیں اُن کو کبھی کبھی دیکھ لیا کرے یا سُن لیا کرے اور اُن پر عمل کرتا رہے اور کبھی کبھی اپنے پیر کے پاس یا اور کوئی خوش عقیدہ متقی بزرگ جو موجود ہو اُس کے پاس جا بیٹھا کرے لیکن پیر کے پاس جانے میں اس کی پابندی نہ کرے کہ کچھ نہ کچھ لے کر ہی جانا چاہیئے کیونکہ یہ تکلّف خلاف ہے اخلاص کے اور باقی اوقات میں بال بچوں کے لئے کسبِ حلال میں مشغول رہنا بھی عبادت ہے اور اگر یہ عامی عورت ہے تو ان باقی اوقات میں گھر کا کاروبار خصوص شوہر کی خدمت اس کے لئے عبادت ہے اور یہ بدون اذن شوہر کے پیر کے یہاں نہ جاوے اور ایام حیض میں بھی وظیفوں کے وقت میں وضو کر کے وظیفے پڑھ لیا کرے بجز قرآن مجید کے کہ اس کا پڑھنا اس حالت میں درست نہیں۔ اور ———

عامی فارغ کا خاص دستور العمل

بھی وہی ہے جو عامی مشغول کے لئے بیان کیا گیا مگر اتنے امور اور زائد ہیں وہ یہ کہ

اگر ممکن ہو تو پیر کی خدمت میں جا پڑے لیکن اپنے کھانے پینے کا انتظام ایسے طور پر کر لے کہ کسی دوسرے پر اس کا بار نہ پڑے اور اگر کوئی انتظام و سامان ظاہری نہ ہو تو اتنا ضرور ہے کہ دوسرے کے بھروسے پر نہ رہے یا تو کچھ محنت مزدوری کر لے اور اگر ہمت ہو تو اللہ پر توکل کرے مل جاوے کھالے نہ ملے صبر کر لے اور اگر پیر کے پاس نہ رہ سکے تو اپنے وطن ہی میں رہے خواہ گھر میں یا کسی مسجد میں مگر جہاں تک ہو سکے خلق سے علیحدہ رہے کسی کے پاس زیادہ آمد و رفت نہ رکھے جب تک کوئی دنیا یا دین کی ضرورت نہ ہو مخالطت نہ کرے اور جب کسی ضرورت سے ملنا ہو تو زبان کا بہت خیال رکھے کوئی کلمہ خلافِ شرع مثل غیبت وغیرہ کے منھ سے نہ نکل جاوے لیکن نماز جماعت کیساتھ پڑھے اور تنہائی میں جو اوقات اپنی ضروری حاجت و آرام سے بچیں اُس میں خواہ قرآن کی تلاوت مع مناجات مقبول خواہ نوافل خواہ درود شریف خواہ استغفار میں مشغول رہے اور اگر کچھ خواندہ ہو تو تھوڑے وقت دین کی کتابیں بھی جو اُردو فارسی میں اپنی کسی معتبر عالم کو دکھا کر مطالعہ کیا کرے لیکن جہاں شبہ رہے اپنی رائے سے مطلب نہ ٹھہرائے کسی محقق عالم سے پوچھ لے اور اگر اس بستی میں کہیں طالب علم یا اللہ اللہ کرنے والے سو جود ہوں تو ان کی خدمت گزاری میں اپنے وقت کا ایک بڑا حصہ خرچ کرے اس سے قلب میں برکت بھی پیدا ہوتی ہے اور خود بینی سے حفاظت رہتی ہے اور کبھی کبھی نفل روزہ بھی رکھ لیا کرے باقی دونوں قسم کے عامی کو اشغال کی طرف توجہ نہ کرنا چاہیے کہ اس میں طرح طرح کے خطرات ہیں جن کا تحمل عامی سے نہیں ہو سکتا البتہ اگر اپنے میں شوق و استعداد دیکھے تو اسم ذات تین ہزار سے چھ ہزار تک تنہائی میں بیٹھ کر پڑھ لیا کرے مگر بدون ضرب و بدون جہر کے، اس سے زیادہ مناسب نہیں باقی دوسرے اوراد و نوافل جس قدر جی چاہے پڑھے البتہ اگر کوئی عامی صحبت علماء سے مثل علماء کے خوش فہم ہو گیا ہو وہ اس سے مستثنیٰ ہے

عالم مشغول کا خاص دستور العمل

یہ ہے کہ اوقاتِ فراغ میں کوئی وقت ایسا جس میں قلب افکار و تشویشات سے کسی

قدر خالی ہو اور معدہ نہ پُر ہو نہ بھوک کا تقاضا ہو معیّن کر کے اس میں بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک جس قدر ممکن ہو خلوت میں بیٹھ کر اسم ذات یعنی اللہ اللہ باوضو خفیف جہر و ضرب کے ساتھ قلب کو متوجہ کر کے پڑھا کریں اور تہجّد کی پابندی کریں اور کسی وقت میں قرآن شریف کی تلاوت اور مناجات مقبول کی اصل عربی کی ایک منزل کا التزام رکھیں اور اگر مدرس ہیں فبہا ورنہ ایک معتدبہ وقت تدریس طلبۂ علم دین میں ضرور صرف کیا کریں اور گاہ گاہ جب ضرورت دیکھی جاوے یا سامعین رغبت کریں ضروری احکام کا وعظ کہہ دیا کریں مگر وعظ میں غیر ضروری مضامین بیان نہ کریں اور جو ضروری مضمون ہو مگر عوام کی طبیعت کے خلاف ہو اس کو نہ تو مبہم طور سے کہیں اور نہ خشونت و درشتی سے کہیں بلکہ صاف اور نرم زبان سے کہیں اور وعظ پر اُجرت نہ لیں اور نہ عوام کے زیادہ درپے ہوں نہ اُن کو سخت کہیں کہ اس سے خواہ مخواہ عداوت پیدا ہوتی ہے اور احیاء العلوم وغیرہ مطالعہ میں رکھیں لیکن شیخ سے دُور رہ کر شغل نہ کریں البتہ چندے شیخ کے حضور میں اگر یہ کام کیا ہو اور وہ اب بھی تجویز کرے تو مضائقہ نہیں گو برائے چندے ہی فارغ ہو جس کی مدت اقل درجہ چھ ماہ ہیں ـــــــــ

عالم فارغ کا خاص دستور العمل

یہ ہے کہ چند روز جس قدر موقع میسّر ہو شیخ کی خدمت میں رہ کر مشغول ذکر رہے ہو اس کے لئے اذکار میں سے اسقدر کافی ہے کہ بعد تہجّد کے بارہ تسبیح پڑھے یعنی لا الٰہ الا اللہ دو سُو بار اور الا اللہ چار سُو بار اور اللہُ اللہ بضم ہائے اول و سکون ہائے ثانی چھ سُو بار اور صرف اللہ سو بار یہ تیرہ تسبیح ہیں مگر اصطلاح میں بارہ[۱۲] کہلاتی ہیں ان میں خفیف سا جہر اور معتدل ضرب قلب پر کرے مگر جہر مقصود بالذّات اور قربت فی نفسہا نہیں ایسا اعتقاد کرنا بدعت ہے اور حدیث میں جو وارد ہے اربعوا علی انفسکم انکم لا تدعون اصم ولا غائبًا میرے نزدیک اسی اعتقاد کی نہی پر محمول ہے اور بعض نے جہر مفرط کو اس کا محمل بنایا ہے جس سے دُوسرے لوگ متاذی ہوں مثلاً

نائمین کو تشویش ہو۔ اور امام ابوحنیفہ رح کے منع فرمانے کے بھی یہی توجیہات ہیں ورنہ جہر فی نفسہٖ جائز ہے جیسا بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے رفع الصوت بالتکبیر کا علامت انصراف عن الصلوٰۃ ہونا عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور سنن میں وتر کے بعد سبحان الملک القدوس میں رفع صوت مروی ہے اور جو حکمت جہر میں یہ سمجھی گئی ہے کہ اس میں وساوس خطرات کم آتے ہیں کیونکہ اپنی آواز جو کان میں آتی رہتی ہے قلب آسانی سے اُدھر متوجہ رہ سکتا ہے سو یہ فائدہ خفیف جہر سے بھی حاصل ہے اسی طرح ضرب بھی قربت نہیں ہے اس میں بھی ایسی ہی حکمت طبیّہ ہے وہ یہ ہے کہ حرکت عنیفہ سے حرارت پیدا ہوتی ہے اور حرارت سے رقت اور رقت سے تاثر اور تاثر معین ہوتا ہے اطاعت اور محبت میں اور وہ مقاصد میں سے ہے پس ضرب ذریعۂ مقصود ہونے سے مقصود بالغیر بن جاتا ہے لیکن زیادہ ضرب سے قلب میں خفقان پیدا ہونے کا ڈر ہے لہذا اعتدال سے تجاوز نہ کرے یہ تو اس کے متعلق تحقیق علمی ہے اور ایک امر عملی اس میں قابلِ تنبیہ ہے وہ یہ کہ اکثر کتب فن میں اس ذکر کے ساتھ گردن کو داہنے اور بائیں لے جانے اور لانے کو لکھا ہے سو جان لینا چاہیئے کہ پہلے لوگوں کے مزاج اور دماغ قوی تھے اس کے متحمل ہوتے تھے بلکہ بوجہ قوت مزاج کے وہ بدن اس کے متاثر نہ ہوتے تھے اس لئے اُن کو اس کی ضرورت تھی اب خود ضعف غالب ہے تھوڑے فاعل سے قلب متاثر ہو سکتا ہے اس لئے ایسا نہ کیا جاوے ورنہ دماغ کے ماؤف ہونے کا اندیشہ ہے صرف اسی قدر کافی ہے کہ لآ اِلٰہ کے ساتھ سارے بدن کو تدریجاً داہنی طرف ذرا حرکت دے دیں اور اِلّا اللہ کے ساتھ بائیں طرف لے آئیں اور یہ بھی محض اس لئے ہے کہ بدن کو ایک حالت پر قائم رکھنے میں تکلف اور تقیید ہے اس حرکت سے قدرے سہولت ہو جاتی ہے ورنہ اس کی بھی حاجت نہیں اور ضرب کے وقت بھی گردن کو جھٹکا دینے کی ضرورت نہیں صرف مخرج پر آواز کا زور ڈال دینا کافی ہے قرب مکانی کے سبب سینہ پر اس کا اثر پہنچ جاوے گا علی ہذا القیاس بقیہ اذکار میں بھی ضرب تو اسی طور پر کر لے اور تحریک بدن اس سے بھی کم کافی ہے یہ کلام تمامتر دوازدہ تسبیح کے متعلق تھا اس ذکر کے بعد اگر نیند کا تقاضا ہو تو ذرا سو جاوے ورنہ خواہ ان اذکار میں سے کسی خاص

ذکر کو اور زیادہ کرلے یا یوں ہی فارغ رہے پھر بعد نماز صبح تلاوت قرآن اور ایک منزل مناجات مقبول پڑھنے کے بعد بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک جس قدر سہل ہو اسم ذات خفیف جہر اور معتدل ضرب سے خلوت میں بیٹھ کر کرے اور دوپہر کو قیلولہ کرے پھر بعد ظہر اسی طرح بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک سہولت کے ساتھ کہ عصر کے قبل قبل ہو جاوے اسم ذات کا ورد کرے اور عصر کے بعد اگر شیخ فارغ ہو تو مغرب تک شیخ کی خدمت میں حاضر رہے اور اگر فارغ نہ ہو یا وہاں موجود ہی نہ ہو یا اس کے قلب میں زیادہ اشتیاق نہ ہو تو جنگل باغ نہر ندی وغیرہ کی سیر کو چلا جاوے اگر شیخ موجود ہو تو اس سے اجازت لے کر جاوے اور اسی وقت میں کبھی کبھی مقابر عامہ مسلمین و مزارات اولیائے کرام پر ہو آیا کرے پھر بعد مغرب گھنٹہ آدھ گھنٹہ جب تک دلچسپی ہو خلوت میں بیٹھ کر مراقبہ موت و مابعد الموت الی الحساب کا کرے کہ یہ واقعات اس اس طرح ہوں گے بلکہ ان وقائع کو کل حاضر فرض کرلے کثرت ذکر اللہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس مراقبہ سے دنیا کی نفرت پیدا ہوگی یہی حب و بغض اس کا کام بنا دینے کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہوں گے اور بقیہ اوقات میں چلتے پھرتے اور اٹھتے بیٹھتے درود شریف پڑھتا رہے یا اور جس ذکر سے دلچسپی ہو اور پاس انفاس کی حقیقت بھی یہی ہے کہ کوئی دم غفلت میں نہ گزرے خواہ کوئی بھی ذکر معمول کرلے مشہور معنی اس کی حقیقت نہیں بلکہ وہ بھی ایک طریق ہے منجملہ اس کے طرق کے پھر اگر اس ذکر کے وقت قلب میں جمعیت و خشوع معلوم ہو اور وہ روزانہ بڑھتی جاوے اور وساوس و خطرات میں کمی ہونے لگے اور دل لگا کرے تب تو میرے نزدیک اشغال کی حاجت نہیں ، ملازمت تقویٰ اور یہ ذکر اور یہ مراقبہ بس ہے عمر بھر اس پر مداومت رکھے آخرت میں تو ثمرہ یقینی ہے اور اصل وعدہ عطائے ثمرات کا آخرت ہی میں ہے لیکن دنیا میں بھی اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تو اس کے قلب پر علوم عجیبہ و معارف جن کے باب میں مولانا کا ارشاد ہے ؎

بینی اندر خود[1] علوم انبیا ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ بے کتاب و بے معید و اوستا

---

[1] تو اپنے اندر انبیاء کے علوم کو دیکھے گا اور یہ سب کچھ بغیر کتاب کے اور بغیر کہلانے والے کے اور بغیر اُستاد کے ہوگا ۔ ۱۲ مترجم ۔

اور وارداتِ غریبہ و مواجید مثل ذوق شوق و محبت و انس و ہیبت و انکشاف اسرار احکام و حسن معاملہ فیما بینہ و بین اللہ اور تنبیہ علی ما یصلح للتنبیہ و امثالہا فائض ہوں گے جن کی لذت کے سامنے ہفت اقلیم کی سلطنت گرد ہے اور یہ امور حالات کہلاتے ہیں چونکہ اوّل تو ہر شخص کو جُدا جُدا حالات پیش آتے ہیں ان کا احاطہ اور ضبط مشکل ہے دوسرے بعض حالات یا ان کے متعلق کچھ معالجات ازبس نازک ہیں اس لئے وہ تحریر میں نہیں آسکتے ایسے وقت شیخ کا قریب ہونا مناسب ہے وہی ان کی تفسیر یا اگر حاجت ہوئی تو معمولات میں کچھ تغیر کرتا رہے گا اور منجملہ فوائد صحبت شیخ کے ایک فائدہ یہ بھی ہے اور دوسرے اور فوائد بھی ہیں جو اس ہدایت کے ختم پر مذکور ہوں گے یہی علوم کشف الٰہی کہلاتے ہیں۔ کشف کونی نہ لذت میں اسکی گرد کو پہونچتا ہے نہ قرب میں اس کو اس کا سا دخل ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کشف الٰہی میں زیادہ تھے اور خضر علیہ السلام کشف کونی میں پھر ظاہر ہے کس کا رتبہ اعلیٰ ہے رہا یہ کہ ان کو اُن کے پاس کیوں بھیجا گیا سو اس میں مقصود اس امر کی تعلیم تھی کہ بولنے میں دقائق کلام کی رعایت و احتیاط رکھا کریں، کیونکہ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں انا اعلم فرمادیا تھا جو واقع میں علوم مقصودہ کے اعتبار سے صحیح بھی تھا لیکن لفظ کے اطلاق سے ایہام عموم ہوتا تھا اس لئے یہ بات دکھلادی کہ کشف کونی میں خضر علیہ السلام زائد ہیں گو وہ کشف الٰہی کے برابر کمال نہ ہو مگر عموم تو منفی ہے اس لئے یہ نفی مدلولِ کلام بھی ہونا چاہیے تھا اور اس کشف الٰہی والے کے متعلق اگر ارشاد و مشیخت و روحانی تربیت خلق کی ہو جاوے تو وہ قطب الارشاد کہلاتا ہے۔ اور کشف کونی والے کے متعلق اگر دنیوی تربیت خلق کی ہو جاوے وہ قطب التکوین کہلاتا ہے۔ اور اگر ایک مدت تک ذکر کرنے سے قلب میں یکسوئی و خشوع نہ ہو تو مناسب ہے کہ کوئی شغل بھی کرلیا جاوے اشغال بہت ہیں میرے نزدیک انفع اور اسہل شغل انحد ہے اور اچھا وقت اس کا آخر شب ہے بعد بارہ تسبیح کے لیکن حبس نہ کرے آج کل اکثر اس سے قلب و دماغ دونوں ماؤف ہو جاتے ہیں صرف آنکھیں ویسے ہی بند کرلے اور کانوں کو انگشت شہادت سے ذرا زور سے بند کرلے اس سے کان میں ایک صوت لَا تَقِفُ عِنْدَ حَدٍّ پیدا ہوگی اور غالباً یہی اس کی

وجہ تسمیہ بھی ہے کیونکہ ان لغت ہندیہ میں کلمہ نفی کا ہے یعنی بجید اور اس آواز کی طرف قلب کو متوجہ رکھے اور زبان سے یا قلب سے اسم ذات کا ورد رکھے تاکہ اتنا وقت غفلت میں نہ گزرے کیونکہ اس صوت میں مشغول ہونا ذکر نہیں کیونکہ یہ صوت نعوذ باللہ حق تعالیٰ کی صفت تو ہے نہیں جیسا بعض کو دھوکا ہوگیا ہے بلکہ عالم غیب میں سے کسی مخلوق کی بھی نہیں صرف اسی کے دماغ میں ہوا بند ہو کر متموج ہونے لگتی ہے باوجود اس کے پھر اس کی طرف مشغول کرنا صرف اس لئے تجویز کیا جاتا ہے کہ وہ صوت محسوس ہے اور لذیذ ہے بلکہ بعض اوقات اس کے اندر نہایت دلربا و دلفریب آوازیں پیدا ہوتی ہیں کہ شاغل کو محو کر دیتی ہیں اور محسوس و لذیذ چیز کی طرف متوجہ ہونے سے طبعاً دوسرے خطرات کم ہو جاتے ہیں تو اس سے ذہن کو عادت ہوتی ہے ایک طرف توجہ تام کرنے کی پھر شغل چھڑا کر اس توجہ کو مقصودِ حقیقی کی طرف منصرف کر دیتے ہیں جس کی طرف اولاً متوجہ ہونا بوجہ اُس کے غائب عن الحواس ہونے کے احیاناً محتاج تکلف تھا الحاصل اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ شغل خود ذکر نہیں البتہ معینِ ذکر ہے جیسا گزرا اسی لئے اس کو بدعت نہیں کہہ سکتے کہ مامور بہ کا ذریعہ ہے بلکہ عندالتامل سُنت سے بھی اس کی کچھ اصل نکل سکتی ہے چنانچہ نماز میں موضع سجود پر نگاہ رکھنا مسنون ہے اور اس میں حکمت بھی نفی خواطر و اجتماع قلب معلوم ہوتی ہے واللہ اعلم۔ اور جس طرح اس آواز کا محل دماغ ہے اسی طرح کبھی دوسرے اشغال میں اور کبھی اذکار میں بھی مختلف الوان کے انوار بھی نظر آنے لگتے ہیں وہ بھی اکثر صور دماغیہ ہوتے ہیں چنانچہ غیر شاغل بھی اگر اسی طرح آنکھیں بند کر کے دیکھتا ہے تو بعض اوقات اس کو بھی مختلف رنگت نظر آیا کرتے ہیں اس سے کبھی دھوکہ نہ کھاوے اور نہ ان اشیاء کی طرف کبھی ملتفت ہو بلکہ اگر اس سے زیادہ واقعی غائبات کا بھی کشف ہونے لگے چنانچہ بعض اوقات بوجہ یکسوئی کے ایسا بھی ہو جاتا ہے تب بھی اصلاً اُدھر متوجہ نہ ہو نہ اس سے لذت حاصل کرے خواہ وہ مکشوفات ناسوت کے ہوں یا ملکوت کے لیکن ہیں تو غیر مطلوب بلکہ حسب ارشاد حضرت مرشد علیہ الرحمۃ حجاب ظلمانی سے حجاب نورانی زیادہ اشد ہے طالب کو سب کی نفی کرنا چاہئے اور اس مضمون پر نظر رکھنا چاہئے۔ ۹

عشق آں شعلہ ست کوچوں بر فروخت ۔ ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت[۵۱]
تیغ لا در قتل غیر حق براند ۔ در نگر آخر کہ بعد لا چہ ماند[۵۲]
ماند الا اللہ باقی جملہ رفت ۔ مرحبا اے عشق شرکت سوز رفت[۵۳]

اور اگر شیخ کامل کوئی اور مراقبہ یا شغل مناسب تجویز کرے اس کا اتباع کرے لیکن اشغال میں شغل رابطہ و تصور شیخ اور مراقبات میں مراقبۂ وحدۃ الوجود بوجہ اس کے کہ اکثر خواص کو بھی مضر ہوتا ہے متروک ہے کما قال اللہ تعالیٰ فی الخمر والمیسر اذ کانا حلالین اثمہما اکبر من نفعہما اور ان اذکار و اشغال سے جو وقت بچے اس میں کچھ نہ کچھ ذکر زبان سے توجہ قلب کے ساتھ جاری رکھے خواہ درود شریف اور میرے نزدیک یہ سب سے بہتر ہے خواہ استغفار خواہ کلمہ طیبہ خواہ اور کچھ جس سے دلچسپی ہو اور ان اوقات میں صرف ذکر قلبی پر اکتفا نہ کرے کیونکہ اس میں اکثر یہ دھوکا ہو جاتا ہے کہ ذہول کی اطلاع نہیں ہوتی یا اس سے بڑھ کر یہ کہ ذہول کو کبھی استغراق و محویت سمجھ جاتا ہے اور دو چیزوں سے بچنے کا ہر وقت خیال رکھے ایک غفلت جس کا علاج ذکر ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوا دوسرے معصیت صغیرہ ہو یا کبیرہ قلب سے ہو یا زبان سے یا ہاتھ پاؤں آنکھ کان سے غفلت سے قلب کی نورانیت برباد ہو جاتی ہے اور معصیت سے علاوہ نور قلب فوت ہونے کے مقبولیت عند اللہ بھی زائل ہو جاتی ہے اور یہ بڑا خسارہ ہے اور اگر احیاناً غفلت سے یا نفس کی شرارت سے کوئی معصیت قولی یا فعلی سرزد ہو جاوے فوراً نہایت ندامت اور عاجزی سے استغفار اور توبہ کرے بالخصوص بعض معاصی خصوصیت کیساتھ زیادہ مضر ہیں اُن سے بچنے کا اور زیادہ اہتمام رکھے ایک ریا دوسرے کبر اور اسی سے لگا ہے تفاخر و عجب پیدا ہو جاتا ہے خواہ کمال دنیوی پر ہو یا کمال دینی پر تیسرے زبان سے کسی کی غیبت یا شکایت یا کسی پر طعن و اعتراض کرنا بلکہ اکثر فضول کلام بھی

---

[۵۱] عشق وہ شعلہ ہے جب وہ بھڑک اُٹھتا ہے تو خوشئ معشوق کے علاوہ ہو سب جل جاتی ہے [۵۲] لا کی تلوار کو غیر اللہ کے قتل کرنے کیلئے چلا پھر دیکھ کہ لا کے بعد کیا رہا ہے [۵۳] صرف اللہ کی ذات رہ گئی باقی سب رخصت ہو گئے۔ اے عشق جو شرکت کو ختم کرنے والا ہے تجھ کو خوش آمدید ہو۔

نورانیتِ قلب کو مضر ہوتا ہے اور اسی لئے طالبِ حق کو لوگوں سے زیادہ میل جول کرنا نہ
چاہیئے مگر بضرورت چوتھے محل نامشروع میں رغبت شہوۃ سے کسی کی طرف توجہ کرنا خواہ آنکھ
سے یا دل کے خیال سے پانچویں بے جا یا اعتدال سے زیادہ غصہ کرنا یا بدخلقی و سختی کے ساتھ
کسی سے پیش آنا۔ اسی طرح بعضی غفلت بھی خصوصیت کے ساتھ زیادہ مضر ہے یعنی وہ
غفلت جس کا سبب دنیوی تعلقات ہوں کیونکہ ایسی غفلت تجدیدِ ذکر سے بھی ختم نہیں ہوگی
بار بار قلب اُدھر کشش کرے گا اور منجملہ اس دستور العمل کے ایک امر یہ بھی ہے کہ جب
تک ایسے شخص کو جس میں کلام ہو رہا ہے کسی قدر رسوخ و استحکام کے ساتھ نسبتِ باطنی
نصیب نہ ہو جاوے اس وقت تک نہ تو افادۂ ظاہری میں مشغول ہو ———

نہ افادۂ باطنی پر اقدام کرے یعنی نہ طلبہ کو پڑھاوے نہ عوام میں وعظ کہے نہ مسلب
کرے نہ تعویذ گنڈہ لکھے نہ پیری مریدی کرنے لگے بالکل زاویۂ خمول میں پڑا رہے الا ان
یضطر الی شئی من ذلک اور علامت حصول نسبتِ باطنی کے دو امر ہیں ایک یہ کہ
ذکر اور یادداشت کا ایسا ملکہ ہو جاوے کہ کسی وقت غفلت اور ذہول نہ ہوا ور اس میں زیادہ
تکلف نہ کرنا پڑے دوسرے یہ کہ اطاعتِ حق یعنے اتباع احکام شرعیہ کی عبادۃً و معاملۃً
و خلقاً و قولاً و فعلاً اکراہ ایسی رغبت اور منہیات و مخالفات سے ایسی نفرت ہو جاوے
جیسی مرغوبات و مکروہات طبعیہ کی ہوتی ہے اور حرص دنیا کی قلب سے نکل جاوے کان
خلقہ القرآن اس کی شان بن جاوے البتہ کسل عارضی یا وسوسہ جس کے مقتضا پر
عمل نہ ہو اس رغبت و نفرت کے منافی نہیں اور یہی درجہ یادداشت اور فرمانبرداری
کا ہے جو علامت ہے نسبت باطنی کی حاصل ہے محبت حق کا اور اگر حصول نسبت کیساتھ
کچھ علوم و اسرار بھی قلب پر وارد ہونے لگیں تو یہ شخص عارف بھی کہلاوے گا۔ اب بعد
حصول نسبت کے درس و وعظ یا تصنیف و تالیف کا مضائقہ نہیں بلکہ یہ خدمت علم دین
افضل العبادات ہے اور اگر شیخ تعلیم و تلقین اذکار اور بیعت کرنے کی بھی اجازت
دیدے تو بندگانِ خدا سے یہ افادہ بھی دریغ نہ کرے لیکن ہمیشہ اپنے کو خادم خلق سمجھے
مخدوم نہ سمجھے اور اگر وہ اجازت نہ دے تو ہرگز ایسی جرأت نہ کرے اور نہ از خود درخواست

اجازت کی کرے کہ ہوس محض ہے ایسی رعایتی اجازت معتد بہ نہیں بلکہ بڑے ہونے سے چھوٹا رہنا بدرجہا اسلم ہے البتہ حکم ہو جانے پر خلاف مناسب نہیں ورنہ سلسلہ ہی نہ چلتا لیکن مریدوں سے منتظر و متوقع حصول مال کا نہ رہے بلکہ اگر وہ کچھ نذرانہ بھی دیں تو بیعت کے وقت تو اصلا قبول نہ کرے کہ یہ صورت معاوضہ و مبادلہ کی ہے اور دوسرے وقت اگر بطیب خاطر حلال مال سے اپنی گنجائش کے موافق دیں جس سے ان پر کوئی تعب یا بار نہ پڑے تو ایسی صورت میں ہدیہ قبول کر لینا مسنون ہے اور انکار کرنا موجب دل شکنی مسلم و ناشکری حق تعالیٰ ہے گو وہ قلیل ہی ہو اور گو وہ مجمع میں دے جب بھی عار و ننگ نہ کرے کہ یہ شعبہ تکبر کا ہے۔ یہاں تک دستور العمل مذکور تمام ہوا۔ اور اس دستور العمل کی عبارت اس وجہ سے ذرا مطول ہو گئی ہے کہ اس کے مخاطب اہل علم ہیں ان کو بدون اس قدر تفصیل کے نہ اطمینان ہوتا نہ حظ آتا اور نہ اصل حاصل اس کا مختصر ہے جس کا ملخص اس لئے مکرر لکھے دیتا ہوں کہ اس کے اجزا تقریر مذکور میں متفرق و منتشر ہو گئے ہیں اس ملخص کی یہ فہرست ہے۔ تہجد تہجد کے بعد بارہ تسبیح بعد نماز فجر تلاوت قرآن مجید و منزل مناجات مقبول تلاوت کے بعد اسم ذات بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک دوپہر کا قیلولہ بعد ظہر اسم ذات بشمار مذکور بعد عصر حاضری خدمت شیخ یا سیر صحرا و مقابر بعد مغرب مراقبۂ موت بقیہ اوقات میں درود شریف بلا تعداد اگر حاجت ہو شغل الحذر ملازمت تقویٰ مداومت ذکر اجتناب معاصی و غفلت خصوص ریا و کبر و دعوے و تفاخر و عجب و غیبت و اعتراض و فضول کلام و کثرت مخالطت خلق و رغبت شہوت حرام و غضب و بدخلقی و تکثیر تعلقات دنیویہ اور جو امور مثل ان کے ہوں نسبت باطنی کے حصول تک وعظ و درس وغیرہ کی تقلیل بدون اجازت شیخ کے تلقین طریقت کی جرأت نہ کرنا غرض میزان کل اور خلاصہ طریق الی اللہ کا کل دو چیزیں ہیں طاعت اور ذکر معصیت سے طاعت فوت ہو جاتی ہے اور غفلت سے ذکر مختل ہو جاتا ہے اس لئے اپنا اصلی کام طاعت و ذکر پر دوام رکھنے کو اور معصیت و غفلت سے بچنے کو سمجھے۔ اگر ایک مدت تک اسی استقامت و استدامت رہے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ محروم نہ رہے گا اور یوں فائدہ تو اول ہی سے ہونے لگتا ہے لیکن

اس کی سمجھ میں نہیں آتا ایک وقت ایسا آوے گا کہ یہ بھی سمجھنے لگے گا لیکن نہ گھبرا وے نہ جلدی کرے نہ سستی کرے نہ کمی کرے کیونکہ نہ اسکی کوئی معیاد معیّن نہ کوئی ذمّہ دار ہو سکتا ہے البتہ اسقدر اُمیدوار کر سکتے ہیں کہ ؎

اندریں رہ مے تراش و مے خراش ۱؎ تا دمِ آخر دمے فارغ مباش
تادمِ آخر دمے آخر بود ۲؎ کہ عنایت با تو صاحب سر بود

اور اگر باوجود اس کے ابتدا میں ذرا زیادہ اور اس کے بعد کبھی کبھی شیخ کی صحبت بھی نصیب ہو جائے تو نورٌ علیٰ نور ہے اس کی صحبت کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اخلاق و عادات میں اس کا اتباع کرے گا اذکار و عبادات میں نشاط اور ہمت کو قوت ہوگی جو حال غریب پیش آوے گا اس باب میں اس سے تشفی ہو جاوے گی اور بہت سے فوائد ہیں جن کا خود مشاہدہ ہوتا ہے موٹی بات ہے کہ مریض کا طبیب کے پاس ہونا اور دُور رہنا دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے خوب کہا گیا ہے ؎

مقام امن و مے ۳؎ بے غش و رفیق شفیق گرت مدام میسر شود زہے توفیق

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

ہدایت ہفتم ذاکر کو چاہیئے کہ جمیع اسباب مشوشہ قلب سے بچے کیونکہ جمعیت قلب کی بڑی دولت ہے اور یہ اسباب متعدد ہیں ایک اپنی بے عنوانی سے صحت خراب کر لینا اس لیئے صحت کی بہت حفاظت کرے دماغ کی ترطیب ۴؎ اور قلب کی تفریح و تقویت ہمیشہ غذاءً و دواءً کرتا رہے غذا میں نہ اتنی کمی کرے کہ ضعف و یبوست ۵؎ ہو جاوے نہ اس قدر افراط کرے کہ ہضم میں فتور آجاوے کہ اس سے بھی صحت خراب ہوتی ہے جماع کی کثرت نہ کرے کہ اس سے بھی اعضاء رئیسہ خصوص قلب و دماغ ماؤف ہو جاتے ہیں جب تک صادق رغبت نہ ہو کھانا نہ کھاوے آدھ ایک لقمہ کے اشتیاق باقی رہنے پر چھوڑ دے اور جب تک طبیعت میں سخت تقاضا نہ ہو صحبت نہ کرے اسی طرح سونے میں اعتدال رکھے نہ

۱؎ اس راہ میں کانٹ چھانٹ لگائے رہو اور آخری سانس تک فارغ نہ بیٹھو ۲؎ تاکہ جب تیرا آخری سانس ہو تو حق تعالیٰ کی عنایت تیرا ساتھی بن چکی ہو ۳؎ امن کی جگہ اور محبت کی شراب خالص اور مہربان دوست اگر تجھے مل جانے تو بہت بڑی توفیق ہے ۴؎ تر و تازہ رکھنا ۵؎ خشکی

بہت زیادہ سوفے کہ کسل ہو نہ بہت کمی کرے کہ یبوست ہو جاوے دوسرا امر مشوش قلب بلاضرورت عمدہ لذیذ غذاؤں کے اہتمام میں لگا رہنا ہے تیسرا امر ہر وقت اپنے بدن کی آراستگی اور لباس کی نفاست میں مشغول رہنا کہ اسی باب میں کہا گیا ہے ؎

عاقبت سازد ترا از دین بری ✽ این تن آرائی و این تن پروری[1]

اے از کمال دین البتہ بالکل میلا کچیلا بھی نہ رہے کہ اس سے بھی قلب مکدر ہوتا ہے سادہ اور صاف رہے البتہ بدون اہتمام اگر خوراک پوشاک عمدہ میسر ہو اور نفس میں کسی رذیلہ کے پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو خدا تعالیٰ کی نعمت ہے استعمال کرے اور شکر بجا لاوے چوتھا امر مال کی حرص اور اس کے جمع کرنے کی فکر میں رہنا یا یہ کہ موجودہ ذخیرہ کو اسراف کر کے اڑا ڈالنا کہ دونوں کا انجام تشویش قلب ہے حریص تو ہر وقت اسی دھن میں رہے گا اور مسرف ذخیرہ ختم ہونے کے بعد آخر پریشانی میں مبتلا ہوگا یا پرائے مال پر نگاہ کرے گا پانچواں امر کسی سے دوستی یا دشمنی باندھ لینا ہے دوست تو اس پر ہجوم کر کے اس کے وقت کو مشوش کریں گے اور دشمن اس کو ایذائیں پہنچا کر پریشانی میں ڈالیں گے اسی طرح جو امور موجب تشویش قلب ہوں اور فی نفسہٖ ضروری نہ ہوں ان سے حتی الامکان بہت احتراز رکھے البتہ اگر کوئی تشویش بلا اسکے اکتساب وارتکاب کے پیش آ جاوے یا اس نے کسی شرعی ضرورت سے کوئی فعل کیا تھا اور اس میں کوئی تشویش پیش آ گئی مثلاً کسی سود خوار کے ہدیہ لینے سے انکار کیا وہ اس کا دشمن ہو گیا تو وہ مضر نہیں پس اس میں مضطرب نہ ہو حق تعالیٰ پر نظر و توکل رکھے وہ مدد فرما دیں گے اگر کچھ تکلیف بھی پہنچے تو اس کو مقتضائے حکمت الٰہیہ سمجھ کر اس پر راضی رہے وہ اس کے لئے زیادہ موجب قرب ہے۔

ھدایت ہشتم جو امور اختیاری ہیں ان میں تو خلل نہ ڈالے اور جو امور اختیار سے خارج ہیں اگر وہ مرغوب ہیں تو ان کے حصول کے درپے نہ ہو اور اگر وہ نامرغوب ہیں تو اُن کے دفع میں تن دہی نہ کرے مثلاً نماز کے اور تلاوت یا ذکر کے اندر یہ تو اختیار میں ہے کہ اپنے قلب کو گو تکلیف ہو حاضر رکھے جس کے کئی طریق ہیں مثلاً حق تعالیٰ کی ذات کا تصور

---

[1] انجام کار تجھے یہ بدن کی آرائش اور پیٹ پالنا دین سے دور کر دے گا۔

کرنا یا معانی الفاظ کی طرف توجہ کرنا یا خود الفاظ کی طرف خیال رکھنا اس طرح کہ ہر ہر لفظ کو مستقل ارادہ سے زبان سے ادا کرے پس اس میں کوتاہی نہ کرے اور نماز کے اندر یا تلاوت کے وقت جی نہ لگنا یا لذت نہ ہونا یا وساوس وخطرات کا ہجوم کرنا خواہ وہ کتنے ہی ناپاک ہوں یہ امر غیر اختیاری ہے اسکی فکر نہ کرے اپنا اختیاری کام کیئے جائے اسی سے بالخاصہ انکی اصلاح ہوجاتی ہے بالخصوص وساوس کی طرف تو اصلاً التفات نہ کرے نہ اسپر مغموم ہوکر اس سے انکو دونی ترقی ہوتی ہے پھر سخت پریشانی میں مبتلا ہونا پڑتا ہے اس کا عمدہ علاج یہی ہے کہ اپنے ذکر وغیرہ کی طرف توجہ پھر تازہ کرلے اور اس وسوسہ سے بالکل بے پروائی اختیار کرلے اس سے وہ ازخود مندفع ہوجاتا ہے اور مثلاً طاعت اختیاری ہے اسمیں سستی نہ کرے اور یہ امور خارج از اختیار ہیں اچھا خواب قبولِ دعا وجد ورقت وغیرہ ان کا طالب نہ ہو یا مثلاً معصیت اختیاری ہے اس کے پاس نہ جاوے اور یہ چیزیں غیر اختیاری ہیں برا خواب طبیعت کا انقباض رزق کی کمی ذکر میں کسی چیز کا نظر نہ آنا یا کوئی اثر محسوس نہ ہونا بیمار ہوجانا وغیرہ ان سے مغموم نہ ہو یا مثلاً کسی کے ساتھ بلا قصد تعشق ہوجانا غیر اختیاری ہے اسمیں کوئی معصیت ومضرت نہیں گو تکلیف ہے لیکن یہ امور اختیاری ہیں اس کو دیکھنا اس سے باتیں کرنا قصداً اس کی آواز سننا اس کے پاس آنا جانا اس کا خیال دل میں لانا اس کو سوچ سوچ کر دل سے لذت لینا ان سے بچنا واجب ہے اور اکثر اس تدبیر سے وہ عشق بھی مضمحل ہوجاتا ہے اور اگر اس میں کوتاہی کرے گا گنہگار ہوگا اور قلب تاریک ہوجاوے گا یا مثلاً کسی معصیت کی طرف بار بار طبیعت کا مائل اور راغب ہونا غیر اختیاری ہے اس کی فکر میں نہ پڑے البتہ معصیت اختیاری ہے اس سے بچے اس میلان پر عمل نہ کرے۔ جو شخص غیر اختیاری چیزوں کی تحصیل یا دفع کی فکر میں رہتا ہے تمام عمر اسکی تشویش اور تنگی میں گزرتی ہے حتیٰ کہ بعض لوگوں نے ان وجوہ سے اپنے کو مردود سمجھ لیا ہے پھر بعضوں نے تو خودکشی کرلی ہے اور بعضوں نے ذکر وطاعت کو چھوڑ دیا ہے غرض ایمان کا نقصان کیا یا جان کا بھی۔ اصل یہ ہے کہ امور غیر اختیاریہ میں جو مرغوب ہیں گو ہے ان کا حصول سالک کے لئے موجب فتنہ ہوجاتا ہے مثلاً اپنے کو صاحب کمال سمجھنے لگا عجب و

دعویٰ یا شہرت میں مبتلا ہو گیا اور اسی طرح عدم حصول کبھی موجب نفع ہوتا ہے مثلاً اپنے کو ناکارہ وحقیر سمجھنے لگا اور جو امور نامرغوب ہیں کبھی ان کا ہونا اس کے لئے نافع ہوتا ہے مثلاً اسمیں مشقت ہوتی ہے جو ایک قسم کا مجاہدہ ہے تنگی ہوتی ہے غم ہوتا ہے جس سے تصفیہ باطن کا ہوتا ہے ایسے ہی مواقع کے لئے ارشاد ہے عسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئاً وھو شر لکم۔ البتہ امور مرغوبہ اگر خود حاصل ہو جاویں نعمت سمجھ کر شکر کرے جیسا کہ عدم حصول کو بھی ایک اعتبار سے جیسا مذکور ہوا نعمت سمجھے اور شکر کرے خوب سمجھ لو۔

ھدایت نہم ــــــــــ آج کل اکثر درویشوں میں بعض رسوم متعارف ہیں سو بعض تو محض خلاف شرع ہیں جیسے قبر کا طواف اور اس پر بوسہ اور اس پر غلاف ڈالنا یا اُن کی نذر ماننا یا ان سے کچھ مانگنا اور بعض انضمام مفاسد سے نامشروع ہو گئی ہیں جیسے عرس یا سماع یا قل پنج آیت یا مجلس مولد کہ عوام ان امور کے منع یا ترک کو درویشی کے خلاف سمجھتے ہیں ان کے مفاسد کی تحقیق اور بحث مفصل احقر نے اصلاح الرسوم وحق السماع و تعلیم الدین کے حصہ پنجم وحفظ الایمان میں لکھ دی ہے اور بعض امور ایسے ہیں کہ اگر ان کو داخل بزرگی وموجب زیادت قرب سمجھے تو بدعت قبیحہ ہے اور اگر اعتقاد میں کوئی فساد نہ ہو تب بھی محض دنیا ہے جیسے عملیات یا ترک حیوانات اور بعضے اُمور فی نفسہ نیک ہیں اگر اسمیں فساد عقیدہ نہ ہو مثلاً شجرہ پڑھنا کہ حقیقت اس کی مقبولان الٰہی کے ساتھ توسل ہے دعا میں جو سُنت سے ثابت ہے لیکن اگر اس میں یہ سمجھا جاوے کہ ان حضرات کے نام پڑھنے سے وہ ہمارے حال پر متوجہ رہیں گے تو محض بے سند غلط عقیدہ ہے جو حسب آیت ولا تقف ما لیس لک بہ علم ممنوع ہے اور مثلاً مطالعہ کتب تصوف کا اگر کوئی عالم جامع منقول و معقول اور عارفین کا صحبت یافتہ ہو اس کے لئے مضائقہ نہیں ورنہ برہم زن دین وایمان ہے اس لئے اس قسم کی کتابیں ہرگز نہ دیکھی جاویں جیسے مثنوی مولوی رومی دیوان حافظ یا دوسرے بزرگوں کے ملفوظات ومکتوبات جن میں تحقیقات اسرار یا اُن کے مواجید واحوال ہیں بلکہ ان حضرات کی حکایات بھی نہ دیکھیں یہ سب عام افہام سے خارج ہیں۔

ہدایت دہم چونکہ بعض آدمی خواہ مرد ہوں یا عورت مرید ہوکر کبھی اپنی حالت اور عادت کی کچھ اصلاح نہیں کرتے اس لئے اس کے متعلق بھی کچھ کچھ ضروری اُمور لکھتا ہوں باقی مفصل احکام کتب دینیہ میں مذکور ہیں۔

عام مردوں کو نصیحت

علماء سے بکثرت ملتے رہو۔ اُن سے مسائل پوچھتے رہو اگر پڑھے ہوئے ہو تو بہشتی زیور اور صفائی معاملات اور تیسیر باب مفتاح الجنۃ کا یا بہشتی گوہر جو من تصنیفات احقر ہے۔ بجائے صفائی معاملات و مفتاح الجنۃ کے اسی کو دیکھتے رہو اور اُسپر عمل رکھو۔ لباس خلاف شرع مت پہنو جیسے ٹخنوں سے نیچے پائجامہ یا کوٹ پتلون یا ریشمی یا زردوزی کا کپڑا یا چار اُنگل سے چوڑی لیس دار ٹوپی یا اُتنے ہی کام کا بیچا کا مدار جوتا۔ داڑھی مت کٹاؤ نہ اُس کو منڈاؤ۔ البتہ ایک مٹھی سے جتنی زائد ہو اس کا اختیار ہے جتنی رسمیں سُنت کے خلاف رائج ہو رہی ہیں سب کو چھوڑ دو خواہ وہ دنیا کے رنگ میں ہوں خواہ دین کے رنگ میں جیسے مولد فاتحہ عرس شادی میں ساچق اور برات آدر مہمانداری یا نام کے لئے کھانا پکوانا کھلانا یا شہرت و ناموری کے لئے دینا دلانا عقیقہ وختنہ وبسم اللہ کے مکتب میں جمع ہونا یہ سب ترک کر دو نہ اپنے گھر کرو نہ دُوسرے کے یہاں شریک ہو یا غمی میں تیجا دسواں چالیسواں وغیرہ شب برات کا حلوا یا محرم کو تیوہار منانا نہ خود کرو نہ دُوسرے کے یہاں جاکر ان کاموں میں شریک ہو میلوں ٹھیلوں میں مت جاؤ نہ اپنے بچوں کو جانے دو اور ان کو ایسی بیہودہ باتوں کے لئے پیسے بھی مت دو جیسے کنکوا آتشبازی تصویر دار کھلونے وغیرہ زبان کو غیبت اور گالی گلوچ سے بچاؤ جماعت کے ساتھ پانچوں وقت کی نماز پڑھو کسی عورت یا لڑکے کی طرف بُری نگاہ سے مت دیکھو گانا بجانا مت سنو پیر سے ہر کام کے لئے تعویذ گنڈے مت مانگا کرو بلکہ اُس سے دین سیکھو۔ البتہ دعا کرانے کا مضائقہ نہیں ایسا مت سمجھو کہ اگر نذرانہ موجود نہ ہو تو پیر کے پاس کیا جاویں یہ مت سمجھو کہ پیر کو سب خبر رہتی ہے ان سے کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ تصوف کی کتابیں مت دیکھو اور نہ ایسی باتیں پوچھو تقدیر کے مسئلہ میں کبھی گفتگو مت کرو پیر نے جو بتلا دیا وہ کئے جاؤ رشوت اور سود مت لو رہن کی آمدنی بھی

سونے سے اس سے بھی بچو اور جتنے لین دین خلاف شرع ہیں سب سے بچو خواب پر بدون مسئلہ پوچھے عمل مت کرو اگر پیر کے پاس جاؤ اور وہ اپنے کسی کام میں مشغول ہو تو اس کے کام میں حرج مت ڈالو نہ ایسی جگہ بیٹھو کہ اس کا دل تمکو دیکھ دیکھ بٹ جاوے کہیں کنارے پر بیٹھ جاؤ، جب وہ فرصت پاویں سامنے جاؤ تعلیم الطالب منگاؤ اور دیکھو تعلیم الدین کے چار حصے پہلے بھی دیکھ لو جزاء الاعمال بھی دیکھ لو۔

عام عورتوں کو نصیحت

شرک کی باتوں کے پاس مت جاؤ۔ اولاد کے ہونے یا زندہ رہنے کے لیے ٹونے ٹوٹکے مت کرو۔ فال مت کھلواؤ۔ فاتحہ نیاز دلیوں کو مت کرو۔ بزرگوں کی منت مت مانو شب برات محرم عرفہ تبارک کی روٹی تیرہ تیزی کی گھونگھنیاں کچھ مت کرو جس سے شرع میں پردہ ہے چاہے وہ پیر ہو اور چاہے اور کیسا ہی نزدیک کا ناتہ دار ہو جیسے دیور جیٹھ خالہ یا پھوپھی یا چچا یا ماموں کا بیٹا یا بہنوئی یا نندوئی یا منھ بولا بھائی باپ ان سب سے خوب پردہ کرو۔ خلاف شرع لباس مت پہنو۔ جیسے کلیوں دار پائجامہ یا ایسا کرتہ جس میں پیٹ پیٹھ یا کلائی یا بازو کھلے ہوں یا ایسا باریک کپڑا جسمیں بدن یا سر کے بال جھلکتے ہوں یہ سب چھوڑ دو لانبی آستینوں کا اور نیچا اور دبیز کپڑے کا کرتہ بناؤ اور ایسے ہی کپڑے کا دوپٹہ ہو اور دھیان کرکے سر پر سے مت ہٹنے دو ہاں اگر گھر میں خالی عورتیں ہوں یا اپنے ماں باپ حقیقی بھائی وغیرہ کے سوا گھر میں کوئی اور نہ ہو تو اس وقت سر کھولنا ڈر نہیں کسی کو جھانک تاک کر مت دیکھو کہیں بیاہ شادی مونڈن چلہ چھٹی ختنہ عقیقہ منگنی چوتھی وغیرہ میں مت جاؤ نہ اپنے یہاں کسی کو بلاؤ کوئی کام نام کے واسطے مت کرو کوسنے اور طعنہ دینے اور غیبت سے زبان کو بچاؤ پانچوں وقت نماز اول وقت پر پڑھو اور جی لگا کر تھام تھام کر پڑھو رکوع سجدہ اچھی طرح کرو ایام سے جب پاک ہو خوب خیال رکھو کسی وقت کی نماز ایام بند ہونے کے بعد رہ نہ جاوے اگر تمہارے پاس زیور گوٹہ لچکہ وغیرہ ہو تو حساب کرکے زکوٰۃ نکالو بہشتی زیور ایک کتاب ہے اس کو یا تو پڑھ لو یا سن لیا کرو اور اس

پڑھا کرو خاوند کی تابعداری کرو اس کا مال اس سے چھپا کر خرچ مت کرو گانا کبھی مت سنو اگر قرآن پڑھی ہوئی ہو تو روزانہ قرآن پڑھا کرو جو کتاب پڑھنے یا دیکھنے کے لئے مول لینا ہو پہلے کسی عالم کو دکھالو اگر وہ صحیح معتبر بتلادیں تو خریدو ورنہ مت لو جہاں رسم رسوم کی مٹھائی وغیرہ تقسیم ہوتی ہو وہاں مت جاؤ اور نہ بانٹنے میں شریک ہو۔

خاص ذاکر شاغل لوگوں کو وصیت

اُوپر کی نصیحتیں دیکھ لو ہر امر میں سُنت پر عمل کرنے کا اہتمام کرو اس سے قلب میں بڑا نور پیدا ہوتا ہے اگر کسی سے کوئی بات خلافِ مزاج پیش آوے صبر و تحمل کیا کرو جلدی سے کچھ کہنے سننے میں مت لگو خاص کر غصہ کی حالت میں بہت سنبھالا کرو کبھی اپنے کو صاحبِ کمال مت سمجھو جو بات زبان سے کہنا چاہو پہلے خوب سوچ لیا کرو جب خوب اطمینان ہو جاوے کہ اس میں کوئی خرابی نہیں اور یہ بھی متحقق ہو جاوے کہ اس میں کوئی دینوی ضرورت یا دینی منفعت ہے اس وقت زبان سے نکالو کسی بُرے آدمی کی بھی بُرائی نہ کرو نہ سنو کسی صاحبِ حال پر طعن مت کرو کسی مسلمان کو گو وہ خطا کار یا کم رتبہ ہو حقیر مت سمجھو۔ مال وجاہ کی طمع و حرص مت کرو تعویذ گنڈوں کا شغل مت رکھو اس سے عوام کا ہجوم ہوتا ہے جہاں تک ممکن ہو ذاکرین کی جماعت میں شامل اور داخل رہو اس سے نور اور عزم اور شوق سب میں قوت ہوتی ہے۔ دنیوی تعلقات مت بڑھاؤ بے ضرورت بہت سا سامان مت جمع کرو حتیٰ الامکان خلوت میں رہو بدون ضرورت و مصلحت لوگوں سے زیادہ مت ملو اور جب ملنا ہو خوش خلقی سے پیش آؤ اور بعد رفع ضرورت جلدی اُن سے جُدا ہو جاؤ ——— بالخصوص شناسا دنیا داروں سے بہت بچو۔ یا تو اہل اللہ کی صحبت ڈھونڈھو یا عوام میں ناشناسا لوگوں سے ملو ان سے ضرر کم پہنچتا ہے اگر قلب پر کچھ احوال یا علوم وارد ہوں شیخ سے اطلاع کرو شیخ سے کسی خاص شغل کی درخواست مت کرو ثمرات ذکر کے بجز شیخ کے کسی پر ظاہر مت کرو ——— اگر تصوف کی کتابیں دیکھنے کا شوق ہو تو پہلے تعلیم الدین کا حصہ پنجم اور کلید مثنوی

مطالعہ کرلو جب کہ تم معقول اور منقول کے جامع عالم ہو سخن پروری کبھی مت کرو۔ بلکہ جب تم کو اپنی غلطی ثابت ہو جاوے فوراً اقرار کرلو ——— ہر حالت میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھو اسی سے التجا رکھو ——— اور استقامت کی درخواست کرو۔

والسلام ——— خیر تمام

تمت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا

زَادُ السَّعِيدِ فِي الصَّلٰوةِ

عَلَى النَّبِيِّ الْوَحِيدِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مع

نَيْلُ الشِّفَا بِنَعْلِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

واضافاتِ جدیدہ

اِتْمَامُ الْمَقَالِ فِي بَعْضِ أَحْكَامِ التِّمْثَالِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا مُّتَوَافِرًا ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّكَ وَ رَسُوْلِكَ سَلَامًا مُّتَكَاثِرًا وَالرِّضْوَانُ عَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ مُتَوَاتِرًا ،

اما بعد

احقر کو ایک بار سفر قصبۂ کیرانہ کا اتفاق ہُوا تو جامع الاخلاق والبرکات حافظ سعید احمد صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ نے بروقتِ ملاقات یہ تمنا ظاہر فرمائی کہ اگر کوئی رسالہ درباب فضائل دُرود شریف کے لکھ دیا جاوے تو خُوب ہے۔ احقر نے دوسرے مؤلفین کے رسائل کے کافی ہونے کا عُذر کیا مگر چونکہ ہر ایک کا مذاق جُدا ہوتا ہے اس لئے جو طرز خاص ان کے ذہن میں تھا، اس کے لئے پھر اصرار فرمایا۔ میں نے یہ سوچ کر کہ ایک بُزرگ کی فرمائش پُوری ہوتی ہے اگر مرتبۂ ضرورت میں بھی نہ ہو، تاہم استحسان میں تو کوئی شُبہ ہی نہیں، ناظرین کو نفع بھی ضرور ہی ہوگا۔ اس لئے بنامِ خُدائے تعالیٰ اس کو شروع کیا اور چونکہ دُرود شریف طالب سعادت کا توشۂ آخرت ہے اس معنی کا لحاظ اور حافظ صاحب کے نام کی رعایت

کر کے **زادُ السَّعید** اس کا نام رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرما کر میرے لئے بھی اس کو زادِ سعادت بنا دیں۔ اور اس رسالہ میں ایک مقدمہ اور دس فصلیں اور ایک خاتمہ ہے۔ مقدمہ میں کتب منقول عنہا کے رموز کی شرح ہے۔ فصلوں میں مختلف مقاصد ہیں۔ خاتمہ میں ایک دُرود شریف منظوم ہے جو موجبِ ازدیادِ شوق ہے۔

مُقدّمہ

شرح رُموزِ کُتب منقُول عنہا

کتاب	رمز	کتاب	رمز
ابُوداؤد	د	نسائی	س
ابنِ ماجہ	ق	ابنِ حبان	حب
ابُویعلی موصلی	ص	معجم اوسط طبرانی	طس
عمل الیوم واللیلۃ لابن السنّی	ی	مُسندِ امام احمد	ی
ترمذی	ت	صحیح المُستدرک للحاکم	مس
فضائل دُرود وسلام	فض	معجم کبیر طبرانی	ط
سعایہ	سع	حدیث موقوف	مو
صحیحُ البخاری	خ	نزل الابرار	نز
مُؤطا	طا	صحیح مُسلم	م
مُصنّف ابنِ ابی شیبہ	مص	حصنِ حصین	حص

سُننِ اربعہ۔ ابُوداؤد، ترمذی، نسائی، ابنِ ماجہ عہ

باقی کتابوں کے پُورے نام لکھ دیئے ہیں۔

فصلِ اوّل

دُرود شریف پڑھنے کا امر و حکم

۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے لوگو! جو ایمان لائے ہو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھو۔

۲۔ حدیث شریف میں ہے ارشاد فرمایا رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جُمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے دُرود پڑھا کرو کہ مجھ پر درود پیش ہوتا ہے۔ دس ق حب

۳۔ اور ارشاد فرمایا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ پر دُرود کثرت سے پڑھا کرو کہ وہ تمہارے لئے موجبِ پاکی ہے۔ ص

۴۔ اور ارشاد فرمایا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے سامنے میرا ذکر آوے اس کو چاہیئے کہ مجھ پر دَرود پڑھے۔ س طس ص ی

۵۔ اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میرا ذکر کرے تو اس کو چاہیئے کہ مجھ پر دُرود بھیجے۔ ص

۶۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دَرود پڑھا کرو مجھ پر، تمہارا دَرود مجھ کو پہنچتا ہے خواہ تم کہیں ہو۔ روایت کیا اس کو نسائی نے۔ گلشن رحمت۔

فصلِ دوم

تارکِ دَرود پر زجر اور وعید

۱۔ حدیث شریف میں ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس مجلس میں اللہ تعالےٰ کا ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود نہ ہو قیامت کے روز وہ مجلس ان لوگوں کے حق میں باعثِ حسرت ہوگی گو ثواب کے لئے جنت ہی میں داخل ہو جاویں۔

حب، د، ت، س، مت

۲۔ اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا بخیل وہ شخص ہے کہ اس کے رُوبرُو میرا ذکر کرئے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ ت ، حب ، مس ؛

۳۔ اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملیامیٹ ہو جاوے وہ شخص کہ اس کے رُوبرُو میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر دُرود نہ پڑھے۔ ترمذی

۴۔ ابن ماجہ نے بسند حسن اور حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بھول گیا مجھ پر دُرود بھیجنا بہک گیا وہ راہِ جنت سے۔ نض ؛

فصل سوم

فضائلِ دُرود شریف

۱۔ سب سے بڑھ کر تو فضیلت اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود صلوٰۃ کی نسبت اپنی اور اپنے ملائکہ کی طرف فرمائی ہے چنانچہ ارشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ

۲۔ حدیث شریف میں ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ کے روز جو شخص مجھ پر دُرود بھیجتا ہے وہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ مس ؛

۳۔ اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر واپس کر دیتے ہیں یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دے لیتا ہوں۔

۴۔ اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ قیامت کے روز میرے ساتھ اس کو قرب ہوگا جو مجھ پر کثرت سے دُرود پڑھتا ہوگا۔ ت ، حب ؛

۵۔ اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے بہت سے فرشتے اسی کام کے ہیں کہ سیاحی کرتے رہتے ہیں اور جو شخص میری امت میں سلام بھیجتا ہے اس کو میرے پاس پہنچاتے ہیں۔ مس ، حب ، مص۔

عہ تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے دُرود بھیجتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

۶۔ اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ملا۔ انہوں نے مجھ کو خوشخبری سنائی کہ پروردگارِ عالم فرماتے ہیں کہ جو شخص آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر رحمت بھیجوں گا اور جو شخص آپ پر سلام پڑھے گا میں اس پر سلامتی نازل کرونگا۔ میں نے یہ سُن کر سجدۂ شکر ادا کیا۔ حس ؎

۷۔ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ پر صلوٰۃ کی کثرت کیا کرتا ہوں تو کس قدر صلوٰۃ اپنا معمول رکھوں۔ فرمایا جس قدر تمہارا دل چاہے۔ میں نے کہا کہ ایک رُبع، یعنی تین رُبع اور وظائف رہیں۔ فرمایا جس قدر تمہارا دل چاہے اور اگر بڑھا دو تو تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا نصف۔ فرمایا جس قدر چاہو اور اگر زیادہ کر دو تو اور بہتر ہے۔ میں نے کہا تو پھر سب درود ہی درود رکھوں گا۔ فرمایا۔ تو اب تمہارے سب فکروں کی بھی کفایت ہو جاوے گی اور تمہارا گناہ بھی معاف ہو جائے گا۔ ت، حس ؎

۸۔ اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جو شخص مجھ پر ایک بار درُود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمادیں اور اس کے دس گناہ معاف ہوں اور اس کے دس دَرجے بڑھیں اور دس نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جادیں۔ س۔ ط

۹۔ اور ایک روایت میں ہے کہ درود پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ ستر رحمتیں نازل فرماتے ہیں اور ملائکہ اس کے لئے ستر بار دُعا کرتے ہیں۔

۱۰۔ کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ تم چاہتے ہو کہ قیامت کے روز تم کو پیاس نہ لگے۔ عرض کیا، ہاں۔ ارشاد ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود کی کثرت کیا کرو۔ روایت کیا اس کو اصبہانی نے۔ حاشیۃ الحزب

۱۱۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ پر دُرود کی کثرت کریگا وہ عرش کے سایہ میں ہوگا۔ روایت کیا

اس کو دیلمی نے۔

۱۲۔ اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس درود شریف پڑھتا ہے اس کو میں خود سنتا ہوں اور جو کچھ مجھ سے فاصلے پر درود پڑھتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔ یعنی بذریعہ ملائکہ کے روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں

۱۳۔ دُرِ مختار میں اصبہانی سے نقل کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ پر دُرود پڑھے اور وہ قبول ہو جاوے تو اسی سال کے گناہ اس کے محو ہو جاتے ہیں۔

۱۴۔ شفا میں ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسلمان مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ فرشتہ اس درود کو لے کر مجھ تک پہنچاتا ہے اور نام لے کر کہتا ہے کہ فلانا ایسا ایسا کہتا ہے یعنی اس طرح درود بھیجتا ہے۔ فض :

۱۵۔ ابویعلی نے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کثرت کرو مجھ پر دُرود بھیجنے کی۔ تحقیق وہ پاکیزگی ہے واسطے تمہارے یعنی بسبب درود کے گناہوں سے پاکی اور ہر طرح کی ظاہری و باطنی، جانی و مالی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ فض :

۱۶۔ امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آدمی مجھ پر دُرود بھیجتا ہے فرشتے اس پر دُرود بھیجتے ہیں یعنی اس کے لیے دُعائے رحمت کرتے ہیں جب تک وہ مجھ پر درود بھیجتا رہتا ہے۔ اب اختیار ہے خواہ کم دُرود بھیجو مجھ پر یا زیادہ۔ مقصود یہ ہے کہ دُرود بکثرت پڑھنا چاہیئے۔ فض

۱۷۔ طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دُرود بھیجے کسی کتاب میں ہمیشہ فرشتے اس پر دُرود بھیجتے رہیں گے جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا۔ فض

۱۸۔ امام مستغفری رحمۃ اللہ نے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے جو کوئی ہر روز سو بار درود پڑھے اس کی سو حاجتیں پوری کی جاویں تیس دنیا کی باقی آخرت کی۔ فض

۱۹۔ طبرانی نے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص صبح کو مجھ پر دس بار درود بھیجے اور شام کو دس بار، قیامت کے روز اس کے لئے میری شفاعت ہوگی۔ فض

۲۰۔ ابو حفص ابن شاہین رح نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ پر ہزار مرتبہ درود پڑھے، نہ مرے گا جب تک کہ اپنی جگہ جنت میں نہ دیکھ لے گا۔ سع

۲۱۔ دیلمی رح نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے ہول اور خطرات سے وہ شخص زیادہ نجات پاوے گا جو دنیا میں مجھ پر درود زیادہ بھیجتا ہوگا۔ سع

فصل چہارم

درود شریف کے خواص

۱۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ تمام دعائیں رکی رہتی ہیں جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر درود نہ پڑھو۔ طس

۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دعا آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اوپر نہیں جاتی جب تک کہ اپنے نبی پر درود نہ پڑھو۔ ت

۳۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس کا کان بجنے لگے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرے اور آپ پر درود پڑھے اور یوں کہے کہ جس نے مجھ کو یاد کیا ہو اللہ تعالیٰ اس کو خیر و رحمت سے یاد فرماویں۔ ط ی۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس شخص کو منظور ہو کہ میرا مال بڑھے وہ یوں کہا کرے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ

وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَعَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ۔

۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک شخص بیٹھا تھا۔ اس کا پاؤں سو گیا۔ آپ نے فرمایا جو شخص تجھ کو سب سے زیادہ محبوب ہو اس کا نام لے۔ اس نے کہا: مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اسی وقت سُن اتر گئی۔ موہی

۶۔ ایک بار حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سو گیا۔ آپ نے یہی عمل کیا۔ اسی وقت سُن اتر گئی۔ حاشیہ حصن از مائۃ الفوائد۔

۷۔ حدیثوں میں نمازِ حاجت تمام حوائج پوری ہونے کے لئے آئی ہے اس میں بھی بعد نماز کے درود شریف پڑھا جاتا ہے تو درود شریف کو کامیابی حوائج میں دخل ٹھہرا۔

۸۔ حفظِ قرآن مجید کی دعا حدیث شریف میں آئی ہے اس دعا کے ساتھ بھی درود شریف پڑھا جاتا ہے پس درود شریف کو حفظِ قرآن مجید میں بھی دخل ہوا۔

۹۔ ابو موسیٰ مدینی نے بسندِ ضعیف روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جب تم کسی چیز کو بھول جاؤ، مجھ پر درود بھیجو وہ چیز یاد آجائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ فضص

۱۰۔ سب سے لذیذ تر اور شیریں تر خاصیت درود شریف کی یہ ہے کہ اس کی بدولت عشاق کو خواب میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی دولتِ زیارت میسر ہوتی ہے بعض درود ں کو بالخصوص بزرگوں نے آزمایا ہے۔ شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ نے کتاب ترغیب اهل السادات میں لکھا ہے کہ شبِ جمعہ میں دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ بار قل ہو اللہ اور بعد سلام سو بار یہ درود شریف پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ تین جمعے نہ گزرنے پاویں گے کہ زیارت نصیب ہوگی۔ وہ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ

دیگر: نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں بعد الحمد کے پچیس بار قل ہو اللہ اور بعد سلام کے یہ درود شریف ہزار مرتبہ پڑھے۔ دولتِ زیارت نصیب ہو۔ وہ یہ ہے: صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ۔

دیگر: نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ سوتے وقت ستر بار اس درود شریف کو پڑھنے سے دولتِ زیارت نصیب ہو:۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ

اَنْوَارِکَ وَمَعْدَنِ اَسْرَارِکَ وَلِسَانِ حُجَّتِکَ وَعُرُوْسِ مَمْلَکَتِکَ وَاِمَامِ

حَضْرَتِکَ وَطِرَازِ مُلْکِکَ وَخَزَائِنِ رَحْمَتِکَ وَطَرِیْقِ شَرِیْعَتِکَ الْمُتَلَذِّذِ

بِتَوْحِیْدِکَ اِنْسَانِ عَیْنِ الْوُجُوْدِ وَالسَّبَبِ فِیْ کُلِّ مَوْجُوْدٍ عَیْنِ اَعْیَانِ خَلْقِکَ

الْمُتَقَدِّمِ مِنْ نُوْرِ ضِیَائِکَ صَلٰوۃً تَدُوْمُ بِدَوَامِکَ وَتَبْقٰی بِبَقَائِکَ لَا مُنْتَھٰی

لَھَا دُوْنَ عِلْمِکَ صَلٰوۃً تُرْضِیْکَ وَتُرْضِیْہِ وَتَرْضٰی بِھَا عَنَّا یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔

دیگر: اس کو بھی سوتے وقت چند بار پڑھنا زیارت کے لئے شیخ نے لکھا ہے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ وَرَبَّ الْبَیْتِ الْحَرَامِ وَرَبَّ

الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ اَبْلِغْ لِرُوْحِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مِّنَّا السَّلَامَ

مگر بڑی شرط اس دولت کے حصول میں قلب کا شوق سے پُر ہونا اور ظاہری و باطنی معصیتوں سے بچنا ہے۔ فقط

فصلِ پنجم
حکایات و اخبار متعلقہ درود شریف

۱۔ مواہب لدنیہ میں تفسیر قشیری سے نقل کیا ہے کہ قیامت میں کسی مومن کی نیکیاں کم وزن ہو جاویں گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پرچہ سر انگشت کے برابر نکال کر میزان میں رکھ دیں گے جس سے نیکیوں کا پلّہ وزنی ہو جاوے گا۔ وہ مومن کہے گا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جاویں۔ آپ کون ہیں؟ آپ کی صورت اور سیرت کیسی اچھی ہے۔ آپ فرماویں گے۔ میں تیرا نبی ہوں اور یہ درود ہے جو تو نے مجھ پر پڑھا تھا۔ میں نے تیری حاجت کے وقت اس کو ادا کر دیا۔ حاشیہ حصن۔

۲۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کہ جلیل القدر تابعی اور خلیفۂ راشد ہیں، شام سے مدینہ منورہ کو خاص قاصد بھیجتے تھے کہ ان کی طرف سے روضۂ شریف پر حاضر

ہو کر سلام عرض کرے۔ حاشیہ حصن از فتح القدیر۔

۳۔ روضۃ الاحباب میں امام اسمٰعیل بن ابراہیم مزنی سے جو امام شافعی رحمہ اللہ کے بڑے شاگردوں میں ہیں نقل کیا ہے کہ میں نے امام شافعیؒ کو بعد انتقال کے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ فرمایا۔ وہ بولے مجھے بخش دیا اور حکم دیا کہ مجھ کو تعظیم و احترام کے ساتھ بہشت میں لے جاویں اور یہ سب برکت ایک دُرود کی ہے جس کو میں پڑھا کرتا تھا۔ میں نے پوچھا وہ کون دُرود ہے؟ فرمایا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔ حاشیہ حصن

۴۔ مناہج الحسنات ابن فاکہانی کی کتاب فجر منیر سے نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ شیخ صالح موسیٰ ضریر (نابینا) تھے۔ انہوں نے اپنا گزرا ہوا قصہ مجھ سے نقل کیا کہ ایک جہاز ڈوبنے لگا اور میں اسمیں موجود تھا۔ اس وقت مجھ کو غنودگی سی ہوئی۔ اس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ دُرود تعلیم فرما کر ارشاد فرمایا کہ جہاز والے اس کو ہزار بار پڑھیں، ہنوز تین سو بار پر نوبت نہ پہنچی تھی کہ جہاز نے نجات پائی اور بعد اَلْمَمَاتِ کے اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ بھی اس میں معمول ہے اور خوب ہے۔ وہ دُرود یہ ہے۔[۱]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِی الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ

---

[۱] اس درود شریف کا بکثرت پڑھنا اور مکان میں لکھ کر چسپاں کرنا تمام امراض وبائیہ ہیضہ و طاعون وغیرہ سے حفاظت کے لئے مفید اور مجرب ہے اور قلب کو عجیب و غریب اطمینان بخشتا ہے اور تَنْفَعُنَا بِهَا کے بعد بعض لوگ لفظ عِنْدَكَ بھی پڑھتے ہیں۔ حضرت مولانا مدظلہ نے ایک والانامہ میں احقر کو اسی طرح تحریر فرمایا تھا۔ حررہ محمد انعام اللہ غفر لہ اللہ ۱۲۔

اور شیخ مجدالدین صاحب قاموس نے بھی اس حکایت کو بسند خود ذکر کیا ہے۔ فقص۔

۵۔ بعض رسائل میں عبید اللہ بن عمر قواریہ سے نقل کیا ہے کہ ایک کاتب میرا ہمسایہ تھا وہ مرگیا۔ میں نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ کہا، مجھے بخش دیا۔ میں نے سبب پوچھا۔ کہا۔ میری عادت تھی جب نام پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کتاب میں لکھتا تو صلی اللہ علیہ وسلم بھی بڑھاتا۔ خدائے تعالیٰ نے مجھ کو ایسا کچھ دیا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا، نہ کسی دل پر گزرا۔ گلشن جنت

۶۔ دلائل الخیرات کی وجہ تالیف مشہور ہے کہ مؤلف کو سفر میں وضو کے لئے پانی کی ضرورت تھی اور ڈول رسّی کے نہ ہونے سے پریشان تھے۔ ایک لڑکی نے یہ حال دیکھ کر دریافت کیا اور کنوئیں کے اندر تھوک دیا۔ پانی کنارے تک اُبل آیا۔ مؤلف نے حیران ہوکر اس کی وجہ پوچھی۔ اُس نے کہا۔ یہ برکت درُود شریف کی ہے جس کے بعد انہوں نے یہ کتاب دلائل الخیرات تالیف کی۔

۷۔ شیخ زروق رحمۃ اللہ نے لکھا ہے کہ مؤلف دلائل الخیرات کی قبر سے خوشبو مُشک عنبر کی آتی ہے اور یہ سب برکت درُود شریف کی ہے۔

۸۔ ایک معتمد دوست نے راقم سے ایک خوشنویس لکھنؤ کی حکایت بیان کی کہ ان کی عادت تھی کہ جب صبح کے وقت کتابت شروع کرتا تو اوّل ایک بار درُود شریف ایک بیاض پر جو اسی غرض سے بنائی تھی لکھ لیتے اس کے بعد کام شروع کرتے۔ جب ان کے انتقال کا وقت آیا تو غلبۂ فکرِ آخرت سے خوف زدہ ہوکر کہنے لگے کہ دیکھئے وہاں جاکر کیا ہوتا ہے۔ ایک مجذوب آنکلے اور کہنے لگے بابا کیوں گھبراتا ہے۔ وہ بیاض سرکار میں پیش ہے اور اس پر صاد بن رہے ہیں۔

۹۔ مولانا فیض الحسن صاحب سہارنپوری مرحوم کے داماد نے مجھ سے بیان کیا کہ جس مکان میں مولوی صاحب کا انتقال ہوا وہاں ایک مہینے تک خوشبو عطر کی آتی رہی۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اس کو بیان کیا۔ ارشاد فرمایا: یہ برکت درود شریف کی ہے۔ مولوی صاحب کا معمول تھا کہ ہر شب جمعہ کو بیدار رہ کر

درود شریف کا شغل فرماتے۔

۱۰۔ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو خواب میں دیکھا کہ آسمان میں فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے۔ اس سے سبب حصول اس درجے کا پوچھا۔ اس نے کہا میں نے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں۔ جب نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آتا میں درود لکھتا تھا۔ اس سبب سے مجھے یہ درجہ ملا۔

۱۱۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور حکایت ہے کہ ان کو بعد انتقال کے کسی نے خواب میں دیکھا اور مغفرت کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے فرمایا یہ پانچ درود شب جمعہ کو میں پڑھا کرتا تھا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَآ اَمَرْتَ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ۔ اس درود کو درود خمسہ کہتے ہیں۔ فض۔

۱۲۔ شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ ایک صالح کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ اس سے حال پوچھا۔ اس نے کہا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھ پر رحم کیا اور مجھے بخش دیا اور جنت میں داخل کیا۔ سبب پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ فرشتوں نے میرے گناہ اور میرے درود کو شمار کیا۔ سو شمار درود کا زیادہ نکلا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ اتنا بس ہے اس کا حساب مت کرو اور اس کو بہشت میں لے جاؤ۔ فض۔

۱۳۔ شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک مرد صالح نے معمول مقرر کیا تھا کہ ہر رات کو سوتے وقت درود بعدد معین پڑھا کرتا تھا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور تمام گھر اس کا روشن ہو گیا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ منہ لاؤ جو درود بہت پڑھتا ہے کہ بوسہ دوں۔ اس شخص نے شرم کی وجہ سے رخسارہ سامنے کر دیا۔ آپ نے اس کے رخسارے پر بوسہ دیا۔ بعد اس کے وہ بیدار ہو گیا تو سارے گھر میں مشک کی خوشبو باقی رہی فض

۱۴۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ جب حضرت حوا علیہا السلام پیدا ہوئیں حضرت آدم علیہ السلام نے ان پر ہاتھ بڑھانا چاہا، ملائکہ نے کہا صبر کرو جب تک نکاح نہ ہو جاوے اور مہر ادا نہ کر دو۔ انہوں نے پوچھا مہر کیا ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر تین بار درود پڑھنا اور ایک روایت میں بیس بار آیا ہے۔

فصل ششم

مسائل متعلقہ درود شریف

مسئلہ ۱۔ عمر بھر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض ہے بوجہ حکم صَلُّوْا کے جو شعبان ۲ھ میں نازل ہوا۔

۲۔ اگر ایک مجلس میں کئی بار آپ کا نام پاک ذکر کیا جاوے۔ طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ ہر بار میں ذکر کرنے والے اور سننے والے پر درود پڑھنا واجب ہے، مگر مفتی بہ یہ ہے کہ ایک بار واجب ہے پھر مستحب ہے۔

۳۔ نماز میں بجز تشہد اخیر کے دوسرے ارکان میں درود پڑھنا مکروہ ہے۔ دُرِمختار

۴۔ جب خطبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آوے یا خطیب آیت پڑھے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا o اپنے دل میں بلا جنبش زبان کے صلی اللہ علیہ وسلم کہہ لے۔ دُرِمختار

۵۔ بے وضو درود شریف پڑھنا جائز ہے اور باوضو نُوْرٌ عَلٰی نُوْر ہے۔

۶۔ بجز حضرات انبیاء وحضرات ملائکہ علی جمیعہم السلام کے کسی اور پر استقلالاً درود شریف نہ پڑھے۔ البتہ تبعاً مضائقہ نہیں مثلاً یوں نہ کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بلکہ یوں کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

(دُرِمختار)

۷۔ دُرمختار میں ہے کہ اسبابِ تجارت کھولنے کے وقت یا ایسے ہی کسی موقع پر یعنی جہاں دُرود شریف پڑھنا مقصود نہ ہو بلکہ کسی دنیوی غرض کا اس کو ذریعہ بنایا جاوے، درُود شریف پڑھنا ممنوع ہے۔

۸۔ درمختار میں ہے کہ درود شریف پڑھتے وقت اعضاء کو حرکت دینا اور آواز بُلند کرنا جہل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ جو رسم ہے کہ نمازوں کے بعد حلقہ باندھ کر بہت چِلّا چِلّا کر دُرود شریف پڑھتے ہیں قابل ترک ہے۔

فصل ہفتم

مواقع دُرُود شریف

۱۔ جب نامِ مبارک زبان پر یا کان میں آوے جیسا کہ مسائل میں گزُرا۔

۲۔ جب کسی مجلس میں بیٹھے تو اُٹھنے سے پہلے دُرُود شریف پڑھ لے جیسا ترجمہ فصل دوم میں گزرا۔

۳۔ دُعا کے اوّل و آخر میں پڑھے جیسا خواص میں گزرا۔

۴۔ مسجد میں جانے اور اس سے باہر آنے کے وقت حدیث شریف میں یہ پڑھنا آیا ہے۔ بِسْمِ اللهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ۔ فض

۵۔ بعد اذان کے مسلم اور ترمذی میں ہے کہ درود بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم پر اور مانگے آپ کے لئے وسیلہ اللہ تعالیٰ سے۔ فض

۶۔ بوقتِ وضُو کے۔ ابنِ ماجہ میں ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے نہیں وضو ہوتا اس شخص کا جو صلوٰۃ نہ بھیجے نبی صلّی اللہ علیہ وسلم پر۔ فض۔ یعنی پُورا ثواب نہیں ملتا۔

۷۔ بوقتِ زیارت قبر شریف کے بہیقی نے روایت کیا ہے۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے جو میری قبر کے پاس مجھ پر دُرُود بھیجتا ہے میں سُن

لیتا ہوں ۔ فضں

۸۔ ابتدائے رسائل وکتب میں بعد بسم اللہ اور حمد کے درود وسلام لکھنا ابن حجر مکی رح نے لکھا ہے کہ یہ رسم اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جاری ہوئی ۔خود انھوں نے اپنے خطوط میں اسی طرح لکھا ۔ فضں

۹۔ بوقت جاگنے کے رات میں واسطے تہجّد کے ۔نسائی نے سُنن کبیر میں ایک حدیث طویل میں نقل کیا ہے کہ خدائے تعالیٰ پسند کرتا ہے ایسے آدمی کو جو رات کے بیچ میں اُٹھے اور کسی کو خبر نہ ہو ۔پھر وضو کرے ۔پھر حمدِ الٰہی کرے اور درود پڑھے ۔پھر قرآن مجید پڑھنا شروع کرے ۔ فضں

۱۰۔ واسطے دفع بلیّات مثل وبا و زلزلہ وغیرہ کے ۔جلال الدین سیوطی نے اور دوسرے محدثین نے احادیث سے اس کو استنباط کیا ہے ۔ فضں ؛

فصل ہشتم

آداب متفرقہ متعلقہ درود شریف

۱۔ جب اسم مبارک لکھے، صلوٰۃ وسلام بھی لکھے یعنی صلّی اللہ علیہ وسلم پورا لکھے ۔اس میں کوتاہی نہ کرے ۔صرف ؐ یا صلعم پر اکتفا نہ کرے ۔ فضں

۲۔ ایک شخص حدیث شریف لکھتا تھا اور بسبب بخل کاغذ کے نام مبارک کے ساتھ درود شریف نہ لکھتا تھا ۔اس کے سیدھے ہاتھ کو مرض آکلہ عارض ہوا یعنی ہاتھ اس کا گل گیا ۔

۳۔ شیخ ابن حجر مکیؒ نے نقل کیا ہے کہ ایک شخص صرف صلی اللہ علیہ پر اکتفا کرتا تھا، وسلم نہ لکھتا تھا ۔حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خواب میں ارشاد فرمایا ۔ تو اپنے آپ کو چالیس نیکیوں سے کیوں محروم رکھتا ہے ۔یعنی وسلم میں چار حرف ہیں ۔ ہر حرف پر ایک نیکی اور ہر نیکی پر دس گنا ثواب ۔لہٰذا وسلم میں چالیس نیکیاں

ہوئیں۔ فضل

۴۔ درود شریف پڑھنے والے کو مناسب ہے کہ بدن اور کپڑا پاک و صاف رکھے۔
۵۔ آپؐ کے نام مبارک سے پہلے سیدنا بڑھا دینا مستحب اور افضل ہے۔ در مختار

فصل نہم

بعض نکات متعلقہ درود شریف

نکتہ۔ ایک سوال مشہور ہے کہ کما صلیت میں آپ کے صلوٰۃ کو صلوٰۃ ابراہیمیہ سے تشبیہ دی گئی ہے مشتبہ بہ مشتبہ سے اکمل ہوتا ہے۔ اس سے صلوٰۃ محمدیہ کا نقصان لازم آتا ہے۔ سب سے مختصر اور سہل جواب یہ ہے کہ یہ ضرور نہیں کہ مشتبہ بہ اکمل ہو البتہ اوضح و اشہر ہونا ضروری ہے۔ سو صلوٰۃ ابراہیمیہ چونکہ تمام امم و ملل اہل کتاب و مشرکین میں مشہور و مسلم تھی اسی لئے اس کو مشتبہ بہ قرار دیا گیا۔

۲۔ باوجودیکہ صلوٰۃ و سلام سب انبیاء پر نازل و متوجہ رہا ہے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کیا تخصیص ہے۔ اس کی چند وجوہ ہیں۔

اوّل یہ کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت کا طرز بہت ملتا ہوا ہے اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ تو صرف اصول ہی میں توافق ہے اور آپ کے ساتھ بہت فروع میں بھی۔ اسی بنا پر ارشاد ہے:

[1] اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

دوسری وجہ یہ ہے کہ شب معراج میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تھا کہ اپنی اُمت کو ہمارا سلام کہیے گا۔ اس لئے اس اُمت کو حکم ہوا کہ صلوٰۃ ابراہیمی کو نماز میں داخل کریں اور خارج نماز بھی پڑھا کریں۔

---

[1] بلاشبہ سب آدمیوں میں زیادہ خصوصیت رکھنے والے حضرت ابراہیم کے ساتھ البتہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ان کا اتباع کیا تھا اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ ایمان والے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس اُمت کے حال پر نہایت شفقت فرمائی تھی کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے لئے دُعا فرمائی تھی۔ اس آیت میں رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا[1] الآیۃ اور آپ نے اس اُمت کا لقب "اُمۃ مسلمۃ" اس آیت میں وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ رکھا تھا۔ اسی لئے ارشاد ہوا ہے۔ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ۔

۳۔ اس میں کیا حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہم کو یہ حکم ہوا تھا کہ تم صلوٰۃ بھیجو، اس آیت میں صَلُّوا عَلَيْهِ تو ہماری طرف سے بظاہر نُصَلِّيْ عَلٰى مُحَمَّدٍ مناسب ہوتا مگر پھر بھی ہم کو اَللّٰهُمَّ صَلِّ سکھلایا گیا جس میں اللہ تعالیٰ ہی سے درخواست ہے کہ آپ صلوٰۃ بھیج دیجئے۔ حکمت اس میں یہ ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالکل پاک اور ہم ناپاک، ہماری صلوٰۃ آپ کی شایان نہ ہوتی۔ اس لئے گویا بزبانِ حال یہ کہا جاتا ہے کہ اے اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری صلوٰۃ تو آپ[2] کے شانِ عالی کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے آپ ہی سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ اپنی صلوٰۃ بھیج دیجئے تاکہ نبی طاہر پر ربِّ طاہر کی طرف سے صلوٰۃ ہو۔

۴۔ شیخ ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دعا سے پہلے اور پیچھے درود شریف پڑھ لیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ دونوں طرف کے درودوں کو تو ضرور ہی قبول فرماویں گے اور یہ ان کے کرم سے بعید ہے کہ درمیان کی چیز کو رَد کر دیں۔

۵۔ جس طرح حدیث شریف کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بار درود پڑھنے سے دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید کے اشارے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ارفع میں ایک گستاخی کرنے سے (نعوذ باللہ منہا) اس شخص پر منجانب اللہ دس لعنتیں نازل ہوتی ہیں ـــــــ چنانچہ ولید بن مغیرہ کے حق میں اللہ تعالیٰ نے بسزائے استہزا یہ دس کلمات ارشاد فرمائے۔ حَلَّافٍ[3] مَّهِينٍ۔ هَمَّازٍ۔ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ۔ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ

---

[1] اے ہمارے پروردگار اور اس جماعت کے اندر ان ہی کا ایک ایسا پیغمبر بھی مقرر کیجئے ۱۲۔
[2] یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ کی شانِ عالی کے ۱۲۔
[3] بہت قسمیں کھانے والا بے وقعت ہو۔ طعنے دینے والا ہو، چغلیاں لگاتا پھرتا ہو (بقایا اگلے صفحہ پر)

اَثِیْمٍ ۔عُتُلٍّ ۔ زَنِیْمٍ۔ مُکَذِّبٍ لِّلْاٰیَاتِ۔ بدلالت قولہٗ تعالیٰ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْہِ اٰیَاتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝

فصل دہم

درُود شریف کے صیغے

یوں تو مشائخ کرام سے صدہا صیغے اس کے منقول ہیں۔ دلائل الخیرات اس کا ایک نمونہ ہے مگر اس مقام پر صرف جو صیغے صلوٰۃ وسلام کے احادیث مرفوعہ حقیقیہ یا حکمیہ میں وارد ہیں ان میں سے چالیس صیغے مرقوم ہوتے ہیں جن میں ۲۵ صلوٰۃ اور ۱۵ سلام کے ہیں۔ گویا یہ مجموعہ درُود شریف کی چہل حدیث ہے جس کے باب میں بشارت آئی ہے کہ جو شخص امر دین کے متعلق چالیس حدیثیں میری اُمت کو پہنچادے اس کو اللہ تعالیٰ زمرۂ عُلما میں محشور فرمائیں گے اور میں اس کا شفیع ہوں گا۔ درود شریف کا امر دین ہونا بوجہ اس کے مامور بہ ہونے کے ظاہر ہے تو ان احادیث شریف کے جمع کرنے سے مضاعف ثواب (اجر درُود و اجر تبلیغ چہل حدیث) کی توقع ہے۔ ان احادیث سے قبل دو صیغے قرآن مجید سے تبرکاً لکھے جاتے ہیں جو اپنی عموم لفظی سے صلوٰۃ نبویہ کو بھی شامل ہیں اور ان احادیث کے بعد تین صیغے، دو صحابی سے ایک تابعی سے مرقوم ہوں گے۔ اب سب مل کر ۴۵ صیغے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان سب صیغوں کو روزانہ پڑھ لیا کرے تو تمام فضائل و برکات جو جُدا جُدا ہر صیغے کے متعلق ہیں بتمامہا اس شخص کو حاصل ہوجاویں اور ان احادیث وآثار کے بعد نمبر وار ہر ایک کی سند یکجا ذکر کر دی جائے گی۔

صیغہ قرآنی

۱۔ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی (پارہ ۱۹ : سورۂ نمل۔ رکوع ۱۴)

. بقایا حاشیہ پچھلا) نیک کام سے رُکنے والا ہو، حد سے گزرنے والا ہو، گناہوں کا کرنے والا ہو، سخت مزاج ہو، حرام زادہ ہو، آیتوں کا جھٹلانے والا ہو ۔

۲۔ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ (پارہ ۲۳، سورۂ صافات کے ختم پر)

چہل حدیث مشتمل بر صلوٰۃ وسلام

صیغ صلوٰۃ

۱ ——— اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ۔

۲ ——— اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِهِ الدَّعْوَةِ الْقَائِمَةِ وَالصَّلٰوةِ النَّافِعَةِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ ارْضَ عَنِّیْ رِضًا لَّا تَسْخَطُ بَعْدَهٗ اَبَدًا۔

۳ ——— اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔

۴ ——— اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ ارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

۵ ——— اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

۶ ——— اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

۷ ——— اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ

عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ
حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؕ

۸ ——— اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی
اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَّ
بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی
اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؕ

۹ ——— اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی
اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ
عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؕ

۱۰ ——— اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؕ

۱۱ ——— اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ
مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّکَ
حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؕ

۱۲ ——— اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّاتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی
اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّاتِهٖ
کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

۱۳ ——— اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّاتِهٖ کَمَا
صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَزْوَاجِهٖ
وَذُرِّیَّاتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ
مَّجِیْدٌ ؕ

۱۴ —— اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ؂

۱۵ —— اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَتَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ؂

۱۶ —— اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ؂

۱۷ —— اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِى الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ؂

۱۸ —— اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ

وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؀

۱۹ —— اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؀

۲۰ —— اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؀

۲۱ —— اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَکُوْنُ لَکَ رِضًی وَّلَهٗ جَزَآءً وَّلِحَقِّهٖ اَدَآءً وَّاَعْطِهِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَاجْزِهٖ اَفْضَلَ مَا جَازَیْتَ نَبِیًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصّٰلِحِیْنَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ؀

۲۲ —— اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؀

۲۳ —— اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اَهْلِ بَیْتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْنَا مَعَهُمْ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اَهْلِ بَیْتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلَیْنَا مَعَهُمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَصَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ؀

۲۴ ـــــــ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ؁

۲۵ ـــــــ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ؁

صِيَغُ السَّلَامِ

۲۶ ـــــــ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ؁

۲۷ ـــــــ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوٰتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ؁

۲۸ ـــــــ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ اَلصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ؁

۲۹ ـــــــ اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ اَلصَّلَوٰتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ؁

۳۰ — بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ ۔

۳۱ — اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔

۳۲ — بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَآءِ اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَاهْدِنِيْ ۔

۳۳ — اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ وَالصَّلَوَاتُ وَالْمُلْكُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔

۳۴ — بِسْمِ اللّٰهِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ شَهِدْتُّ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شَهِدْتُّ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔

۳۵ — اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ

۳۶ ــــــ اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ؕ

۳۷ ــــــ اَلتَّحِيَّاتُ الصَّلَوٰتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ؕ

۳۸ ــــــ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ؕ

۳۹ ــــــ اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوٰتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ

۴۰ ــــــ بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ؕ

اٰثارِ موقوفہ

۱۔ اَللّٰهُمَّ دَاحِيَ الْمَدْحُوَّاتِ وَبَارِئَ السَّمٰوٰتِ وَ

اے اللہ زمینوں کا فرش بچھانے والے اور بلند آسمانوں کے پیدا کرنے والے اور

جَبَّارَ الْقُلُوْبِ عَلٰى فِطْرَتِهَا شَقِيِّهَا وَسَعِيْدِهَا اجْعَلْ

شقی اور نیک دلوں کو ان کی فطرت کے موافق جوڑنے والے کر دیجئے

شَرَآئِفَ صَلَوَاتِكَ وَنَوَامِيَ بَرَكَاتِكَ وَرَأْفَةَ تَحَنُّنِكَ

اپنی بزرگ ترین رحمتیں اور بڑھنے والی برکتیں اور اپنی مہربانیاں

عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ الْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ وَالْفَاتِحِ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو آپ کے بندہ اور آپ کے رسول ہیں جو اپنے سے پہلے کو ختم کرنے والے اور بند

لِمَآ اُغْلِقَ وَالْمُعْلِنِ الْحَقَّ بِالْحَقِّ وَالدَّامِغِ لِجَيْشَاتِ

چیزوں کو کھولنے والے ہیں اور حق کو حق طریقہ سے ظاہر کرنے والے ہیں اور باطل کے لشکروں کا سر

الْاَبَاطِيْلِ كَمَا حُمِّلَ فَاضْطَلَعَ بِاَمْرِكَ بِطَاعَتِكَ

توڑنے والے ہیں۔ وہ مستعد ہو گئے جس طرح ان پر ذمہ داری ڈالی گئی آپ کے حکم سے آپکی فرمانبرداری کے لئے

مُسْتَوْفِزًا فِيْ مَرْضَاتِكَ بِغَيْرِ نِكْلٍ عَنْ قَدَمٍ وَّلَا وَهْنٍ

جلدی کرتے ہوئے آپ کی مرضیات میں بغیر قدم پیچھے ہٹانے کے اور بغیر کسی سستی کے

فِيْ عَزْمٍ وَّاعِيًا لِوَحْيِكَ حَافِظًا لِّعَهْدِكَ مَاضِيًا عَلٰی نَفَاذِ

ارادہ میں آپ کی وحی کی نگہداشت کرنے والے اور آپکے عہد کی حفاظت کرنیوالے آپ کے حکم کو نافذ کرنے

اَمْرِكَ حَتّٰی اَوْرٰی قَبَسًا لِّقَابِسٍ اٰلَآءُ اللّٰهِ تَصِلُ بِاَهْلِهٖ

میں عزم پر قائم رہنے والے یہاں تک کر دیے یا شعلہ نور کا روشنی لینے والے کے لیئے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اللہ والوں کے

اَسْبَابَهٗ بِهٖ هُدِيَتِ الْقُلُوْبُ بَعْدَ خَوْضَاتِ الْفِتَنِ

ساتھ اسباب کو ملا دیتی ہیں۔ آپ ہی کے ذریعہ قلوب کو ہدایت کی گئی بعد ان کے فتنوں اور گناہوں میں ڈوب

وَالْاِثْمِ وَاَبْهَجَ مُوْضِحَاتِ الْاَعْلَامِ وَمُنِيْرَاتِ الْاِسْلَامِ

جانے کے۔ اور زینت دی آپ نے چمکتے ہوئے نشانوں کو اور اسلام کو روشن کرنے والی چیزوں کو

وَنَآئِرَاتِ الْاَحْكَامِ فَهُوَ اَمِيْنُكَ الْمَاْمُوْنُ وَخَازِنُ عِلْمِكَ

اور روشن احکام کو پس وہ آپ کے امین معتمد ہیں۔ اور آپکے پوشیدہ علم

الْمَخْزُوْنِ وَشَهِيْدُكَ يَوْمَ الدِّيْنِ وَبَعِيْثُكَ نِعْمَةً

کے محافظ ہیں اور آپ کے گواہ ہیں قیامت کے دن۔ اور آپ کی بھیجی ہوئی نعمت ہیں اور

وَّرَسُوْلُكَ بِالْحَقِّ رَحْمَةً اَللّٰهُمَّ افْسَحْ لَهٗ مَفْسَحًا فِيْ

آپ کے رسول برحق ہیں جو سراپا رحمت ہیں۔ اے اللہ کشادہ کر دے اُن کے لیے جگہ

عَدْنِكَ وَاجْزِهٖ مُضَاعَفَاتِ الْخَيْرِ مِنْ فَضْلِكَ مُهَنَّاٰتٍ

اپنی بہشت میں اور جزا دے ان کو نیکیوں کی چند در چند اپنے فضل سے جو خوشگوار ہوں

لَهٗ غَيْرَ مُكَدَّرَاتٍ مِّنْ وُّفُوْرِ ثَوَابِكَ الْمَضْنُوْنِ وَجَزِيْلِ

ان کے لیئے اور بے کدورت ہوں (یعنی) آپ کا عظیم ثواب جو محفوظ ہے اور بڑی

عَطَآئِكَ الْمَخْزُوْنِ اَللّٰهُمَّ اَعْلِ عَلٰى بِنَآءِ الْبَانِيْنَ بِنَآءَهٗ ؕ

عطا جو جمع کی گئی ہے اے اللہ بلند کر دوسرے منزل والوں کی منزل سے ان کی منزل کو، اور

اَكْرِمْ مَثْوَاهُ لَدَيْكَ وَنُزُلَهٗ وَاَتْمِمْ لَهٗ نُوْرَهٗ وَاجْزِهٖ

مکرم فرما ان کی آرام گاہ اور ان کی مہمانی کو اپنے پاس اور پورا فرمادے انکے نور کو ان کے واسطے اور جزا دے انکو

مِنِ ابْتِعَاثِكَ لَهٗ مَقْبُوْلَ الشَّهَادَةِ وَمَرْضِيَّ الْمَقَالَةِ

دین کے لئے کھڑے ہوجانے کی اس طرح کہ آپ مقبول الشہادت اور پسندیدہ گفتگو ہیں

ذَا مَنْطِقٍ عَدْلٍ وَّخُطَّةٍ فَصْلٍ وَّحُجَّةٍ وَّبُرْهَانٍ عَظِيْمٍ ؕ

آپ کا کلام انصاف اور عادت فیصلہ کن اور حجت اور برہان عظیم ہیں ؕ

۲۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى

اے اللہ نازل کر درود اپنا اور رحمت اپنی اور برکتیں اپنی

سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتِمِ النَّبِيِّيْنَ

رسولوں کے سردار اور پرہیزگاروں کے امام اور نبیوں کے ختم کرنے والے

مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَاِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو آپ کے بندہ اور آپکے رسول ہیں اور بھلائی کے امام اور خیر کے قائد ہیں اور

رَسُوْلِ الرَّحْمَةِ اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَّغْبِطُهٗ

رسولِ رحمت ہیں۔ اے اللہ مبعوث فرما ان کو مقام محمود پر کہ رشک کریں

بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ ؕ

اس پر پہلے اور پچھلے ؕ

۳۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ

اے اللہ درود بھیج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور ان کی آل اور ان کے اصحاب اور ان کی اولاد

وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَصْهَارِهٖ وَاَنْصَارِهٖ

اوران کی ازواج اوران کی ذریت اوران کے اہل بیت اوران کی سسرال والوں اور انکے مددگاروں

وَاَشْيَاعِهٖ وَمُحِبِّيْهِ وَاُمَّتِهٖ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ

والوں اور انکی پیروی کرنے والوں اوران سے محبت کرنے والوں اوران کی امت پر اوران سب کے ساتھ ہم پر

يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ؕ

اے ارحم الرّاحمین ؕ

اسانید چہل حدیث صلوٰۃ والسلام بالترتیب

۱۔ روایت کیا اس کو بزار و طبرانیؒ نے صغیر اور اوسط میں ویلفع سے مرفوعاً کہ جو اسکو پڑھے اس کے لئے میری شفاعت واجب اور ضروری ہے سع ۲۔ روایت کیا اس کو مسند احمد میں ۔حصن ۳۔ روایت اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابوسعید خدری سے مرفوعاً کہ جس شخص کے پاس خیرات کرنے کو مال نہ ہو تو اپنی دعا میں یہ درود پڑھے ۔ وہ اس کیلئے باعث تزکیہ ہوگی۔ سع ۴۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے حضرت ابن مسعودؓ سے مرفوعاً کہ تشہد کے بعد یہ درود پڑھا کرو ۔ سع ۵۔ روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم اور نسائی نے کعب بن عجرہؓ سے مرفوعاً ۔ سع ۶۔ روایت کیا اس کو مسلمؒ نے ۔ سع ۷۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے سع ۸۔ روایت کیا اس کو نسائیؒ نے۔ سع ۹۔ روایت کیا اس کو ابوداؤدؒ نے ۔ سع ۱۰۔ روایت کیا اس کو ابوداؤدؒ نے سع ۱۱۔ روایت کیا اس کو ترمذی اور ابوداؤد اور مسلمؒ نے حدیث ابومسعود انصاریؓ سے ۱۲۔ روایت کیا اس کو نسائی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابوحمید ساعدیؓ سے ۔ سع ۱۳۔ روایت کیا اس کو مسلمؒ نے ۔ سع ۱۴۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے حدیث ابوہریرہؓ سے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ ہمارے گھرانے والوں پر درود پڑھتے وقت ثواب کا پورا پیمانہ ملے تو یہ درود پڑھے ۔ سع ۱۵۔ روایت کیا اس کو طبری نے اپنی تہذیب میں ابوہریرہؓ سے مرفوعاً کہ جو شخص یہ درود پڑھے قیامت

کے دن اُس کے لئے گواہی دوں گا اور شفاعت کروں گا۔ سم ۱۶۔ روایت کیا اُس کو خیرد بری نے کتابُ الصلوٰۃ میں حضرت علیؓ سے مرفوعاً۔ سم ۱۷۔ روایت کیا اُس کو محدالائمہ ترجمانی نے حضرت علیؓ اور ابن مسعودؓ اور جابرؓ سے مرفوعاً سع ۱۸۔ روایت کیا اُس کو اصحاب صحاح ستہ نے اور یہ سب صیغوں سے بڑھ کر صحیح ہے۔ حرز ثمین ۱۹۔ ح س ق حصن ۲۰۔ س حصن ۲۱ بخاری لے القول البدیع میں بروایت ابن ابی عاصم مرفوعاً نقل کیا ہے کہ جو کوئی سات جمعے تک ہر جمعے کو سات بار اس درود کو پڑھے واجب ہو اس کے لئے شفاعت میری۔ حاشیہ دلائل ۲۲۔ روایت کیا اس کو احمد نے اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے اور بیہقی نے اپنی سنن میں ابن مسعودؓ سے نقل کیا۔ نز ۲۳۔ روایت کیا اُس کو دارقطنی نے اپنی سُنن میں ابن مسعود سے مرفوعاً۔ نز ۲۴۔ روایت کیا اُس کو احمد نے بریدہؓ سے۔ نز ۲۵۔ س حصن ۲۶۔ روایت کیا اُسکو نسائی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ۲۷۔ روایت کیا اس کو نسائی نے حضرت ابُوموسیٰ اشعری سے ۲۸۔ روایت کیا اُس کو نسائی نے حضرت ابُوموسیٰ اشعری سے ۲۹۔ روایت کیا اُس کو نسائی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ۳۰۔ روایت کیا اس کو نسائی نے حضرت جابرؓ سے ۳۱۔ مو مس طا حصن ۳۲۔ ط طس حصن ۳۳۔ د حص یہ روایت صرف الملك لله تک مذکور ہے مگر غالباً راوی نے اختصار کیا ہے اس لئے صیغۂ سلام بھی تیمناً میں نے لکھ دیا ۳۴۔ روایت کیا اُس کو امام مالک نے مؤطا میں کہ ابنِ عُمرؓ پڑھتے تھے۔ نسع ہر چند کہ اس کے مرفوع ہونے کی تصریح نہیں ہے مگر چونکہ تعلیم تشہد سے قبل صحابہؓ جو اپنی رائے سے پڑھا کرتے تھے اُس کا متروک ہونا مصرح ہے اس لئے مظنون یہ ہے کہ یہ اور اُس کی امثال مرفوع ہیں نیز رائے سے کسی ذکر کا داخل صلوٰۃ کرنا بھی مستبعد ہے لہذا مرفوع میں ذکر کیا گیا ۳۵۔ روایت کیا اس کو امام مالک نے کہ حضرت عائشہؓ اس کو پڑھا کرتی تھیں۔ سع ۳۶۔ روایت کیا اُس کو مالک نے نیز حضرت عائشہ سے۔ سع ۳۷۔ روایت کیا طحاویؒ نے حضرت ابُوموسیٰ اشعری سے سع ۳۸۔ روایت کیا اُس کو ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے۔ سع ۳۹۔ م عد حب حص ۴۰۔ مص حص (آثار) نمبرا سلامۃ الکندی سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ یہ لوگوں کو سکھلاتے۔ حاشیۂ دلائل از شفائے قاضی

عیاض ؒ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے باسناد حسن موقوفاً حضرت ابی مسعود رضی اللہ عنہ سے ۔ سعہ ۳؎ حسن بصری سے منقول ہے کہ جو حوضِ کوثر کا بھرا پیالہ چاہے وہ یہ درود پڑھے ۔
حاشیۂ دلائل از شفا ؎

خاتمہ درود منظوم میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی رَأْسِ فَرِیْقِ النَّاسِ
مِنْهُ لِلْخَلْقِ اَمَانٌ بِزَمَانِ الْبَأْسِ

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ هُوَ فِیْ حَرِّ غَدٍ
کُلَّ مَنْ یَّظْمَأُ یَسْقِیْهِ رَحِیْقَ الْکَأْسِ

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ بِرَجَآءِ الْکَرَمِ
خَصَّ مَنْ جَآءَ اِلَیْهِ لِعُمُوْمِ النَّاسِ

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مُؤْنِسِ کُلِّ الْبَشَرِ
مُبْدِلِ الْوَحْشَةِ فِی الْقَبْرِ بِاسْتِیْنَاسِ

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی رُوْحِ رَئِیْسِ الرُّسُلِ
نَقْتَدِیْ نَحْنُ عَلٰی اَرْجُلِهٖ بِالرَّأْسِ

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی ذِیْ نِعَمٍ دَآئِمَةٍ
اَنْعَمَ الْیَوْمَ عَلَی الْخَیْرِ بِلَا مِقْیَاسِ

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی صَاحِبِ شَرْعٍ حَسَنٍ
فَرَّقَ النَّاسَ مَتٰی جَآءَ مِنَ النَّسْنَاسِ

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی ذِیْ کَرَمٍ اُمَّتُہٗ
تَدْخُلُ الْجَنَّةَ فِی الْحَشْرِ بِلَا وَسْوَاسٍ

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ ھُوَ لَوْلَاہُ لَمَا
یَشْمُلُ النَّامِیَةُ الْکَوْنَ مَعَ الْحَسَّاسِ

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ ھُوَ مِنْ عِصْمَتِہٖ
یَعْصِمُ الْحَقُّ مُحِبِّیْہِ مِنَ الْخَنَّاسِ

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ ھُوَ مَنْ عَاذَ بِہٖ
لَمْ تَصِلْ قَطُّ اِلَیْہِ یَدَی الْوَسْوَاسِ

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ ھُوَ مِنْ بَارِقَةِ
السَّیْفِ قَدْ اَذْھَبَ قَطْعًا بَصَرَ الشَّمَّاسِ

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی صَاحِبِ نَوْعِ الشَّرَفِ
مَیَّزَ النَّاسَ بِہِ الْفَصْلَ مِنَ الْاَجْنَاسِ

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ لِنَخِیْلِ الْکَرَمِ
فِیْ رِیَاضِ الْاُمَمِ الْیَوْمَ لَنَا الْغَرَّاسِ

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ یُغْنَاءِ الْکَرَمِ
مِنْ بُیُوْتِ الْفُقَرَآءِ یَذْھَبُ بِالْاِفْلَاسِ

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی عِتْرَتِہِ الطَّاھِرَۃِ
وَعَلَی الصَّحْبِ مَعَ الْحَمْزَۃِ وَالْعَبَّاسِ

صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ لَّا وُیْسِ مِّنْہُ
طَھُرَ الْقَالِبُ وَالْقَلْبُ مِنَ الْاَدْنَاسِ

جَمَعَ ھٰذِہِ الْاَوْرَاقَ اَشْرَفُ عَلِیٌّ فِیْ شُھُوْرِ سَنَۃِ ۱۳۳۲ مِنَ الْھِجْرَۃِ

نَیْلُ الشِّفَا بِنَعْلِ الْمُصْطَفٰی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ: یہ ناچیز اشرف علی عرض کرتا ہے کہ ان دنوں ہم لوگوں کے کثرتِ معاصی سے جو کچھ ہجوم بلیاتِ صُوریہ و معنویہ ہے ظاہر ہے اس کا علاج بجز اصلاحِ اعمال و توبہ و استغفار کے کچھ نہیں ہے۔ مگر ہم لوگوں کے قلب و زبان کی جو کیفیت ہے معلوم ہے البتہ اگر کوئی وسیلہ قوی ہو تو اسکی برکت سے حضورِ قلب بھی میسر ہو سکتا ہے اور اُمید قبول بھی قریب ہے منجملہ ان وسائل کے بتجربہ بزرگانِ دین نقشۂ نعلِ مقدس حضور سرورِ عالم فخر آدم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت قوی البرکت سریعُ الاثر پایا گیا ہے اس لئے اسلامی خیر خواہی باعث اس کی ہوئی کہ تمثال خیر النعال صلی اللہ علیٰ صاحبہ فوق عدد الرمال حسبِ روایت امام زین العابدین عراقی محدث مسلمانوں کی نذر کی جائے کہ اپنے پاس رکھ کر برکات حاصل کریں اور اس کے توسل سے اپنے حاجات و معروضات جنابِ باری تعالیٰ میں قبول کرائیں۔ اس نقشہ شریف کے آثار و خواص و فضائل کو

کون شمار میں لاسکتا ہے، مگر اس مقام پر نہایت اختصار کے ساتھ کتب معتبرہ عُلمائے محدثین و محققین سے چند برکات اور کچھ ابیات مشتمل بر ذوق و شوق نقل کئے جاتے ہیں کہ جن کے پڑھنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تعشق اور محبت پیدا ہو اور بوجہ غلبۂ محبت بلا تکلف آپ کا اتباع نصیب ہو جو اصل مقصود اور سرمایۂ نجاتِ دنیوی و اُخروی ہے۔

طریق توسّل: بہتر یہ ہے کہ آخر شب میں اُٹھ کر وضو کر کے تہجد جس قدر ہو سکے پڑھے، اس کے بعد گیارہ بار درود شریف، گیارہ بار کلمہ طیبہ اور گیارہ بار استغفار پڑھ کر اس نقشہ کو باادب اپنے سر پر رکھے اور بتضرع تمام جناب باری تعالیٰ میں عرض کرے کہ الٰہی میں جس مقدس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشہ نعل شریف کو سر پر لیے ہوں ان کا ادنیٰ درجے کا غلام ہوں الٰہی اس نسبتِ غلامی پر نظر فرما کر بہ برکت اس نعل شریف کے میری فلاں حاجت پوری فرمایئے مگر خلافِ شرع کوئی حاجت طلب نہ کرے پھر سر پر سے اس کو اُتار کر اپنے چہرے پر ملے اور اس کو بہ محبت بوسہ دے۔ اشعار ذوق و شوق بغرضِ ازدیادِ عشقِ محمدی پڑھے، ان شاء اللہ تعالیٰ عجیب کیفیت پائے گا۔

بعض آثار و خواص نقشہ نعل شریف

علّامہ محدث حافظ تلمسانی کتاب فتح المتعال فی مدح خیر النعال میں فرماتے ہیں کہ اس نقشہ شریف کے منافع ایسے کھُلم کھلا ہیں کہ بیان کی حاجت نہیں منجملہ اُن کے ابو جعفر کہتے ہیں کہ میں نے ایک طالب علم کے لئے نقشہ بنوا دیا تھا وہ میرے پاس ایک روز آ کر کہنے لگا کہ میں نے شب گزشتہ میں اس کی عجیب برکت دیکھی کہ میری بی بی کے اتفاقاً ایسا سخت درد ہوا کہ قریب بہ ہلاکت ہوگئی۔ میں نے یہ نقشہ شریف درد کی جگہ رکھ کر عرض کیا کہ یا الٰہی! مجھ کو صاحبِ نعل شریف کی برکت دکھلایئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت شفاء عنایت فرمائی۔ قاسم بن محمد کا قول ہے کہ اس کی آزمائی ہوئی برکت یہ ہے کہ جو شخص اس کو تبرکاً اپنے پاس رکھے ظالموں کے ظلم سے دشمنوں کے غلبہ سے، شیطان سرکش سے،

حاسد کی نظرِ بد سے امن وامان میں رہے اور اگر حاملہ عورت درد زہ کی شدت کے وقت اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں رکھے بفضلہ تعالیٰ اس کی مشکل آسان ہو شیخ ابن حبیب الفہری روایت فرماتے ہیں کہ ان کے ایک دُمل نکلا کہ کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تھا نہایت سخت درد ہوا کسی طبیب کی سمجھ میں اس کی دوا نہ آئی۔ انہوں نے یہ نقش شریف درد کی جگہ رکھ لیا معاً ایسا سکون ہو گیا کہ گویا کبھی درد ہی نہ تھا ایک اثر خود میرا (یعنی صاحب فتح المتعال کا) مشاہدہ کیا ہوا ہے کہ ایک بار سفر دریائے شور کا اتفاق ہوا۔ ایک دفعہ ایسی حالت ہوئی کہ سب ہلاکت کے قریب ہو گئے کسی کو بچنے کی اُمید نہ تھی۔ میں نے یہ نقشہ ناخدا کے پاس بھیج دیا کہ اس سے توسل کرے۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے عافیت عطا فرمائی اور محمد الجزریؒ سے منقول ہے کہ جو شخص اس نقش شریف کو اپنے پاس رکھے خلائق میں مقبول رہے اور پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہو اور یہ نقش شریف جس لشکر میں ہو اس کو شکست نہ ہو اور جس قافلے میں ہو لوٹ مار سے محفوظ رہے جس اسباب میں ہو، چوروں کا اس پر قابو نہ چلے جس کشتی میں ہو، غرق سے بچے اور جس حاجت میں اس سے توسل کریں وہ پوری ہو۔ یہ تمام مضامین کتاب القول السدید فی ثبوت استبراک نعل سید الاحرار والعبید سے نقل کئے گئے ہیں اور کتاب المرتجی بالقبول فی خدمۃ قدم الرسول میں علمائے محققین وصلحائے معتبرین سے بہت آثار وخواص وحکایات نقل کئے ہیں جس کو شوق ہو دیکھ لے۔ اب چند اشعار شوقیہ مع ترجمے کے لکھے جاتے ہیں کہ ان کو پڑھ کر سمجھ کر اپنے شوق ومحبت کو بڑھا دیں۔

قَالَ الْاِمَامُ اَبُوالْخَیْرِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ الْجَزَرِیُّ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ

يَا طَالِبًا تِمْثَالَ نَعْلِ نَبِيِّهٖ

اے طلب کرنے والے نقش نعل شریف اپنے نبی کے

هَا قَدْ وَجَدْتَ اِلَى اللِّقَآءِ سَبِيْلًا

آگاہ ہو جا تحقیق پالیا تو نے اس کے ملنے کا راستہ

فَاجْعَلْهُ فَوْقَ الرَّاْسِ وَاخْضَعْ لَهٗ

پس رکھ اس کو سر پر اور خضوع کر اس کے لیے

وَتَغَالَ فِیْهِ وَاَوْلِهِ التَّقْبِیْلَا

اور مبالغہ کر خضوع میں اور پیاپے اس کو بوسے دے

مَنْ یَّدَّعِی الْحُبَّ الصَّحِیْحَ فَاِنَّهٗ

جو شخص دعوی کرے سچی محبت کا پس بے شک وہ

یُثْبِتُ عَلٰی مَا یَدَّعِیْهِ دَلِیْلَا

قائم کرتا ہے اپنے دعوی پر دلیل کو

عَنِ السَّیِّدِ مُحَمَّدِ الْحِجَازِی الْحُسَیْنِیِّ الْمَالِکِی

لَمَّا رَأَیْتُ مِثَالَ نَعْلِ الْمُصْطَفٰی

جب دیکھا میں نے نقشہ نعل شریف حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا

اَلْمُسْنَدَ الْوَضْعِ الصَّحِیْحِ مُعَرَّفَا

جس کی وضع سند صحیح سے بتلائی ہوئی ہے

فَمَسَحْتُ وَجْهِیْ بِالْمِثَالِ تَبَرُّکًا

تو میں نے مل لیا اپنے چہرے پر اس نقشے کو واسطے برکت کے

فَشُفِیْتُ مِنْ وَقْتِیْ وَکُنْتُ عَلَی الشَّفَا

سو مجھ کو اسی وقت شفا ہو گئی حالانکہ میں قریب بہلاکت ہو گیا تھا

وَظَفِرْتُ بِالْمَطْلُوْبِ مِنْ بَرَکَاتِهٖ

اور پہنچ گیا میں مطلب کو اس کی برکتوں سے

وَوَجَدْتُّ فِیْهِ مَا اُرِیْدُ مِنَ الصَّفَا

اور پایا میں نے اس میں جو کچھ میں چاہتا تھا صفائی سے

سوال :- خاکسار کا قصد ہے کہ محض نقشہ نعل شریف جو زادُ السعید میں شامل ہے علیحدہ طبع کرا کے افادۂ عام کی غرض سے صاحبانِ ضرورت کو تقسیم کر دوں۔

الجواب :- تجربہ و تامّل سے اس کا انجام عوام کے لئے اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ بہت جلد غلو و بدعت میں مُبتلا ہو جائیں گے۔ مجھ کو زادُ السعید میں شائع ہونا بھی مصلحت معلوم نہیں ہوا۔ مگر خیر وہ ایک کتاب ہے اس میں عبارت میں موجود ہے۔ اس سے انسداد مفسدہ کا ممکن ہے اور صرف نقشہ کی اشاعت میں غُلو کا احتمال زیادہ ہے۔ فقط ؛

پھر رنگون کے بعض دولت مند مسلمانوں نے نیلُ الشفا میں یہ نقشہ اور اس کے فضائل اور خواص اور طریقِ توسّل دیکھ کر نعلِ مُبارک کے نقشے کو علیحدہ کاغذ پر بہت خوبصورت اور خوش وضع چھپوایا اور نقشۂ نعلِ مُبارک پر کچھ عبارتیں اور کلماتِ مُتبرکہ بھی چھپوا دیئے۔ اس پر بعض اہلِ علم اور درد مندانِ شریعت کو کچھ شبہات پیش آئے اور اہلِ افراط و تفریط کی جانب سے نامناسب لہجہ میں خدشات کا اظہار کیا گیا۔

کسی بُزرگ نے ان شُبہات و خدشات کو بصورتِ سوال لکھ کر حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ کی خدمتِ بابرکت میں بھیج دیا۔ حضرت مولانا نے ۱۳۴۱ھ میں اس سوال کا جواب ارشاد فرمایا تھا وہ النور نمبر ۹ جلد سوم بابت محرم ۱۳۴۲ھ کے صفحہ نمبر ۹ میں شائع ہو چکا ہے اور اس کے متعلق مفصّل خط و کتابت اور مکرّر سوال و جواب کی تفصیل رسالۂ اتمام المقال فی بعض احکام التمثال ـــــ میں مستقلاً شائع کر دی گئی ہے جس کا خلاصہ اور نتیجہ حضرت ہی کے الفاظ میں نقل کیا جاتا ہے۔

یہ تو طالب علمانہ کلام ہے جس میں جانبین کو بہت وسعت ہے۔ ہر جواب پر شُبہ اور ہر شبہ کا جواب ہو سکتا ہے۔ لیکن شیخ شیرازی کا ارشاد یاد آتا ہے ؎

ندانی کہ مارا سرِ جنگ نیست ۔۔۔ دگرنہ مجالِ سُخن تنگ نیست

اس لئے مناظرانہ کلام کو بند کر کے ناظرانہ عرض کرتا ہوں کہ گو احتیاطی تحریرات میں ہمیشہ شائع کرتا رہا۔ چنانچہ مکتوباتِ خیرت کے حصّہ سوم بابت ۱۳۲۳ھ کے صفحہ ۱۵ میں بھی ایک صاف مضمون ہے، مگر مسئلہ میں تردّد نہ ہوا تھا۔ پھر اس کے ساتھ عوام

کے انطباق اھواء سے جس سے میرا ذہن خالی تھا مصالح دینیہ اسی کو مقتضی ہیں کہ بحکم دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَالَا يُرِيْبُكَ (الحدیث) اپنے رسالہ نیلُ الشّفاء سے رجوع کرتا ہوں اور کوئی درجہ تسبب للضرر کا اگر واقع ہو گیا ہو اس سے استغفار اور کسی عاشق صادق کے اس فیصلہ کا استحضار اور تکرار کرتا ہوں ؎

علی اننی راض بان احمل الھوی واخلص منہ لا علی ولا لیا

والسلام ———

: اگر ممکن ہو کم از کم اس مضمون کو مکملاً یا ملخصاً جلدی شائع فرما دیں پھر خواہ مستقلاً وھو اولیٰ ——— یا اخبار میں۔

۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ

اشرف علی ———

ضروری توضیح

حضرت اقدس حکیم الامت مولانا تھانوی مدظلہ کے رسالہ نیلُ الشفاء سے اس اعلان رجوع کا مطلب یہ ہے کہ رسالہ نیلُ الشفا سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ نقشہ نعل شریف سے استبراک و توسل کی مسلمانوں کو تلقین و ترغیب اور نقشہ کی تشہیر و اشاعت کی تحریص مقصود ہے۔ اب حضرت مولانا دام فیضہم نے عوام کے تجاوز عن الحد اور غلو کو مدنظر رکھ کر استبراک و توسل کی ترغیب اور تشہیر و اشاعت کی تلقین سے رجوع فرما لیا ہے۔ رہا کسی عاشق صادق اور مجذوب محبت کا والہانہ طرز عمل تو وہ بجائے خود مذموم نہیں بلکہ مسکوت عنہ ہے۔ اسی طرح نفس مسئلہ میں تردد پیدا ہو جانے کا جو ذکر ہے اس کا حاصل بھی بجائے جزم جواز سابق کے عدم جزم جواز ہے نہ کہ جزم عدم جواز۔ پس عشاق پر طعن نہ کیا جائے۔ حضرت مولانا کے اعلان رجوع سے کوئی غلط فہمی نہ ہو۔ اس نظریہ سے یہ ضروری توضیح کر دی گئی اور حضرت مولانا کی اجازت سے شائع کی گئی۔

(مفتی) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ——— دہلی۔

قَالَ فِی التُّحْفَۃِ الرَّسُوْلِیَّۃِ

ہر کہ بقرطاس مثالش کشد | تاج وش آں را بسرِ خود نہد
فتح و ظفر یابد و گردد عزیز | نورِ دل افزاید و عقل و تمیز
آتشِ سوزندہ نسوزد ورا | سوزنِ سیلاب ندوزد ورا
از ہمہ آفات سلامت بود | روزِ قیامت بکرامت بود
وانکہ بخانہ نہدش باادب | غم رود از خانہ و آید طرب
ہر کہ بہ بیند بدلش بر نہد | شجرۂ امید ورا بر دہد
می کشم ایں جا بہ تبرک مثال | تا شود ایں نسخہ گرامی مقال

ضروری عرض

اس نقشہ شریف کو ادب و احتیاط سے رکھیں مگر ایسا غلو نہ کریں کہ خلافِ شرع کوئی بات ہو جائے اور اس کو وسیلۂ برکت و محبت سمجھیں۔ یہ نہیں کہ تمام احکام دین و اعمال خیر کو رخصت کر کے اس پر اکتفا کریں۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْہُدٰی۔

ضروری توضیح و تنبیہ متعلقہ رسالہ
نَیْلُ الشِّفَا بِنَعْلِ الْمُصْطَفٰی ﷺ

بعد الحمد و الصلوٰۃ رسالہ نیل الشفاء میں سے نقشِ نعلِ مبارک اور طریقِ توسل کو بعض حضرات نے مستقل شائع کرنا چاہا اور حضرت مصنف دامت برکاتہم سے اس کی اجازت چاہی تو حضرتِ والا نے اس سے منع فرمایا۔ یہ خط اور جواب، مکتوبات خیرت حصہ سوم سے نقل کیا جاتا ہے۔

ھٰذَا مِثَالُ نِعَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

یوسف جاوید تحریر نمود

خوشخبری
علماء، صلحا، طلباء اور ائمۂ مساجد کے لئے
سال بھر کے خطبات
حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی
کے سال بھر کے لئے تسہیل شدہ باون خطبات
تسہیل المواعظ
(دو جلدوں میں)
حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہٗ نے اپنے تقریباً ساڑھے تین سو مواعظ میں سے انتخاب کرکے ایسے
باون ۵۲ مواعظ کو چنا جن میں خاص طور پر عام اہل اسلام مرد عورتوں کی دینی اور خانگی اصلاح کے مضامین
ہیں۔ اور ایک عالم سے انکی تسہیل کرائی اور پھر انکی تسہیل پر خود بھی اصلاح فرمائی۔ چنانچہ ان تسہیل شدہ مواعظ
کی نسبت خود تحریر فرماتے ہیں ـــ احقر کے مواعظ میں بعضے مضامین خاص اہل علم کے سمجھنے کے تھے
جن سے عوام کو دل تنگی ہوتی تھی پس ہر وعظ میں سے ایسے مضامین میں سے بعض کو کم کردیا گیا۔ بعض کو
بیحد سہل کردیا گیا۔ یہ عوام کے لئے نہایت کارآمد ہوگا ....."
"احقر کا مشورہ ہے کہ مثل بہشتی زیور کے کوئی گھر اس سے خالی نہ
رہنا چاہیئے اس کا نفع گھر والوں کی درستی میں بہت جلد آنکھوں سے
نظر آجائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ" ـــ فقط کتبہ اشرف علی اوائل محرم ۱۳۴۵ھ
صفحات تقریباً چودہ سو ۱۴۰۰ عمدہ کتابت و طباعت دو خوبصورت جلد۔ قیمت ۱۲۰/- روپے
پانچ سیٹ کے آرڈر پر ایک سیٹ مفت حاصل کریں۔ بذریعہ کارڈ فوری حاصل کریں
ملنے کا پتہ: ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ پوسٹ بکس نمبر ۱۳۳ ریلوے روڈ ملتان

دراثبات حیاتِ بابرکاتِ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات

تالیف

حجۃ الاسلام آیۃ من آیات اللہ حضرۃ مولانا محمد قاسم نانوتوی

نور اللہ مرقدہٗ المتوفی ۱۲۹۷ھ

باھتمام :۔ محمد اسحاق عفی عنہ

قیمت : ۳۳ روپے

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ

ریلوے روڈ ، ملتان ، پاکستان